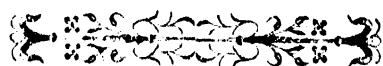


UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224109

UNIVERSAL
LIBRARY

تہذیب الاخلاق



جلد چہارم

یابست سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ہجری



مطبعة — مطبع علیگٹہ انسٹیٹیوٹ پریس



بাহتہام حافظ عبدالرزاق

سنہ ۱۲۹۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۳ ع

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

اُن صاحبوں کو جن کے پاس تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۹۰ ہجری جمع ہی مناسب
ہی کہ اب اُس کو ایک جلد میں متجدد فرمالیں اور یہہ ہو ورقہ جس میں پہلا ورق
بطور تئیتل پیچ کے ہی اور دوسرے ورق پر فہرست مضامین ہی اُس جلد کے اول لکادیں
تاکہ وہ سب پوچے بصورت کتاب بن جاویں اور فہرست سے مضامین کا نکالنا جب چاہیں

آسان ہو جائے *

*

فہرست مضامین تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

فہرست

مضامین تہذیب الاخلاق بابت سنہ

۱۲۹۰ ہجری

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۱۳۱	دیویر یعنی غرور اور حالات سال گذشتہ یعنی سنہ ۱۲۸۹	...	۲
۱۳۲	ہجری کے عقاید سریم مذہب الاسلام متعلق	سید احمد	۱۰
۱۳۳	چہ صفات باری جل جلالہ ... مسئلہ چہر و اختیار	سید احمد	۱۱
۱۳۴	گذرا ہوا زمانہ یعنی خواب ایک بچہ کا جس نے اپنے تئیں خواب میں بدھا دیکھا اور گذرا ہوا	...	۱۵
۱۳۵	زمانہ یاد کیا دارالعلوم مسلمانان کی نسبت متحافین کے کیدوں کی تصریح	سید احمد	۱۸
ایضاً	نقل خط موصوم علی خاں صاحب	*	۲۵
۱۳۶	تبک و تکرار	سید احمد	۲۵
۱۳۷	تدابیر ترقی مسلمانان از جانب گورنمنٹ ممبہارت انگریزی	سید مہرود	۲۸
۱۳۸	مذہب قوموں کی پیروی	سید احمد	۳۸
۱۳۹	سوال و جواب نسبت حدیث من تشبہ بقوم فهو منهم	سید احمد	۴۰
۱۴۰	سفارت و گدائی	منشی غلام مصدق	۴۱
۱۴۱	خط مظہر انتہق معہ جواب مولوی مہدی علی صاحب	مولوی مہدی علی	۴۲
۱۴۲	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم	سید احمد	۴۶
۱۴۳	جلسہ عظیم آباد پنڈہ درباب	...	۵۰
۱۴۴	خط بنام ایدیت شمس الاخبار مدراس در تردید مضامین حیدر آبادی نسبت مدرسۃ العلوم	سید احمد	۵۹
*	رونداد اجلاس کمیٹی نسبت	...	۶۰
۱۴۵	قریب و درستی کتاب عزت	سید احمد شامک نمبر	۶۲
۱۴۶	موجودہ تعلیم و تربیت کی شبیہ	مولوی مہدی علی	۶۵
۱۴۷	مسجد میں جوتا پہنے نماز پڑھنا	مولوی مہدی علی	۶۷

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۱۳۸	جواب شبہات مولوی علی بخش خان صاحب نسبت مدرسۃ العلوم	سید احمد	۷۰
۱۳۹	تدبیر چندہ مدرسۃ العلوم در لندن	سید احمد	۷۷
۱۴۰	امید کی خوشی	سید احمد	۸۲
۱۴۱	عربی مدرسہ دیوبند اور مسلمانوں کا جھوٹا دعویٰ دینداری	سید احمد	۸۳
۱۴۲	مضامین کتاب الرحلۃ	مولوی مہدی علی	۸۷
۱۴۳	ترقی تعلیم مسلمانان	سید احمد	۹۳
۱۴۴	احسان عام	مولوی چراغ علی	۹۶
۱۴۵	رونداد مجلس خزنتۃ البضاعۃ	سید احمد	۱۰۱
۱۴۶	مکاتیب مولوی مہدی علی بنام کاشف الغطا و کشف حقیقت	مولوی مہدی علی	۱۰۲
۱۴۷	مہمان و میزبان	منشی مشتاق حسین	۱۰۶
۱۴۸	رونداد سب کمیٹی علیگندہ	مولوی محمد سمیع اللہ خاں	۱۱۲
۱۴۹	یازدہ مسائل جنہیں سید احمد اور مولوی مہدی علی متفق ہیں	...	۱۲۲
۱۵۰	تکفیر مسلمانان	...	۱۲۲
۱۵۱	رونداد سب کمیٹی کانگڑہ	منشی احمد شاہ	۱۳۱
۱۵۲	رونداد کمیٹی خزنتۃ البضاعۃ معہ	...	۱۳۲
۱۵۳	مسودہ قواعد سکونت	سید احمد	۱۳۲
۱۵۴	اکچر مسلمانوں کی گذشتہ و موجودہ اور آئندہ تہذیب پر	مولوی مہدی علی	۱۳۸
۱۵۵	اکچر رسم و رواج کی اصلاح پر	سید احمد	۱۵۸
۱۵۶	شیعہ مذہب کی روایت اہل کتاب کے ساتھ کھانا جائز ہونے میں	مولوی مہدی علی	۱۶۶
۱۵۷	رونداد سب کمیٹی مرزا پور	منشی محمد اکرام حسین	۱۶۶
۱۵۸	رونداد سب کمیٹی علیگندہ	مولوی محمد سمیع اللہ خاں	۱۷۲
۱۵۹	رونداد صدر سب کمیٹی پنجاب	*	۱۸۲
۱۶۰	رونداد انجمن پنجاب جس میں سید احمد خاں کو اقریس دی گئی	*	۲۰۲
۱۶۱	رونداد کمیٹی خزنتۃ البضاعۃ درباب لینے زمین کے مدرسۃ العلوم کے لینے	*	۲۰۸
۱۶۲	عربی مدرسہ دیوبند اور تقریر مولوی محمد قاسم صاحب درباب ضرورت تعلیم عام جدیدہ	*	۲۰۹

حساب جمع خرچ پرچہ تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری *

باقیات سابق بتحویل منیجر اسرائیل
۱۱/۹ پائی

آمدنی زر چندہ از ممبران باقیات

سنہ ۱۲۸۹ ہجری *

جناب حضرت مولوی سید امداد علی صاحب بابت
سنہ ۱۲۸۹ ہجری

آمدنی سالانہ از خریداران اخبار *

صفدر حسین خان صاحب ناظر عدالت گورکھ پور بابت
سنہ ۱۲۹۰ ہجری

محمد معصوم خان صاحب منصرم عدالت گورکھ پور
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

منشی محبوب مسیح صاحب از بندر ابن ابتدای
سنہ ۱۲۸۷ ہجری لغایت آخر سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مرزا جلال الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت دیوانی
بنارس بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

حافظ فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

مولوی عبدالستار صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

منشی غلام حسین صاحب صوبہ دار رجعت ۲۸ پنجابی
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

حافظ محمد حسین صاحب از اجمیر بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری
منشی محمد مسعود شاہ خان صاحب منصرم منصفی
ہائرس بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

محمد امین الدین خان صاحب سب انسپکٹر ڈاکخانجات
فتحپور ہنسوا بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

مولوی رکن الدین احمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس
گورکھ پور بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

منشی محمد یسین صاحب سکرٹری محمڈن امپرومنٹ
ایسوسی ایشن کشن گڑھی ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷
لغایت آخر سنہ ۱۲۹۰ ہجری

مولوی شیخ محمد صاحب از محکمہ بندوبست اعظم گڈہ
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

نصیر الدین احمد صاحب از کلکتہ بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری
منشی سبکان حیدر صاحب سب ڈپٹی کلکٹر ڈائنکج
ضلع لوہار ڈگہ بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

ضلع لوہار ڈگہ بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

منشی حافظ مجتبی کریم صاحب داروغہ صفی شہر
بنارس بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

سید محمد نورالحسین صاحب منصف مقام آرا ضلع
شاہ آباد بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

مولوی احمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول وزیر آباد
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

راجہ شنبہو نراین سنگھ بہادر راجہ بنارس بابت
سنہ ۱۲۹۰ ہجری

لالہ کرلیشر پرشاد صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس
ابتدای سنہ ۱۲۸۹ ہجری لغایت آخر سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مولوی عبیداللہ صاحب عبیدی پروفیسر عربی و انگریزی
ہوگلی کالج بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

نواب احمد اللہ خان صاحب پٹرول پرمٹ از ہردا بابت
سنہ ۱۲۹۰ ہجری

مولوی محمد کریم بخش صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر
بہادر کونج ضلع جالون بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری
سید غلام حیدر خان صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر
بہادر لکھ پور کھیڑی بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

شیخ فخر الدین احمد صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول
نوسنگپور بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

منشی اودہ بہاری لعل صاحب پیشکار کلکٹری بنارس
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

گورنمنٹ رپورٹران دی رنیکولر پریس آف اپر انڈیا
ابتدای سنہ ۱۲۸۹ لغایت آخر سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مولوی انوار الحق صاحب وکیل عدالت دیوانی مراد آباد
بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

سید عطاء اللہ خان صاحب از ناگپور بابت بقیہ
سنہ ۱۲۹۰ ہجری

پادری ایم اے شیرنگ صاحب ایم اے بابت
سنہ ۱۲۹۰ ہجری

سی جی لایل انڈر سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و
شمالی ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت آخر
سنہ ۱۲۹۰ ہجری

جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست
پٹیالہ بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

محمد یسین صاحب از بنگلور ابتدای سنہ ۱۲۸۷ لغایت
سنہ ۱۲۸۸ ہجری

محمد اکرام اللہ خان صاحب از دہلی بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری
خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب انسپکٹر پولس پونا
بابت بقیہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری

منشی محمد رعایت حسین صاحب محافظ دفتر عدالت
دیوانی بنارس بابت سنہ ۱۲۹۰ ہجری

... ..

... ..

... ..

مولوي سيد محمد ابو سعيد صاحب از پنده ابتدای	لاله چنې لعل صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت
شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت آخر سنه ۱۲۹۰ هجری ...	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
نواب محمد محمود علي خان صاحب بهادر از رامپور	مولوي عمیدالله صاحب وکیل هائی کورٹ بابت
ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ هجری آخر سنه ۱۲۹۰ هجری	سنه ۱۲۸۹ هجری ...
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نایب نیکمیلدار علیگنده	بابو محمد شایق صاحب سب استنٹ سرجن گورکھ پور
بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...
خواجه احمد حسن صاحب انسپکٹر پولس شاهجهانپور	منشی محمد عبدالستار صاحب وکیل عدالت گورکھ پور
بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...
منشی شمیخ احمد مقبہ صاحب از بمبئی بابت	سید محمد علي صاحب سرشته دار اجلاس خاص مهاراجه
سنه ۱۲۹۰ هجری ...	پتیاله بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...
منشی عین الحق صاحب نایب صدر منصرم بندوبست	شمیخ فخرالدین صاحب نایب صدر عدالت پتیاله بابت
گوندہ منجمله قیمت بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
حضور عالی جناب مهاراجه صاحب بهادر بنارس	مولوي عبدالواسع صاحب مدرس لور اسکول دیواری بابت
کاشی نریش دام اقباله ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
لغایت آخر سنه ۱۲۹۰ هجری ...	لاله چهنون لعل صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس بابت
ظهیرالدین محمد ابوالعلی صاحب از رنگ پور ابتدای	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	خواجه مولوي فضل احمد خان صاحب دیتی کلکتر بهادر
منشی محمد ذکاءالله صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد	بامدا بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...
بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	سید عبدالحمید صاحب وکیل عدالت کانپور بابت
مولوي زین العابدین صاحب وکیل عدالت مین پوری بابت	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
سنه ۱۲۹۰ هجری ...	شمیخ الطاف حسین صاحب از کانپور بابت سنه ۱۲۹۰ هجری
رای بهادر پنڈت دھرم ناراین صاحب بهادر میر منشی	سید میر بادشاہ صاحب منصف غازیپور بابت
رزیدنسی اندور بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
مولوي نور الحق صاحب مدرس عربی مشن اسکول	منشی بحال سنگه صاحب سرشته دار نیابت عدالت
گورکھ پور بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	صدر دیوانی پتیاله بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...
منشی حشمت حسین صاحب از مظفر پور ضلع ٹرہٹ	مولوي عبدالقدیم صاحب سب آرڈینٹ جج آگرہ بابت
منجمله قیمت بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
محمد عبدالمجیب صاحب سکرتري کتب خانہ زمرد احباب	سید اقبال علي صاحب وکیل عدالت پرتابگنده بابت
بنگلور بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
هائی اسکول لودھیانہ از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	مولوي سید اکرام علي صاحب از کوتله علاقہ فیروزآباد بابت
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
هائی اسکول لودھیانہ منجمله قیمت بابت	مولوي وارث علي صاحب از الہ آباد بابت سنه ۱۲۹۰ هجری
سنه ۱۲۹۰ هجری ...	منشی عبداللطیف صاحب رائٹر کمسریٹ اکرامن آفس
مرزا حشمت بهادر صاحب از قصبہ ٹیکاری ضلع گیا	مدراس بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...
بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	مولوي احمد حسین صاحب از حیدرآباد دکن ابتدای
شمیخ محمد کریم صاحب عطا زمیندار اعظم گنده بابت	سنه ۱۲۸۷ هجری لغایت آخر سنه ۱۲۹۰ هجری ...
سنه ۱۲۹۰ هجری ...	منشی اجودھی پورشاد صاحب سب آرڈینٹ جج سہارنپور
خان بهادر محمد حیات خان صاحب سی ایس آئی	ابتدای شوال ۱۲۸۷ لغایت آخر سنه ۱۲۹۰ هجری
استنٹ کمشنر بهاکسو ضلع کانگڑہ بابت	نواب محمد نقی علي خان صاحب از کاکوری ضلع
سنه ۱۲۹۰ هجری ...	لکھنؤ بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...
سید فیض الحسن صاحب اورسیر از دپال پور بابت	مولوي سید محمد صاحب از جونپور بابت سنه ۱۲۹۰ هجری
سنه ۱۲۹۰ هجری ...	منشی محمد سلطان خان صاحب دیتی مجسٹریٹ
منشی محمد عبداللہ صاحب مدرس جے ناراین کالج	نہر گنگ دیویزن میرٹھہ بابت سنه ۱۲۹۰ هجری
بنارس بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	منشی غلام محمد صاحب از بمبئی بهوسارواڑہ بابت
سید حسن عسکری صاحب سرشته دار کلکتری بہاکل پور	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
بابت سنه ۱۲۹۰ هجری ...	مولوي سید امیر حیدر صاحب از بانکپور بابت
منشی سید ابراہیم حسینی صاحب از بنگلور ابتدای	سنه ۱۲۹۰ هجری ...
شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۸ هجری ...	راجہ جیکشنداس صاحب بهادر سی ایس آئی بابت
	سنه ۱۲۹۰ هجری ...

لحم	مولوي امين الدين صاحب وكيل عدالت ديواني بنارس
لحم	بابت سال تمام سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	منشي محمد رعايت حسين صاحب محافظ دفتر عدالت
لحم	ديواني بنارس بابت سال تمام سنه ۱۲۹۱ هجري
لحم	راجہ شنبهو نرائين سنگه بهادر راجہ بنارس بابت سال
لحم	تمام سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	مولوي سيد امير حيدر صاحب از بانکے پور بابت سال
لحم	تمام سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	راجہ جیکشن داس بهادر سي ايس آئي بابت سال تمام
لحم	سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	سيد جعفر حسين صاحب وكيل عدالت ديواني بنارس
لحم	بابت سال تمام سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	نواب علي محمد خان صاحب جھجروالہ از لودھیانہ
لحم	بابت سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	مرزا حشمت بهادر صاحب از قصبہ ٹیکاري ضلع گيا
لحم	بابت سال تمام سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	مولوي سيد زين العابدين صاحب وكيل عدالت مین پوري
لحم	بابت سال تمام سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	تھاکر گر پرشاد سنگه صاحب رئیس بیسوان بابت
لحم	سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	جناب عالي خليفه سيد محمد حسن صاحب وزير اعظم
لحم	رياست پٹيالا بابت سال تمام سنه ۱۲۹۱ هجري
لحم	راجہ جگت سنگه بهادر از تاج پور بابت سال تمام
لحم	سنه ۱۲۹۱ هجري ...
لحم	مولوي سيد محمد ابو سعيد صاحب از پٹنہ بابت سال
لحم	تمام سنه ۱۲۹۱ لغایت ۱۵ صفر سنه ۱۲۹۲ هجري
لحم	۱۸
لحم	مولوي فخرالدين خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس
لحم	بدایوں بابت سال تمام سنه ۱۲۹۱ هجري ..
لحم	۱۵/۹ پائي
لحم	میزان کل ۱۵/۹ پائي
لحم	میزان کل ۱۲۹۰ هجري *
لحم	خرید کاغذ از لندن معہ اخراجات کرایہ جہاز و ریل وغیرہ
لحم	۱۸

لحم	أجرت چھپائي معمولي ..
لحم	بابت کام زاید کي بطور تھیکہ
لحم	أجرت چھپوائي ٹکٹ نامونکي جو لفافہ پر لگائي
لحم	جائي هيں ...
لحم	أجرت چھپوائي خطوط بنام خریداران بطلب زر چندہ
لحم	محصول خطوط و تقسيم پرچہ تہذيب الاخلاق معہ محصول
لحم	آمد رفت صندوقهای پرچہ مذکور از علیگڈہ و بنارس
لحم	۱۰
لحم	چار عدد الماري واسطے رکھنے تہذيب الاخلاق کے
لحم	مہر جس سے نمبر رجسٹري لفافہ پر چھاپہ جاتا ہی
لحم	تیسبندی پرچہای سنه ۱۲۸۹ هجري ...
لحم	تنخواہ مقرر معمولي بابت یک سال ...
لحم	تنخواہ مقرر جدید من ابتدای ۲۲ فروري سنه ۱۸۷۳ ع
لحم	لغایت آخر جنوري سنه ۱۸۷۳ ع
لحم	۱۲
لحم	واضع هو کہ یہہ مقرر جدید تہذيب الاخلاق اور کمیٹی
لحم	مدرسہ مسلمانان دونونکا کام کرتا ہی مگر اسکي کل
لحم	تنخواہ تہذيب الاخلاق کي حساب میں اسلامیہ
لحم	قادی گئی ہی کہ کمیٹی مدرسہ مسلمانان میں
لحم	کفایت هو اور امید ہی کہ ممبران تہذيب الاخلاق
لحم	اسکو نا پسند نفرماویں گے
لحم	أجرت چھپوائي پرچہ حساب ...
لحم	۱۲
لحم	میزان کل ۱۲/۳ پائي
لحم	باقی بتکویل منیجر
لحم	۱۲/۳ پائي
لحم	جن لوگوں کا چندہ تاریخ پندرھویں ذی الحجہ سنه ۱۲۹۰ هجري
لحم	کے بعد آیا ہی وہ سنه ۱۲۹۱ هجري کي حساب کے ساتھ
لحم	چھاپا جاوے گا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم [یکم محرم الحرام ۱۲۹۰ھ ۱۲۰۴ھ نبوی] نمبر ۱

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی سٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ مایگا اور اُس کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

ضمون نمبر ۲۰۳

اختتام سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری

و

شروع سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری

شکر خدا کا کہ نواسی سنہ ۱۲۸۹ ہجری — ہمارے اس پرچہ کر جاری ہوئے سرا دو برس ہوئے — ہم کو خیال کرتا چاہیئے کہ پچھلے سال میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم و تہذیب میں کیا کچھ ہوا اور ہمارے اس پرچہ نے کیا کیا اور لوگوں نے اس کو کیا کیا اور ہمارے قلم سے کیا کیا؟

حال خود و یاران خود

ہمارے اور ہماری قوم کے حال پر حافظ کا یہ شعر بالکل ٹھیک ہی بدم گفتی و خورسندم مفاک اللہ نیکو گفتی

جواب تلخ می زبید لب امل شکر خارا

پرانے دل بعضے تو ہم کو برا کہتے کہتے ٹھنڈے ہو گئے اور بعضے مہربان اب اُڑ نئے دل جوش پر ہیں اور ہم کو برا کہنے پر نہایت تیز زبان مگر ہمارا دل اپنے کام سے ٹھنڈا نہیں ہی ہم کو دھی جوش محبت و ہمدردی اپنی قوم کے ساتھ ہی اُنکی دین دنیا کی بھلائی اور تہذیب و شایستگی کی دن رات فکر ہی اُن کے غصہ سے ہم کو رنج نہیں اُن کی سخت نلامی کا ہم کو غم نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ نہیں سمجھتے — جو کچھ کہہ رہے ہیں ہم جب ہی سے جانتے تھے جب کہ وہ نہ کرتے تھے *

من مہد تو سخت مست میدانستم

بشکستن آن درسا میدانستم

ہر دشمنی اے دوست کہ بامن کردی

آخر کردی نفسا میدانستم

ہم کو پچھلوں کے حالات سے اور خود اپنے دادا محمد رسول اللہ صائم کے حالات سے بالکل تسلی ہی ہم دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے عام بھلائی پر کمزور باندھی اور عام برائی کا دور کرنا چاہا اور اپنی قوم کی بہتری اور بہبود میں کوشش کی تو اُنکو دنیا کے ہاتھ سے اور بالخصوص اپنی قوم کے ہاتھ سے کیا ملا — کوئی سولی دیا گیا کوئی اڑ سے چیرا گیا کوئی جلا وطن کیا گیا پس ہم کو جو اپنی قوم کے ہاتھ سے ہوتا چاہیئے تھا اُسکا دروڑاں حصہ بھی ابھی نہیں ہوا * ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قوم نے ہم سے کیا کیا؟ کچھ نہیں کیا بہت کیا تو یہ کیا کہ دوچار خط گمنام سب و دشنام کے لکھ

بھیجے ہمارے شکر کیا کہ ہمارا تو کچھ نہیں بگڑا اور اُنکا دل ٹھنڈا ہو گیا *

اس سے زیادہ کسیک غصہ آیا اور کوئی اخبار نویس بھی اتفاق سے اُنکا درسہ ہوا یا دو پتھر اور ایک کات کی تل اُنکے ہاتھ میں ہوئی تو اُنہوں نے اپنے دل کے غصہ کو جھوٹ سے باتیں چھاپ کر یا چھپو اور ٹھنڈا کیا — ہم تو اس پر بھی راضی ہیں مگر اُس دن کا ہم کو اندوس ہی جبکہ وہ لوگ خود اپنی باتوں پر اندوس کرینگے اور سمجھینگے جو سمجھینگے *

ہم کو ملحد اور زندیق اور لا مذہب کہنا کچھ تعجب نہیں ہی کیونکہ ہماری قوم نے خدائے واحد ذوالجلال کے سرا باپ دادا کی رسم و رواج کو اور اپنے قدیمی چال چان کو دوسرا خدا مانا ہی اور پیغمبر آخر ازمان محمد رسول اللہ کے سرا اور بہت سے پیغمبر پیدا کیے ہیں کتاب اللہ کے سرا انسانوں کی بنائی ہوئی بہت سی کتابوں کو تراش بنایا ہی اور ہم اُس جھوٹے خدا اور فرضی پیغمبروں اور جعلی قرانوں کو ایسے ہی برباد کرنے والے ہیں جیسے ہمارے جد امجد ابراہیم اپنے باپ آذر کے بتوں کے توڑنے والے تھے ہم سچے خدائے واحد ذوالجلال کا جٹل اور سچے پیغمبر محمد رسول اللہ کی نبرت اور سچی کتاب اللہ کی اطاعت دنیا میں قائم کرنی چاہتے ہیں پھر وہ لوگ ہم کو ملحد و زندیق و لا مذہب نہ کہیں اور نہ سمجھیں تو کیا کہیں اور کیا سمجھیں کیونکہ ہم اُن کے خداؤں اور پیغمبروں اور قرانوں کو نہیں مانتے *

مگر طوطہ یہہ ہی کہ ہم کو کرسٹن بھی کہتے ہیں اور ہماری قوم کے ایک اخبار نویس نے چھاپا کہ ہم عیسائی ہو گئے اور ایک گرجا میں جا کر بیٹسما یعنی اصطباغ لیا — ہم کو اپنی قوم کے حال پر نہایت اندوس آیا کہ اب ہماری قوم کا یہہ حال ہو گیا ہی کہ ملائیم جھوٹ بولنے اور جھوٹ بات چھاپنے میں کچھ شرم و غیرت رہا نہیں آتی — قومی ہمدردی جو خدا کی ایک بڑی نعمت ہی خدا نے ہماری قوم کے دل سے کیسی مٹا دی ہی کہ اُس شخص کو یہہ بھی غیرت نہیں ہوئی کہ میں ایک مسلمان شخص کی نسبت کس دل اور غیرت سے ایسی جھوٹ بات چھاپ دوں — ان باتوں سے ہم کو بلحاظ اپنی ذات کے کچھ بھی رنج نہیں ہوتا مگر جو رنج اور غم اور اندوس ہوتا ہی وہ یہی ہوتا ہی کہ اندوس ہماری قوم پر خدائی کیسی خفگی ہی جو ایسی حالتوں میں گرفتار ہی رہنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر

لنا و ترحمنا المکرون من العاصریں *

کانپور سے ہم کو مختلف صورتوں میں عجیب عجیب آرازیں آتی ہیں جناب حاجی مراد سید امداد العالی صاحب قہقی کلکٹر بہادر نے جو رسالہ مایہود ہمارے پاس بھیجا ہی اُس میں یہہ مقبروں بطور مذہب لکھا ہوا ہی *

سر ہنرمناں کڑھی سے نیزہ پر چڑھائو لکھنؤ میں لانا چاہا تھا تو ہمارا دل ٹھنڈا ہو گیا اور سمجھ گئے کہ آل رسول کے قتل و قہر پر فتویٰ دینا اُن کا قدیمی پیشہ ہی *

مگر جو صاحب ہماری تکفیر کے فتویٰ لینے کو مکہ معظمہ تشریف لیگئے تھے اور ہمارے قہر کی بدولت اُن کو حج اہل نہیب ہوا اُن کے لئے ہونے والے فتوے کے دیکھنے کے ہم مشتاق ہیں —

بہ بیس کرامت بتفانہ مرا اے شیخ

کہ چوں خراب شود خانہ خدا گردد

سبحان اللہ ہمارا قہر بھی کیا قہر ہی کہ کسیکو حاجی اور کسیکو ہاجی اور کسیکو کافر اور کسیکو مسلمان بنانا ہی واللہ در من قال

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روید و در شور بزم خس

قوانم آنکہ نیازم اندرون نسی

حسود را چکنم کوز خود برونج درسد

اب ہمارے محبوب مہدی ملی اور ہمارے عزیز مشتاق حسین کا حال سنو — یہ ہم ہمارے دونوں دوست ایسے ہیں جنکا حال کچھ چھپا نہیں ہی مراد مہدی ملی کا علم اُسکی ذاتی خوبیاں اُسکی نیازی پٹاری باتیں اُسکی سچی ایمانداری اُسکی فصیح تقریر اس قابل ہیں کہ اگر ہماری قوم کے دلکی آنکھیں اندھی نہوتیں تو اُسکے نام سے نضر کیا کرتے *

منشی مشتاق حسین کی ذاتی نیکی اور نہایت سخی دینداری بے ریا عبادت سچی خدا پرستی غایت تشدد سے نماز و روزہ اور احکام شریعت کی پابندی جو درحقیقت بے مثل ہی اس لایق تھی کہ اگر ہماری قوم پر خدا کی خفگی نہوتی تو اُس سے مسلمانوں کو نضر سمجھتے *

مگر خدا نے ایسا اپنا غضب ہماری قوم پر نازل کیا ہی کہ ایک راے یا ایک مسئلہ یا ایک ادائی رسم و رواج کے اختلاف کے سبب ایک کو نہایت حقارت سے حواری جس سے اشارہ عیسائی کا دکھا ہی اور دوسرے کو ملاح کا خطاب دیا ہی کبریت نلمۃ تخرج من افواہم ان یقولوا الا کذباً مگر ہمارے ان دونوں دوستوں کو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اُنکو بعض سچائی اور دینداری کے یہ خطب اُنہی کی قوم سے ملے ہیں جنکی وہ بہتری چاہتے ہیں *

نیک باشی و بدت گوید خالق * بہ کہ بدباشی و نیک گزیند
بالیں ہمہ ہم خود اپنے مخالفوں کے نہایت مداح و ثنا خواں
ہیں اور دل سے اُنکی تعریف کرتے ہیں کیونکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن میں سے اکثر صرف حمیت اسلامی کے سبب اور بعض اپنی جبلت اور اپنی خلعتی سخی مزاجی اور کجرائی کے سبب ہماری مخالفت کرتے

”بعض اہالیان ہند نے واسطے دھوکا دینے حکام وقت کے اپنا طریقہ مذہبی اور لباس ملکی اور وضع قومی چھوڑ کر برخلاف اپنے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں اور ہم قوموں اور ہم پیشروں کے جانت اور بتلے پہنچا اور میز و کرسی پر بیٹھ کر چھوڑی کانٹے سے کھانا اور وہ ہیئت جر نصرانیوں کی ہی بنانا اس مراد سے اختیار کیا ہی کہ ہمکو حکام وقت جنکے لباس و طعام کی یہ وضع ہی اپنا مخلص اور مطیع اور پیور جانیں اور اُن کے معکومین ہمکو حکام کا ہمسر مانند صاحب لوگوں کے سمجھیں سر نتیجہ اُن کی خبیث طینت کا کہ مگر و دغا ہی یوں ظاہر ہی کہ اکثر حکام سرا فریبی دغا باز سمجھنے کے اُن کو کچھ اچھا نہیں جانتے ہیں اور اُن کی وضع اور چلن کو بالکل وسند نہیں کرتے ہیں اگرچہ بعض حکام ظاہر میں پادری منش اُنکی اس شکنی اس وجہ سے نہیں کرتے ہیں نہ خیال اُن کا یہ ہی کہ شاید اُن کے ذریعہ سے اہل اسلام کے عقاید میں کچھ ترقی آسکتا ہی اور اُن کے دلوں میں ہمارے مذہب کی طرف کچھ رغبت پیدا ہوسکتی ہی حالآنکہ اس خیال کا وقوع میں آنا ہرگز ممکن نہیں ہی اس لئے کہ ان صاحبوں کی بے اعتباری نے اہل اسلام کی طبیعتوں میں اس طرح رسوخ نہیں پایا ہی کہ کوئی بات ان کی نکالی ہوئی یا کہی ہوئی یا لکھی ہوئی وہ قبول کرسکتے ہوں بلکہ میرا گمان یہ ہی کہ کوئی مسلمان کسی سچی راے کو بھی اُس کے ذریعہ سے صحیح اور درست نہیں سمجھ سکتا ہی بہر حال یہ اہالیان ہند کسی طرح اپنی مراد اس طریقہ سے نہیں پاسکتے ہیں بلکہ اپنی بدنیتی سے خسر الدنیا و آلا خرة ہوسکتے ہیں اناللہ و انا الیہ راجعون “ *

اگرچہ اس تہذیب کی وجہ لوگ اور ہی کچھ خیال کرتے ہیں مگر ہم اُنکی اسی بات کا کہ اُنہوں نے ہمکو اپنے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں اور ہم قوموں میں شمار کیا شکر ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

مگر جب تہذیبی در اور اُس رسالہ کو پڑھتے جاتے ہیں تو پھر یہ فقرہ اپنی نسبت پاتے ہیں *

”مفتی سعد اللہ صاحب کا فتویٰ تکفیر میں جناب سید احمد خاں صاحب کے جو ترجمہ تاریخ پر مرتب ہوا ہی راقم کے پاس موجود ہی معلوم نہیں کہ سید احمد خاں صاحب کے حواریوں اُس فتوے پر بھی ایمان رکھتے ہیں یا نہیں “ *

پہلے تو ہم گھبرائے کہ یہ مفتی سعد اللہ صاحب کون ہیں وہی ہیں جنکو ہم نے دلی میں دیکھا ہی — اور یہ وہی مفتی سعد اللہ صاحب ہیں جنہوں نے لکھنؤ میں ایک نیکبخت مسلمان آل رسول ابن علی ارلاد نبی کے قہر اور قتل کا فتویٰ دیکر مشرہ محرم میں اُنکا

یہ تو ہمارے سنا کہ بعض لوگوں نے ہمارے پرچہ کا نام تہذیب الاخلاق اور تہذیب الاناق رکھا ہی جس طرح کہ ایک پرانی قوم نے قولاً و فعلاً نغیراکم خطا یا کم و سنزید المہسنین کی جگہ "حنط" پرھا تھا مگر ہمارے کوئی تہذیب بطور ریویو کے اسپر نہیں دیکھی جس میں بطور ایک عادل حاکم کے اُس کی بھلائی برائی پر مفصل راہ دی ہو *

بعض دوستوں نے ہمارے پاس خط بھیجے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہماری تہذیب کو اور سادگی مبارک کو پسند کرتے ہیں اور ہمارے مضامین پر بھی عمدہ سمجھتے ہیں ہمارے ایک انگریز دوست نے ہم کو لکھا کہ تہذیب الاخلاق نے یہ ثابت کر دیا کہ اردو زبان میں بھی ہر قسم کے مضامین اور خیالات عمدگی اور سادگی سے ادا ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ثابت کیا کہ مذہب اسلام ایسا تک و قاریک رستہ نہیں ہے جیسا کہ اب تک سمجھا جاتا تھا *

ہم کو اس بات کے معلوم ہونے سے بھی بڑی خوشی ہے کہ ہمارے مخالف ہمارے دوستوں سے بھی زیادہ اس پرچہ کے مشتاق رہتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ خوشی ہے کہ لوگ اس کے مضامین پر بحث کرتے ہیں اور رد و ردح پر مترجمہ ہیں بعض اخبار نویسوں نے ہمارے مضامین کے رد کرنے کا پیشہ اختیار کیا ہے اور بعض جگہ ہمارے مضامین پر بنظر تردید بحث کرنے کو مجلسیں مقرر ہوئی ہیں بعض صاحب اس بات پر مترجمہ ہیں کہ اپنی پرانی ہی کہلی کو ہر مجلس کے لایق ثابت کریں کانپور و گوردھپور و مراد آباد سے اُن مضامین کی تردید میں رسالے نکالے ہیں اور نکلانے والے ہیں — یہ تمام واقعات ہمارے لئے نہایت مبارک آثار ہیں کیونکہ اگر یہ سب باتیں معرض بحث میں نہ آتیں تو ہم کو اپنی تہذیبوں کے موثر ہونے کا کچھ بھی یقین نہ ہوتا جو عمارت بغیر گہرا کھردے بنتی ہی وہ جلد تھک جاتی ہے وہی مسائل انجام کو ہر دل عزیز ہوتے ہیں جو بعد مباحثہ قائم رہتے ہیں سونا اگر آگ میں نہ تالیا جارے تو کبھی گلخروں کے گلے کا ہار نہر ہمارا قول ہی کہ "سچ میں بھی کوئی ایسی کرامات نہیں ہے کہ وہ از خود لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاوے اُس میں جو کچھ کرامات ہی وہ یہی ہی کہ مباحثہ کا اُسے خوف نہیں ہے *

ہم کو اس بات سے بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے پرچہ کا ایک مضمون ہمارے ملک کے نامی عربی اخبار المذفع العظیم لاہل هذا الاقلم مطبوعہ ۱۲ ذیقعدہ میں بڑی ترجمہ ہو کر چھپا ہے — اور مسٹر آڈیسن کا ایک مضمون اُمید پر جو ہمارے اپنی زبان اور اپنی طرز پر چھاپا تھا وہ دوسری طرح پر بطور ترجمہ ہفتیاہ اخبار مطبوعہ

ہیں پس ہمارا اور ہمارے اثر مخالفوں کا مطلب واحد ہی ہم دین اسلام کے خیر خواہ اور اپنی قوم کی ترقی چاہنے والے ہیں صرف ہم میں اور ہمارے اُن مخالفوں میں اتنا فرق ہی کہ جو کچھ ہمارے سمجھا اور سوچا اور دیکھا ہی وہ اُنہوں نے سونپنا سمجھا دیکھا نہیں جب اُنکے دلکو بھی خدا وہ باتیں سوجھایا جو ہم کو سوجھائی ہیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ متفق ہو جائینگے زید ابن ثابت ابو بکر صدیق اور عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جمع قرآن پر مخالفت ہی کرتے رہے جب تک کہ خدا نے زید ابن ثابت کے دلکو وہ باتیں نہیں سوجھائیں جو ابو بکر و عمر کو سوجھائیں تھیں لیکن جب سوجھائیں تو اُنہوں نے بھی تسلیم کیا کہ اللہ خیر پس ہم اپنے مخالفین کے لئے یہی دعا خدا سے مانگتے ہیں کہ اللہ انہم صدور ہم الذی شرح لہ صدری — آمین *

ذکر پرچہ تہذیب الاخلاق

گذشتہ سال میں بسبب خاص ضرورتوں کے حالات مدرسۃ العلوم مسلمانان زیادہ تر اس پرچہ میں چھاپے گئے اسپر بھی بہت سے وہ مضامین بھی جنکے لئے یہ پرچہ موضوع ہی مندرج ہوئے *

ہم نے اپنی قوم کی موجودہ برائی اور اُن کی آئندہ کی بھلائی جہاں تک کہ ہوسکی اُن کو دکھائی مذہبی تقایص جو اُنہوں نے پھر د رخصاری کی روایتوں سے اور ہندوؤں کے میل جول سے اختیار کیئے ہیں بد رسم و رواج جو اُن میں شامع اعمال سے پڑ گئے ہیں اخلاق کی برائیاں جو اُن میں خرابی تربیت سے آگئی ہیں اُن کی تہذیب مروجہ تعلیم کی خرابیاں جس سے وہ تقابلیں بے سرد ہو گئی ہیں سب کچھ اُن کو بتلایا ہے *

علم ادب اور علم انشاء سے بھی ہمارے غفلت نہیں کی کیونکہ ہمارے اپنے آرٹیکلوں کو اُس طرز جدید صاف و سادہ پر لکھا ہے جو دل میں سے نکلانے والی اور دل میں بیٹھنے والی ہے اُس طرز پر لکھنے سے اپنی قوم کو موجودہ علم انشاء کی برائی کا بتلانا اور اُس میں تبدیلی کی ضرورت کا ہونا سمجھایا ہے اور اگر ہمارا خیال غلط نہ ہو تو ہمارے اپنی قوم میں اُس کا کچھ اثر بھی پڑا ہے *

ہمارے نامی یورپ کے عالموں آڈیسن اور اسٹیل کے مضامین کو بھی اپنی طرز اور اپنی زبان میں لکھا ہے جہاں کہ ہمارے اپنے نام کے ساتھ اے۔ ڈی۔ ایس۔ ٹی کا اشارہ کیا ہے اور اپنی قوم کو دکھایا ہے کہ مضمون لکھنے کا کیا طرز ہے اور ہماری اردو زبان میں اُن خیالات کے ادا کرنے کی کیا کچھ طاقت ہے اور اگر ہماری قوم اسپر مترجمہ ہو تو کس قدر اثر زیادہ خیر اور صفائی اور سادگی اُس میں پیدا کر سکتی ہے *

طریقہ تعلیم بالفعل مقرر ہی وہ بلاشبہ تبدیل کے لائق ہی بہت سی کتابیں ایسی درس میں داخل ہیں جن سے مور ضایع ہوتی ہی بعض علوم ایسے پڑھائے جاتے جو نہ دین کے کام کے ہیں نہ دنیا کے جو شخص نہ فارغ التحصیل ہو گیا ہو اگر اُس کے حال پر غور کرے تو صاف معلوم ہوگا کہ دین کے کام کا ہونا تو معلوم دنیا کے بھی کسی کام کا نہیں ہوا *

بہت سے لوگوں کی خرافات معلوم ہوتی ہی کہ کسی طرح مارم و فزون جدیدہ چپکے سے اُنکے ہاتھ آجاریں مگر شرماتے ہیں اور علانیہ اُنکی خرافات کرنے میں اپنی مولویت اور قدوسیہ کی کساد بازی سمجھتے ہیں *

جا بجا مسلمانوں کے مدرسے قائم ہوتے جاتے ہیں اور ہر جگہ اُن کے قائم کرنے کا چرچا ہی — مولوی محمد سقراط علی صاحب نے جنکی برکت سے قصبہ انبھٹ ضلع سہارنپور میں ایک مسلمانی مدرسہ قائم ہوا ہی ہمارے ایک دوست سے فرمایا کہ ”اگرچہ پہلے بھی ہم کو اپنی قوم کی بھلائی کی فکر تھی مگر کوئی تقاضا کرنے والا اور بار بار جگانے والا نہ تھا اب پوچھ تہذیب الاخلاق نے یہاں تک چرنا اور آگاہ کیا جس کے سبب اس قصبہ میں بھی ایک مدرسہ قائم ہو گیا خدا اس پوچھ تہذیب الاخلاق کو ہمارے لیئے ہمیشہ مبارک رکھے اور شیخ نظام الدین صاحب مہتمم مدرسہ کی نیت میں بھی ترقی ہو جو میرے ساتھ بدل متفق ہیں *

یہ بھی اُنہوں نے فرمایا کہ ہمارے مدرسہ انبھٹہ کو اور ہمارے ضلع کے دل مدارس، دیو بند، سہارنپور، گنگوہ کو بڑی تسلی ہی کہ یہ سب مدرسے اُس مدرسۃ العلوم مسلمانان سے جس کے قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہی مستفیض ہونگے گویا علیگڑہ ہمارے مدرسوں کے مالک کا قصور امید ہی اگر در حقیقت ہم اپنی ترقی کرینگے تو وہ قصور ہمارے ہی لیئے ہی پس کس قدر ہم کو اُس کے بانیوں کا شکر گزار ہونا چاہیئے ” سب سے اخیر مدرسہ جو ہماری تحریروں کے اثر سے قائم ہوا وہ مدرسہ ایمانیہ لکھنؤ ہی جس میں بشمول دیگر علوم معینہ کے مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی بھی تعلیم ہوتی ہی اور اس سے خیال ہوتا ہی کہ ہماری کوششوں نے شیعہ اور سنی دونوں کے دل کو جکا دیا ہی *

اگرچہ ہم اپنی رائے میں ان مدرسوں سے ان فوائد کے حاصل ہونے کی توقع نہیں رکھتے جنکی ہم خرافات رکھتے ہیں اس لیئے ہم کو اُن کے قائم ہونے سے چنداں خوشی نہیں ہی مگر تاہم اس بات سے نہایت خوشی ہی کہ لوگوں کو اس طرف توجہ تو ہوئی وہ کچھ کرنے تو لگے کیا عجب ہی کہ رفتہ رفتہ اُس راہ پر بھی جا پڑیں جو

۲۰ جنوری سنہ ۱۸۷۲ء میں چھپا ہی اور اس سے ہم کو امید ہوتی ہی کہ جو راہ ہم اپنے بھائیوں کو دکھانی چاہتے ہیں وہ اُس کو پسند بھی کرتے ہیں —

در دلش تسلیم و براب حرف انکار وصال
گوش کر بد بشنود چون دل زاندازش خورش است

اثر تہذیب الاخلاق کا دلوں پر

اگرچہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس پوچھ نے لوگوں کے دلوں پر بہت کچھ اثر کیا مگر اتنا تو ضرور کہتے ہیں کہ کچھ تو اثر کیا ہی ہماری قوم کے دل جو مردہ ہو گئے تھے اُن میں ایک تحریک تو ضرور آگئی ہی ہر ایک دل میں کسی نہ کسی بات کا جرش ہی کوئی اُسکے مضامین ہی کی تردید کی فکر میں ہی کوئی ہماری تکفیر کی دھن میں ہی کوئی ہماری تحریروں کو سراہتا ہی کوئی اُن سراہنے والوں کو لعنت و ملامت کرتا ہی مگر ایک نہایت خوشی کی بات یہ ہی کہ بہت لوگوں کو یہ خیال ہو گیا ہی کہ بلاشبہ ہماری قوم خراب ہوتی جاتی ہی اُس کے لیئے کچھ کرنا چاہیئے اگر در حقیقت ہماری تحریروں نے ایسا اثر کیا ہو تو ہم کو یقین کرنا چاہیئے کہ ہماری مراد حاصل ہو گئی *

ہمارے ایک دوست نے ہم سے نقل کی کہ ضلع سہارنپور میں ہمارے حال پر بحث ہو رہی تھی ایک شخص نے کہا کہ اُس کے مسلمانوں کے دوست ہونے میں تو کچھ شک نہیں مگر نادان دوست ہی ایک صاحب نے کہا کہ ہی تو وہ کرستان مگر ہماری قوم کی بھلائی اور ترقی اور ہو گئی تو اُسی کرستان سے ہو گئی — یہ نقل سنکر میں نہایت خوش ہوا اور میں نے کہا کہ اگر درحقیقت مجھے ایسا ہو تو اس کرستانی کے خطاب پر ہزار مسلمانی نثار ہی —

قسمت ذکر کہ کشتہ شمشیر عشق یاف

مرگے نہ زندگان بدما آرزو کنند

صائب نے خود ایک ذائقہ شاعر سے پوچھا کہ صائب کیسا شہر کہتا ہی اُس نے نہایت دلی جرش سے کہا کہ اُن قریب مساق ہمہ خورش میگرید صائب نہتا ہی کہ جیسی عزت مجھ کو قریب مساق کے لفظ سے حاصل ہوئی اعلیٰ سے اعلیٰ خطاب سے بھی ممکن نہیں اسطرح خدا کرے کہ یہ لفظ کرستان کا میرے لیئے عزت قومی کا باعث ہو *

اسکا اثر تعلیم و تربیت پر

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری کوششوں نے مسلمانوں کی تعلیم پر اثر نمایاں کیا ہی اب جس مسلمانی مدرسہ میں جاتے ہیں اور جن طلبہ مدرسہ سے ملتے ہیں اتنی بات تو ضرور سنتے ہیں کہ جو

ابائی کے اس قدر پابند ہیں اور بدعات محدثہ کے اس قدر پیرو ہیں کہ رومن کیتھولک کے قدم بقدم ہو گئے ہیں بلکہ اُن کے بھی مات کر دیا ہی پس یہ درنوں باتیں ہمارے مقصود کی خارج ہیں اور ہم ان درنوں باتوں کو اپنے سچے دل سے مذہب اسلام کے بھی برخلاف سمجھتے ہیں اور ترقی تہذیب مسلمانوں کا بھی مانع قوی جانتے ہیں اور اسلامی مسلمانوں میں جہاں تک کہ یہودیت اور رومن کیتھولکیت آگئی ہی اُسکو مٹانا اور دور کرنا چاہتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ بغیر سچا اسلام بے میل اختیار کیئے کسی چیز کی پہلائی ممکن نہیں *

رسومات کو اور خصوصاً مذہبی رسومات کو مٹانا کچھ آسان کام نہیں ہی اور نہ ہمکر کچھ توقع ہی کہ ہم اس میں کچھ کر سکتے ہیں مگر تاہم لوگوں کو اُس سے متنبہ کرتے جاتے ہیں اور کیا عنصر ہی نہ کوئی دل نرم بھی ہوا ہو یا آئندہ ہو *

ہمکر ہمارے شفیق نیچرل است یا دھریہ کہتے ہیں اس سبب سے نہ ہم نے اپنی تصنیفات میں یہ دعویٰ کیا ہی کہ جو مذہب نیچر کے برخلاف ہی وہ صحیح نہیں ہی اور اُسی کے ساتھ اپنا یہ یقین بھی ظاہر کیا ہی کہ ٹھیک مذہب اسلام جبکہ وہ بدعات محدثہ سے پاک ہو بالکل نیچر کے مطابق ہی اسلامیہ نہ وہ سچا ہی اور اس لیئے وہ سچا ہی — اگر یہی وجہ ہمارے دھریہ کرنے کی ہو تو ہم بکے دھریہ بھی بلاشبہ ہمارا یہ دایہ عقیدہ ہی نہ نیچر خدا کا فعل ہی اور مذہب اُسکا قول اور سچے خدا کا قول و فعل یہی متضاد نہیں ہو سکتا اسلامیہ ضرور ہی کہ مذہب اور نیچر متحد ہو اور بلاشبہ یہ بھی ہمارا اعتقاد ہی کہ انسان بسبب ذی عقل بننے کے احکام مذہبی کا مکلف ہوا ہی پس اگر وہ احکام عقل انسانی سے خارج ہوں تو معارف خود اپنی ملت کا معاملہ نہوگا بلکہ یہ بات ممکن ہی کہ وہ احکام ہماری تہذیبی عقل سے خارج ہوں، الا عقل انسانی سے خارج نہیں ہو سکتے اور زمانہ جوں جوں انسان کی عقل و علم کو ترقی دیتا جا رہا ورس اُنکی خوبی زیادہ منکشف ہوتی جاؤ گی مگر یہ اُس وقت ہوگا جبکہ تقلید کی پٹی آنکھوں سے کھلی ہوگی ورنہ کراہ کے بیل کی طرح بجز دن رات پھرنے اور کچھ نہ جاننے کے اور کچھ نہ کرنا *

کوئی مذہب ایسا دنیا میں نہیں ہی جو دوسرے مذہب پر گر رہ گیا ہی باطل کیوں نہ ہو اپنی ترجیح ہمہ وجہ ثابت کر دے مگر یہ رتبہ صرف اُسی مذہب کو حاصل ہی جو نیچر کے مطابق ہی اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ صرف ایک مذہب ہی جس کو میں ٹھیک اسلام کہتا ہوں اور جو بدعات محدثات سے اور غلط خیال

فی الحقیقت سیدھی اور ٹھیک ہی اور جس راہ سے منزل مقصود پر پہنچنا ممکن ہی ذہ سے ہاں تو شروع ہوئی *

یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ان مدرسوں کے اخراجات میں بھی نہایت دل سے مدد کرتے ہیں اور اُن کا قایم رکھنا دل سے چاہتے ہیں گو ہم اُن کے اس شوق اور اس فیاضی کو خوش بر آب اور ایک نہایت حقیر خصلت انسانی سمجھتے ہیں جسکو ہم خود غرضی کہتے ہیں کیونکہ وہ لوگ بسبب اُن مقدس مواہیوں کے جو اُن مدرسوں میں مصروف ہیں اور اُن کی قدسیت کا خیال لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہی اور نیز اس خیال سے کہ مذہبی کتابیں اور قرآن و حدیث اور عربی پڑھانے میں روایت رزقی ناچ بھس دینے میں بڑا ثواب ہوتا اُن مدرسوں میں روایت دیتے ہیں اور مدد کرتے ہیں یہ کرنا کچھ کرنے میں داخل نہیں ہی اور اس سے قومی عزت حاصل نہیں ہوتی ہی اور اسی سبب سے ہم اُسکی نہ کچھ زیادہ قدر سمجھتے ہیں اور نہ خوش کرتے ہیں بلکہ اُس دن خوش ہونگے جبکہ ہماری قوم نہ خدا کے واسطے اور نہ اپنے ثواب کے لیئے بلکہ صرف اپنی قوم کے لیئے کوشش کریگی اور کہے گی کہ میں اپنے ساتھ اپنے پاؤں اپنی جان اپنی مصیبت اپنے رویہ کے بدلے نہ خدا کو خریدنا چاہتا ہوں نہ بہشت کو بلکہ اپنی قوم کو جبکہ اس طرح بڑا خیال اپنے ذاتی نفع دینی و دنیوی کے ارگ اپنی قوم کی پہلائی پر متوجہ ہوئے اُس وقت ہمکر البتہ خوشی ہوگی لیکن یہ بھی غایت ہی جو عمر رہا ہی اور اُمید ہی کہ آئندہ اور بھی اچھا ہو *

اثر مذہبی خیالات پر

اس پرچہ میں ہمکر عقاید و مسائل مذہبی سے بحث کرنا مقصود اصلی نہیں ہی مگر جو کہ مسلمانوں نے مثال ہندوؤں کے مذہب اور تمدن و معاشرت کو متنبہ سمجھ رکھا ہی اس لیئے بدھجوری اُن مسائل مذہبی سے بحث آجاتی ہی جو ہمارے مقصود سے علائق رکھتے ہیں *

مگر ہمارے قوم عجیب حالت مذہبی میں گرفتار ہی ہم اہل سنت و جماعت کا ذکر کرتے ہیں جنکے دو فرقے القاب دعائیہ و بدعتی سے ملتبہ ہیں پہلے حضرت بلاشبہ عقاید میں نہایت درست اور قریب حق کے ہیں الا ظاہری اعمال اور سختی اور سنگدلی اور قسارت قلبی اور تعصب پر اس قدر سرگرم ہیں کہ اندرونی نیکی ایک بھی اُن میں نہیں رہی اور ٹھیک ٹھیک وہی خال ہی جو علماء یہود کا تھا جو دن رات ظاہری رسومات مذہبی میں مبتلا تھے اور دوسرے حضرت اگرچہ اندرونی نیکیوں کی جانب کس قدر متوجہ ہیں الا رسوم

میں مخالفت کرتے ہیں اگر اُن کی مخالفت میری ذات کے سبب سے ہی تو کیسی نادانی ہی کہ ایک شخص کے سبب جو یقینی ایک دن نابود ہونے والا ہی ہمیشہ کے لئے اپنی تمام قوم کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں — اگر انتظامی امور اور فردی باتوں میں مجھ سے مختلف رائے ہیں تو اپنی رائے کی خرابی اور عمدگی ثابت کر کر بغلیہ رائے ممبران کمیٹی میری رائے کو معدوم کر سکتے ہیں — اگر وہ اس کام کے انجام کے لائق ہیں تو مجھ کو اُس سے ملحدہ کر کر خود آپ تمام کام اپنے اختیار میں لے سکتے ہیں اور میں بخوشی و منت و احسانہ مندی اس بوجھ سے سبکدوش ہو سکتا ہوں بشرطیکہ اور کوئی اُسکو انجام دے پھر مخالفت معنی چہ — حقیقت میں یہہ نشان بد اقبالی اور ہماری قوم سے خدا کی ناراضی کا ہی کہ نہ خود آپ اپنی قوم کے لئے کچھ کرتے ہیں اور نہ دوسرے کرتے ہیں اور نہ اُس کی سمجھ رکھتے ہیں اور جو دوسرا کوئی کرتا ہی تو اُس میں دوسرے قائلے ہیں *

اُن مخالفت کرنے والوں کو اگر ہم یہہ دیکھتے نہ اپنے ذاتی امور اور روز مرہ کے بوتڑ میں نہایت پابند شریعت اور متبع سنت ہیں تو جو کچھ وہ کہتے ہم سر جھکا کر سنتے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے ذاتی معاملات میں تو سب کچھ روا ہی تو پھر ہم ایسے مہمل اور بیمعز گندم نما و جرش فروش باتوں کو پسند نہیں کرتے *

اگر ہم دیکھتے کہ ہمارے مخالف قومی ہمدردی اور قومی عزت کے جرش میں سرگرم ہیں اور مدرسۃ العلوم مسلمانان کے قایم ہونے میں عرق ریزی کر رہے ہیں مگر مدرسہ میں لال ترکی ترویج اور انگریزی جوتہ پہنانے سے ناراض ہیں ہم خود شرمندہ ہوتے اور کہتے کہ گر وہ غلطی پر ہیں مگر اُن کی کوشش اور ہمدردی قومی اس کی مقتضی ہی نہ اُن کی خاطر سے طالب علموں کو تہہ بند باندھنے اور تعلیم پہننے کا مدرسہ میں حکم دیا جاوے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمدردی کا ان میں نشان نہیں قومی عزت کا اُن کو خیال ہی نہیں بجز مخالفت مجسم کے (نہ کسی کینہ و عداوت سے بلکہ بمقتضای طبیعت کے) اور کچھ نہیں تو ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ بولیاں ہمارے مخالف نہیں بولتے بلکہ مسلمانوں کی بد اقبالی اور اُن کا ادبار چھپھا رہا ہی *

ہم ان تمام مخالفتوں سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے اور خدا سے اپنی استقامت چاہتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ اگر خدا نے ہمکو استقامت بخشی تو ہم ضرور انشاء اللہ العزیز اس کام کو پورا کریں گے *

اے نا خدا ترس مسلمانوں تم اتنی ہی سی بات پر غرور کرو کہ اگر ہماری قومی سعی سے ہمارا یہہ قومی دارالعلوم قایم ہو جاوے تو بمجرد اُس کے قایم ہونے کے بلا انتظار اُس کے نواید عظیمہ کے تمام

اجماع سے اُپر خطا اجتہادات سے اور ڈھکوسلہ قیاسات سے اور شکنجہ اصول فقہ و مختصر سے مبرا و پاک ہی پس میں تو اپنے تئیں بڑا عساکری اسلام سمجھتا ہوں گو سارا زمانہ مجھ کو دھریہ کیوں نہ سمجھے *

نہ پھریم دریں دلشن کل و باغ و بہار از من
بہار از یار و باغ از یار و گل از یار و یار از من
نہ میدانم ز منع گریہ مصلب چیست ناصح را
دل از من دیدہ از من استہین از من کنار از من

ذکر مدرسۃ العلوم مسلمانان

اس سے زیادہ عجیب بات کونسی ہوگی کہ ہمنے جو مسلمانوں کی ترقی تعلیم و تربیت کے لئے مدرسۃ العلوم کی بنا ڈالی ہی اُس سے پہلے بھی ہمارے چند ہمدردوں نے ہم سے مخالفت کی ہی — ہمدرد مشہور مراری حاجی سید امداد عالمی صاحب بہادر کپڑی ننگڑ کے مرسلہ رسالہ میں لکھا ہی کہ ”میرا کمان یہہ ہی کہ کوئی مسلمان کسی سچی رائے کو بھی اُن کے (یعنی مجھ کو کھنکار کے) ذریعہ سے صحیح اور درست نہیں سمجھ سکتا“ اگر در حقیقت مسلمانوں کا یہی حال ہو تو رائے پر مسامانی و رائے پر مسامانان نیک طینت آدمیوں کا یہہ کام نہیں ہی وہ تو بدوں میں بھی جو نیک بات ہوتی ہو اُس کو پسند کرتے ہیں بلکہ در و دیوار سے نصیحت لیتے ہیں نما قل *

مرد باید کہ بُرد اندر گوش * در فرشت است پند بر دیوار
ہمارے مکرم معظم جناب مراری عالی بخش خاں بہادر سب آرذینیت جیہ گریہ پور نے اپنے رسالہ شہاب ثاقب کے صفحہ ۲۲ میں لکھا ہی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیطان کے شکر ہونے اور عمل آیت انکری کا اُس سے سیکھا (نہوں بالمد منہا) پس اے میرے بھائیوں میں ملحد مروتد زندیق کانر کومٹان شیطان سہی مگر جو اچھی بات بتاؤں اور تمہارے فائدہ کی بات کہوں دل سرزی سے تمہاری ہمدردی کروں میری وہ بات تم کیوں نہ مانو حضرت ابو ہریرہ نے تو نہوں بالمد منہا شیطان سے بھی نیک کام سیکھنے میں عار نہیں کی سبحان اللہ کیا شان اسلام وہ گئی ہی کہ جو شخص ان باتوں پر یقین کرے وہ تو پکا مسلمان اور جو یہہ نہ نہ میں وہ حدیث ثابت نہیں ہی یا وہ کوئی چور شیاطین الانس میں سے ہوگا تو نیچرول است کافر کرسٹن *

نہ مسلمانان ہمیں است کہ راعظ دارد

وائے گر درپس امروز بود فردائے

کیا اس سے زیادہ بد قسمتی اور بد اقبالی کم نصیبی مسلمانوں کی ہو سکتی ہی جو ایسے عمدہ کام یعنی مدرسۃ العلوم کے قایم ہونے

ہم اپنے ملک کے اسٹیٹ پیپر پابلیشرز آبادی مہربانیوں کو کہہ
بھول نہیں سکتے جس نے ہمیشہ وقتاً فوقتاً ہمارے مدرسۃالعلوم کے
حالات مشہور کرنے سے ہماری بڑی مدد کی ہے *

ذکر ترقیات دیگر

جو کچھ کہ پچھلے برسوں میں کمیٹی مسلمانان نے کوشش کی
اُس کا بڑا نتیجہ خاص مسلمانوں کے حق میں یہ ہوا ہے کہ
گورنمنٹ مدراس و ہنگال و بمبئی نے نسبت ترقی تعلیم مسلمانان
خاص خاص احکام جاری کیئے ہیں جس کے لیئے تمام مسلمانوں کو
شکر ادا کرنا چاہیئے چنانچہ تین گورنمنٹوں نے اپنی مہربانی سے
تمام کافذ جو اُس سے متعلق ہیں ہم کو مرحمت فرمائے ہیں چنانچہ
ہم آئندہ کسی پرچہ میں وہ سب حال چھاپینگے علاوہ اس نے جو عام
نتیجہ کمیٹی مسلمانان کے مباحثہ سے ہندوستان کو ہوا وہ یہ ہے کہ
گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا کہ جو تعلیم ہندوستان کی یونیورسٹیوں کی
تھی وہ کافی نہ تھی اہل ہند کو اور زیادہ تعلیم دینی چاہیئے چنانچہ
اس کے لیئے خاص کمیٹی بیٹھی ہے جو اُس کا تصنیف کریگی پس
ہمارے ہمدردان بھائی ہندو بھی ہماری کمیٹی کے ممبران احسان ہیں
علاوہ اس کے سب سے بڑا فائدہ ہماری کوششوں کا یہ ہوا ہے کہ
گورنمنٹ نے تمام علوم و فنون کی کتابوں کا جنکی فہرست ہم نے
مشہور کی تھی دینی زبان میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا ہے اور امید
ہے کہ ہمارا ملک آئندہ نساوں تک ان کوششوں کے فائدوں کو یاد
رکھیگا *

راقم
سید احمد

اشتہار

گذشتہ سوا دو برس کے پرچہ ہمارے تہذیب الاخلاق بہ ترتیب
ہمارے پاس موجود ہیں جس صاحب کو اُن کی خریداری منظور ہو
مفصلہ ذیل قیمت پر مل سکتے ہیں *

تہذیب الاخلاق روز اجرا سے یعنی یکم شوال

سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سنہ

۱۲۸۸ ہجری بابت سوا برس کے ... صم

تہذیب الاخلاق بابت سال تمام سنہ ۱۲۸۹ ہجری ... صم

از مقام بنارس { سید احمد منہجر تہذیب الاخلاق

دنیا میں اور تمام دنیا کی قوموں میں اور خصوصاً سرلیزڈ قوموں اور
سرلیزڈ ملک میں ہماری قوم کی کس قدر عزت قائم ہوگی اور ہماری قوم
کو اس کام کے انجام پر کیسا کچھ نظر ہوگا درنہ وہی اندیشہ آبرور
میں آرٹیکل لکھنے والے کا قول صادق آریگا کہ سور کے بالوں سے کوئی
ریشم نہیں بنا سکتا — اور خدا اور خدا تر ہماری مدد کر — آمین *

ای بھائیوں ابھی پچھلے پرچہ میں طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم
مسلمانان مشہور ہوا ہے تم اُس پر بخوبی غور کرو اور سمجھو کہ کیا بغیر
اُس طریقہ کے ہماری قوم میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم پھیل سکتی ہے
اور کیا بغیر اُس طریقہ کی تعلیم کے قومی عزت حاصل ہوسکتی ہے
اور کیا ان ٹیپوگریفوں عربی مدرسوں سے جو جا بجا قائم ہوئے ہیں
جن کے طالب علم مساجدوں میں پڑے ہوئے مانگ کر ٹکڑے کھاتے ہیں
ہماری قوم کو کچھ فائدہ اور ہماری قومی عزت ہونے والی ہے حاشا
وئلا — میری غرض اس تقریر سے اُن مدرسوں کی ہجو کرنا نہیں
جنگو نیک آدمیوں نے اپنی نیک دلی اور سچی نیت سے قائم کیا ہے
اور نہ میری یہ خواہش ہے کہ اُن میں کچھ تدریس آئے بلکہ اس
تقریر سے میرا مطالب اپنی قوم کو اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ جو
کچھ تم نے کیا ہے اور کرتے ہو اُس سے بہت کچھ زیادہ تم کو کرنا ہے
خدا ہم سب کو اُس کے انجام کی توفیق دے اور پھر خود اُس کو
انجام دے آمین *

یہ بات بھی کچھ کم تعجب کی نہیں ہے کہ ہمارے ملک کے
بعض اخباروں نے بھی (خصوصاً جن کے ایڈیٹر مسلمان تھے اور جنکا
فرض اپنی قومی ترقی میں کوشش کرنا تھا) اس مدرسۃالعلوم سے
کافی مخالفت کی ہے گو اُس کا کچھ اثر ہوا ہو یا نہ ہو مگر اُنہوں
نے اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیئے ایک تریٹر ہونے میں بلاشبہ بلند
نامی حاصل کی ہے با این ہمہ ہمارے ملک کے بہت سے نامی
اخباروں نے ہمارے ساتھ صرف اپنی قومی خیر خواہی اور پیٹریاٹزم
کے جوش سے ہمدلی بھی کی ہے پس ہم اُن اخباروں کا اور
اُن کے ایڈیٹروں کا جنہیں سے ہم کو پنجابی اخبار لاہور اور ٹکٹہ
اردو گائیڈ اور پٹیلہ اخبار اور علیگڑہ سین ٹیفک سوسائٹی اخبار اور
اردو اخبار کا نام لینا چاہیئے دلی شکر ادا کرتے ہیں *

در حقیقت ہم اردو اخبار کے اُس آرٹیکل نے جو اُس کے ایڈیٹر عالی
قدر نے نہایت نیکی اور صاف دلی محبت قومی سے اپنے اخبار مطبوعہ
۲۱ جنوری سنہ ۱۸۷۳ع میں چھاپا ہے بہت کچھ ممبران ہیں *

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۲]

یکم صفر سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

[جلد چہارم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظر ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور تونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جارہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراج بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی مالکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ ٹھاق نہ ہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنے مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۲۰۴

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ سوم

متعلق بہ صفات باری جل جلالہ

وہ ہستی جسکو ہم خدا یا علّٰی الملک کہتے ہیں نہ ہمارے دیکھنے میں آتا ہی نہ چھونے میں اور نہ خیال میں تو ہم بجز اتنی بات جاننے کے کہ وہی اور کچھ حقیقت اُسکی ذات کی نہیں جان سکتے - خدا بھی تو اپنی ذات کی حقیقت ہمکو نہیں بتا سکا - موسیٰ نے پوچھا کہ فرعون کے پاس تیرا پیغام لیکر جاؤں تو کیا بتاؤں کہ تو کون ہی تو یہی جواب ملا کہ ”میں وہی ہوں جو ہوں“ پس جبکہ ہم ایک ذات کی حقیقت نہیں جانے سکتے تو اُسکی صفات کی حقیقت بھی نہیں جان سکتے بلکہ درحقیقت اُسکو کسی صفت کا مہل نہیں قرار دے سکتے *

تمام صفات جنکو ہم خیال کر سکتے ہیں وہ سب مفہومات ہیں جو ہم نے باحفاظ اُن چیزوں کی حالتوں کے جنکو ہم دیکھتے ہیں یا چھوتے ہیں یا سونکتے ہیں یا سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں اخذ کیئے ہیں مگر جب کہ وہ ہستی ہماری ان سب حسوں سے اربہ ہی تو ہم کیونکر جان سکتے ہیں کہ وہ صفات اُس میں بھی ہیں یا وہ اُن صفات کا مہل بھی ہو سکتی ہی اسلیئے تمام صفات جو خدا کی طرف نسبت کیجاتی ہیں اُنکو یوں کہا جاتا ہی کہ وہ صفات تو اُس میں ہیں مگر ریسی نہیں ہیں جیسیکہ ہم جانتے ہیں یعنی جو حقیقت اُن صفات کی ہونے موجودات عالم سے اخذ کرکر سمجھتی ہی وہ حقیقت اُن صفات کی نہیں ہی جو اُس میں ہیں اور یہ کہنا ہمارا صاف صاف یہی کہنا ہی کہ اُن صفات کا جن کو ہم جانتے ہیں اُس میں ہونا نہیں جانتے *

خدا کو ہات پاؤں والا منہ والا بولتا چلتا پھرتا سنتا دیکھتا کرتا کرتا جیتا جاگتا خوش ہونے والا خفا ہونے والا سب کچھ کہتے ہیں مگر اُسکے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے سے ہاتھ پاؤں ہمارا سا منہ ہمارا سا بولنا ہمارا سا چلنا پھرنا ہمارا سا سنتا دیکھنا ہمارا سا کرنا کرنا ہمارا سا جیتنا جاگنا ہمارا سا خوش اور خفا ہونا نہیں ہے - مگر جب پوچھ کہ اگر ویسا نہیں ہی تو پھر کیسا ہی تو جواب یہی ہوگا کہ ہم نہیں جانتے - بات کا تو بہت اُلٹ پھیر ہوا مگر نتیجہ یہی نکلا کہ اُن صفات کا جنکو ہم جانتے ہیں اُس میں ہونا نہیں جانتے *

صفات باری کا اُسکی نسبت یقین کرنا اس یقین سے نہیں ہی کہ درحقیقت وہ صفاتیں جس طرح ہر ہم اُنکو جانتے ہیں اُس میں ہیں یا وہ اُنکا مہل ہی بلکہ وہ یقین اس وجہ سے ہی کہ ایسی ذات جو علّٰی الملک ہی ان صفات کے مشابہ صفتوں کا موصوف یا ان صفات کی مانند قدرتوں پر قادر ہونا لازم ہی کیونکہ بغیر اُنکے وہ علّٰی الملک نہیں ہو سکتی جسکا علّٰی الملک ہونا تسلیم کیا تھا *

زندگی اور موت دو صفتیں ہیں جنکے مفہوم کو ہم نے جاندار چیزوں کے حالات سے اخذ کیا ہی پس کیا ہم یقین کر سکتے ہیں کہ اُس زندگی یا موت کا جسکو ہم جانتے ہیں خدا مہل ہو سکتا ہی بالینہم ہم اُسکو حی لایموت کہتے ہیں - دھرمیوں نے مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں اُن لفظوں کو جو صفات باری کی نسبت ہوئے گئے ہیں اُنہی مفہومات کا دال سمجھ لیا جو اُنہوں نے موجودات کے حالات سے اخذ کیئے تھے اور پھر اُن صفات کے منکر ہوکر کہنے لگے کہ ہم کیونکر یقین کریں کہ صفت قدرت کی یا رحم کی اُس میں ہی ہم کہتے ہیں کہ ہم کب یقین کرتے ہیں اور ہم کب اُن صفتوں کا جن کو ہم جانتے ہیں اُس کو مہل قرار دیتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جن صفتوں کو ہم جانتے ہیں ریسی ہی کچھ اُس علّٰی الملک کی ذات کو لازم ہیں اور اسی لیئے اُس کے لوازم ذاتی ہونے پر یقین ہی اور جو کہ ذات اور لوازم ذات میں ذات ہوتے ہیں اس لیئے ہم اُسکی صفات کو عین ذات اور اُس کی ذات کو عین صفات قرار دیتے ہیں اور اسی بنا پر یہ ترازو گاتے ہیں کہ ”انا صفة من صفات اللہ و صفاتہ عینہ فانما عینہ“ اور کبھی یوں کہتے ہیں کہ ”لیس بی جیتی سوا اللہ“ اور جب اور زیادہ کھول کر کہنا چاہتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ ”انا احمد بلا مہم“

مشق گر مرد اس مردی پر سر کار آورد
ورنہ چوں مردی سے آورد و بسیار آورد
گر ہمی خراہد کہ وصف ذات خود ثابت نند
یک انا الحق گوئی دیگر پر سر دار آورد
یرسف یعزوب را بودن یہ بازارش چہ سرد
مرد عشقے ہمچو احمد را بہ بازار آورد

غرض کہ ہم تمام صفات کو یا بطور ایجاب یا بطور سلب ذات باری کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اُس میں اُن صفات کے ہونے اور نہ ہونے کا بھی یقین کرتے ہیں مگر نہ اس وجہ سے کہ وہ اُن کا مہل ہی بلکہ اس وجہ سے کہ ہمکو اُن مفہومات کے من حیث الاطلاق لوازم ذاتی علّٰی الملک کے ہونے پر یقین ملی ہی - بالین ہمہ جس طرح ہم اُس کی ذات کی حقیقت کو نہیں جانتے اسی طرح اُس کی صفات کی حقیقت کو بھی نہیں جانتے *

بیان کرینگے مگر شاید اُس طرالق کا نتیجہ یہ نکالیں گے کہ نبی صرف اس کام کے واسطے پیدا کیئے گئے ہیں کہ مظلومات پر خدا کی وحدت ظاہر کریں اور اُس کی عبادت پر آمادہ کریں اور نیک و بد کی تمیز بتلاویں کیونکہ وہ نبی جو ہدایت کرتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا نے دوزخ و بہشت بھی پیدا کیئے ہیں جو لوگ خدا کو پہچانتے ہیں سوائے اُس کے دوسرے کو اپنا خالق نہیں جانتے اور اُسکی عبادت کرتے ہیں اور بدی سے نفرت اور نیکی سے رغبت کرتے ہیں وہ بہشت میں جا رہینگے اور جو اُس کے خلاف کرتے ہیں بہشت میں نہ جا رہینگے *

پس ضرور ہی کہ اگر خدا نے انسان کو اس واسطے پیدا کیا ہی کہ بعد مرنے کے اپنے افعال کی سزا یا جزا پارے تو یہ امر ضرور ہی کہ آسنے انسان کو فعل مختار پیدا کیا ہوگا مگر مسلمانوں کے کلام اللہ سے تو انسان کا فعل مختار ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ کلام اللہ میں شروع آیت سے سورۃ بقرہ میں لکھا ہے ”ان الذین کفروا سواہ علیہم

وانذرتمہم ام لم تنذرہم لا یومنون ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاۃ ولہم عذاب عظیم (سورۃ بقرہ) یعنی وہ لوگ جو کانز ہیں اُن کے لیئے برابر ہی تو نصیحت دے یا ندے وہ ایمان نہ لا رہینگے خدا نے اُنکے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے وہ بڑے عذاب میں پڑینگے — من یمدی اللہ

فہو اللہ تد و من یصلل فارمک ہم الغفورون — و لقد ذرانا لجنہم کثیرا من الجن والانس (سورۃ اعراف) یعنی جسے خدا ہدایت کرتا ہے راہ پارینگا اور جنہیں خدا گمراہ کرتا ہے وہ لوگ ہلاک ہونگے تحقیق کہ ہم نے بہتوں کو جنوں اور انسانوں میں سے جہنم کے لیئے پیدا کیا ہے — اب کئی وجوہات سے انسان کا فعل مختار ہونا ثابت نہیں ہوتا — اول یہ کہ خدا نے کانوں کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وعدہ کر چکا کہ وہ بڑے عذاب میں پڑینگے دریم یہ کہ آسنے بضمیر بہشت آدمی جن و انس میں سے دوزخ کے لیئے پیدا کیئے ہیں تو اُنکے سوائے جو باقی رہے وہ جنتی ہیں اب نبی کیوں پیدا ہوئے جو خوف بعد مردن تھا وہ مای ہو گیا کہ جنکو خدا نے دوزخ کے لیئے بنایا ہے وہ دوزخ میں جا رہینگے جنکو بہشت کے لیئے وہ بہشت میں اب نبی کیا ہدایت کرینگے — میں کہتا ہوں کہ خدا نے ایک شخص کو دوزخ کے لیئے پیدا کیا ہے اب نبی اُس پر کیا ہدایت کرینگا وہ نبی کی ہدایت سے بہشت میں تو جانے سے دھا اگر بہشت میں جا رہینگا تو پھر خدا کا وعدہ جھوٹا ہوا جاتا ہے اور اگر صرف جنتی آدمیوں کے لیئے نبی پیدا ہوئے ہیں تو اُنکو نبی کیا

دانی اسلام نے بھی اُن کی حقیقت کا جائزہ ہمارے ایمان کا جزو نہیں قرار دیا بلکہ خود اُس نے اُن کی حقیقت کو کچھ نہیں بتلایا غفور — رحیم — قادر — حی — لایموت — بتایا اور اس بتانے سے اُس کی ذات کا اُن کا معلوم ہونا لازم نہ آیا تو ایسا خیال کرنا خود ہماری غلطی ہے *

خدا کے ساتھ جن صفات کو ہم بتاتے ہیں گو اُن کے مفہومات تو موجودات کے حالات سے اخذ کیئے ہوئے ہیں مگر خدا کی طرف من حیث الاملاق نسبت کرتے ہیں بلکہ اطلاق کی قید سے بھی مطلق رکھتے ہیں تاکہ صرف مفہوم ہی مفہوم باقی رہ جائے اور اسی لیئے جب کسی صفت کو کہتے ہیں کہ وہی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسی نہیں ہے *

یہ ایک بھٹ مام صفات باری کی نسبت تھی اور آئندہ ہم وقتاً فوقتاً ہر ایک صفت کی نسبت خاص خاص بھٹ کرینگے واللہ ربی الترفیق *

واقم

سید احمد

نمبر ۲۰۵

مسئلہ جبر و اختیار

خط بنام سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

خانصاحب بہادر خیر خواہ مسلمانان اللہ آپکو سلامت رکھے اور

تربیتی رفیق اسکی ہمیشہ عطا کرے *

سید محمد حسن نایب تھیلدار صدر تھیلدار آباد بعد اشتیاق و ادائے رسم سنت نبی طبعہ السلام عرض مدعا یہ کرتا ہے کہ اس عریضہ کے ساتھ ایک پرچہ جو عدم ثبوت نبوت اور کتاب خدا پر ہی آپ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ درد دلی کے ساتھ جو عام مسلمانان کی طرف سے آپ کے دل میں ہے جواب لکھ کر مجھے ہدایت فرمادیں مگر واضح رہے کہ معترض صرف وحدانیہ باری تعالیٰ اور اُس کے قادر مطلق ہونے کا قائل ہے جو کچھ اسکے جواب میں بھٹ کی جا رہی من حیث العقل یا نقل کتب تواریخ البز سے ہو چونکہ آپ سے بہتر میدوی دانست میں کوئی جواب اسکا معقول اور مستحسن نہیں دے سکتا لہذا بھیجتا ہوں مہروضہ ۱۱ ذیحجہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۸۷۳ ع منہقام صدر تھیلدار آباد *

سوال

مجھکو بڑا اعتراض نبوت پر یہ ہے کہ خدا نے نبی و پیغمبر کیوں پیدا کیئے اسکے جواب میں اہل مذہب بہشت کچھ طویل طویل

ہدایت کرینگے وہ تو قطعی جنت کے واسطے پیدا ہوئے ہیں جو فعل چاہیں سو کریں اگر وہ کوئی فعل بد کرتے ہیں اس سبب سے وہ جنت کے لایق نہیں رہے درجہ کی اُن کے لیئے ضرورت ہوئی اور کس اُمید پر اپنے نبی کی اطاعت کرینگے کیونکہ اگر اطاعت کرینگے تو بہشت میں جاوینگے نکرینگے تو جاوینگے خدا نے تو ہمکو اس واسطے پیدا ہی کیا ہے — تیسرے یہ کہ جب وہ بہشت و درجہ کے واسطے مقصود آدمی پیدا کرچکا تو پھر نبی کو یہ حکم کیوں دیا کہ جو ایمان نہ لارے اُس کو قتل کرو اور گھر بار اور اس سے خدا کا ظلم ثابت ہوتا ہی اور جب نبی کو حکم قتل کانوان دیا گیا تو پھر نبی نے چار چار پانچ پانچ ہزار جزیرہ معین کرکے کانروں کو کیوں چھوڑا اگر بحکم خدا یہ جزیرہ ایک کانروں کو چھوڑا تو خدا لالچی ٹھہرا روپیہ کے مقابلہ میں ایمان کو کچھ نہ سمجھا اور اگر نبی نے اپنی رائے سے یہ حکم دیا تو خدا کی عدول حکمی کی اُس کی بات کب قابل اعتبار ہوسکتی ہے *

اب آیات مذکورہ سے خدا کا بڑا ظلم ثابت ہوتا ہی جبکہ اُس نے خود انسان کو مقصود واسطے بہشت اور درجہ کے پیدا کیا تو پھر نبی بھیج کر زبردستی قتل کروایا گھر لٹرایا اُن کی عورت کو فرج مسلمانان کے ہاتھ سے بے حرمت کروایا یہ ظلم تو اُس نے خلائق پر کروایا دوسرا ظلم اُس نے اپنے نبی پر کیا وہ یہ ہی کہ نبی نے اُسکے حکم سے کانروں کو قتل کیا تھا مگر اُس نے اس خون کا بدلہ نبی سے یوں لیا کہ اُن کے ذرا سے امام حسین کو ظالم اور کانروں کے ہاتھ سے جو مجبور ایمان لائے تھے قتل کروایا اُن کی عورت کو در بدر شہر ہشہر بے عزت و بے حرمت کروایا پس خدا نے اپنی خلائق کا دوست ہی نہ اپنے دوست کا دوست ہی میں تو یقین نہیں کرتا کہ یہ فعل خدا کے ہیں خدا کا یہ کام نہیں کہ ایسے ظلم کرے خدا تو واحد ہی اور رحیم ہی اُس نے اگر نبی پیدا کیئے ہونگے تو صرف خلائق کی ہدایت کر نہ کہ واسطے ظلم کے *

سایل

محمود حسن

جواب

مجھے یقین ہی کہ آپ نے یہ سوال بنظر تحقیق ایک مسئلہ کے پیش کیا ہے جس کا حل میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح پر کسی نے نہیں کیا جس سے معترض کے دل کو تسکین ہو جاوے *

مگر قبل تعریض جواب کے دو تین باتیں بطور تمہید کے عرض کیا چاہتا ہوں *

تمہید اول یہ بات مسلم ہے کہ خدا ملکہ الملک جمیع کائنات کا ہی پس اگر تمام حوادث و واقعات اور اعمال کو جو مشاوقیت سے ہوتے ہیں خدا اپنی طرف نسبت کرے اور جو چیز کی نسبت یہ کہہ کہ میں نے کیا تو یہ نسبت بالکل صحیح و درست ہے اور ایسی حالت میں جب کہ ایک گروہ انسانوں کا یہ سمجھتا ہو کہ خالق خیر یزداں اور خالق شر اہرمین ہی اور اُن کا مذہب اُس ریگستان میں بھی پھیل گیا ہو جہاں اُن غالیوں کا اصلاح کرنے والا پیدا ہوا ہو تو اس پاریک دقیقہ کو کہ تمام چیزوں کی ملکہ الملک صرف ایک ہی ذات ہی بار بار بیان کرتا اور ہر دم یاد دلانا نہایت ضرور ہے *

مگر مجبور اس کہنے سے جو صرف بسبب ملکہ الملک ہونے کے کہا جاتا ہے فاعل کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا *

ہم نے ایک شخص کو نشانہ لگانا سکھایا اب وہ جس جس کو مارتا ہے ہم کہتے ہیں کہ ہم نے مارا مگر صرف اس کہنے سے یہ بات کہ قاتل کو مقتولین کے قتل پر ہم نے مجبور بھی کیا تھا لازم نہیں آتی *

تمہید دوم — وہ ملکہ الملک اپنے معاملات کے تمام حالات کا علم واقعی رکھتی ہے جسکو ہم تقدیر کہتے ہیں یعنی ہماری تحقیق میں علم باری ہی کا نام تقدیر ہی پس اگر وہ ملکہ الملک اپنے معلول کی نسبت بسبب اپنے علم واقعی کے یہ کہہ کہہ کہ ہم نے اُسکو ہدایت کی اور ہم نے اُسکو گمراہ کیا ہم نے اُسکو بہشت کے لیئے پیدا کیا اور ہم نے اُسکو درجہ کے لیئے بنایا تو یہ کہنا بالکل صحیح ہی اپنی طرف اُن باتوں کو نسبت کرتا تو بسبب ملکہ الملک ہونے کے ہی اور نتیجوں کو بیان کرتا بسبب اپنے علم واقعی کے ہی مگر اس سے اُس فاعل کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا *

مثلاً فرض کرو کہ ایک نجوسی ایسا بڑا کامل ہی کہ جو کچھ آئندہ کے احکام بتاتا ہے اُس میں سر و فرق نہیں ہوتا اب اُس نے ایک شخص کی نسبت بتایا کہ وہ قلوب کو مریگا اُس کا قلوب کو مرنے تو ضرور ہی اس لیئے کہ نجوسی کا علم واقعی ہی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُس نجوسی نے اُس شخص کو قلوب پر مجبور کر دیا تھا پس جو علم الہی میں ہی یا یوں کہہ کہ جو تقدیر میں ہی وہ ہوگا تو ضرور مگر اُس کے کرنے پر خدا کی طرف سے مجبوری نہیں ہے بلکہ خدا کے علم کو اُس کے جاننے میں یا تقدیر کو اُس کے ہونے میں مجبوری ہی پس کسیکی نسبت یہ کہنے سے کہ وہ دروغی ہی یا جنتی اُسکو دروغی و جنتی ہونے میں کچھ مجبوری نہیں ہے *

اس بات سے دھڑکا مت کھانا کہ خدا نے یہ کہا کہ ہم نے جنتی کیا یا دروغی پیدا کیا کیونکہ یہ نسبت اپنی طرف صرف ملکہ الملک

مسئلہ جبر و اختیار

مسئلہ جبر و اختیار

اُس کی ہر اُنی ہمو بتاتی ہی ہیکار نہیں چہرزا تو ہم پر کچھ گناہ نہیں ہی کورنکہ ہم نے پورا پورا اپنا فرض ادا کیا ہی اور اگر ہم نے اُس نور قلب کو ہیکار چہرزا دیا ہی تو ہم خود اپنے اختیار سے گناہ کار اور مستوجب عذاب ہوئے ہیں مگر جو کہ خدا اسباب کو جانتا ہی کہ کون اُس نور قلب کو کام میں لاریگا اور کون ہیکار چہرزا دینگا تو قبل وقوع اُس واقع کے بلا تشبیہ مثل اُس کامل نبی کے فرمادیتا ہی کہ ہم نے بہتوں کو جہنم کے لیئے اور سید احمد کو بہشت کے لیئے پیدا کیا ہی *

یہ بھی ہم خود اپنے آپ میں پاتے ہیں کہ گز ہماري جہات میں قوائے بہیمہ کیسی ہی زور آور پیدا ہوئی ہوں لیکن اگر ہم اُس نورانی قوت کو کام میں لائے جاتے ہیں اور انحال ذمیمہ کو برا جانے جاتے ہیں اور اُنکے کرنے پر دل میں ندامت پاتے ہیں تو کبھی تو ایسا ہوتا ہی کہ وہ قوائے بہیمہ بالکل کمزور ہوکر اعتدال پر آجاتی ہیں اور اُس نورانی قوت کی سلطنت سب پر ہو جاتی ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ اُن قوائے بہیمہ کا وہ زور غور نہیں رہتا یہی نیچر کا مسئلہ ہی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمو بتایا ہی *

من ابی ہریرۃ قال جاء ناس من اصحاب رسول اللہ صلعم الی النبی صلعم فسالوہ انا نجد فی انفسنا ما یتعاضد احدا ان یتکلم بہ قال او تم وجدتموہ قال نعم قال ذلک صریح الایمان رواۃ مجمل *

مگر جب وہ نورانی قوت ہیکار چہرزا جاتی ہی تو وہ نہایت ہی کم زور رہتی ہی اور کبھی ایسی ہو جاتی ہی کہ گویا معدوم ہی پس جس چیز پر ہم مجبور ہیں وہ باصف عذاب نہیں بلکہ ترک فعل اختیاری کا یعنی نہ کام میں لانا اُس نورانی قوت کا باصف عذاب ہی *

تمہید چہارم — میں سمجھتا ہوں اور جو شخص تقلید سے ملاحذ ہوکر غور کریگا یقینی جائیگا کہ اکثر عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت غلط فہمی کی ہی قرآن مجید کی دو حالتیں ہیں ایک حالت اُس کی اُسکا قرآن یعنی وحی منزل من اللہ ہونا ہی مہرا عقیدہ ہی کہ قرآن مجید بلفظ منزل من اللہ ہی جسکو میں وحی متلو کہتا ہوں پس ہمارا ایمان ہی کہ ہم اُسکے ہر ہر لفظ کو منزل من اللہ سمجھیں — دوسری حالت اُسکی اُس کے معنی قرار دینا اور اُس سے مطالب اور مراد کا اخذ کرنا ہی اس حالت میں قرآن مجید مثل ایک نصیح و بلغ انسان کے کلام کے متصور ہوتا ہی اور جس طرح کہ ہم ایک نصیح و بلغ انسان کے کلام کے معنی لیتے ہیں اور اُسکا مطالب و مراد پھراتے ہیں اُسی طرح بلا تشبیہ قرآن مجید کے بھی معنی لینے اور اُس کا مطالب و مراد قرار دینے اور اسوقت کس طرح کا

ہونے کے سبب سے ہی اور تمہید اول میں بیان ہو چکا ہی کہ اُسکو خالق کی مجبوری لازم نہیں ہی *

• تمہید سوم — ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جو انحال انساں سے سرزد ہوتے ہیں اُس کے امضا کی ترکیب ہی ایسی ہوتی ہی جس سے اُن انحال کا اُس سے سرزد ہونا ضروری ہوتا ہی پس اُس انسان کی نسبت جو نیک بات کو نہیں مانتا اور اچھی نصیحت کو نہیں سنتا اور بدی میں پوتا ہی یہ کہنا بالکل سچ ہی کہ خدا نے اُس کے دل پر مہر کر دی ہی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہی اُن کی سماعت میں سخت عذاب ہی اور اُن کو جہنم کے لیئے پیدا کیا ہی مگر اس بات سے انسان کا مجبور ہونا ثابت نہیں ہوتا *

اُن کی سماعت میں سخت عذاب کا یا اُن کو جہنم کے لیئے پیدا ہونا بیان کرنا تو بسبب اُسی علم باری کے ہی جسکو ہم نے تمہید دوم میں ثابت کیا ہی کہ اُس سے نامل کی مجبوری لازم نہیں آتی مگر آنکھوں پر پردہ ہونے اور دل پر مہر ہونے کے سبب نصیحت کا نہ ماننا ممکن ہی کہ طبعی مجبوری کے سبب ہو مگر اُس سے انسان کسی عذاب کا مستحق نہیں ہوتا ہی *

ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ”نہ مابد کی نجات عبادت پر ہی اور نہ ناسق کی درکات اُس کے نسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اس پر ہی کہ جو قوی خدا تعالیٰ نے اُس میں رکھے ہیں اور جسقدر رکھے ہیں اُس سب کو بقدر اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہے اگر قوائے بہیمہ اُس پر غالب ہیں اور قوائے ملکیم کمزور تو اُن کم زور قوی کو ہیکار نہ چہرزا اُنکو بھی کام میں لاتا رہے کہ یہی اُن گناہوں کا علاج ہی جسکو انبیاء کی زبان میں قوبہ اور کفارة کہتے ہیں اور جسکو شارع نے ان عمدہ لفظوں میں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ بیان فرمایا ہی *

گو ہماري طبیعت کیسی ہی بدی پر مجبور ہو لیکن خود ہم اپنے آپ میں دو چیزیں پاتے ہیں ایک اُس کام کرنے کا ارادہ جسکو ہم کیا چاہتے ہیں اور ایک وہ دلی — چاہتی جو ہمو اُس کام کی پہلائی یا ہرائی بتلاتی ہی جسکو موام الناس کبھی اس تقریر سے بیان کرتے ہیں کہ ”دل پکڑا جاتا ہی“ انگریزی زبان میں اسکا نام کانشاز ہی اور ہم اُسکو ”نور قلب“ کہتے ہیں اور خاص مسلمان مذہب کے معارف میں ”نور ایمان“ پس ہر ایک انسان کافر و مسلمان پنے دونوں قوتیں اپنے میں رکھتا ہی اور ہم یقینی جانتے ہیں کہ ہم اس دونوں کو کام میں لانے پر قادر اور خود مختار ہیں *

اب اگر ہماري بنارت ایسی ہی جس میں قوائے بہیمہ ہم پر غالب ہیں تو ضرور وہ گناہ ہم سے ہوگا پس اگر ہم نے اُس قوت کو جو

خدا نے اُن پر وہ بدوں کے لیئے اُنہی کی زبان میں قرآن اوتارا ہی پس ہمیشہ قرآن مجید کے سیدھے سیدھے صاف صاف معنی لیئے چاہیئیں اور نکات بعد التوقع اور کنایات و اشارات و استعارات و دلائل کی قسم کو اُس میں گھوسو کر اُس کو کھیچنا اور تاننا نہیں چاہیئے اس قسم کے معنی قرآن مجید سے نکالنے خیالات ضارائن سے زیادہ کچھ رتبہ نہیں رکھتے *

اب آپ سورہ اعراف کی آیتوں پر جو آپ کے سوال میں مندرج ہیں لحاظ فرمائیئے کہ امتداد اور اضلال کی نسبت جو خدا نے اپنی طرف کی ہی وہ اُسی ملقاہل ہونے کے سبب سے ہی کیونکہ قرۃ امتداد اور اضلال دونوں اُسی نے دی ہیں مگر اس نسبت سے یہ لازم نہیں آتا کہ مہتمد اور مضل ہونے پر اُس نے مجبور کر دیا ہی * اگر آپ کو میرا یہ بیان پسند ہوگا تو آپ یقین کرینگے کہ قرآن مجید سے انسان کا مجبور ہونا ثابت نہیں ہوتا تو اب نبرۃ پر کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا *

ایمان نہ لانے پر قتل کرنے کا اور گھر بار لٹ لینے کا شریعت میں کہیں حکم نہیں ہی چند روز ہوئے کہ جہاد کے مسئلہ پر میں بھڑبی بھٹ کر چکا ہوں اور حقیقت جہاد کو میں نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے جواب میں بالتفصیل لکھا ہی اب اُس کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں *

اور شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسبت جو آپ نے خدا کا اپنے نبی پر ظلم کرنے کا ذکر کیا ہی یہ بات تو کوئی مسلمان کیا ہیہ اور کیا سننی نہیں کہتا اور کسی کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہی کہ حضرت امام کانوں کے خون کے پدلے میں شہید ہوئے ہیں *

یہ مسئلہ جو میں نے بیان کیا کسیقدر باریک ہی اور اُس پر غور درکار ہی اور مجھے اُمید ہی کہ آپ اور نیز اور لوگ جن کی نگاہ سے میری یہ تقریر گزرے وہ قبل اس کے کہ اس پر رد و قدح کریں دوا دل لگا کر غور فرماینگے *

راہم

سید احمد

نمبر ۲۰۶

گذرا ہوا زمانہ

بوس کی اخیر رات کو ایک بڑھا اپنے اندھیرے گھر میں اکیلا بیٹھا ہی رات بھر ترائی اور اندھیری ہی گھٹا چھا رہی ہی بھلی توپ توپ کر کڑکتی ہی آندھی بڑے زور سے چلتی ہی دل کانپتا ہی اور دم

تفرتہ قرآن مجید و کلام انسانی میں نکریں کیونکہ قرآن مجید انسان کی زبان اور اہل عرب کی بول چال میں نازل ہوا ہی پس اُس میں پلھاظ دیگر حالات کے جو کچھ بزرگی منزل من اللہ ہونے کی ہو سو وہ وہ جدا بات ہی مگر اُسک معنی قرار دینے اور مطلب و مواد اخذ کرنے میں اُس میں اور انسان کے نظم میں کچھ فرق نہیں ہی *

ان تمہیدات کے بعد میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان ایات قرآنی سے چنکا آپ نے اپنے سوال میں ذکر کیا ہی اور نیز مثل اُن کے جو اور ایاتیں ہیں اُن سے بھی انسان کا مجبور ہونا پایا نہیں جاتا *

آیت سورہ بقرہ کا اخیر جملہ یعنی ”ولہم عذاب عظیم“ تو کانوں کے حال کی پیشین گوئی ہی جس سے حسب بیان تمہید سورہ اُنکا مجبور ہونا لازم نہیں آتا اور پہلے جملے یعنی ”ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاۃ“ اُنکی جبلت کا حال ہی مگر یہ حال بشرطیکہ دوسری قرۃ بیکار نہ ہو رہی جارے ہواک درکات نہیں *

اب بلحاظ تمہید چہارم اس آیت پر غور فرمائیئے اور اُس کو بلا تشبیہ ایک انسان نصیح و بلیغ کا نظم سمجھیئے اور یوں خیال کیجیئے کہ ایک ناصح شفیق کسیکر افعال ذمہ چھوڑنے اور اخلاق حمیدہ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہی اور وہ شخص اُس کی نصیحتوں پر کان بھی نہیں دھرتا اس حالت کو دیکھ کر ایک شخص کہتا ہی کہ بدذاتوں نا اہلوں کو تم نصیحت کر یا نکرو وہ کبھی نیک بات نہیں سیکھنے کے اُن کے دل پتھر کے اور اُن کی آنکھیں اندھی اور کان بھرے ہیں خدا نے اُن کے دلوں پر مہر لگادی ہی اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہی *

اب جو شخص ان باتوں کو سنیکا کیا یہ سمجھے گا کہ اس شخص نے یا خدا نے اُس بد ذات آدمی کے دل پر مہر لگا کر اور اُس کی آنکھوں اور کانوں پر پردہ ڈال کر ناصح کی نصیحت نہانے پر مجبور کر دیا ہی کبھی کوئی ایسا نہیں سمجھ سکتا بلکہ ہر کوئی یہی سمجھیکا کہ اس کہنے سے اُس بد ذات نا اہل آدمی کی نہایت بد ذاتی اور نا اہلی کا جتنا اور اور لوگوں کو عبرت دلانا مقصود ہی *

میری سمجھ میں ایسے کلام انسانی میں کوئی شخص ان الفاظ انشائیہ سے اُن کے حقیقی معنی نہیں لے سکتا پس خدا تعالیٰ کے اس قسم کے کلام کو جو انسانی بول چال پر ہی زیادہ اُس کی منشاء سے پڑھانا اور اُن الفاظ کو جو بطور خطابیات کے رانج ہیں حقیقی انشائیات سمجھنا بڑی غلطی ہی *

گذرا ہوا زمانہ

اور اُس میں سے یہ آواز آتی ہے کہ کیوں بیٹا ہم تمہارے ہی بھلے کے لیئے نہ کہتے تھے بھائی بہن دانتوں میں انگلی دیتے ہوئے خاموش ہیں اور اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری ہے دوست آشنا سب غمگین کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہم کیا کر سکتے ہیں *

ایسی حالت میں اُس کو اپنی وہ باتیں یاد آتی تھیں جو اُس نے
 بچپن میں سنا تھا اور بے پروائی اور بے عزتی اور کج خلقی سے اپنے ماں باپ بھائی
 بہن دوست آشنا کے ساتھ ہوتی تھیں ماں کو رنجیدہ رکھنا باپ کو
 ناراض کرنا بھائی بہن سے بے عزت و رشتہ دوست آشنا کے ساتھ ہم
 درمی نہ کرنا یاد آتا تھا اور اُس پر اُن گلی ہڈیوں میں سے ایسی
 محبت کا دیکھنا اُس کے دل کو پاش پاش کرتا تھا اُس کا دم چھاتی
 میں گھٹ جاتا تھا اور یہ کہ چلا اُٹھتا تھا کہ ”ہاے وقت نکل
 گیا ہاے وقت نکل گیا اب کیونکر اسکا بدلا ہو“ *

ده گهٔ اڙ ڀر ڪهڙي کي طرف ڏيڙا اور ٽڪڙا ٽٽڙا ڪهڙي ٽڪ
 ٻهڻڻا اُسڪر ڪهڙا اور ڏيکها ڪه ٺهوا ڪجهه ٿهري هي اور ٻهلي کي
 ٽڙڪ ڪجهه ٿهري هي ڀر رات ڏيسي هي اندهيري هي اُس کي گهٻراعت
 ڪجهه ڪم هونڙي اور ڀر اڳني ججهه آبيٽها *

اتنے میں اُسکو اپنا ادھیڑ پنا یاد آیا جس میں نہ وہ جوانی رہی تھی اور نہ وہ جوانی کا جوش نہ وہ دل رہا تھا اور نہ دل کے دُلوں کا جوش — اُس نے اپنی اُس نیکی کے زمانہ کو یاد کیا جس میں وہ بہ نسبت ہدی کے نیکی کی طرف زیادہ مایل تھا وہ اپنا روزہ رکھنا نمازیں پڑھنی حج کرنا زکوٰۃ دینی بھروسے کر کھلانا مسجدیں اور کنوئیں بنوانا یاد کر کے اپنے دل کو تسلی دیتا تھا فقیروں اور درویشوں کو جنگی خدمت کی تھی اپنے پیروں کو جانتے بیعت کی تھی اپنی مدد کر پکارتا تھا مگر دل کی بیقراری نہیں جاتی تھی — وہ دیکھتا تھا کہ اُس کے ذاتی اعمال کا اُسی تک خاتمہ ہی ہوئے پھر دیتے ہی ہوئے ہیں مسجدیں ٹرت کر یا تو کھنڈر ہیں اور یا پھر دیتے ہی جنگل ہیں کنوئیں اندھے پڑے ہیں نہ پیر اور نہ فقیر کوئی اُسکی آواز نہیں سنتا اور نہ مدد کرتا ہی — اُس کا دل پھر گھبراتا ہی اور سر نہچتا ہی نہ مینے کیا کیا جو تمام فانی چیزوں پر دل لگایا یہ پچھلی سمجھ پہلے ہی کیوں نہ سوجھی اب کچھ بس نہیں چلتا اور پھر یہ کہہ کر چلا اُنھا ”ہاے رقت ہاے رقت میں نے تجھ کو کیوں بھروسہ دیا“ *

وہ کہہ رہا کہ پھر کھڑکی کی طرف درزا اُس کے ہفت کھولے تو دیکھا کہ آسمان صاف ہی آندھی تھم گئی ہی کہتا کھل گئی ہی تارے نکل آئے ہیں اُن کی چمک سے اندھیرا بھئی کچھ کم ہو گیا ہی

مگر ہوتا ہی — بدشا نہایت غمگین ہی مگر اُسکا غم نہ اندھیرے گھر
پڑوسی نکو اکیلے پن پر اور نہ اندھیری رات اور بھلی کی کڑک اور آندھی
کئی گونج پر اور نہ برس کی اخیر رات پر — وہ اپنے دھولے زمانہ کو
یاد کرتا ہی اور جتنا زیادہ یاد آتا ہی اُتنا ہی غم بڑھتا ہی ہاتوں
سے تھمکے ہوئے منہ پر آنکھوں سے آنسو بھی بھی چلے جاتے ہیں *

پچھلا زمانہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پھرتا ہی اپنا لڑکپن اُس کو یاد آتا ہی جبکہ اُسکو کسی چیز کا غم اور کسی بات کی فکر دل میں نہ تھی رہنمائی اشرفی کے بدلے ریزرٹی اور مشائشی اچھی لگتی تھی سارا گھر ماس باپ بھائی بہن اُس کو پیار کرتے تھے پڑھنے کے لیئے چھٹی کا وقت جلد آنے کی خوشی میں کتابیں بغل میں لے مکتب میں چلا جاتا تھا — مکتب کا خیال آتے ہی اُسکو اپنے ہم مکتب یاد آتے تھے وہ اور زیادہ غمگین ہوتا تھا اور بے اختیار چلا اُٹھتا تھا ”ہاے وقت ہاے وقت ہاے گزرے ہوئے زمانے انسوس کہ میں نے تجھے بھلا دیا میں یاد کیا “ *

بہر وہ اپنی جوانی کا زمانہ یاد کرتا تھا اپنا سرخ سفید چہرہ
سَدول ڈیل بھرا بھرا بدن رسیلی آنکھیں موتی کی لڑی سے دانک
اُمنگ میں بھرا ہوا دل جذبات انسانی کے جوشوں کی عرشی اُسے یاد
آتی تھی — اُس آنکھوں میں اندھیرا چھائے ہوئے زمانہ میں ماں
باپ جو نصیحت کرتے تھے اور نیکی اور خدا پرستی کی بات بتاتے تھے
اور یہ کہ کتنا تھا کہ ”اے ابھی بہت وقت ہی“ اور بڑھاپے آنے کا
کچھ خیال بھی نہ کرتا تھا اُس کو یاد آتا تھا اور انوس کرتا تھا کہ
کیا اچھا ہوتا اگر جب ہی میں اس وقت کا خیال کرتا اور خدا پرستی
اور نیکی سے اپنے دل کو سنوارتا اور موت کے لیئے طیار رہتا آہ وقت
گذر گیا آہ وقت گذر گیا اب پھٹتا ہے کیا ہوتا ہی انوس میں آپ اپنے
تئیں ہمیشہ یہ کہہ کر بڑھاد کیا کہ ”ابھی بہت ہی“ *

یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور ٹٹول ٹٹول کر کھڑکی تک آیا
 کھڑکی کھول دیکھا کہ رات ویسی ہی ڈراؤنی ہی اندھیری گھٹا چھا
 رہی ہے بجلی کی کڑک سے دل پھٹا جاتا ہے ہولناک آندھی چل رہی
 ہے درختوں کے پتے اُڑتے ہیں اور ٹھنڈے ٹوٹتے ہیں تب وہ چلاؤ بولا
 ”ہاے ہاے میری گندری ہوئی زندگی بھی ایسی ہی ڈراؤنی ہے جیسی
 ”یہ رات“ یہ کہہ کر پھر اپنی جگہ آ بیٹھا *

• اتنے میں اُسکو اپنے ماں باپ بھائی بھوس دوست آشنا یاد آئے جنکی ہڈیاں قبروں میں گل کر خاک ہو چکی تھیں ماں گویا مسجد سے اُسکو چھاتی سے لگائے آنکھوں میں آنسو بہے کھڑی ہی یہ کہتی ہوئی کہ ہاے بیٹا وقت گذر گیا باپ کا نورانی چہرہ اُسکے سامنے ہی

وہ دل پہلانے کے لیئے تاروں بھری رات کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اُس کو آسمان کے بیچ میں ایک روشنی دکھائی دی اور اُس میں ایک خوبصورت دامن نظر آئی اُس نے ٹٹکتی بازوؤں کو اُسے دیکھنا شروع کیا جس میں وہ اُسے دیکھتا تھا وہ قریب ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ وہ اُس کے بہت پاس آگئی وہ اُس کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور نہایت پاک دل اور معصیت کے امجد سے اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بولی کہ میں ہمیشہ زندہ رہنے والی نیکی ہوں اُس نے پوچھا کہ تمہاری تسخیر کا بھی کوئی عمل ہی وہ بولی ہاں ہی نہایت آسان پر بہت مشکل جو کوئی خدا کے فرض اُس بدوی کی طرح جس نے کہا تھا کہ ”واللہ لازید ولا نقص“ ادا کرے انسان کی بھلائی اور اُس کی بہتری میں سعی کرے اُس کی میں مستخر ہوتی ہوں دنیا میں کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں ہی انسان ہی ایسی چیز ہی جو اخیر تک دھیکا پس جو بھلائی کے انسان کی بہتری کے لیئے کی جاتی ہی وہی نسل در نسل اخیر تک چلی آتی ہی نماز روزہ حج زکوٰۃ اُسی تک ختم ہو جاتا ہی اُس کی موت اُن سب چیزوں کو ختم کر دیتی ہی مادی چیزیں بھی چند روز میں فنا ہو جاتی ہیں مگر انسان کی بھلائی اخیر تک جاری رہتی ہی میں تمام انسانوں کی روح ہوں جو مجھ کو تسخیر کرنا چاہے انسان کی بھلائی میں کوشش کرے کم سے کم اپنی قوم کی بھلائی میں تو دل و جان و مال سے سامی ہو — یہ کہہ کر وہ دامن غایب ہو گئی اور بدھا پھر اپنی جگہ آ بیٹھا *

اب پھر اُس نے اپنا پچھلا زمانہ یاد کیا اور دیکھا کہ اُس نے اپنی پچھن برس کی عمر میں کوئی کام بھی انسان کی بھلائی اور کم سے کم اپنی قومی بھلائی کا نہیں کیا تھا اُس کے تمام کام ذاتی غرض پر مبنی تھے نیک کام جو کیئے تھے ثواب کے لالچ اور گویا خدا کو رشوت دینے کی نظر سے کیئے تھے خاص قومی بھلائی کی خالص نیت سے کچھ بھی نہیں کیا تھا *

اپنا حال سوچ کر وہ اُس دل قریب دامن کے زمانے سے مایوس ہوا اپنا اخیر زمانہ دیکھ کر آئندہ کرنے کی بھی کچھ اُمید نہ پائی تب تو نہایت مایوسی کی حالت میں بیقرار ہو کر چلا اُٹھا ”ہاے وقت ہاے وقت کیا پھر تجھے میں بلا سکتا ہوں ہاے میں دس ہزار ہنیاں دیتا اگر وقت پھر آنا اور میں چران ہر سہ“ یہ کہہ کر اُس نے ایک آہ سرد بھری اور بیہوش ہو گیا *

تو روزی دیر نہ گزری تھی کہ اُس کے کانوں میں میٹھی میٹھی باتوں کی آواز آنے لگی اُس کی بھاری ماں اُس کے پاس آہری ہوئی اُس کو گلے لگا کر اُس کی بیبی اُمی اُس کا باپ اُس کو دکھائی دیا چہرے چہرے بھائی بہن اُس کے گرد آکھڑے ہوئے ماں نے کہا کہ بیٹا کیوں برس کے برس دن روتا ہی کیوں تو بیقرار ہی کیلئے تیری ہچکی بندہ گئی ہی اُٹھ منہ ہاتھ دھو کپڑے پہن کر روز کی خوشی منا تیرے بھائی بہن تیرے منتظر کھڑے ہوں تب وہ لوکا جاگا اور سمجھا کہ میں نے خواب دیکھا اور خواب میں بدھا ہو گیا تھا اُس نے اپنا سارا خواب اپنی ماں سے کہا اُس نے سنکر اُس کو جواب دیا کہ بیٹا بس تو ایسا مت کر جیسا اُس پشیمان بدھے نے کیا بلکہ ایسا کر جیسا تیری دامن نے تجھے سے کہا *

یہ سنکر وہ لوکا ہلک پر سے کود ہوا اور نہایت خوشی سے پکارا کہ ”اُمی میری زندگی کا پہلا دن ہی میں کیہی اُس بدھے کی طرح نہ پچھتاؤنگا اور ضرور اُس دامن کو بیاہونگا جس نے ایسا خوبصورت اپنا چہرہ مجھ کو دکھلایا اور ہمیشہ زندہ رہنے والی نیکی اپلا نام بتلایا — اُمی خدا اُمی خدا تو میری مدد کر آمین“ *

پس اُمی میرے پیارے نوجوان ہمدردوں اور اے میری قوم کے بچوں اپنی قوم کی بھلائی پر کوشش کرو تاکہ اخیر وقت میں اُس بدھے کی طرح نہ پچھتاؤ ہمارا زمانہ تو اخیر ہی اب خدا سے یہ دعا ہی کہ کوئی نوجوان اُٹھ اور اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش کرے آمین *

واٹسم

این - ایم - سید احمد

اشتہار

گذشتہ سوا دو برس کے پڑچھ ہاے تہذیب الاخلاق بہ ترتیب ہمارے پاس موجود ہیں جس صاحب کو اُن کی خریداری منظور ہو مفصلہ ذیل قیمت پر مل سکتے ہیں *

تہذیب الاخلاق روز اجرا ہے یعنی یکم شوال

سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سنہ

۱۲۸۸ ہجری بابت سوا برس کے ...

تہذیب الاخلاق بابت سال تمام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

مقام بنارس { سید احمد منیجر تہذیب الاخلاق

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۳]

۱۰ صفر سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

[جلد چہارم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخندمت معبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بذارس بھیجنا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار انصار و نیاز اس میں مندرج نہیں ہوتے مگر مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی محسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے رواج میں ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی سوائے جائز نہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مذاہن
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراج بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی مالکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساقیہ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں معذور متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائی پرچہ سے اُن کو کچھ قطع نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ منہ اخراجات روائی پرچہ دینا ہوگا * معذروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت چسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۲۰۷

دارالعلوم مسلمانان

امروز برب الناس ملک الناس الک الناس من شوال و سواش النفاش
الذی یر و سوس فی صدر الناس من الجنة والناس

ہماری یہ رائے ہے کہ جب مختلف رائیں پھیلیں تو بعض اس کے کہ کسی رائے کا حامی اپنی رائے کی حمایت کرے یہ بہتر ہے کہ اُس کا تصفیہ لوگوں کی رائے پر چھوڑا جائے مگر ہمارے دوست ہم سے کہتے ہیں کہ دارالعلوم مسلمانان کی نسبت جو مخالف لوگوں نے کی ہے اُس میں سکوت مذہب نہیں ہے اس لیے ہم مجبوری ہم کچھ لکھتے ہیں کہ ”آزردن دل دوستان چہک است و کفارہ یمین سهل“ *

بے سجدہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بیخبر نہ چرد ز راہ و رسم منزلہا

جہانگیر کہ ہم نے مخالفین کی تحریرات کو دیکھا اور اُن کے خطوط کو پڑھا ہم نے سات قسم کے لوگوں کو دارالعلوم مسلمانان کے مخالف پایا *

اول خبیث النفس و بد باطن — جو ہماری ان تمام مہنتوں کو اور ہمارے تمام کاموں کو جو ہم اپنی دافعت میں اپنی قوم کی بھلائی کے لیے کرتے ہیں ہماری ذاتی غرض پر مہمل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں اپنی نام آزردی اور شہرت کے لیے اور حکام وقت کے سامنے اپنا رواج پیدا کرنے کو اور اُن کو دھوکا و فریب دینے کو کرتے ہیں — شاید یہ بڑائی ہم میں ہو اور ہم کو

کہ دکھائی دیتی ہو ”و ما ابرہ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الامارحم ربی“ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ہماری اس بڑائی ہی نے اور اس کمیٹہ خواہش ہی نے ہم کو ہماری قوم کی بھلائی پر آمادہ کیا ہو اور ہماری بدیوں ہی سے ہماری قوم کی بھلائی ہوتی ہو تو ہماری قوم کا اُس سے کیا نقصان ہے *

ہمارے دل کے بھیدوں کے جاننے والے اور ہماری نیتوں کا تصفیہ کرنے والے ہمارے مخالف نہیں ہیں اور نہ اُن کے تصفیہ کی ہم کو آرزو ہے بلکہ صرف اس کی آرزو ہے کہ وہ اس بات کا تصفیہ کریں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ اُن کے لیے بہتر ہی یا نہیں *

شہرت کا نہونے دینا ہماری طاعت سے باہر ہے جو کوئی کچھ کام کرتا ہے کرنے والے کا ضرور ذکر ہوتا ہے پس ہم پر بدگمانی کرنے والے ہم کو بتادیں کہ کس طرح ہم اپنی شہرت کو روکیں اگر ہم میں

یہ بدی جو ہمارے مخالف ہم میں بتاتے ہیں ہی تو وہ اپنی نیکی اور کرم سے اُس سے در گذر کریں خواہ ہم کو ایک کمیٹہ مصلحت والا شخص تصور فرماویں نہ یہ کہ جو کام قومی بھلائی کے ہیں اُن میں ہارچ ہوں *

دویم حساد — مدت سے ہمارے پورے یار ہماری ترقیات سے جو خدا نے صرف اپنی مذاہب سے نہ ہمارے کسی استحقاق سے ہم کو دیں ہم پر خفا ہیں مگر اُن کو انصاف کرنا چاہیئے کہ اُن کو خدا پر خفا ہونا مناسب ہی نہ سمجھ کر اگر مجھ کو سی ایس آئی ملی اور اُن کو باریک دلی خواہشوں کے نہ ملی یا کوئی شخص قاعدہ پچپن سالہ کے سبب ملحد ہو گیا اور مجھے کچھ مہلت ملی یا — بات میرے لیے ہوئی اور اُن کے لیے نہ ہوئی تو اس میں میرا کیا قصور ہے پس اب وہ اپنا فخر اور اپنے دل کی ٹھنڈک اسی میں سمجھتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں جھوٹے سچے عیب نکالیں جھوٹی سچی تہمتیں ہم پر لگائیں اور اپنے دل کے جلے پھیلے پھوڑیں *

ایسے وقت میں ”سمند ناز پر ایک آؤ تازیانہ ہوا“ کہ دارالعلوم مسلمانان کی بنیاد پڑی حاسدوں نے خیال کیا کہ اب تو سید احمد نے بھوت بننے کا سامان کیا کہ مرے پر بھی زندہ رہیگا یہ خیال جیسا اُن پر شاق گذرا ہوگا اور جس قدر اُن کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہوگا اُس کا حال اُن کا دل ہی جانتا ہوگا پس اب اُن کا کیا کام ہے بجز اس کے کہ کانر بنیں اور دارالعلوم مسلمانان کی بنیاد کو کھودا کریں مگر اُن کو حافظ کا یہ شعر خوب یاد رکھنا چاہیئے *

بس تجربہ کر دیم دریں دیر مکافات

یا درد کشاں ہرکہ در اُنتاد بر اُنتاد

گر جاں بدھی سنگ سیہ لعل نہ گردد

یا طینت اصلی چہ کند بد گہر اُنتاد

سریں بعض متعصب وہابی جن کو میں یہود ہذا الامت سمجھتا ہوں اور جن کے تمام افعال صرف دکھلاوے کی باتوں پر منحصر ہیں اور جو انگریزی زبان پڑھنے کو حرام سمجھتے ہیں — انگریزوں اور کانروں سے صاحب سلامت کرنا گناہ جانتے ہیں اُن سے دوستی نفر سمجھتے ہیں اُنکی اہانت اور تذلیل کو بڑی دینداری جانتے ہیں اُنکے ساتھ ہمدردی کرنا نفر خیال کرتے ہیں اگر اتفاقاً اُن سے مصافحہ کی ٹوہٹ آجائے تو ہاتھ دھو ڈالنا فرض کہتے ہیں اگر دھوکے میں عیسائی سے صاحب سلامت ہو جائے تو جاکر اُس سے یہ کہنا کہ میرا سلام پہنچ دے اُس کا کفارہ جانتے ہیں مگر صرف دو باتوں کو مباح سمجھتے ہیں کانروں کی نوکری کوئی تاکہ قبلی کلکٹری نجاتی دے

مناسب ہو اور غالباً اسی قسم کے لوگوں کی طمانیت کے لیئے ہمارے دوستوں نے ہم کو کچھ لکھنے کی تکلیف دی ہے مگر ہم اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں کہ اُن مکابد مخالفین کی جنسہ وہ پچھلی در قسم کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کچھ تشریح کر دیں *

کیٹ اول — دارالعلوم مسلمانان کی کمیٹی جو دسویں فروری سنہ ۱۸۷۳ ع کو ہوئی اُس میں پوری تجویز اُس طریقہ تعلیم کی جو دارالعلوم مسلمانان میں ہوگی پیش ہوئی ہے اور جو علم اُس میں پڑھائے جارہے سب بیان ہوئے ہیں — یہ تجویز چند روز پہلے کمیٹی میں پیش ہونے سے مرتب ہو گئی تھی اور ہم نے اس خیال سے کہ اُن پچھلی در قسم کے مسلمانوں کے دل میں کچھ دوسرے باقی نرے کانپور کے ایک چھاپہ خانہ میں ایک سوال بطور استفادہ اس نیت سے چھاپایا تھا کہ علماء وقت کے پاس بھیج کر اُس کا جواب لیا جاوے چنانچہ وہ چھپ گیا اور تقسیم بھی ہوا ہے اور وہ استفادہ یہ ہے جو بجنسہ ہم اس مقام پر نقل کرتے ہیں *

نقل استفادہ

کیا نرماتے ہیں علماء شرع شریف کے کہ اندنوں میں بعض مسلمانوں نے واسطے تعلیم علم دینی اور علوم دنیائی مسلمانوں کے ایک مدرسہ قائم کرنا تجویز کیا ہے اور جو علم اُس میں پڑھائے جارہے اور جس طرح کہ مدرسوں اور طالب علموں کو تنخواہ ملیگی اُس کی تجویز انہوں نے چھاپی ہے جو بجنسہ اس سوال کے ساتھ مرسل ہے پس پہلا سوال یہ ہے کہ ایسے مدرسہ کے قائم و جاری ہونے کے لیئے عموماً چندہ دینا یا اس طرح پر خاص کر کے چندہ دینا کہ ہمارا روپیہ خاص فلاں علم کی تعلیم میں صرف ہو اور فلاں علم کی تعلیم میں صرف نہ کیا جاوے شرعاً درست ہے یا نہیں دوسرا سوال یہ ہے کہ اُس تجویز میں جو علم پڑھانے مندرج ہیں اُن میں سے کونسے علم ایسے ہیں جنکے پڑھانے کے لیئے مسلمانوں کو چندہ دینا جائز ہے اور کونسے ایسے ہیں جنکے لیئے جائز نہیں ہیں تو جرر *

ہر ایک مسلمان شخص خیال کر سکتا ہے کہ سائل نے نہایت صفائی اور سچائی سے بلا کسی ایمان و اشارہ کے تمام طریقہ تعلیم کو بجنسہ علماء کے سامنے پیش کر دیا تاکہ جو کچھ اُن کے ایمان میں آوے جواب لکھیں اُس پر قسم اول و دوم کے لوگوں میں سے بعض نے اُس کے مقابلہ میں کانپور کے اخبار نور الانوار میں ایک استفادہ چھاپا ہے جس کی نقل بلفظ یہ ہے *

اور اپنی فرض کے لیئے کانروں پاس حاضر ہو کر اداب و تسلیم بجالانا نہ جب کسی مجلس میں نواب لفٹننٹ گورنر ہوں تو اس بات کے نہنے کا کہ آپ کے قدموں کی پرکھ سے یہ عزت ہوئی ہو تو وہ میں ایسی دینداری سے نگر کر بہتر سمجھتا ہوں — میں اسلام کو نور خالص جانتا ہوں جسکا ظاہر و باطن سب یکساں ہے تمام دنیا سے اور کانر سے کانر سے سچی دوستی سچی محبت سچی ہمدردی اعلیٰ مسئلہ اسلام کا سمجھتا ہوں جس طرح میں خدا کے ایک ہونے پر یقین کرنے کو رکن اعظم یا عین ایمان جانتا ہوں اسی طرح تمام انسانوں کو بھائی جانتا تعلیم اسلام کا اعلیٰ مسئلہ یقین کرتا ہوں مگر اُنکے مذہب کو اچھا نہیں سمجھتا *

یہ متعصب رہابی وہ لوگ ہیں جو علوم کے بھی دشمن ہیں فلسفہ کو وہ حرام بتلاتے ہیں منطق کو وہ حرام کہتے ہیں علم طبعیات کا پڑھنا تو اُن کے نزدیک نفو میں داخل ہوتا ہے پس ایسے آدمی جسقدر مجوزہ دارالعلوم مسلمانان کی مخالف کریں کچھ بعید نہیں ہے *

چہارم خود غرض یا خود پرست — یعنی وہ لوگ جو دنیا میں بجز اپنی غرض کے اور اپنی حظ نفسانی کے دنیا و مانیہا سے غرض نہیں رکھتے وہ نہیں جانتے کہ قومی ہمدردی اور قومی عزت کیا چیز ہے وہ ہمیشہ اس خیال میں ہیں کہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے سے ہم کو کیا فائدہ ہے قوم کی بھلائی کے لیئے روپیہ دینا سب سے بڑی عادت سمجھتے ہیں مگر جب اُن کو لوگ شرمندہ کرتے ہیں تو ہم پر یا مجوزہ دارالعلوم پر جوڑے الزام لگانے پر مستعد ہوتے ہیں تاکہ اپنے میبوں کو جوڑے الزاموں کی چادر سے ڈھانکیں *

پنجم ٹیپونجیئے اخبار نویس جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے مضامین چھاپنے سے ہمارے اخبار کے دو چار پوچے زیادہ ہک جاوینگے *

ششم بے تمیز — یعنی وہ لوگ جو ہمارے ذاتی خیالات اور قومی معاملات میں تمیز نہیں کرتے اور ہمارے مقصد کو جو دارالعلوم کے قائم کرنے سے ہی نہیں سمجھتے *

ساتویں نادان مسلمان جنکے دل میں پہلی پانچ قسم کے بزرگوں نے دوسرے قالا ہے اور وہ اپنی سچی ایمانداری سے تردد میں پڑ گئے ہیں *

ان اقسام ہفتگانہ میں سے پہلی پانچ قسم کے لوگوں سے بھٹ کرنا بعض نادانی ہے اس لیئے کہ وہ نادان نہیں ہیں بلکہ دیدہ و دانستہ اپنی اغراض نفسانی سے متعلق کو اختیار کیا ہے عاں پچھلی در قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اُن کی تشفی خاطر کے لیئے کچھ لکھنا شاید

نقل استفتاء مطبوعہ اخبار کانپور

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس میں کہ اذندوں ایک شخص اُن مدارس کو جن میں علوم دینی اور اُن علوم کی جو علوم دینی کی تائید میں ہیں تعلیم ہوتی ہے جیسے مدرسہ اسلامیہ دیوبند اور مدرسہ اسلامیہ علیگڑہ اور مدرسہ اسلامیہ کانپور کو اگر اور برا کہتا ہے اور ان مدارس کی ضد میں ایک مدرسہ اپنے طور پر تجویز کرنا چاہتا ہے اور اُس شخص کا حال یہ ہے کہ صدھا امور کو جو بموجب آیات اور احادیث اور روایات فقہیہ باتفاق اہل اسلام ناجائز ہیں دین کے پیرویہ میں رواج دیتا ہے اسلامی مسلمانوں کو اس شخص کے اعمال اور اعتقادات پر اعتماد نہیں ہے پس اس مدرسہ کے ایٹے جو ایسا شخص کہ اہل اسلام سلف اور حال کے امور مذہبی میں مخالف ہے اپنے طور پر ایک مدرسہ ضد میں مدارس اسلامیہ قدیم و حال کے تجویز کرنا چاہتا ہے اور اُن میں کچھ علوم دنیویہ اور کچھ علوم مذہبی اپنے طور پر تعلیم کرنا اُسکو منظور ہے مسلمانوں کو ایسے مدرسہ میں چندہ دینا درست ہے یا نہیں پینرا تو جروا *

اب ہم اُن مسلمانوں پر جو ذرا بوی سمجھ رکھتے ہیں اسباب کا تصفیہ چھوڑتے ہیں انہ ایا یہ کانپور کا استفتاء سچائی اور نیک نیتی اور ایمانداری سے لکھا گیا ہے یا بالکل کذب و اتہام سے بھرا ہوا ہے * ہماری تجویز تعلیم کے پڑھنے والوں نے دیکھا ہوگا کہ ابتدائے تعلیم سے انتہا تک فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ دینیات اسلامی کا اُس میں پڑھانا تجویز ہوا ہے اُن طالب علموں کے لیئے قنطورا میں تجویز کی ہیں جو لوگ دینیات میں بعد امتحان کامل نکلیں اور مولوی بن جائیں اُن کے لیئے پچاس پچاس روپیہ ماہوار ملنا صرف اس غرض سے تجویز ہوا ہے کہ وہ اور زیادہ کمال اُس میں پیدا کریں۔ اُس تجویز میں خاص قاعدہ بنایا گیا ہے کہ جو کتابیں مذہبی پڑھانے کو انتخاب کی جائیں وہ ایسی ہوں جن کی تعلیم پر عموماً مسلمانان ہندوستان متفق ہوں پس ان تجویزوں کو کانپور کے استفتاء سے مقابلہ کرنے پر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ استفتاء سچائی اور ایمانداری اور نیک نیتی سے لکھا گیا ہے یا نہیں *

جو مذہبی تعلیم اس مدرسہ میں تجویز ہوئی ہے اور جو تجویز اُسکی ترقی کی کی گئی ہے وہ آج تک کسی مدرسہ اسلامی کو نصیب نہیں ہوئی بھارہ غریب مدرسہ دیوبند و علیگڑہ و کانپور تو اس گنتی میں ہیں ہم موجودہ اسلامی مدرسوں کی یہہ برائی نہیں بتاتے کہ اُن میں مذہبی تعلیم ہوتی ہے بلکہ اخبارات میں اُنکی شکایت کرتے ہیں کہ سوائے مذہب کے اور بہت سی چیزیں پڑھائی جاتی ہیں جو

معضل لغو و بیفائدہ ہیں اور دین و دنیا دونوں میں بکار آمد نہیں اُن کا سلسلہ تعلیم نہایت ناقص ہے جس میں مور ضائع ہوتی ہے اُن سب میں اصلاح و درستگی کرنی چاہیئے مہذا جو کچھہ حالہ اُن مدرسوں کی ہے اُس سے ہمکو قومی ترقی اور قومی عزت حاصل ہونے کی کچھہ توقع نہیں ہے اُنکا نتیجہ قریب کے حق میں بجز اسکے کہ وہاں کے طالب علم مسجدوں میں پڑھ رہے ہوتے بھیک کے ٹکڑے کھایا کریں اور کچھہ نہیں ہے اس لیئے ایسا دارالعلوم قائم ہو جو دین و دنیا دونوں کی بہبودی اور قومی کا باعث ہو اور ان تمام لوازمات دارالعلوم مدرسوں کا حامی اور سرپرست اور نگران ہو *

اب غور کرنا چاہیئے کہ کانپور والے ایماندار شخص نے ہماری اس تجویز کو یوں تعبیر کیا ہے کہ وہ شخص مدرسہ اسلامیہ علیگڑہ و کانپور دیوبند کو لغو اور برا کہتا ہے اور اُس کو اس مدرسہ میں علوم مذہبی اپنے طور پر تعلیم کرنا منظور ہے پس اب مسلمانوں کو خود اُس کانپوری سائل کی ایمانداری اور سچائی اور نیک نیتی کا تصفیہ کرنا چاہیئے *

اُس سائل نے ہم میں بہت سے مذہبی نفس بتلائے ہیں ہم قبول کرتے ہیں کہ ہم میں وہ نقص سہی مگر اُن نقصوں سے اور مدرسہ میں چندہ ندینے سے کیا تعلق ہے سائل کو یہہ لکھنا تھا کہ فلاں فلاں علوم جو اُس مدرسہ میں پڑھائے جارہے اُنکا پڑھانا لغو ہے اس لیئے اُن علوم کے پڑھانے میں چندہ دینا نہیں چاہیئے اگر مجھے میں نقص ہے اور میرے اعمال و اعتقادات پر مسلمانوں کو اعتماد نہیں ہے تو اُس کا نتیجہ یہہ نہیں ہے جو سائل نے سوال میں قیام کیا ہے بلکہ اُسکا نتیجہ یہہ ہے کہ مسلمانوں کو اور خود کانپوری سائل کو اگر کچھہ غیرت و حمیت اور جوش اسلام اور قومی ہمدردی ہے کمیٹی کے اجلاس میں تشریف لاریں اور ممبروں کو صلاح دیں کہ ہمارے ہاتھ سے اقدام نکال کر دوسرے کے ہاتھ میں دیں اسوقت کمیٹی میں باون ممبر ہیں جن میں سے بہت سے نہایت عالم اور دیندار و نیک ہفت ہیں اور کچھہ شبہہ نہیں کہ وہ ایمانداری سے جو بہتر سمجھینگے کریں گے اگر ہمارے مخالف اور کانپوری سائل ایسا کریں ہماری نہایت خوشی اور دل کی رضامندی ہے ورنہ خالی بیٹھے رہتے ہک ہک کرنے اور لوگوں کو اغوا کرنے اور جھوٹے اتہام لگانے سے کیا فائدہ ہے کیا یہہ باتیں گڈا میں داخل نہیں ہیں یا تو بارہ حج کا ارادہ ہے *

دارالعلوم مسلمانان کے قواعد ایسی ہمدگی سے تجویز ہوتے ہیں کہ مقصود سے متعصب و ہابی بھی اُس پر کچھہ اعتراض نہیں کر سکتا اُس کی دفعہ ۲۰ میں یہہ قاعدہ تجویز ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص

و طریقہ استدلال سے ہمکو اختلاف ہی اور ہم اُسکو تہذیب الاخلاق میں چھاپتے ہیں اور چھاپینگے ہمارے مخالفین عام مسلمانوں کو دھوکا دینے کی غرض سے اُن مسائل کو اور تہذیب الاخلاق کو دارالعلوم مسلمانان میں شامل کرتے ہیں فرض کرو کہ ہم بد اعتقاد سہی مگر دارالعلوم مسلمانان میں میں تو پڑھانے والا اور سبق دینے والا نہیں ہوں مدرس تو کمیٹی کی تجویز سے تمہارے دھبی مولوی مقرر ہونگے جنکو تم اچھا سمجھتے ہو اور کیا معجب ہی کہ جناب مولوی بشیر الدین صاحب ہی اگر وہ قبول کریں تو مدرس اعلیٰ مقرر ہوں پھر میری بد اعتقادی سے اور دارالعلوم مسلمانان سے کیا تعلق ہی — کتب دینیہ جو اُس دارالعلوم میں پڑھائی جارہیگی وہ کچھ میری تصنیف کی ہوئی کتابیں نہ ہونگی دھبی منیب و قدوری و ہدایہ ہوگی جن پر مسلمانوں کا اعتقاد ہی پھر میری کسی تھریز و تقریر سے دارالعلوم مسلمانان کو کیا تعلق ہی — تہذیب الاخلاق کچھ کمیٹی اسلامی کا (جو دارالعلوم مسلمانان کے قائم کرنے کو مقرر ہوئی ہی) کاغذ نہیں ہی اُس کو دارالعلوم مسلمانان سے یا کمیٹی اسلامی سے کچھ تعلق نہیں ہی وہ ایک پرچہ ہی جو اس سے ملاحظہ بلکہ شاید اُس کے مقرر ہونے سے بھی پہلے جاری ہو چکا ہی اُسکو چند خاص درستوں نے اپنے خاص خرچ سے جاری کیا ہی جو کچھ وہ چاہتے ہیں اُسے چھاپتے ہیں فرض کرو کہ اُسے کفر و ارتداد کی باتیں چھپتی ہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ اُسکو مجبوز دارالعلوم مسلمانان سے کیا تعلق ہی اب اسبات کو بھڑکی سمجھو ہر ایک شخص جسکو خدا نے خرا بھی مقل اور ایمان داری دی ہی یقین کریگا کہ تہذیب الاخلاق اور ہمارے اختلافات کو جو ہمارے مخالف دارالعلوم مسلمانان کے بیچ میں ساقط ہیں یہ صرف اُن کی دھوکہ دہی اور تدلیس ہی ورنہ اُن درنوں سے کچھ ملانہ نہیں ہی دارالعلوم مسلمانان میں تو دھبی عقاید سکھائے جارہینگے اور دھبی کتابیں مذہبی پڑھائی جارہیگی جنکو عام مسلمان مانتے ہیں اور دھبی خراجہ ضعیف الدین اور مولوی بشیر الدین صاحب مدرس ہونگے جو اس زمانہ کے مولوی ہیں *

کبک سوم — ہمارے مخالفین ممبران کمیٹی کی پوری تجویز کو چھپا کر لوگوں کو اس دھوکہ میں ڈالتے ہیں کہ جو روپیہ چندہ سے جمع ہو گا وہ سود میں لگایا جاوے گا اور پولیسری نوٹ خریدے جارہینگے اور یہ شہرت ہی کہ اسی سبب سے مسلمان چندہ دینے کو معصیت سمجھتے ہیں — اسبات میں مخالفین نے کچھ سچ کہا ہی اور کچھ جھوٹ ملایا ہی — تمام ہندوستان کے مسلمان جانتے ہیں کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے پرامیسری نوٹ کا منافع لینے کے جواز پر تقری دیا ہی اور اُس تقری کی بنیاد پر سینکڑوں مسلمانوں پاس

اس دارالعلوم میں کسی خاص علم کی تحصیل کرنا چاہی تو وہ اُسے خاص علم کو پڑھا سکتا ہی پس جو متعصب دھابی انگریزی پڑھنے کو کفر سمجھتا ہی اور فلسفہ و منطق و علوم طبعیات کا پڑھنا ناجائز جانتا ہی وہ اُس دارالعلوم میں دھبی زبان اور دھبی علم پڑھا سکتا ہی جنکو وہ جائز جانتا ہی اور جو متعصب دھابی خاص اپنے علوم کے سوا اور علوم کے پڑھانے کے لگئے چندہ دینا کفر جانتا ہی تو وہ صرف اُنہی خاص علوم کے پڑھانے کو چندہ دے سکتا ہی پس جبکہ ایسی صفائی اور سچائی سے اصول قائم کیئے گئے ہیں تو لوگ خیال کر سکتے ہیں کہ دارالعلوم کے مخالفین کس نیت اور کس طبعیت سے دارالعلوم مسلمانان کے مخالف ہوئے ہیں *

دارالعلوم مسلمانان صرف دھابیوں یا گوشہ نشین لوگوں یا تارک الدنیا آدمیوں کے لیئے نہیں بنایا جاتا بلکہ تمام مسلمانوں کے لیئے بنتا ہی جن میں مختلف اغراض اور طبعیت کے لوگ شامل ہیں جو مسلمان دنیا دار ہیں اور دنیا میں رہتی کماتا اور عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور سرکاری عمدہ اور اعلیٰ عہدوں پر مقرر ہونے کی خواہش رکھتے ہیں جو انگریزی زبان اور علوم میں کامل دستگاہ حاصل کیئے بغیر ممکن نہیں ہی اُن کے لیئے تمام علوم انگریزی موجود ہیں اور جو لوگ فلسفہ و منطق و طبعیات کا پڑھنا حرام نہیں جانتے اُن کے لیئے وہ علوم بھی موجود ہیں جو اُن تمام علوم کو کفر سمجھتے ہیں اور صرف دینیات کو اور اُن علوم کو جو اُس کے معارف میں پڑھنا جائز جانتے ہیں اُن کے لیئے وہ علوم بھی موجود ہیں پس ظاہرًا بجز خبیث طبعیت کے اور کوئی چیز دارالعلوم مسلمانان سے مخالفت کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہوتی *

کانپور سے جو مہیب مہیب آرازیں آتی ہیں اور عجیب عجیب وسائل نکلتے ہیں اور مدلس استغناء چھاپے جاتے ہیں اُس کا سبب ہمارے درستوں کو معلوم نہیں ہی ہم سے جناب کانپور کے پریوت سکریٹری کی خدمت میں تفصیر ہوگئی ہی اگرچہ اُن کے شفیع مکرہی خواجہ ولی اللہ صاحب کو یقین ہوگا کہ اُس میں ہماری کچھ تفصیر نہیں ہی مگر جناب پریوت سکریٹری کو اُس کا یقین نہیں آتا پس یہ ذاتی رجحانیں ہوں جو اُن صورتوں میں ظاہر ہوتی ہیں ہمارے درستوں کو اُن پر خیال کرنا اور ہمکو اس لغویات پر متوجہ ہونے کی تکلیف دینا محض بیفائدہ ہی *

کبک دوم — یہ بات سچ ہی کہ ہمکو متعدد مسائل میں مسلمانوں سے اختلاف ہی ہم تقلید کو تسلیم نہیں کرتے مذہب کو تقلید قبول کرنے سے تحقیق اُس پر ایمان لانا بہتر جانتے ہیں اور اسی طرح اور یہ سے مسائل اعتقادی و تمدنی ہیں جن سے یا جنکے طرز بیان

پروامیسری نوٹ مزبور میں جنکا منافع وہ لیتے ہیں اور مثل شہر مادر سمجھتے ہیں اور شیعہ مذہب کے مسلمان تو اُنکے جواز میں کچھ شبہ بھی نہیں سمجھتے ہاں البتہ ایسے بھی سنی مسلمان ہیں جو پروامیسری نوٹ کے منافع کو حرام و حرام سمجھتے ہیں — کمیٹی نے زر چندہ سے پروامیسری نوٹ خریدنے اور جائداد خریدنے دونوں کی اجازت دی ہے اور قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ جو شخص اپنے چندہ میں یہ شرط لگادے کہ اُسکا رزیدہ پروامیسری نوٹ خریدنے میں نہ لگایا جائے بلکہ صرف جائداد خریدنے میں صرف ہو اُن کا رزیدہ ملاحدہ امانت رہے اور جائداد خریدنے میں صرف ہو اس قسم کے چندہ کے لئے جدا رجسٹر بنے ہیں اُسکا حساب جدا لکھا جاتا ہے اور جسقدر روپیہ مشروط بہ جائداد آیا ہے بدستور امانت ہے اور بجز خرید جائداد کے اور کسی میں صرف نہیں ہوگا بس سود کے بہانہ سے روپیہ کا نڈینا صرف اپنی دوس فہمی اور قومی ہمدردی نہونے کے عیب کو چھپانا ہے اور ہمارے مخالفین کا اس مقصود کو طول دینا اور بڑھانا اور خود سود پکارنا صرف جھوٹے مکر سے لوگوں کو اغوا کرنا ہے ورنہ ہوا ایک نیک دل آدمی یقین کر سکتا ہے کہ اگر وہ اپنا زر چندہ پروامیسری نوٹ کی خریداری میں لگانا نہیں چاہتا تو ہرگز اُس میں لگایا نہیں جائیگا *

کیس چھازم — ہم نے ایک خاص اپنی رائے تہذیب الاخلاق مضبوطہ یکم رجب سنہ ۱۲۸۹ھ قمری میں چھاپی تھی اسباب میں کہ مدرسۃ العلوم میں کس طرح طالب علموں کا رہنا و تربیت پانا چاہئے — اُسکے شروع ہی میں ہم نے بتایا ہے کہ اُن اور کی نسبت جو قواعد قرار پائیں گے وہ ایک کمیٹی مسلمانان کی تجویز سے قرار پائیں گے جو مجلس مدبران تعلیم کے نام سے نامزد ہوگی اور جو کچھ نہ ہونے اُس میں بیان کیا ہے وہ صرف ہماری رائے ہے ہمارے مخالفین نے ہماری اُس رائے کو دیدہ و دانستہ قصداً لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ مشہور کیا کہ یہ وہ قواعد ہیں جو مجلس مدرسۃ العلوم مسلمانان میں جاری ہوئے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور اتہام ہے کیونکہ اگر مدبران کمیٹی اُن کو ناپسند کریں تو ایک بھی اُس میں سے جاری نہیں ہو سکتا مجتہد اکیلے کی رائے اکیاد موجودہ ممبروں کے مقابلہ میں یا اُس کمیٹی کے ممبروں کے مقابلہ میں جو مدبران تعلیم کے نام سے مقرر ہو کیا پیش جاسکتی ہے بلاشبہ جس طرح اور ممبروں کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا اختیار ہے اس طرح مجھ کو بھی اپنی رائے ظاہر کرنے کا حق ہے مگر جاری رہی چیز ہوگی جو ثروت رائے ممبران سے منظور ہوگی *

بلاشبہ میری رائے ہے اور میں اس پر نہایت مضبوط ہوں کہ مسلمان لوگوں کو تعلیم سے زیادہ تربیت کی حاجت ہے اُن کے فہمی پنے

کی عادت اُن سے چھوڑنا اُن کو صفائی و پاکیزگی کی عادت ڈالنا اُن کی رفتار و گفتار و پوشاک کو درست کرنا نہایت ضرور ہے اور جب وہ رقت آریگا اور منتظمان مدرسہ کی کمیٹی جمع ہوگی اور میں بھی اگر زندہ ہونگا اور اُس کمیٹی کا ممبر منتخب ہونگا تو نہایت نصیح و بلیغ تقریر سے جو میرے دلوں میں ہے وہ اور ممبروں کے دلوں میں بھی ڈالنا چاہونگا اور جہاں تک میرے بیان میں حقائق ہیں اپنی رائے کی خرابی اور صحت اور سچائی اور مفید ثابت کرنے میں کوشش کرونگا اگر ممبران کمیٹی میری رائے کے موافق ہو گئے تو میں یقین کرونگا کہ مسلمانوں کی بدعادتوں کے دن گئے اور بہتری کے دن آئے اور اگر میری رائے منظور نہ ہوگی تو سمجھونگا کہ ابھی تہری سی نصرت مسلمانوں پر باقی ہے *

اس حقیقت سے واقف ہو کر ہر ایک نیک دل آدمی یقین کریگا کہ ہمارے مخالفین نے اس باب میں جو کچھ لکھا ہے اور جو جو امر نسبت دارالعلوم مسلمانان کے بیان کیئے ہیں کس قدر لغو اور خلاف واقع ہیں زیادہ تر تعصب یہ ہے کہ اگر میری ہی ذاتی باتوں کو اور میری ہی خاص رائیوں کو دارالعلوم مسلمانان کی نسبت منسوب کرتے اور اُس میں کچھ زیادتی اور غمی نکرتے تو بھی ایک بات تھی اُنہوں نے تو اُس میں افطار و معنا تہریف کی ہے اور یہودیوں کے بھی کان کاٹنے ہیں لاچار جو کچھ ہونے اپنی اُس رائے میں لکھا ہے اُسکا مشتملاً پھر اعادہ کرتے ہیں *

ہم نے اُس میں یہ رائے دی ہے کہ طالب علموں کو اختیار ہوگا کہ جیسا لباس چاہیں پہنیں الا مدرسہ میں کالے الپیکیک چھہ اور لال ترکی ڈربی جسکا رواج روم و مغرب و شام میں ہے اور اب وہ ڈربی خاص قزاق یعنی مسلمانوں کی سمجھی جاتی ہے پہننی ہوگی *

ہماری اس رائے کو شروع گوئیوں نے انگریزی لباس اور کٹ پتلون کا پہننا قرار دیا ہے ذرا ایمانداری سے غور کرنا چاہئے کہ اس وقت دنے مسلمان نکلیں گے جنکے پاس کالے الپیکیک چھہ موجود ہونگے کون مسلمان ہے جو کالے الپیکیک چھہ نہیں پہنتا اور اُسکو حرام سمجھتا ہے اور انگریزی کٹ جانتا ہے — اگر ہمیں میں جائز چھاز پر سے خاجیوں کا قول اترتے ہوئے دیکھو تو جانو کس قدر حاجی عرب سے لال ڈربی پہنے ہوئے آئے ہیں کتنے تعصب کی بات ہے کہ گبری نیا و انگڑھے اور لکھنؤ اور بنارس ڈربی تو بالکل جائز ہو اور کالا چھہ جسکا پہننا آنحضرت صلعم سے بھی بیان ہوا ہے اور لال ڈربی جو گروہ اہم مسلمانان کی ہے اور عرب میں بھی جاری ہے وہ مہیوب ہو — ہر بریں عقل و دماغ بپاید گریخت * اگر ہمارے مخالف

وامطان کیوں جبارہ در محراب و ممبر میکنند

چوں بظارت میروند ان کار دیگر میکنند

سیکڑوں مسلمان ہونگے جنہوں نے نہایت ارزو سے اپنی تصویریں بنوائی ہرنگی یہاں تک کہ ہمارے قدیم دوست معذورم۔ جلاب حاجی مرادی سید امداد العالی صاحب بہادر ٹیپٹی ملکٹر کانپور نے بھی باوصف اسقدر اتقی کے نہایت معرکہ آرائی سے اپنی تصویر کھنچوائی ہے جو ہمارے کمرہ میں نہایت عمدہ چوکھٹے میں موجود ہے پس ہمارے کیا آفت برپا کی جو مدرسہ کے ہال میں تصویروں کا رکھنا تحریر کیا۔ غرضکہ اگر ارگ ان باتوں پر غور سے اور انصاف سے نظر کریں گے تو اصل بات اور مخالف اور موافق کی ٹیک نیتی یا بد نیتی کسی طرح پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

کیلی پہنچم — وہ لوگوں کو یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے یہ سب خیالی پلاڑ ہیں اسقدر روپیہ نہ جمع ہوگا کہ یہ مدرسہ قائم ہوگا پس اس میں چندہ دینا محض بے فائدہ ہے سید احمد علی کے ہم تک یہ چرچا ہی پھر کون کچھ کرتا ہے — اس بات کا تو ہم کو بھی رنج ہے کہ ہمارے بعد کون مسلمانوں کی خبر لیگا غالباً سب یتیم ہو جائیں گے مگر خدا کی رحمت سے ہم ندامت نہیں ہیں ضرور کوئی نہ کوئی پیدا ہوگا۔

روپیہ بغیر بلاشبہ کچھ نہیں ہو سکتا خصوصاً ایسی اہتر حال قوم کا جیسے ہندوستان کے مسلمان ہیں بغیر زر آشیر کے سنبھالنا نہایت ہی دشوار ہے مگر انصاف کرنا چاہیئے کہ ایسی حالت کا یہ علاج ہے کہ ہم سب ملکر کوشش کریں اور سب یک دل و یک جان ہو کر روپیہ فراہم کرنے پر کوشش کریں یا یہ کہہ کر لوگوں کو بہکا دیں کہ میاں چندہ دینے سے کیا فائدہ اس قدر روپیہ کب جمع ہو سکتا ہے۔

کیلی ششم — وہ لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ اس مدرسہ میں تو انگریز کانوروں کے ملرم جدیدہ پڑھائے جا رہے ہیں جو علم ہمارے باپ دادا پڑھتے آئے تھے اُن کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔

یہ مگر اُن کا کسقدر سچ ہے اور کسقدر جھوٹ جس شخص نے تجویز و طریقہ تعلیم کو پڑھا ہوگا وہ بخوبی جانتا ہوگا کہ ملرم مذہبی مثل حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ ہم وہی پڑھتے چاہتے ہیں جو ہمارے باپ دادا پڑھتے آئے ہیں عربی زبان بھی ہم وہی سکھائی چاہتے ہیں جو ہمارے باپ دادا سکھاتے آئے ہیں — ہاں پہلے دنیاوی علوم جو ہم پہلے پڑھتے تھے اُن کو ہم اس زمانہ میں کچھ مفید نہیں سمجھتے بلکہ صحیح بھی نہیں سمجھتے اور اس لیے ہم اُن دنیاوی علوم کے وہ دنیاوی ملرم پڑھنا چاہتے ہیں جو اس

صحیح صریح بات ہے کے بیان پر اکتفا کرتے تو یہی خیر تھی مگر اس الزام کو تو دیکھو کہ جفہ کو انگریزی کوٹ اور اس لباس کو انگریزی لباس بیان کیا ہے۔

دوسری تجویز ہماری یہ تھی کہ ہر طالب علم کو مدرسہ میں روزانہ یعنی جواب اور انگریزی جوتہ پہنکر آنا ہوگا — اس تجویز کو تو مخالفوں نے اس طرح بیان کیا کہ گویا ہم نے سب طالب علموں کا کرسٹن کرنا تجویز کر دیا قطع نظر اور سب باتوں کے ہم کہتے ہیں کہ اہرقت ہر تہذیب و شہر میں جا کر دیکھو کہ کسقدر مسلمان اور مسلمانوں کے بچے انگریزی جوتہ پہنتے ہیں اور کوئی ذرا بھی برا نہیں جانتا پس اگر ہم نے بھی انگریزی جوتہ پہننا تجویز کیا تو کیا قیامت کی اور کیوں طالب علموں کو کرسٹن پہنا دیا پس ہر ایک نیک دل آدمی یقین کر سکتا ہے کہ یہ تمام غرضاً مخالفوں کا صرف خبیث مایندہ پر مبنی ہے نہ کسی اصلیت پر۔

تیسری تجویز ہماری یہ تھی کہ سب طالب علم ایک جگہ کھانا کھائیں اور طرز کھانے کا یا تو مثل ترکوں کے ہو جو میز پر کھاتے ہیں یا مثل عربوں کے ہو جو زمین پر بیٹھ کر اور چوکی پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں اسی بات کو مخالفوں نے چوری کٹنے سے کھانا تبدیل کیا مگر اسکو کچھ ہی تمیز کر رہے ہیں اس طریقہ کو نہایت پسند کرتے ہیں اور بلاشبہ کمیٹی میں یہی رائے دینے اور اگر اور ممبر ہماری رائے کو نامنظور کریں گے تو بلاشبہ ہمارا کچھ بس نہیں چلنے کا مگر دل میں کہیں گے کہ اندوس خرد ممبر بھی تعلیم کے محتاج ہیں۔

چوتھی تجویز جو سب سے زیادہ قیامت برپا کرنے والی تھی وہ یہ تھی کہ جو ارگ اس مدرسہ کے بڑے حامی ہوئے ہوں اُنکی روغنی تصویریں قد آدم نہایت عمدہ سنہری چوکھٹوں میں ہمیشہ کی یادگاری کے لیے مدرسہ میں رکھی جائیں۔

ظاہر ہے کہ یہ بات کچھ اصول تعلیم اور بڑا مدرسہ سے متعلق نہیں تھی اور نہ اسوقت اس بات کی بحث ہے کہ وہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں یہ صرف اپنے شوق کی بات ہے مجھے تصویر سے شوق ہی میں اپنے گھر میں تصویریں رکھتا ہوں وہاں بھی خوبصورتی و شان کے لیے تصویریں رکھنا تجویز کرتا ہوں میں تصویروں طیار کر کے وہاں اچھا رنگا حامیان مدرسہ کی نہایت عمدہ و خوبصورت اور مخالفان مدرسہ کی نہایت ہیبتناک و بد صورت ممبران کمیٹی اگر مجھ کو وہاں رکھنے نہ دینگے میں اپنے گھر لاد رکھ لوں گا اس میں جھگڑا کیا ہے اور مدرسہ سے مخالفت کی کون سی بات ہے۔

آہ کیا اندوس کی بات ہے حافظ ہی بے شک نہایت عمدہ شخص تھا اُسکا یہ شعر اسوقت میرے دلوں لگ گیا —

زمانہ میں مفید ہیں اور جن کا جاننا انسان کو دنیا میں انسان بننے کے لیئے نہایت ضرور ہے اور جن کے نہ جاننے سے ہماری قوم کا لکھا پڑھا شخص بھی محض کردن رہتا ہے ہماری رائے میں دنیا میں قومی عزت اور قومی بہبودی اور قومی آسودگی اور قومی تہول اُنہی علوم کے جاننے پر منحصر اور ذریعہ حصول معاش بھی وہی علم ہیں خواہ وہ ذریعہ سرکاری نوکری کا ہو یا تجارت کا اور یا کسی پیشہ کے اختیار کرنے کا اور اس لیئے اُنہی علوم کے رائج کرنے کے لیئے اس دارالعلوم کے قائم کرنے کی تہیز ہوئی ہے پس یہ تو بلاشبہ لاملاج بات ہے اگر بھائی اور نادان مسلمان اُن دنیوی علوم کے پڑھانے سے ناراض ہیں جو اس مدرسہ میں پڑھائے جاویں گے اور اس سبب سے چندہ دینے و مدد کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں تو اُنکی یہ حماقت اُن کو مبارک رہے ہم ایسوں سے چندہ نہ ماننے کا کچھ انسوس نہیں کرتے اس قسم کے لوگ جانوروں کی مانند ہیں کیا ہم جانوروں سے دارالعلوم میں مدد ماننے کی توقع کر سکتے ہیں *

اے میرے دوستوں! تم خوب غور کر کہ یہ دارالعلوم اپنی قوم کی بھلائی اور بہتری اور اُن میں علم کی روشنی پھیلانے اور اُن کو روشن ضمیر کرنے اور اُن میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت اور تہذیب و شایستگی پھیلانے کے لیئے بنایا جاتا ہے تاکہ وہ بھی مثل دیگر معزز اقوام کے معزز ہوں پس ہم نہایت نالایق اور دروں ہونگے اگر اپنے مخالفین کے تر سے ہم اپنے اس عمدہ مقصد کو چھوڑینگے — تم خیال کرو کہ اگر ہم نے اپنے اس اعلیٰ مقصد کو چھوڑا اور اس دارالعلوم کو ایک ایسا ہی تاریک مدرسہ بنادیا جیسیکہ اس زمانہ میں ایشیائی تعلیم کے مدرسوں کا حال ہے تو شاید ہماری نام آدری تو ہو مگر ہم نے اپنے ملک اور اپنی قوم کے ساتھ کچھ بھلائی نہ کی ہوگی بلکہ نہایت دشمنی کی ہوگی اور اندھیروں پر اُڑر اندھیرا ڈالا ہوگا اور اندھے کو اُڑر نوٹیں میں ڈھکیل دیا ہوگا — اور بالفرض اگر ہم اپنے مطلب پر کامیاب نہوئے اور وہابیوں اور دھابوروں کے سرگودھوں کے تعصب اور اپنے ملک اور اپنی قوم کے بدخواہوں اور قریبوں کی کوشش اور ہمارے مخالفوں کی سعی یا مسلمانوں کی حماقت اور نادانی و نا فہمی سے ایسا دارالعلوم جیسا کہ ہم چاہتے ہیں قائم نہو اور لوگ کچھ مدد نہ کریں تو ہمکو کچھ رنج و انسوس نہہوگا کیونکہ ہمارا فرض صرف کوشش کرنا ہے اُس کا پورا ہونا یا نہونا ہمارے اختیار میں نہیں ہے ہمکو صرف اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے ”السعی منی و الاتمام من اللہ تعالیٰ“ *

ہمکو اپنے بعض دوستوں سے تعجب ہے کہ وہ ہمارے مخالفین کی مخالفت سے بہت ڈر گئے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اُنکی

مخالفت بہت کچھ اثر کرے گی اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی مخالفت نے چندہ کے وصول ہونے میں ہرج ڈالا ہے مگر ہمارے اس خیال کی صحت کو دل سے تسلیم نہیں کرتا کیونکہ جن لوگوں میں قومی ہمدردی کا کچھ بھی اثر ہے وہ سب چندہ بھی دیتے ہیں اور دل سے اس دارالعلوم کا قیام چاہتے ہیں — حیدرآباد میں لوگ سب کمیٹی مقرر ہونے کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں پریسیڈنسی مدراس کے لایق آدمی اسقدر ہماری تہیزوں کو پسند کرتے ہیں کہ صوبہ مدراس کے مسلمانوں کی تعلیم بھی ہماری کمیٹی اور ہمارے صبرزادہ دارالعلوم میں شامل کرنے کو تہریکیں شروع کی ہیں ہمسالہ اخبار مدراس میں اُس کمیٹی کی رودادیں ہمیشہ چھپتی ہیں پٹنہ کے لوگ بھی سب کمیٹی مقرر کرنے کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں اور چندہ بھی برابر ہوتا جاتا ہے اور وصول بھی ہوتا جاتا ہے اب ہم منقریب چندہ جدید کی فہرست چھاپینگے جس سے معلوم ہوگا کہ کسقدر جدید چندہ ہوا ہے *

چندہ جو اب تیزی سے ترقی نہیں پاتا اس کی وجہ یہ نہیں ہے جو ہمارے بعض دوستوں نے سمجھی ہے بلکہ اس کی اور دو وجہ ہیں ایک ضعیف اور ایک قوی — ضعیف وجہ یہ ہے کہ جو لوگ فیاضی سے اور دلیری سے دینے والے تھے اُنہوں نے جلد جلد چندہ دیا اس لیئے ضرور تھا کہ اول اول تیزی سے چندہ چلے اب ضرور ہے کہ آہستہ آہستہ ترقی پاورے تمام چندوں کا یہی فیچر ہے جس طرح کہ اول اول تیزی سے چندہ چلتا ہے اگر اُسی طرح برابر چلا جائے تو ہم تو فرانس اور جرمن دونوں بادشاہتوں کو مرل لے لیں — درسرا قوی سبب یہ ہے کہ ہمارے مدرسہ بھی اور وہ بھی جو دل و جان سے اس دارالعلوم کا قیام چاہتے ہیں اور خود ہماری کمیٹی کے ممبر چندہ وصول کرنے میں سعی و کوشش نہیں کرتے تقصیر معاف ہو فضل الہی سے ہماری کمیٹی کے ہاں ممبر ہیں اُن میں سے سرائے ایک کے جس کے آگے ہم سب کو سر جھکانا چاہیئے اُڑر کسی نے کیا کیا ہے صرف ہمارا ایک دم ہے جس قدر ہمکو وقت و فرصت ملتی ہے اُس قدر ہم کرتے ہیں اس تہیز سے ہمکو اپنے ممبروں کی شکایت مقصود نہیں ہے بلکہ اُن کو جوش دلانا منظور ہے کہ محنت کریں در بدر پھر کر اپنی قوم کے لیئے چندہ مانگیں — حقیقت یہ ہے کہ اب یہ وقت نہیں رہا ہے کہ صرف کاغذ کے گھوڑے دوڑانے سے کام چلے بلکہ خود شہر بشہر اور ضلع درضلع دینے اور اسپیشی سنانے اور لوگوں کے دلوں کو جوش میں لانے کا وقت ہے اس کام کے لیئے علاوہ فرصت اور وقت کے روپیہ کا بھی ہونا درکار ہے کہ بدین خرچ کے دورہ نہیں ہو سکتا کمیٹی کی تہیہ میں جو گیا پھر

لیکن جب خیال کیا تو معلوم ہوا کہ شارع علیہ السلام نے جو تصویر
کی نسبت حکم کیا ہے وہ صرف مشابہت اہل ہند کا سبب تھا کہ
مبادا مسلمان بھی اُن کی پرستش کرنے لگیں اور جب کہ ہمارا یہ
مقیدہ نہیں ہے تو پھر کوئی الزام نہیں ماید ہو سکتا + بلکہ اس
مدرسہ میں تصویر کے رکھنے سے ایک طرح کا لوگوں کو جوش دلانا
ہی صحیح ہے *

ورد آخر میں مبارک بندہ اس

یہ نہیں معلوم ہوا کہ چندہ کی تعداد کھانتک پہنچ گئی ہے
کسی خوشی کا دن ہوگا جس دن مدرسہ کی بنیاد قائم ہوگی
خدا کرے اب تمناے دل جلد پوری ہو — امین ثم آمین *

جہاں پر کہ ذکر مکانات کیا گیا ہے اور جس شہر میں کہ مدرسہ
قائم ہوگا اُن صفات کے ساتھ جو آپ نے تصویر فرمایا ہے اگر
حق اللہ ہو جائیگا تو وہ شہر علیحدہ ہے *

آپ کا تابعدار نورمانبردار

احقر معصوم علی

پس ہماری تمنا اپنے ہم قروں سے یہ تھی کہ بد گوئی کے
مرض اگر نیک گمان کریں اور نیک کام میں مدد دیں اور غلطیوں
کی اصلاح پر کوشش فرمادیں تو صرف مخالفت کرنے سے ہزار درجہ
ہمارے اور ہماری قوم کے لیئے بہتر ہوگا — واللہ یہودی من یشاء الخ
صراط مستقیم *

اب خاتمہ تصویر پر ہماری درخواست بالتفصیل ایڈیٹران
اردہ اخبار اور پنجابی اخبار لاہور سے یہ ہے کہ اپنی مشاہدہ
و مہربانی سے جیسی کہ وہ ہمیشہ فرماتے رہے ہیں ہماری اس تصویر
کو اپنے اخباروں میں مندرج فرمائے کہ ہم کو معنوں میں فرمادیں اور
اُن کے سوا اگر آؤ اخبار ڈریس بھی اپنے اخبار میں اس تصویر کو
جگہ دینے تو ہم دل سے اُن کی عنایت کے شکر گزار ہونگے *

راقم

سید احمد

نمبر ۲۰۸

بحث و تکرار

جب کتے آپس میں ملکر بیٹھتے ہیں تو پہلے تیرے چوہا کو ایک
دوسرے کو ہری نگاہ سے آنکھوں بدل بدل کر دیکھنا شروع کرتے ہیں
پھر تھوڑی تھوڑی گونجیائی آواز اُن کے ٹٹھنوں سے نکلتی ہے پھر
+ اگر راقم خط یہ خیال کرتے کہ تصویروں کا رکھنا صرف
خوشی و شان کے لیئے تھا تو بہتر ہوتا — مہتمم

نکلتا نہیں پس دورہ کرنے کا وقت اُس کی معصیت اُس کا خرچ سب
ہم کو اپنی گرفت سے کرنا ہے — اگر خدا کی مرضی ہے تو ہم سب
کچھ دیرنگے اگر زندہ ہیں اور خدا کی بھی مرضی ہے تو اپنے
مطافروں کو دہائیوں کے خدا نے کیا کیا اور اگر اس میں آنکھ بند
ہوگئی اور لحد میں جا سوتے تو یہ امید رکھینگے کہ —

مردے از غیب ہر آید و کارے بکنند

جو تجریز مدرسۃالعلوم مسلمانان کی ہونے لکھی ہے بے خبر لوگ
اُس کا لطف نہیں جان سکتے اگر ہماری قوم باخبر ہوتی تو
اُس کی قدر جانتی بالکل ہمہ ہماری ہی قوم کے بعض لوگ ایسے بھی
ہیں جنہوں نے بخوبی اُس کا لطف سمجھا ہے — تجریز مذکورہ کے
چھپنے کے چند روز بعد ہی ایک صاحب کا خط ہمارے پاس آیا تھا
جن سے اور ہم سے اُس وقت تک ملاقات بھی نہ تھی اُس خط کو
بجائے ہم چھاپتے ہیں اس تسلی کے لیئے کہ ناقدانِ دانش کے ساتھ
ہماری قدر کرنے والے بھی موجود ہیں کہ وہ صحیح مقولہ یہی ہے
کہ ”قدر مردان بعد مردن“ *

نقل خط

بھائی جناب فیض مآب مرہی و سرپرست مسلمانان ہند جناب
مولانا مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر ستارہ ہند
دامت برکاتہ

تسلیم — میں نے اخبار سین ٹیفک سرسٹیٹی علیحدہ مطبوعہ
۶ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ ع میں آپ کا وہ مضمون جو مدرسۃالعلوم کی
نسبت تھا چھپا ہوا دیکھا — یہ الہامی مضمون مسلمانوں کے واسطے
جائزہ مژدہ ہے آپ نے وہ فکریں کی ہیں جن سے مسلمان شایستگی
میں یورپ کی شایستہ قوم سے بھی زیادہ ہو جاویں اور اُن کو لندن
جانے کی پھر دہائیوں کی پڑیں — اب کہلا کہ آپ کا لندن جانا
مکہ جانے سے زیادہ مفید ہوا آپ اگر مکہ جاتے تو صرف آپ کی ذات
کا فائدہ تھا ایک مظلوق خدا جو کھائی میں تھی اُس کی دستگیری
کوں کرتا میں نے جب سے آپ کا یہ مضمون دیکھا ہے بے اختیار
یہ جی چاہتا ہے کہ اُس شخص کے قدم چومے ہوتے جس نے ہم کو
ڈرتے دیکھا اور گمراہی کے دریا سے نکالا — آپ نے مسلمانوں کے
ساتھ وہ سلوک کیا ہے جس کا شکریہ ادا کرنا مسلمانوں کی طاعت
بشری سے باہر ہے بہرحال —

تم سلامت رہو زمانہ میں * ہر برس کے ہوں میں پچاس ہزار
ایک بات پر مجھ کو باقی النظر میں کچھ شبہ ہوا تھا — کہ
مدرسۃالعلوم میں تصویر کیونکر ہوگی تصویر کا تو رکھنا مشروع ہے

جس اے میرے عزیز عمر مٹوں جب تم کسیکے برخلاف کوئی بات کہتی چاہو یا کسیکی بات کی تودید کا ارادہ کرو تو خوش اخلاقی اور تہذیب کو ہاتھ سے مت در اگر ایک ہی مجلس میں دو پدر بات چیت کرتے ہو تو اور بھی زیادہ نوسہ اختیار کرو چہرہ لہجہ آواز رضع لفظ اسطرح پر رکھو جس سے تہذیب اور شرافت ظاہر ہو مگر بغارت بھی نہ پائی جارے تودیدی گفتگو کے ساتھ ہمیشہ سادگی سے معذرت کے لفظ استعمال کرو مثلاً یہ کہ میری سمجھ میں نہیں آیا یا شاید مجھے دھوکا ہوا یا میں غلط سمجھا کر بات تو عجیب ہی مگر آپ کی فرمانے سے باور کوتا ہوں — جب دو تین دماغ بات کا اولت پھیر ہو اور کوئی اپنی رائے کو نہ بدلے تو زیادہ تکرار مت پڑھاؤ یہ کہہ کر کہ میں اس بات کو پھر سوچونگا یا اُس پر پھر خیال کرینگا جھگڑے کو کچھ ہنسی خوشی دوستی کی باتیں کہہ کر ختم کرو دوستی کی باتوں میں اپنے دروس کو یقین دلاؤ کہ اُس دو تین دماغ کی اولت پھیر سے تمہارے دل میں کچھ کدورت نہیں آئی ہی اور نہ تمہارا مطالب باتوں کی اُس اولت پھیر سے اپنے دوست کو کچھ تکلیف دینے کا تھا کیونکہ جھگڑا یا شہد زیادہ دنوں تک رہنے سے دونوں کی مصیبت میں کمی ہو جاتی ہی اور رفتہ رفتہ دوستی ٹوٹ جاتی ہی اور ایسی مزیز چیز (جیسیکے دوستی) ہاتھ سے جاتی رہتی ہی *

جبکہ تم مجلس میں ہو جہاں مختلف رائے کے آدمی ملے ہوئے ہیں تو جہاں تک ممکن ہو جھگڑے اور تکرار اور مباحثہ کو آنے مت دو کیونکہ جب تقریر پڑا جاتی ہی تو دونوں کو ناراض کردیتی جب دیکھو کہ تقریر لذبی ہوتی جاتی ہی اور تیزی اور زور سے تقریر کرنے لگی ہی تو جسقدر جلد ممکن ہو اُسکو ختم کرو اور آپس میں ہنسی خوشی مذاق کی باتوں سے دلکو ٹھنڈا کرو میں چاہتا ہوں کہ میرے مومنان اس بات پر غور کریں کہ اُن کی مجلسوں میں آپس کے مباحثہ اور تکرار کا انجام کیا ہوتا ہی *

رات —

سی ایف سید احمد

تھوڑا سا جیوا کھلتا ہی اور دانت دھلائی دینے لگتے ہیں اور حلق سے آواز نکلتی شروع ہوتی ہی پھر باچھیں چوکر کانوں سے جاگتی ہیں اور ناک سمٹ کر ماتھے پر چڑا جاتی ہی قازہوں تک دانت باہر نکل آتے ہیں منہ سے جھاگ نکل پڑتے ہیں اور منیف آواز کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے چمت جاتے ہیں اسکا ہاتھ اُسکے گلے میں اور اُسکی ٹانگ اُسکی کمر میں اُسکا کان اُسکے منہ میں اور اسکا ڈینٹھا اُسکے جبڑے میں اس نے اُسکو کاٹا اور اُس نے اسکو پھٹا کر پھنڈا کر کہ زور ہوا دم دبا کر بھاگ نکلا *

نامہذب آدمیوں کی مجلس میں بھی آپس میں اسی طرح پڑ تکرار ہوتی ہی پہلے صاحب سلامت کوکر آپس میں مل بیٹھتے ہیں پھر دھیمی دھیمی بات چیت شروع ہوتی ہی ایک کوئی بات کہتا ہی دوسرا بولتا ہی واہ یوں نہیں یوں ہی واہ کہتا ہی واہ تم کیا جانو واہ بولتا ہی تم کیا جانو دونوں کی نکاح بدل جاتی ہی تیوری چڑا جاتی ہی رخ بدل جلتا ہی آنکھیں ڈارانی ہو جاتی ہیں باچھیں چرجاتی ہیں دانت نکل پڑتے ہیں تھوک اڑنے لگتا ہی باچھوں تک کف بہراتے ہیں سانس جلدی چلتا ہی رگیں تن جاتی ہیں آنکھ ناک بہوں ہاتھ عجیب عجیب حرکتیں کرنے لگتی ہیں منیف منیف آوازیں نکالنے لگتی ہیں استیں چڑھا ہاتھ پھیلا اُسکی گردن اُس کے ہاتھ میں اور اُسکی قمار ہی اُسکی مٹھی میں لپا کر کے ہونے لگتی ہی کسی نے بیچ بھاڑ کر پھوڑا دیا تو غراتے ہوئے ایک ادھر چلا گیا اور ایک اودھر اور اگر کوئی بیچ بھاڑ کرنے والا نہوا تو کہ زور نے پت کو کپڑے جھارتے سر مہلاتے اپنی راہ لی *

جسقدر تہذیب میں توفی ہوتی ہی اُسقدر اس تکرار میں کمی ہوتی ہی کہیں غر نش ہوکر رہ جاتی ہی کہیں توں تکرار تک نوبت آجاتی ہی کہیں آنکھیں بدلنے اور ناک چڑھانے اور جلدی جلدی سانس پہلنے ہی پر خیر کنر جاتی ہی مگر ان سب میں کسی نہ کسی قدر کتوں کی مجلس کا اثر پایا جاتا ہی پس انسان کو لازم ہی کہ اپنے درستوں سے کتوں کی طرح بھٹ و تکرار کرنے سے پرہیز کرے *

انسانوں میں اختلاف رائے ضرور ہوتا ہی اور اُس کے پرکھنے کے لیئے بھٹ و مباحثہ ہی کسوٹی ہی اور اگر سچ پوچھو تو بے مباحثہ اور دل لگی کے آپس میں دوستوں کی مجلس بھی پھیکتی ہی مگر ہمیشہ مباحثہ اور تکرار میں تہذیب و شایستگی مصیبت اور دوستی کو ہاتھ سے دینا نہ چاہیئے *

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۴]

یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ زمری

[جلد چہارم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قریشین کے عطا کیا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو لفظ اورام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی ستائے جارہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستہ روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوراء بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۳۷

تدابیور ترقی مسلمانان

گورنمنٹ مدراس اور گورنمنٹ بمبئی اور گورنمنٹ بنگالہ نے ہمکو کچھ کاغذات مرحمت فرمائے ہیں جن سے یہ سب حالات معلوم ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی ترقی کے لیے آج کل ان تینوں گورنمنٹوں نے کیا کیا خاص تدبیریں کی ہیں حکام وقت نے جو بالفعل ہماری جہالت پر توجہ فرمائی ہی ہمکو اُس سے غایت درجہ کی خوشی اور احسان مندی حاصل ہوئی ہی اور اُمید ہی کہ اُن تدبیروں میں کامیابی ہو *

گورنمنٹ مدراس اور گورنمنٹ بنگالہ اس معاملہ میں سبقت لیگئی ہیں اور گورنمنٹ بمبئی نے بھی بالکل عدم توجہی نہیں فرمائی ہی ہمپر لازم اور واجب ہی کہ ہم جناب نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند کا دل سے شکر ادا کریں کیونکہ اُنہوں نے پہلے پہل مسلمانوں کی خراب حالت پر اپنی ماتحت گورنمنٹوں کو متوجہ فرمایا *

اُن سطور کے لکھنے سے ہماری اصل غرض یہ ہی کہ ہم بطور اختصار یہ حال ظاہر کریں کہ ان تینوں گورنمنٹوں نے خاص مسلمانوں کی ترقی تعلیم کے لیے پچھلے تین برسوں میں کیا کچھ کیا ہی *

گورنمنٹ بنگالہ

گورنمنٹ ہند کی چٹھی کے جواب میں احاطہ بنگالہ کے مسلمانوں کی تعلیم کی نسبت نواب لٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ کی یہ رائے اُن کے سکریٹری نے لکھی ہی کہ صوبہ بہار کے مسلمان سرکاری ملازموں میں وہاں کے ہندو باشندوں سے کچھ کم نہیں ہیں ہاں اگر مسلمانوں کی کچھ کمی اور نقصان ہی تو بنگالیوں کے مقابلہ میں ہی جو بڑے بڑے فائدے اُٹھاتے ہیں سکریٹری گورنمنٹ بنگالہ کی اُسی چٹھی میں اس بات کے دیکھنے سے ہمکو اندوس ہوتا ہی کہ حضور صالی نواب لٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ کو یہ یقین نہیں ہوتا ہی کہ صرف ہندوستان کی دیسی زبان کے ذریعہ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہونی ممکن ہی رہے فرماتے ہیں کہ اگر ہم اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیسی زبان کے ذریعہ سے دینا چاہیں تو ہمکو بہت سے لفظ اُڑ زبانوں سے لینے پڑینگے یا نئے بنانے ہونگے اور ہندوستانی ملکوں میں ایسے الفاظ مغربی ایشیا کی زبانوں سے لینے جاوینگے چنانچہ عربی زبان پر توجہ کرنی پڑیگی کیونکہ یہی ایک ایسی وسیع اور لوچ دار مغربی زبان ہی جس میں سے ہر ایک چیز کے لیے نئے لفظ نکال سکتے ہیں خواہ ہم مضموعی اور مرکب اُردو لیریں یا نری فارسی لیریں جو نہایت آسان

We have been favoured by the Governments of Bengal, Madras, and Bombay with papers giving information as to the especial measures lately adopted by them to encourage education among the Mahomedans. We cannot but regard with great satisfaction and gratitude the attention which the rulers of this country have lately paid to our intellectual destitution, and we sincerely hope that their efforts may meet with success.

The Governments of Madras and Bengal have been foremost in this respect, nor has the Government of Bombay left the subject unnoticed altogether. Our thanks are most due to His Excellency the Governor-General of India who first called the attention of the Provincial Governments to the degraded condition of the Mahomedans.

The object of writing these lines is to give a brief account of what has been done by the three Governments during the last three years for the especial encouragement of education among the Musalmans.

In reply to a communication from the Government of India, the Secretary to the Government of Bengal gives the views of the Lieutenant-Governor upon the education of Mahomedans in that Province. The share taken by the Mahomedans of Behar in the Government Service is considered satisfactory as compared with the native Hindoos of Behar. "The competition which the Musalmans have to fear is rather that of the educated Bengalees who come in and get many good things."

In the same letter of the Secretary to the Government of Bengal we regret to read the following:—

"His Honor does not believe it to be possible to educate a high standard by means of the Vernacular Hindustani only. If we go higher we must borrow or coin words, which in Hindustani countries will be taken from the languages of Western Asia. In fact we must come to the Arabic at last, the only West Asian language sufficiently copious and elastic to give new words for every thing. Whether we take the artificial and mongrel Oordoo or Persian, in itself the most simple and beautiful of languages, we always find that for all difficult words we must introduce Arabic."

We believe it to be a great mistake to consider the Vernacular of Hindustan unfit to express any ideas required for a high standard of education. Our language can always draw upon Sanskrit, Persian and Arabic for words, and in this it is only similar to the English language. The epithets "artificial and mongrel" mean nothing in this age of borrowing civilization. "L'Anglais est" says M. Garcin de Tassy the distinguished orientalist of Paris "tout a fait compose de la meme maniere, ainsi que re cessait de l'enseigner le celebre Gilchrist. Il est aussi par consequent, d'apres le systeme de M. Campbell un *bastard hybrid language*. Que veut dire ce mot artificiel? Toutes les langues fixees par la grammaire sont donc artificielles?*

We confess that Hindustani would be very poor if deprived entirely of its Persian and Arabic element, but English would have no better fate if deprived of its Latin and Greek element. The fact that words will have to be borrowed from Sanskrit, Arabic, and Persian, say also from Greek and Latin through English, can be no objection to Hindustani being made the medium of Scientific instruction in this country. Almost all scientific terms in English are of foreign origin, and English would be a barbarous language if confined to its Saxon element.

The Secretary to the Government of Bengal has prepared a good report upon the education of Mahomedans in Bengal. We are surprized to learn that the proportion of Mahomedan population to the Hindus is much higher in Bengal than in these provinces, and we fully agree with the Government of Bengal in the opinion that provincial elementary education is of greater importance than high education imparted to a few in large towns.

Mr. Clarke, an Inspector of Schools in Bengal, confirms the statement made by us long ago, that the Musulmans take no great interest in the Government Educational Department. This is attributed partly to apathy and partly to defect in the system of education. Mr. Blochman reviews the classes of Mahomedans in Bengal and observes that education among them

لور شیریں زبان ہی مگر مشکل لغظوں کے واسطے ہمیشہ عربی زبان سے کام لینا پڑیگا *

ہماری دانش میں یہ سمجھنا بڑی غلطی ہے کہ ہندوستان کی دیسی زبان اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے مضامین ادا کرنے کے لائق نہیں ہے ہماری زبان میں ہمیشہ سنسکرت اور فارسی اور عربی کے الفاظ مستعمل ہوسکتے ہیں اور اس بات میں وہ بالکل انگریزی زبان سے مشابہ ہے اب ایسے زمانہ میں جبکہ ہم اُڑوں سے تہذیب سیکھتے ہیں لفظ مصنوعی یا مرکب کوئی چیز نہیں ہے گارسن ڈیٹاسی صاحب کہتے ہیں کہ انگریزی زبان بالکل اسی طرح پر مرکب ہے جس طرح پر کلکسٹ صاحب کی تصنیفات ہیں اور کیمل صاحب کے قاعدہ کی روش بھی انگریزی زبان مرکب اور مصنوعی زبان ہے پھر لفظ مصنوعی یا مرکب کے کیا معنی ہیں کیا وہ سب زبانیں جنہیں صرف و نحو ہی مصنوعی ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستانی دیسی زبان میں سے اگر عربی فارسی کے الفاظ نکال لیئے جاویں تو وہ بالکل بے بضاعت اور ٹٹ پڑنچیا زبان رہجاریگی اسی طرح سے اگر انگریزی زبان میں سے بھی لیٹن اور گریک الفاظ نکال قالے جاویں تو اُس کا بھی وہی حال ہوگا اس ملک میں دیسی زبان کے ذریعہ سے تعلیم علم کی صانع ہے کسی طرح سے نہیں ہو سکتی ہے کہ اُس میں عربی فارسی سنسکرت یا انگریزی میں سے لیٹن اور گریک الفاظ لینے پڑینگے کیونکہ خود انگریزی زبان میں اصطلاحات علمی قریب کل کے غیر زبان کی ہیں اب اگر انگریزی زبان میں صرف سیکسن زبان کے لفظ وہ جاویں تو وہ بالکل وحشیانہ زبان رہ جاوے *

گورنمنٹ بنگالہ کے سکریٹری نے بنگالہ کے مسلمانوں کی تعلیم کے باب میں ایک نہایت عمدہ رپورٹ طیار کی ہے ہم کو اس بات کے معلوم ہونے سے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یہ نسبت ان ضلعوں کے بنگالہ میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے بہت زیادہ ہے گورنمنٹ بنگالہ کی اس رائے سے ہم کو بالکل اتفاق ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں چند آدمیوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دینے سے تمام قصبات اور دیہات میں ابتدائی تعلیم دینا زیادہ تو مفید ہوگا *

ہم کو یہ بات بیان کیئے ہوئے ایک مدت گذر چکی کہ مسلمان سرشتہ تعلیم پر بھڑبی متوجہ نہیں ہوتے جس کا سبب کچھ تو اُن کی بے پروائی اور کچھ سرشتہ تعلیم کا ناقص ہونا سمجھا جاتا ہے اسی کی تائید نلیک صاحب انسپیکٹر مدارس بنگالہ بھی کرتے ہیں مسٹر ہلاک من صاحب نے بنگالہ کے مسلمانوں کے گروہوں کا حال لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ ان لوگوں میں کچھ درجوں سے تعلیم نہایت تنزل کی حالت میں ہے انڈر نہایت مفلس ہو گئے ہیں

has fallen off of late very greatly. Most Mahomedans are very poor and accustomed to pay only very small fees." "Some of the Inspectors explain that Mahomedans are lazier and their home influences are less satisfactory than is the case with Hindoo boys."

The Government of Bengal upon receiving a communication from His Excellency the Governor-General ordered the Secretary to prepare a report upon the condition of Musalman education and also to suggest remedies. Mr. C. Bernard has therefore written out a long and able report upon the subject. He declares the proportion of Mahomedans to the Hindoos in Government Schools to be very unsatisfactory, and suggests chiefly that the funds devoted to the College at Hoogly should be distributed among educational institutions to be established at the principal centres of Mahomedan population. "The Mohamed Mohsin Educational Endowment," says he, "should be withdrawn from the general Hoogly College and with this endowment and the present Government grant to the Calcutta Madrasah, three Madrasahs might be maintained namely.—

a small one at Hoogly,
a large one at Calcutta,
a moderate sized one at Chittagong or Dacca."

It is also proposed that a European Principal should be appointed to supervise the Calcutta and Hoogly institutions, and another European should be appointed to the Eastern district Madrasah. It is then suggested that the distribution of funds available for the Kishnagurh College should be re-arranged.

The limited attendance of Mahomedan students in Government Colleges and Schools is also attributed to the fewness of Musulman Officers in the Educational Department.

The most interesting information from Mr. Bernard's report is that the number of Musulman population in Eastern Bengal is much greater than the Hindoos. The Government has most wisely paid great attention to the education of the masses and this measure will no doubt spread education among the Mahomedans who form the majority of the rural population.

اور انہر کو نہایت کم فیس دینے کی عادت ہی بعضے انسپیکٹرز یہہ بیان کرتے ہیں کہ یہ نسبت ہندو لڑکوں کے مسلمان لڑکے زیادہ کھل اور اپنے مربیوں کی بری خصلتوں کے خورگر ہوتے ہیں *

حضور عالی ثواب گورنر جنرل بہادر کی چٹھی پہونچنے کے بعد گورنمنٹ بنگالہ نے اپنے سکریٹری کو مسلمانوں کی تعلیم کی حالت اور اُس کی درستگی کی تدبیر کی نسبت رپورٹ طیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ جناب برنارڈ صاحب نے نہایت عمدہ ماول طریق رپورٹ اس معاملہ میں لکھی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ سرکاری مدرسوں میں مسلمانوں کی تعداد بہ نسبت ہندوؤں کے نہایت تھوڑی ہی اور وہ یہہ تجویز خاص بتاتے ہیں کہ جہر سرمایہ ہوگلی کالج کے اخراجات کے لیئے معین ہی اُس کو تقسیم کر کے مسلمانوں کی آبادیوں کے خاص خاص مقاموں میں مدرسے قائم کیئے جائیں اور وہ یہہ بھی رائے دیتے ہیں کہ محمد محسن نے جو کچھ تعلیم کے واسطے وقف کیا ہے وہ ہوگلی کالج سے نکال کر اور نلکتہ مدرسہ میں جو سرکار کی طرف سے مدد ملتی ہے اُس کو اُس میں ملا کر تین مدرسے نئے قائم کیئے جائیں ایک چھوٹا مدرسہ ہوگلی میں اور ایک بڑا مدرسہ نلکتہ میں اور ایک متوسط درجہ کا مدرسہ قعاکہ یا چائنگام میں قائم ہو اُن کی یہہ بھی تجویز ہے کہ ایک انگریز پرنسپل نلکتہ اور ہوگلی کے مدرسوں کی نگرانی کے لیئے اور دوسرا ضلع مشرقی کے مدرسہ کی نگرانی کے لیئے مقرر کیا جائے اس کے بعد وہ یہہ تجویز بتاتے ہیں کہ جو روپیہ نیشن گڈ کالج کے لیئے مل سکتا ہے اُس کی تقسیم کا انتظام از سر نو ہونا چاہیئے *

سرکاری کالج اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کے کم آنے کا ایک یہہ بھی سبب بیان کیا گیا ہے کہ سرکاری سررشتہ تعلیم میں مسلمان عمدہ دار بہت کم ہیں *

برنارڈ صاحب کی رپورٹ میں سب سے زیادہ مرغوب اور پسندیدہ چیز یہہ بھی ہے کہ مشرقی بنگالہ میں بہ نسبت ہندوؤں کے مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے گورنمنٹ نے نہایت دور اندیشی سے عام تعلیم کی طرف خوب ترجیح فرمائی ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ اس تدبیر سے مسلمانوں میں جہر کثرت سے دیہات میں آباد ہیں تعلیم پھیل جائیگی *

ہمکو ہر قارئ صاحب کا اس بات کے لیئے شکر کرنا چاہیئے کہ انہوں نے گورنمنٹ بنگالہ کو ان اضلاع کی گورنمنٹ کی اس تدبیر کی پیروی کرنے کے لیئے صلح دی ہے کہ مسلمانوں کے لیئے علم انشاء کی کتابیں تصنیف کرنے پر مصنفوں کو انعام دیا کرے *

We must not omit to thank Mr. Bernard for having suggested to the Bengal Government to follow the enlightened example of the Government of these provinces by offering prizes for the production of good literature for Mahomedans.

Besides the establishment of educational institutions it has also been suggested that especial teachers should be appointed for Arabic and Persian at any School where the number of Musulman students is large enough to justify such a concession. In places where the rural population is mostly Mahomedan—as is the case in eastern Bengal—His Honor the Lieutenant Governor has most prudently allowed Mahomedan teachers to give religious lessons at a time set apart for that subject.

We now proceed to mention the arrangements proposed by the Government of Madras for the education of Mahomedans.

At the risk of prolixity we cannot resist the temptation of quoting the resolution of the Government of India which originally called the attention of the provincial Governments to the intellectual destitution of the Mahomedans.

“Resolution.—The condition of the Mahomedan population of India as regards education has of late been frequently pressed upon the attention of the Government of India. From statistics recently submitted to the Governor-General in Council, it is evident that in no part of the country, except perhaps the North-Western Provinces* and the Panjab, do the Mahomedans adequately, or in proportion to the rest of the community, avail themselves of the educational advantages that Government offers. It is much to be

* We may here note that although the proportion of the Mahomedan population is small as compared with the Hindoos, the number of those classes who are expected to educate their children in Government Colleges is nearly equal. Most of the lowest classes in these provinces are Hindoos, and even if Mahomedan attendance in schools is only in proportion to their population as compared with the Hindoos (including all castes) the conclusion can by no means be satisfactory.

ملوہ مدرسے قائم کرنے کے یہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ جس مدرسے میں مسلمان طالب علموں کی تعداد کافی ہو اُس میں خاص مدرس عربی و فارسی کے مقرر کیئے جائیں نواب لٹننٹ گورنر بہادر ہنگالہ نے نہایت دور اندیشی سے ایسے مقاموں میں جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تر دیہات میں ہو جیسے کہ مشرقی ہنگالہ میں ہی اجازت دیدی ہے کہ مسلمان مدرس مذہبی سبق بھی خاص اُردو میں پڑھایا کریں جو اُس سبق کے لیئے مقرر ہے *

گورنمنٹ مدراس

اب ہم اُن تدبیروں کا ذکر کرتے ہیں جو گورنمنٹ مدراس نے مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے تجویز کی ہیں گورنمنٹ انڈیا کا وزلیوشن جسکے ذریعہ سے پہلے پہل گورنمنٹ ہند نے اپنی ماتحت گورنمنٹوں کو مسلمانوں کی جہالت کی طرف متوجہ کیا ہے ایسا عمدہ ہے کہ باوجود طوائف کے ہم اُسکی پوری نقل کرنے سے باز نہیں رہ سکتے وہ وزلیوشن یہ ہے *

۱ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعلیم کی حالت پر گورنمنٹ ہند نے کئی مرتبہ ترجمہ نرمائی ہے جو نقشہ کہ حال میں جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے حضور میں پیش ہوا ہے اُس سے ظاہر ہے کہ سوائے ممالک مغربی اور شمالی اور اضلاع پنجاب کے اور کہیں کے مسلمان کافی طور پر یا اور لوگوں کی بہ نسبت اپنی تعداد کے اندازہ پر سرکاری تعلیم سے فائدہ نہیں اُٹھاتے کہال انسوس کی بات ہے کہ ایک ایسا بوا نرتہ جسکے ہاں قدیم علم انشاء اور اعلیٰ درجہ کے علوم کی کتابیں موجود ہیں اور جس میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بالتخصیص علم کے تحصیل کرنے اور رواج دینے کے عادی ہیں سرکاری سلسلہ تعلیم سے ملحدہ ہے اور اُن خاص و عام فائدوں سے محروم رہتا ہے جنکو اور لوگ حاصل کرتے ہیں جناب نواب گورنر جنرل بہادر خیال فرماتے ہیں کہ اگر اعلیٰ درجہ کی تعلیم دیسی زبان کے ذریعہ سے دی جاوے اور حال کی بہ نسبت تحصیل علوم میں اُن کو آسانی ہو جاوے اور عربی اور فارسی کتابوں کی ایک مناسبت کے ساتھ

+ واضح ہو کہ گر مسلمانوں کی آبادی کی تعداد بمقابلہ ہندوؤں کے کم ہے لیکن تعداد اُس قسم کے مسلمانوں کی جو سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ اپنے لڑکوں کو گورنمنٹ کالجوں میں تعلیم دیں قریب برابر کے ہے ان اضلاع میں ادنیٰ درجہ کے لوگ زیادہ تر ہندو ہیں اگر مسلمانوں کی حاضری تمام ذاتوں کے ہندوؤں کے مقابلہ میں اُنکی آبادی کے اندازہ کے ساتھ بھی ہو تب بھی کسی طرح خاطر خواہ نتیجہ نہ ہوگا۔

regretted that so large and important a class, possessing a classical literature replete with works of profound learning and great value, and counting among its members a section especially devoted to the acquisition and diffusion of knowledge, should stand aloof from active co-operation with our educational system and should lose the advantages, both material and social, which others enjoy. His Excellency in Council believes that secondary and higher education conveyed in the Vernaculars and rendered more accessible than now, coupled with a more systematic encouragement and recognition of Arabic and Persian literature, would be not only acceptable to the Mahomedan community, but would enlist the sympathies of the more earnest and enlightened of its members on the side of education.

2. The Governor-General in Council is desirous that further encouragement should be given to the classical and Vernacular languages of the Mahomedans in all Government Schools and Colleges. This need not involve any alterations in the subjects, but only in the media of instruction. In avowedly English Schools established in Mahomedan Districts, the appointment of qualified Mahomedan English teachers might with advantage be encouraged. As in Vernacular Schools, so in this class also, assistance might justly be given to Mahomedans by grants-in-aid to create schools of their own. Greater encouragement should also be given to the creation of a Vernacular literature for the Mahomedans, a measure the importance of which was specially urged upon the Government of India by Her Majesty's Secretary of State on more than one occasion.

3. His Excellency in Council desires to call the attention of Local Governments and Administrations to this subject, and directs that this Resolution be communicated to them and to the three Universities * in India, with a view of eliciting their opinions whether, without infringing the fundamental principles of our education, some general measures in regard to Mahomedan education might not be adopted, and whether more encouragement might not be given in the University course to Arabic and Persian literature.

* Calcutta, Bombay and Madras.

قدر کی جارہے تو ان سب باتوں کو مسلمان صرف قبول ہی نہیں کرینگے بلکہ اُن میں سے جو ارگ لائق اور روشن ضمیر ہونگے وہ سررشتہ تعلیم کے ساتھ ہمدردی بھی کرینگے *

۲ حضور فرماں گورنر جنرل بہادر کی یہ مرضی ہی کہ تمام گورنمنٹ اسکول اور کالجوں میں مسلمانوں کی قدیم زبانوں اور روز مرہ کی بول چال کی زبان کو ترقی دیتا ہے اس میں یہ ضرور نہیں ہی کہ مضامین تبدیل کیئے جارہیں مگر ذریعہ تعلیم بدل دیا جارہے جو انگریزی مدرسے ایسے ضلعوں میں قائم ہیں جہاں مسلمان کثرت سے رہتے ہیں اُن میں لائق مسلمان انگریزی کے مدرس مقرر کیئے جارہیں تو ضرور فائدہ ہوگا اور جس طرح کہ اُن اسکولوں میں دستور ہی جن میں دیسی زبانوں کے ذریعہ سے تعلیم ہوتی ہی اُسی طرح اس قسم کے مدرسوں میں بھی بہ موجب قاعدہ گریڈ ان ایڈ کے مسلمانوں کو مدد دیتا ہے تاکہ وہ اپنے حسبِ دلخواہ ملحدہ مدرسے قائم کر لیں اور مسلمانوں کے واسطے دیسی زبان کی لٹریچر کی کتابیں تصنیف کرنے کے لیئے زیادہ ترغیبیں دیتا رہے کیونکہ یہ ایک ایسی تدبیر ہی جسکے لیئے خود جناب وزیر ہندوستان نے گورنمنٹ انڈیا کو کئی مرتبہ لکھا ہی *

۳ حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی مرضی ہی کہ لوکل گورنمنٹیں اور تمام حکام امور مذکورہ کی طرف متوجہ ہوں اسلیئے حکم ہوتا ہی کہ یہ رزلوشن لوکل گورنمنٹوں اور حکام کے پاس اور ہندوستان کی تینوں یونیورسٹیوں یعنی یونیورسٹی ٹلکٹہ اور یونیورسٹی بمبئی اور یونیورسٹی مدراس میں اس غرض سے بھیجا جارہے کہ وہ سب اپنی رائے اس امر کی نسبت ظاہر کریں کہ سرکاری تعلیم کے اصلی اصولوں کو تبدیل کیئے بغیر کچھ عام تدبیروں مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے قائم ہوسکتی ہیں یا نہیں اور نیز اس امر کی نسبت کہ یونیورسٹی کے سلسلہ تعلیم میں عربی اور فارسی کو زیادہ ترقی دی جاسکتی ہی یا نہیں *

یہ بھی حکم ہوتا ہی کہ یونیورسٹی لائبرری کے اعلیٰ کاروں سے بھی جنہوں نے اس معاملہ پر زیادہ غور اور توجہ کی ہی گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ سے امور مذکور کی نسبت رائے طلب کیجئے *

اس رزلوشن کو اس موقع پر ہٹے اسلیئے پورا پورا نقل کر دیا ہی کہ ہم اسکو ایک عمدہ اور بڑی چیز سمجھتے ہیں ہمارے اخبار کے پڑھنے والے اسکو دیکھیں *

بتعمیل احکام مندرجہ رزلوشن مذکور گورنمنٹ مدراس نے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن سے کیفیت طلب کی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ڈائریکٹر صاحب کی چٹھی مورخہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۱ء سے ہو

The authorities of the Lahore University College, who are believed to have paid much attention to the subject, should also be invited to offer views on the important questions above referred to. This may be done through the Punjab Government."

We have quoted the above resolution in full to mark the importance which we attach to it and also to bring it especially to the notice of our readers.

The Government of Madras in conformity with the resolution above quoted, called for a communication from the Director of Public Instruction and we cannot say that his letter dated Madras, 18th September 1871, quite pleases us. He expresses his regret "that the Mahomedan community should stand aloof from active co-operation in the educational labours now carried on under the auspices of the Government." I fear however "proceeds the Director of Public Instruction of Madras, "that it will be a work involving much time and difficulty to bring about a change in the feelings and course of action of the Musulmans of this presidency." But from the spirit in which the letter in question is written one would be inclined to conclude that it is equally difficult "to bring about a change in the course of action" of the Educational Department of Madras.

The 3rd paragraph of the Director's letter declares it to "be impracticable to convey higher education through the Vernaculars," and that "the intellectual views of the Musulmans will have to be greatly modified to allow of their seeking such education."

The 4th and 5th paragraphs complain of the difficulty and expense without which no change can be introduced in the education of Musulmans. "Musulman boys," says the Director, "are generally somewhat heavy and apathetic, their energy decreasing as they advance in years."

In the 6th paragraph the preparation of a literature for Mohamedans is declared to be impossible, and the 7th, 8th and 9th paragraphs are no more satisfactory. "On the whole then," says the Director in conclusion, "I am of opinion that it is not practicable at present for this department to do much more than it is doing for the education of Mahomedans." But we beg to say that the Department was then doing nothing particular "for the education of Mohamedans."

یا نکل خوشی حاصل ہوتی ہی وہ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ مشاہدات اُن کوششوں میں جو گورنمنٹ تعلیم کے باب میں کر رہی ہی شریک نہیں ہوتے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن احاطہ مدراس یہی لکھتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس احاطہ کے مسلمانوں کے خیالات اور رویہ کے تبدیل کرنے میں بہت عرصہ لگیگا — لیکن جس طرز سے اُنہوں نے یہ چٹھی لکھی ہی اُس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ مدراس کے سرورشتہ تعلیم کی کارروائی کی تبدیلی بھی ایسی ہی مشکل ہی جیسے کہ مسلمانوں کے خیالات اور رویہ کی تبدیلی مشکل ہی *۔

ڈائریکٹر صاحب کی چٹھی کی تیسری ذمہ میں یہ لکھا ہی کہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم بذریعہ دیسی زبان کے محال ہی اور ایسی تعلیم کے خواہشمند ہونے کے لئے اُنکے خیالات میں بہت سی تبدیلی کا ہونا درکار ہی *۔

چوتھی اور پانچویں ذمہ میں اور مشکلات اور خرچ کی شکایت ہی جس کے بدون مسلمانوں کی تعلیم میں کسی طرح تبدیلی جاری نہیں کی جاسکتی ڈائریکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے اڑے ہوئے کس قدر غبی اور سرد مزاج ہوتے ہیں اور جسطہ اُنکی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہی اُسقدر اُنکی جرات اور حوصلہ گھٹتا جاتا ہی *۔ چٹھی ذمہ میں وہ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لٹریچر کا مرتب کرنا غیر ممکن ہی اور ساتویں اور آٹھویں ذمہ میں ذمہ کا مضمون یہی کچھ اسی قسم کا ہی الغرض ڈائریکٹر صاحب آخر میں یہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے اب تک جو کچھ کر رہا ہی عماری راعے میں اس سرورشتہ تعلیم سے بافعل اس سے زیادہ ہونا محال ہی — مگر میں کہتا ہوں کہ سرورشتہ تعلیم میں مسلمانوں کی تعلیم کی باب اس زمانہ میں جبکہ ڈائریکٹر صاحب نے چٹھی لکھی ہی کوئی خاص تدبیر نہیں ہوتی تھی *۔

باوجودیکہ ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن مدراس نے ایسی دل کی توجہ والی چٹھی لکھی مگر گورنمنٹ مدراس مسلمانوں کی تعلیم کے معاملہ میں کوشش کرنے سے غافل نہ رہی *۔

رزولوشن مورخہ ۷ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء میں گورنمنٹ مدراس نے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کو یہ اس بات پر متوجہ کیا کہ سرکاری مدرسوں میں مسلمان طالب علم بہت کم ہوں ہم یہاں رزولوشن کی وزارت نقل کرتے ہیں وہ یہ ہی در یہ نہیں کہہ سکتے کہ علی العموم گورنمنٹ کالج اور اسکول جن میں بقول پاول صاحب (ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن مدراس) اور لوگوں کے ساتھ مسلمان بھی داخل ہوتے ہیں حال کے انتظام کے بموجب مسلمانوں کے اڑوں کی تعلیم کے لئے

Notwithstanding the discouraging tone of the Director's letter, the Government of Madras has by no means been indifferent to the subject of Musulman education. In the resolution of the 7th October 1872 the Government of Madras called the attention of the Director again to the paucity of Musulman students in Government Educational institutions. "It cannot be said," to quote the words of the resolution, "that the ordinary Government Colleges and schools which Mr. Powell describes as institutions to which Mahomedans with all others are admissible, are in fact as at present arranged suitable places of instruction for Mahomedan youths. In the lower schools and classes in which instruction is imparted mainly through the medium of a Vernacular language, that Vernacular is invariably a Hindoo language and in such schools and classes Mahomedans are in consequence placed at so great a disadvantage that the wonder is not that the Mahomedan element in the schools is so small, but that it exists at all. The schools in fact are organized and the scheme of instruction is framed with exclusive reference to the Hindoos." What could be more grievous than such a state of things to our community, and yet the Director did not hesitate to give the discouraging and unsatisfactory opinion which we have quoted above.

The resolution then enjoins the establishment of separate schools for Mahomedans at principal centres of the Musulman population. In these institutions primary education is to be imparted in Hindustani.

The 4th paragraph of the resolution discloses a very lamentable state of things. "Out of 485 persons holding the higher subordinate appointments in the Judicial and Revenue Departments in this Presidency, only 19 are Mahomedans. This almost complete exclusion of the Mahomedans," continues the resolution, "from any share in the administration of the country which they once ruled is a political and social evil which it is very desirable to remove. For the reasons already given it must be admitted that this failure has not entirely arisen from a disinclination on the part of the Mahomedans to avail themselves of the education offered by the State. It is in some

مناسب مقام ہیں ادنیٰ درجہ کے اسکول اور کلاسوں میں جن میں تعلیم بالتخصیص بذریعہ کسی نہ کسی دیسی زبان کے ہوتی ہی وہ دیسی زبان ہمیشہ ہندوؤں کی زبان ہوتی ہی پس ایسے اسکول اور کلاسوں میں مسلمانوں کا ایسا نقصان ہوتا ہی جس کے سبب سے احبات پر کچھ تعجب نہیں ہو سکتا کہ ان اسکولوں اور کلاسوں میں مسلمان اڑکے کم ہیں بلکہ تعجب یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اُن میں پڑھتے ہیں *

فی الحقیقت یہ سب اسکول اور ان اسکولوں کا طریقہ تعلیم بالکل ملحوظ ہندوؤں کے تجویز ہوا ہی " ہم مسلمانوں کے لیئے اس سے زیادہ اور کونسی بات رنج کی ہو سکتی ہی پھر بھی ڈائریکٹر صاحب نے اپنی ایسی دلشکن اور انسرودہ کرنے والی رائے دینے میں جسکو ہم اوپر نقل کرچکے ہیں دریغ نہیں فرمایا *

رزولوشن مذکور میں پھر یہ حکم ہی کہ جہاں مسلمانوں کی بستیاں ہیں وہاں کے صدر مقاموں میں مسلمانوں کے لیئے مصلحہ مدرسے قائم کیئے جائیں اور اُن مدرسوں میں ابتدائی تعلیم ہندوستانی زبان میں ہووے *

رزولوشن مذکور کی چوتھی دفعہ میں ایک نہایت انورس کے قابل حال ظاہر کیا گیا ہی یعنی چار سو پچاسی آدمیوں میں سے جو جوڈیشل اور سرورشتہ مال میں معزز عہدوں پر ممتاز ہیں صرف اُنیس مسلمان ہیں اسی رزولوشن میں یہ بھی مندرج ہی کہ ایک ایسے ملک کے انتظام ملکی میں مسلمانوں کا شریک نہرنا جس پر وہ حکمرانی کرچکے ہیں ملنساری اور تدبیر مملکت کے برخلاف ہی اوپر کے بیان کے بموجب یہ بات تسلیم کرنی چاہیئے کہ یہ خرابی بالکل اسی سبب سے نہیں ہی کہ مسلمان موکاری طریقہ تعلیم سے فائدہ اٹھانے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ اسکا سبب یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اس سلسلہ تعلیم میں جو بالفعل جاری ہی مناسب تدبیریں نہیں ہیں *

ایک نہایت شایستہ گورنمنٹ سے اس سے زیادہ مہربانی کی امید کسی فرقہ کو نہیں ہو سکتی اور جس مہربانی کے ساتھ کہ اس رزولوشن میں مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا گیا ہی اُس کے واسطے مسلمانوں کو تہ دل سے مشکور اور ممنون ہونا چاہیئے *

گورنمنٹ کے حکم کے بموجب ڈائریکٹر صاحب نے مسلمانوں کی تعلیم کے باب میں لٹیک اور قابل شخصوں سے بذریعہ تھریو مشورہ لیا ہم اُنکی چتھیوں میں سے اس موقع پر اکثر فقرے اس فرض سے نقل کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ ہمارے ہم قوم اور ہمارے مدارس احاطہ کے مسلمان کیسی ذلیل حالت میں ہیں *

measure attributable to the omission of suitable provision for Mahomedans in our present educational system."

No greater concession could be expected by any community from an enlightened Government, and the leniency with which the Mahomedans are treated in this resolution ought to fill every Mahomedan heart with deep gratitude.

The Director of Public Instruction in obedience to the orders of the Government communicated with competent persons respecting Mahomedan education, and we may hereafter quote a few passages from these communications in order to show our community the degradation in which their co-religionists of Madras have already fallen.

Mr. H. Fortey, an Inspector of Schools in the Madras Presidency is to be thanked for being most active in carrying out the direction of the Government to establish separate schools for the Musulmans. "In each of these schools," says Mr. Fortey, "provision ought to be made for the instruction of pupils up to the standard of the third class in a Zillah School included, English being taught as a language only and all other subjects through the medium of Hindoostani." We heartily agree with Mr. Fortey in this view. We have long been of opinion that one of the greatest hinderances to the spread of education in India is the persistence of the Government Educational Department to force English into the mouths of the students. In Government Anglo-Vernacular Schools almost every subject is taught in English while the language of this country is treated only as a foreign language. Euclid, Arithmetic, Algebra, and Geography are taught in English as if the schools in India were meant for English children. The tenacity with which the doctrine of English as the only medium of high education, is held makes us almost despair of ever seeing our language enriched with books on Western Sciences. The present system of education is most inimical to the improvement of our language and the production in it of sound literature; and as long as is it adhered to, the language of Hindustan bids fair either to struggle for existence or remain as primitive and

ایچھہ فاسٹی صاحب انسپیکٹر مدارس احاطہ مدارس مستحق اہمیت کے ہیں کہ انکا ذکر یہ ادا کیا جاوے کیونکہ انہوں نے گورنمنٹ کے حکم کے بموجب مسلمانوں کے لئے ملحدہ مدرسہ قائم کرنے میں بڑی مستعدی کی ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ اس قسم کے ہر ایک مدرسہ میں ضائع اسکول کی تیسری جماعت تک کی کتابوں کے پڑھانے کا انتظام ہونا چاہئے اور انگریزی صرف بطور ایک زبان کے پڑھائی جاوے اور عوام کی تعلیم بذریعہ ہندوستانی زبان کے ہووے *

فاسٹی صاحب کی رائے کے ساتھ ہم دل سے اتفاق کرتے ہیں اور ہم ایک صحت پہلے اپنی رائے ظاہر کرچکے ہیں کہ سرکاری سرورشتہ تعلیم کی یہ ضد کہ طالب علموں کے منہ میں زبردستی سے انگریزی زبان ٹھونسینگے ہندوستان کی عام تعلیم کی بڑی مزاحم اور مانع ہے ایننگلور ورنیکلر اسکولوں میں ہر ایک علم انگریزی میں پڑھایا جاتا ہے اور دیسی زبان بطور ایک غیر ملکی زبان کے سکھائی جاتی ہے علم ہندسہ اور حساب اور جبر و مقابلہ اور جغرافیہ سب انگریزی میں پڑھائے جاتے ہیں ہندوستان کے مدرسے گرہا انگریزوں کے لڑکوں کی تعلیم کا ہیں جس اس بات پر جو نہایت استقلال کے ساتھ اتفاق ہو رہا ہے کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم صرف انگریزی ہی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے اس سے ہم کو اس امر کی نسبت بالکل نا امید ہوتی ہے کہ ہماری زبان مغربی عوام کی کتابوں سے رزق پارہیگی جو سلسلہ تعلیم کا بالکل جاری ہے وہ ہماری زبان کی ترقی اور ہماری زبان میں عمدہ لٹریچر کی تصنیفات ہونے کے بالکل برخلاف ہے جب تک یہ سلسلہ بھال رہیگا تب تک ہندوستان کی زبان کی ترقی کے لئے کوششیں نہیں ہو سکتیں بلکہ اُس کا ایسی حالت میں بھی رہنا محال ہے جیسے کہ میں ڈیول کی انگریزی ہے اور جاپان کے ارک سر جس میں یورپ کو نہایت مست زبان کا مقابلہ کرینگے *

ایک چٹھی جو ڈائریکٹر صاحب کے نام ہے اُس میں مفصلہ ذیل مضامین مندرج ہیں جس کے پڑھنے سے اسقدر انروس ہوتا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا وہ یہ ہے کہ خاص مانع ترقی تعلیم مسلمانان ترقی پارٹی انکا سخت انگلیس ہے جس میں ہم سے مسلمان مبتلا ہیں لیکن گو وہ مفلس ہیں مگر مغرور ہیں جب میٹھے مسلمانوں کے لڑکوں کو اسکول وں کلاسوں میں بلا فیس بھی داخل کرنا چاہا تو معلوم ہوا کہ کپڑے

feeble as the English of Mandevil, while the Japanese in a century hence may vie with the politest of European languages.

In a letter addressed to the Director of Public instruction we read with inexpressible regret that "the chief obstacle to the progress of education among the Mahomedan inhabitants of Trichinopoly is the wretched poverty in which the majority of them are sunk. But although they are poor they are proud. I have found when I offered to admit Musalman boys to the school classes even without any fees, that they were unable to attend for want of clothes. The poorest of Musulman parents would never permit their children to be seen in public in that state of semi-nudity in which the wealthiest Hindoos often permit their sons to attend school." However much we may admire the regard paid to public decency even by indigent Musulmans, we cannot but shudder at their miserable condition. We bring this fact as a warning to the notice of our co-religionists of these parts who seem to regard nothing with so much apathy and indifference as the education of their children. "I am aware," says the Director of Public Instruction, "that Mahomedans will needlessly incur a relatively large expenditure at the time of a festival, so large indeed as to render it necessary for them to furnish themselves subsequently, while they show a reluctance to spend money on the education of their children." This is only too true, and no sensible Mahomedan can read it without a blush.

His Excellency Lord Hobart whose name will be remembered as the saviour of the Mahomedans of that Presidency, from the lowest kind of degradation, has ordered that separate schools for Mahomedans should be established at Rajahmundry, Kurnaul, Cuddapah and Adim, the chief centres of the Mahomedan population. In these Schools the languages of the Musalmans are to receive favour, and the course is so arranged as to meet their requirements, teachers being selected from the Mahomedan community.

If the Musulmans of the Madras Presidency, notwithstanding these especial efforts on the part of the Government, fail to avail themselves of the means of

پیشہ وہ ہمیں آسکتے غریب سے غریب مسلمان ہرگز اپنے لڑکوں کو دیکھ آدھے ڈنگے پن کی حالت میں باہر نہ آنے دیگا۔ جموں کہ بڑے ہولناک ہندو اپنے لڑکوں کو مدرسوں میں بھیج دیتے ہیں غریب مسلمان جو ہرم و لحاظ کا خیال رکھتے ہیں انکی اس عادت کی کو کتنی ہی ہم تعریف کریں لیکن اُس کے ساتھ ہی اُن کی مصیبت پر دل لڑتا ہی ہم ان واقعات سے اس ضلع کے مسلمانوں کو جو اپنے لڑکوں کی تعلیم کی نسبت بے پروائی کرتے ہیں خبردار کیئے جاتے ہیں ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کہتے ہیں کہ ہم غریب جانتے ہیں کہ مسلمان بے فائدہ رسموں میں نغورل خرچ کرتے ہیں اور اسقدر نغورل خرچ کرتے ہیں کہ انجام کو مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن اپنے لڑکوں کی تعلیم میں روپیہ خرچ کرنا نہیں چاہتے — یہ قول ڈائریکٹر صاحب کا بالکل صحیح ہی اور نرئی مسلمان ذی فہم ایسا نہیں ہی کہ اسکو سنکر شرمندہ نہر *

ہوایک۔ پیلنسی لارڈ ہاربرٹ صاحب بہادر نے جنکا نام مسلمانوں کو غایت درجہ کی ذلت سے بچانے والا ہمیشہ یاد گار رہیگا حکم دیا ہی کہ مسلمانوں کے لیئے علیحدہ مدرسے راجہ مندوئی کونال کتپا اور مدنی مقاموں میں جو مسلمانوں کی آبادیوں کے صدر مقام ہیں قائم کیئے جاویں اور اُن مدرسوں میں مسلمانوں کی زبانوں پر التفات کیا جاوے اور سلسلہ تعلیم بھی ایسا مرتب ہوا ہی کہ اُس سے اُن کی سب غرضیں نکل سکتی ہیں اور مدرس بھی مسلمانوں میں سے منتخب کیئے جاویں *

اگر مدراس احاطہ کے مسلمان باوجود ان خاص کوششوں کے جو گورنمنٹ کی طرف سے ہو رہی ہیں تعلیم کے اُن ذریعوں سے جو اُن کے قابو میں دیدیئے گئے ہیں فائدہ نہ اُٹھائیں تو ہمکو مسلمانوں کی آئندہ بہتری اور بہبودی سے بالکل ناامید ہونا چاہیئے *

گورنمنٹ ہسپتلی

گورنمنٹ ہسپتلی ایسی مستعد نہیں ہوئی ہی جیسی کہ مدراس اور بنگالہ کی گورنمنٹ ہی لیکن وہاں بھی ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن سے مسلمانوں کی تعلیم کے باب میں رائے طلب ہوئی تھی ڈائریکٹر صاحب نے اپنی لنڈی چٹھی سنہ ۱۸۷۱ع میں مسلمانوں کی تعلیم کا اچھا حال

education placed at their disposal, we must for ever give up any hope of their regeneration or future prosperity.

The Government of Bombay has not been so energetic as those of Madras and Bengal. But the Director of Public Instruction was required to give his opinion upon the education of the Mahomedans. In his long letter dated the 9th September 1871, he gives a good account of the state of Musulman education, and upon the whole, considering the poverty of the Musulman population in the Bombay Presidency, he draws a satisfactory conclusion. He acknowledges that the Musulmans of Sind are backward in education, and proposes the establishment of Persian classes in Government Schools.

The University of Bombay has recognized Persian as one of the languages in which examination is held for its degrees, and a professor of Arabic and Persian has been appointed at the Elphinstone College.

We must not omit to notice a passage in the resolution of the Government of Bombay dated 18th March 1872. Referring to the desire of the Government to spread education among the Musulmans, the resolution goes on to say that "the revival of the office of Kazees which has been recommended on a former occasion and the bestowal of it only on men who are learned in Arabic, Persian, and as well as the dissemination of general knowledge through works written in those languages will also contribute to the attainment of the object aimed at." We have no doubt that the Kazees exercised a good influence on the minds of their co-religionists, and were a good means of keeping up sympathy between the British Government and the Musulmans of India.

We have now laid before our readers a succinct account of what has lately been done and is still going on in the three Presidencies concerning the especial education of our community. No sensible Musulman can hear of these especial measures without sincere thankfulness to the Government. But we believe a great deal is due also to the endeavours of the Committee for spreading education among Mahomedans because the good effect which the prizes offered by that Committee for essays on Mahomedan education had in birnging the subject to prominence cannot be forgotten.

لکھا ہی اور بلحاظ اسبات کے کہ بمبئی احاطہ میں مسلمانوں کی آبادی کم دی مسلمانوں کی تعلیم کی تہذیب اچھا نتیجہ نکالا ہی وہ اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سندھ کے مسلمان تعلیم میں کچھ ہتھے ہوئے ہیں اور اُس کے علاج میں یہ تجویز کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اسکولوں میں فارسی نلاس قائم کیئے جائیں *

بمبئی یونیورسٹی نے فارسی زبان کو بھی ڈگری کے امتحان کی زبانوں میں شامل کر لیا ہی اور ایک پروفیسر عربی و فارسی کا انجمن کلج میں مقرر ہوا ہی *

ایک مضمون اور بھی بمبئی گورنمنٹ کے رزلوشن مورخہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۸۷۲ء میں مندرج ہی اُسکو بھی بغیر ذکر کیئے نہیں چھوڑنا چاہئے مسلمانوں میں ترقی تعلیم کی جو گورنمنٹ کو خواہش ہی اُس کے ذیل میں اُس رزلوشن میں یہ بھی لکھا ہی کہ عہدہ قاضی کا جسکے ایئے اس سے بیشتر لکھا جا چکا ہی پھر سے قائم کرنا اور اس عہدہ کو ایسے ارگوں کو عطا کرنا جو عربی و فارسی کے عالم ہوں اور نیز پہلانا عام تعلیم کا بذریعہ اُن کتابوں کے کہ اُن زبانوں میں لکھی ہوں ہماری غرض حاصل ہونے میں مدد کریگا *

اسمیں کچھ شک نہیں کہ قاضیوں کے سبب سے اہل اسلام کے ناو پر ایک اچھا اثر ہوتا تھا اور وہ گورنمنٹ انگریزی اور ہندوستان کے مسلمانوں کے باہم ایک ہمدردی قائم رکھنے کا عمدہ ذریعہ تھے * ہم نے اپنے اخبار کے پڑھنے والوں کے رویہ مختصر حال اُن کارروائیوں کا جو ان تینوں احاطوں میں مسلمانوں کی تعلیم کے باب میں ہوئی ہیں اور اب بھی ہر تہذیب میں پیش کر دیا ہی کوئی ذی شعور مسلمان ایسا نہیں ہی جو ان خاص تدبیروں کا حال سنکر سچے دل سے گورنمنٹ کا شکر گزار نہ ہو لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ بہت کچھ اس معاملہ میں کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی کوششوں سے ہوا ہی کیونکہ کمیٹی مقرر نے جو اتمام مسلمانوں کی تعلیم کے باب میں رسالوں پر دیئے اور اُس کا عمدہ اور نیک نتیجہ جسکے باعث یہ معاملہ ظہور میں آیا کیہی ہو رہا نہیں جاسکتا *

نمبر ۱۳۸

مہذب قوموں کی پیروی

چھوٹا بچا اپنے سے بڑے لڑکے کی باتوں کی پیروی کرتا ہے اور کم سمجھ والا اُسکی جسکو وہ اپنے سے زیادہ سمجھدار سمجھتا ہے اور ناراض اُسکی جسکو وہ اپنے سے زیادہ راض کار جانتا ہے۔ اسطرح نامہذب قوم کو تہذیب یافتہ قوم کی پیروی کرنی ضرور پڑتی ہے — مگر بعضی دفعہ یہ پیروی ایسی اندھا دھندلی سے ہوتی ہے جس سے بچائے اسکے نہ اُس پیروی سے فائدہ اٹھائیں اُلٹا نقصان حاصل ہوتا ہے اور جسقدر ہم نامہذب ہوتے ہیں اُس سے اور زیادہ ناشایستہ ہو جاتے ہیں *

نا مہذب آدمی جب تربیت یافتہ قوم کی صحبت میں جاتا ہے تو اُن لوگوں کو بہت عمدہ پاتا ہے اور ہر بات میں اُنکو کامل سمجھتا ہے ہر جگہ اُنکی تعریف سنتا ہے مگر اُن میں جو خراب عادتیں ہیں اُنکو بھی دیکھتا ہے مثلاً شراب پینا چرا کھیلنا وغیرہ پس یہ شخص ان باتوں کو بھی اُن کے کمالوں ہی میں تصور کر لیتا ہے اُن میں جو خرابیاں اور کمالات در حقیقت ہیں اُنکو تو وہ حاصل نہیں کرتا اور نہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر جو بری باتیں اُن میں ہیں اُن کو بہت جلد سیکھ لیتا ہے *

ایسا کرنا درحقیقت اس آدمی کی غلطی ہے کہ اُسنے اُن کے نقصوں کو اُنکا کمال سمجھا ہے — وہ لڑک بسبب کسی دوسرے کمال و لیاقت اور خوبی کے جو اُن میں ہے اور بسبب دوسری عمدہ خصلتوں کے جو اُنہوں نے حاصل کی ہیں مہذب و شایستہ کہلاتے ہیں نہ بسبب اُن باتوں کے جنکو اُسنے سیکھا ہے — بلاشبہ مہذب آدمیوں کی برائیاں اُنکی بہت سی خوبیوں اور کمالوں کے بسبب چھپ جاتی ہیں اور لوگ اُنپر بہت کم خیال کرتے ہیں تاہم وہ برائیاں کچھ ہنر نہیں ہر جاتیں بلکہ جو برائی ہے وہ برائی ہی رہتی ہے گو کہ ایک مہذب قوم ہی میں کیوں نہ ہو *

ہمکو یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی قوم وہ کیسی ہی عمدہ اور مہذب ہو مگر جو برائیاں اُس میں ہیں وہ اُس کے رصف نہیں ہیں بلکہ اُن کے کمال کی کمی ہے جسکی پیروی ہمکو کرنی نہیں چاہیئے — اگر ایک خوبصورت آدمی کے منہ پر ایک مسہ ہو تو ہمکو خوبصورت بیٹنے کے لئے ویسا ہی مسہ اپنے منہ پر نہ بٹانا چاہیئے کیونکہ وہ مسہ اُسکی خوبصورتی نہیں ہے بلکہ اُس کی خوبصورتی کا نقصان

ہے ایسی حالت میں ہمکو یہ خیال کرنا مناسب ہے کہ اگر یہ مسہ بھی اُس کے منہ پر نہوتا تو کتنا اور خوبصورت ہو جاتا * ہم بلاشبہ اپنی قوم کو اپنے ہمعظموں کو سولیزڈ قوم کی پیروی کی ترغیب کرتے ہیں مگر اُن سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اُن میں جو خرابیاں ہیں اور جنکے سبب وہ معزز اور قابل ادب سمجھے جاتی ہیں اور سولیزڈ شمار ہوتی ہیں انکی پیروی کریں نہ اُن کی باتوں کی جو اُنکے کمال میں نقص کا باعث ہیں *

اسی سبب سے جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری قوم نے کسی سولیزڈ قوم کی عمدہ خصلتوں اور عادتوں میں پیروی کی تو ہمکو بہت خوشی ہوتی ہے اور جب یہ سنتے ہیں کہ اُسنے اُنکی برائیوں کی پیروی کی اور شراب پینا شروع کی اور نکا مٹولا ہو گیا اور چرا کھیلنا سیکھا اور بے نید ہو گیا تو ہمکو نہایت اندوس ہوتا ہے — ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری قوم عمدہ باتوں کو سیکھے گی اور بری باتوں کو ہمیشہ برا سمجھے گی *

راؤ —

سید احمد

اطلاع

ہم انسوس کرتے ہیں کہ اہل مطبع کی غفلت سے ہمارے مضمونوں کے نمبر غلط چھپ گئے جنکی تصحیح ذیل میں کی جاتی ہے *

نمبر ہائے غلط	نمبر ہائے صحیح	نمبر صفحہ
۱۲۸	۱۲۸	۲۰۰
۲۰۱	۱۲۹	۲۰۱
۲۰۲	۱۳۰	۲۰۳
۲۰۳	۱۳۱	۲
۲۰۴	۱۳۲	۱۰
۲۰۵	۱۳۳	۱۱
۲۰۶	۱۳۳	۱۳
۲۰۷	۱۳۵	۱۸
۲۰۸	۱۳۶	۲۵

اغیر پرورف ہماری نگاہ سے نہیں گذرتا انسوس ہے کہ بعضی دفعہ مضمون میں بھی غلطی رہ جاتی ہے *

راؤ

سید احمد

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۵]

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

[جلد چہارم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ڈونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بزارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

ضمیمہ نمبر ۱۲۹

حدیث تشبیہ

خط

زید مجددکم

جناب مکدوم مکرم مولانا سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی

تسلیم کے بعد گزارش ہی کہ حدیث شریف من تشبیہ بقوم نہو منہم کے معانی اور مراد میں لوگوں کو نہایت اختلاف ہی کوئی کچھہ کہتا ہی کرٹی کچھہ کہتا ہی بس واسطے حصول اطمینان اور تنقیح مراد حدیث کے ضرور ہوا کہ اُس کا مورد تحقیق کیا جائے تاکہ مراد صحیح لفظ تشبیہ کی معلوم ہو جاوے لہذا بصد نیاز خدمت عالی میں گزارش ہی کہ ارشاد ہو کہ اس حدیث کا مورد کیا ہی اور لفظ تشبیہ سے کس امر میں تشبیہ مقصود ہی زیاد نیاز و تسلیم *

آپ کا خادم

ح

جواب

یہ حدیث ابو دارد نے باب ما جاء فی الا قبیۃ میں نقل کی ہی اور اُس کے الفاظ یہ ہیں ”حدیثا عثمان بن ابی شیبۃ نا ابو النضر عبدالرحمن بن ثابت نا حسان بن عطیۃ عن ابی منیب العجری عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبیہ بقوم نہو منہم“ *

اول تو مجھ کو یہ بیان کرنا چاہیئے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہی نہ روایتاً اور نہ درایتاً — روایتاً تو اس لیئے ثابت نہیں کہ جو سند اس حدیث کی بیان ہوئی ہی اُس سے اتصال سند کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک ثبوت نہیں ہی کیونکہ جو الفاظ روایت کے ہیں اُن سے یہ بات لازم نہیں ہی کہ حسان اور ابی منیب اور ابن عمر کے درمیان میں اور کوئی راوی نہو پس جب نہ سلسلہ روات غیر ثابت ہی تو وہ حدیث فی نفسہ ثابت نہیں ہی *

اور درایتاً ثابت نہونے کی بہت سی دلیلیں ہیں ایک یہ کہ راوی نے مورد حدیث بیان نہیں کیا اور لفظ تشبیہ کا جو حدیث میں واقع ہی مورد حدیث کے نہ معلوم ہونے سے کسی حکم مدلولی یا استنباطی یا قیاسی کا فائدہ نہیں دیتا پس مورد اس حدیث کا تحقیقاً معلوم نہیں ہی اور نہ معلوم ہو سکتا ہی ہاں اگر اس حدیث کو ثابت تسلیم کر لیا جاوے تو قیاماً اُس کا مورد قرار پا سکتا ہی جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا *

دوسرے یہ کہ لفظ ”قوم“ جو اس حدیث میں ہی وہ بھی کسی نتیجہ کا فائدہ نہیں دیتا — کسی قوم کا ہونا یا کسی قوم کے مشابہ ہونا کسی نتیجہ شرعی کو مفید نہیں ہی — ایک انگریز نے ایرانی یا افغانی لباس پہنکر اپنے تین قوم ایران اور قوم پٹان کے مشابہ کر لیا اور یہ بھی تسلیم کیا کہ لوگوں نے اُس کو ایرانی یا پٹان سمجھا مگر پھر اُس سے نتیجہ کیا علیٰ ہذا القیاس ایک ہندوستانی مسلمان نے عربی یا ایرانی یا پٹانی یا روسی یا انگریزی پوشاک پہن کر اپنے تئیں مشابہ اُن قوموں کے بنایا اور لوگوں نے بھی اُس کو اُسی قوم کا سمجھا تو پھر اُس سے نتیجہ شرعی کیا نکلا *

تیسرے یہ کہ تشابہ ایک قوم کا دوسری قوم سے بلاشبہ زیادہ تر لباس پر منحصر ہوتا ہی مگر خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یورپ کی قوم کا اور خاص رومن کیتھلک میں جو مردچ تھا وہ لباس پہنا ہی — مشکوٰۃ میں بخاری و مسلم سے یہ حدیث موجود ہی کہ ”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمیین“ جبہ رومیۃ بطور عبا یا چغہ کے ایک قسم کا لباس ہی تنگ آستینوں کا جو اب بھی رومن کیتھلک کے پادری پہنتے ہیں اور خاص پادریوں کی پوشاک ہی *

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمام یورپ اور شام میں رومی عیسائیوں کی سلطنت تھی جو یورپ کے تابع تھی اس لیئے تمام یورپ کی قوموں کو زبان عرب میں رومی کہتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہی ”الم غلبت الروم“ اور وہ سب رومن کیتھلک تھے اور جبہ رومیۃ خاص اُن کی پوشاک تھی *

بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی پوشاک بھی پہنی ہی جیسا کہ حدیث مغیرہ میں ہی ”فتو ضام و علیہ جبۃ شامیۃ“ (صفحہ ۸۶۳) اور جبہ شامیۃ خاص یہود کا لباس تھا جو اب تک اُن کے ربیوں کا لباس ہی *

مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص آتش پرستوں کا بھی لباس پہنا ہی جیسا کہ حدیث عبداللہ مولیٰ اسماء بنت ابی بکر میں ہی ”ناخرجت الی جبۃ طرابلسیۃ کسروانیۃ“ (ص ۱۹۰ — جلد ۲) اور یہ وہ جبہ کسروانی ہی جو ہر وقت وفات آپ پہنے ہوئے تھے *

پھر جب بخاری کہوتے ہیں تو بسم اللہ کے بعد ہی یہ عبارت پڑھتے ہیں ”کتاب اللباس باب قول اللہ قل من حرم زینۃ اللہ الیٰہی اخرج لہماۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلوا و اشربوا والبسوا (اے مہاتپا لکم) و تصدقوا فی غیر اسراف ولا مضیلۃ و قال ابن عباس

کافر نہیں ہو سکتا پس اگر اُس قول پر جس پر ابو جہل کی نجات منحصر تھی اُس کو یقین ہی تو کر رہا کسی قوم کے ساتھ تشابہ کرے و لو فی خصوصیات الدین و شعیروا کفر کالزناار والصلیب والاعیاد وہ کافر نہیں ہو سکتا — کیا ہم دیوالی دسہرہ میں اپنے ہندو دوستوں سے اور نو رز میں اپنے پارسی دوستوں سے اور بڑے دن میں اپنے عیسائی دوستوں سے ملکر اور معاشرت و آمدن کی خوشی حاصل کر کر کافر ہو جاویں گے نہوں بالاء منها اگر در حقیقت ہمارا مذہب اسلام ایسا ہی بودا ہی تو بکرے کی ما کب تک خیر منائیگی ایک نہ ایک دن اُس کو ذبح ہونا ہی *

حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کا جس کو میں آئندہ سے قول کہونگا کیونکہ میرے نزدیک اس کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہے کوئی صحیح مورد بجز ایک کے وہ بھی قیاماً قرار نہیں پاسکتا اور وہ مورد موت اڑدھام ہی یعنی جس حالت میں موت اڑدھام واقع ہو اور مختلف قروموں کے مردے گتہ ہو جاویں تو حکم من تشبیہ بقوم نہو منہم کا جاری ہوگا یعنی لاشوں میں جو لاش جس قوم کے مشابہ ہوگی وہ اُسی قوم کی شمار ہوگی اور اُس کی تجویز و تکفین اُسی طرح کی جاویگی در مشتار میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی لاش پہچاننے کی چار علامتیں ہیں خضاب اور سیاہ لباس اور حلق عانہ اور ختنہ میں سمجھتا ہوں کہ موت اڑدھام کے جس قدر احکام ہمارے ہاں کی کتب فقہ میں مندرج ہیں وہ اسی قول کی بنا پر ہیں پس میری دانست میں یہی مورد اس قول کا اور یہی مراد اس قول کی ہے و بہذا اعتقادی و علیٰ ہذا عملی والسلام *

راقہ

سید احمد

نمبر ۱۴۰

سخاوت و گدائی

لفظ سخاوت کے معنی رحم کرنا مفلس اور عاجزوں پر اور اُنکی مدد کرنا ہی برخلاف اس کے اس زمانہ میں ہم لوگ محض نادانی کے سبب مفلس اور عاجزوں کی مرض اچھے تندرست جرات اور ہمتی نگوں کو خیرات دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ خیرات کن کا حق ہے اور کن کو دینی چاہیئے بارجودیکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ اسوقت کے فقہروں میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں اچھے شہدے گنجیرے پہنکیرے انہونی شرابی جواہی چوٹے دغا باز زانی فاسق اور ہر طرح کے بدکار و نالایق ملارہ اُس کے موٹے تازے کم سن توانا بھلے چنگے اور

نک ماشئت والباس ماشئت ما اخطائتک انتان سرف او مضیقاتہ“ پس ہم ان روایتوں سے کسی قسم کی پوشاک پہننے سے منع نہیں معلوم ہوتے تو لفظ تشابہ کو مشابہت زبی و لباس پر بھی حمل نہیں کر سکتے *

چوتھے یہ کہ تمام مسلمان اور صحابہ اور خود جناب رسول خدا صلعم اور کفار عرب ایک سا ہی زبی و لباس رکھتے تھے اور دونوں قومیں جو باعتبار مذہب کے دو تھیں بالکل ایک دوسرے کے مشابہ تھیں اور کوئی تفرقہ کفار اور اہل اسلام میں تمیز کا قائم نہیں کیا گیا تھا تو پھر من تشبیہ بقوم نہو منہم کے کیا معنی — کیا عقل سلیم اس بات کو قبول نہیں کرتی کہ اگر جناب رسول خدا صلعم لندن میں یا جرمن و اشیا میں پیدا ہوئے ہوتے تو اُن کا لباس ویسا ہی ہوتا جیسا کہ اُن ملکوں کے لوگوں کا ہی پس تشابہ قومی سے کیا نتیجہ شرعی پیدا ہو سکتا ہے *

پانچویں یہ کہ لفظ تشبیہ اور منہم سے خرافہ اُن کے کامل معنی مراد لو یا ناقص اور قوم کے معنی حقیقی بھی چھوڑ کر اُس کے فرضی معنی یعنی ایک مذہب کے لوگ کو تو بھی حدیث کے معنی درست نہیں ہو سکتے کیا ادنی مشابہت سے مثلاً دھرتی باندہ لینے سے یا بگھی و چرت پر چڑھنے سے یا بالکل پوری ظاہری مشابہت کو لینے سے باوجود اقرار توحید و رسالت کے آدمی کافر ہو جاتا ہے حاشا و کلا پس اصل یہ ہے کہ یہ حدیث روایتاً اور درایتاً دونوں طرح پر مردود ہے *

بالینہمہ اگر ہم اس کو صحیح مان لیں تو ہم کو ضرور اسکا مورد تلاش کرنا ہوگا کیونکہ بغیر مورد تحقیق کیئے اور مابہ التشبیہ قرار دیئے اس کے معنی قائم نہیں ہو سکتے مگر جو کہ خود حدیث میں ان دونوں میں سے کوئی بھی مذکور نہیں ہے تو جو کچھ قرار دیا جاویگا وہ صرف قیاسی ہوگا جو ہر شخص اپنی سمجھ کے موافق اُس کا مورد یا مابہ التشبیہ جو در حقیقت دونوں ایک ہیں قرار دیکر *

بعض عالموں نے مشابہت سے مشابہت فی خصوصیات الدین مراد لی ہے مثلاً زناار پہننا یا صلیب رکھنا یا ٹیکہ لگانا یا اعیاد کفار کو بطور عید اختیار کرنا یا اُس میں شریک ہونا — اگرچہ یہ رائیں کسی قدر عمدہ معلوم ہوتی ہیں مگر میں اُن کو پسند نہیں کرتا اور نہ حدیث کی یہ مراد قرار دیتا ہوں اس لیے کہ میرے نزدیک تمامیات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص لالہ لالہ محمد رسول اللہ ہو دل سے یقین رکھتا ہے اُس کا کوئی فعل مع یقین مذکور کے اُسکو

مضبوط ہیں جو بشری معصیت کر کے اپنا قوت پیدا کر سکتے ہیں تسپر بھی ہم انہیں کر خیرات دیتے ہیں یہ نہایت نامناسب اور ٹپٹ پیچھا ہی بلکہ ایسا کرنا دیدہ و دانستہ کڈوئے میں گرنا ہی یعنی ایسے حرام خرچہ منجھول الطبع و ذاکارے لوگوں کو کسی طرح کی مدد کرنے سے ہم اُن کو زیادہ صحت نکمے اور خراب کرتے ہیں (یعنی جب اُن کو کسی نے پیسا کسی نے کپڑا اور کسی نے کھانا دیا تو پھر دے سب طرح سے بے فکر ہوئے اور اُن کو اپنی بدکاریوں اور ہر قسم کے گناہ کے کاموں میں مشغول ہونے کی تقریر ملتی بھلا پھر کس لیئے دے معصیت کریں اور جنجال میں پڑیں) اور ہم اپنے تئیں آپ ایسا کرنے سے گنہگار بناتے ہیں حق داروں کا حق تلف کرتے ہیں اور ثواب کے بدلے پاپ پھرتے ہیں *

بے شک سفارت بہت اچھی چیز اور نیکی کا کام ہی بشرطیکہ اُس کے حقداروں کو دی جارے اور معقول اور مناسب کاموں کے لیئے استعمال میں آدے لازم ہی کہ اس کام کے لیئے ہر شہر میں ایک ایک مجلس معین ہووے اور چننا کر کے معتمدان کے لیئے مکان بنائے جاریں اور بلا قید مذہب کے جو شخص مستحق اور ناتاہل معصیت پائے جاریں اُنہیں وہاں رکھیں اور اُنکی پرورش کی جارے جو تو نگر یا غریب جو کچھ خیرات دیا چاہے سو مجلس مذکور کے پاس بھیج دیوے اور شہر میں منادی ہو جارے کہ کوئی شخص کسی مانگنہار بھکاری کو کچھ نہ دیوے اس صورت سے البتہ سفارت اُس کے حقداروں کو پہنچے گی اور اُس کا اجر بھی بلاشبہ حاصل ہوگا خیرات کے مستحق دے ہی ہیں کہ جو کسی وجہ سے اپنی معاش پیدا نہیں کر سکتے جو لوگ نہ معصیت و مشقت سے اپنی روزی پیدا کر سکتے ہیں چاہئے کہ دے جو کام و خدمت میسر آسکے یا جو ہنر و پیشہ کر سکتے ہوں سو کر کے اپنی اوقات بسر کریں *

اب ہم اپنے ہم مذہب بھائیوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ اس وقت میں علی الخصوص مسلمانوں کو اس بات کا سخت عیب ہی اس لیئے کہ ہزارہا مسلمان بے غیرتی اور بے شرمی سے درپردہ اور دہ بدہ بھیک مانگتے پھرتے ہیں جس لیئے اور قومیں ہم کو نہایت حقیر سمجھتی اور مطہرون کرتی ہیں لہذا لازم ہی کہ ہمارے رئیس و امیر اور رفاہ خراہ اپنی قوم کی حقارت و خجالت دور کریں اور اُس کی ترقی کے لیئے اس بات کا انصرام کریں *

ماسوا اس کے لوگ سمجھتے ہیں کہ اور بہت سی نیکی کے کام لایق سفارت کے ہیں چنانچہ سرائیں پٹوانا مسجدیں تعمیر کرنا کنوئے کھوانا فریڈرس کر پیسا دیکر بھٹا اللہ شریف پھراننا کسی کے لئے لڑکی

کی شادی کر دینا وغیرہ فرض کیا کہ یہ سب کام اچھے ہیں اب غور کیا چاہئے کہ اُن سے زیادہ تو ضرورت کا اور بھی کوئی کام ہی یا نہیں اور اگر ہی تو کیا ہی حال میں ہمارے یہاں عام کی نہایت ضرورت ہی اور علم و شے ہی کہ جس سے دین اور دنیا دونوں حاصل ہوتے ہیں جس کی خامی کے لیئے ہم اور قوموں کی نظروں میں وحشی اور بے قدر دکھائی دیتے ہیں بلکہ بعضے وقت دے ہم کو اس سبب ملامت بھی کرتے ہیں اور ہم کو بسبب لاچاری کے اُن کی ملامت اور طعنے سننے پڑتے ہیں اور لاجواب ہو کر خاموش ہی رہنا ضرور ہوتا ہی پس اس حالت میں بھی اگر ہم اپنے ہم مذہب بھائیوں کی مدد نہ کریں اور اُنکے ہمراہ آپ بھی بے غیرتی اور بے شرمی سے لوگوں کے انگشت نما بنیں تو جاے افسوس ہی *

اب اے صاحبو یہ بات نل اہل اسلام پر فرض ہیں ہی کہ برخلاف گذشتہ اپنے خام خیالوں کو بالکل دل سے دور کر کے ہر اعلیٰ و ادنیٰ اس امر میں کمر ہمت کی باندھہ حتی الامکان سعی و کوشش فرماوے اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی خاطر تامقدور مدد کرنے میں دریغ نہ کرے کہ اس سے بہتر سفارت اور کارخیز کوئی نہیں ہی *

رازم

منشی غلام محمد متوطن پٹنہ

نمبر ۱۲۱

مراسلات

مکرمی مراد مہدی علی صاحب سلامہ

اشتقاقیکہ بدیدار تو دارد دل من

دل من داند و من داند دل من

آپ کی نصیح بلیغ تحریروں کو میں نے دیکھا آپکی استعداد کی کیا تعریف ہو سکے آپ کی لیاقت کا اظہار کون کر سکے مگر نہایت بہتر ہوتا کہ آپ کی تحریروں معقولات اور دنیاری تہذیب ہی پر ختم ہوتیں اور مذہبی مقاید پر آپ ترجیح نہ کرتے بھائی میرے یہ راہ ہاریک ہی اور رات تاریک ایسی تیزی سے چلنا دانشمندی کے خلاف ہی *

مہدی مشتاق ایں را دین است نہ صحرایہ

ہشدار کہ راہ پر دم تیغ ست قدم را

بارہ سو برس کی عمارت کو گوانا اور نئی بنیاد ڈالنا اور اسلام کی تصویر مٹانا عقل کے بھی تو خلاف ہی اگر بے پابندی اسلام کے آپ نیا

مخدومی مدظلہم

سلامی چہ الفاظ تو درنشاں * سلامی جو اخلاق تو مشکبو
مرض کو تا ہوں قبول ہو — میں نے آپکا خط پایا مشکور ہوا آپکا
شکر کیا سبحان اللہ کیا خوب خط لکھا ہی جسکے ہر فقرہ پر دل قربان
ہوا جاتا ہی *

خطات می بینم و گود سراد نامہ می گودم
فدائے جنبش آں دست و طرز خامہ می گودم

آپ نے جو نصیحت مذہبی تھریروں سے باز رکھنے کی فرمائی سب
سے اول میں اُس کا شکر کرتا ہوں مگر انسوس ہی کہ آپ کی
اس آرزو کو پوری نہیں کر سکتا میں قرآن مجید میں پڑھا ہی
لا تطع الکذیبین و دلو تدهن فید ہنون اس لیئے عزت کی عراہش
اور مسلمانوں کی دلجوئی اور طعن و ملامت سے بچنے کی آرزو مجھ
سچ کہنے اور حق لکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی نہ مداخلت کرے
جوہری تعریف کی تمنا میرے دل میں پیدا ہو سکتی ہی *

پور بکار خرد اے واعظا ایں چہ فرغاد اس
مرا قتاد دل از را تراچہ اقتافس
ہکام قانرساند مسرا لبش چوں نے
نصیحت ہمہ عالم بگوش من بادست

آپ لکھتے ہیں کہ رات تاریک ہی اور راہ تاریک تیزی سے چلتا
اچھا نہیں میں بھی جانتا ہوں کہ رات تاریک ہی اور راہ تاریک
لوگوں کو تھوکرین کھاتا اور منہ کے بل گرتا بھی دیکھتا ہوں اسبواسطے
روشنی دکھانے کے لیئے جلدی کرتا ہوں تاکہ خدا کے کلام کی روشنی
پھیلے اور تاریکی جاتی رہے گر تو اُس وقت ہوتا کہ بے روشنی کے
چلتا پس بھائی میرے اندھیاری رات اور تنگ راہ میں بے روشنی
کے چلنا دانشمندی سے بعید ہی نہ روشنی دکھانے کے لیئے تیزی
کرنا *

آپ لکھتے ہیں کہ تم بارہ سو برس کی عمارت کو گوانا اور اسلام
کی تصویر کو مٹا چاہتے ہو یہ آپ کی لطیفہ کوئی ہی جس کو
سوں کو آپ کی سی طبعیت والے چند لفظہ قا قا ہنسینگے مگر نہ
میں بارہ سو برس کی عمارت کو گراتا ہوں نہ اسلام کی تصویر کو
مٹاتا بلکہ اُن بوسیدہ دیواروں اور بد نما جھونپڑوں کو جو خدا کے
گھر کے ارد گرد لوگوں نے ڈال رکھے ہیں اور جس کے سبب سے خدا
کی بنائی عمارت کی عری چھپ گئی ہی کرانے کی آرزو رکھتا ہوں
اور اُن تصویروں کو جو لوگوں نے بنا رکھی ہیں مٹانا چاہتا ہوں

دین قائم کریں ہمکو کچھ مضر نہیں مگر اسلام اسلام کی ہمدردی
کا جب آپ نام لیتے ہیں تب تو ہمارے بدن پر لرزہ ہوتا ہی اور
تمجیب کرتے ہیں کہ کیا اس ہزار برس کے عرصہ میں کوئی بھی اسلام
سے واقف نہوا کسی کو حقیقت اسلام کی معلوم نہوئی کہ آپ اُسکی
اصلاح پر مستعد ہیں پھر اگر بقول آپ کے جو اپنے دوست کو خط میں
لکھا ہی عربی صامتہ سر پر ہوتا اور اونچے ٹخنہ کا پایجامہ تو بھی
کوئی آپ کی بات سنتا رضع کوستانی و دعویٰ مسلمانی ہیہات ہیہات
شیطان کے وجود سے انکار کرنا حق القبر کا منکر ہونا اجماع کو نہ ماننا
تکے کی طرح کھڑے ہوکر موتنا اصحاب کو برا کہنا سلف صالح کو اچھا
نہ جاننا مسلمانوں کو پاجی نالایق کہنا اماموں کو صنم و بت بنانا
ماما کو مکار و دغا باز کہنا ہی اگر نشانیاں اسلام کی ہیں تو سلام ایسے
اسلام کو * — گر دلی ایں سہ لعنت پر دلی

حضرت نہ محتسب ہی جسکے درہ کا خوف ہو نہ قاضی ہی جسکے
فتویٰ سے دار کا ڈر ہو آزاد گورنمنٹ کی حکومت ہی درنہ اس ازادی
سے یک یک کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی اب تک کب کی آزادی دنیا سے
آپکو حاصل ہوگئی ہوتی آپکو بڑا ناز مدرسۃ العلوم پر تھا مگر اخبار الاخیار
لکھنؤ نے آپ لوگوں کی فریب دہی جو مسلمانوں کو کر رہے تھے ثابت
کردکھایا اور مدرسۃ ایمانیہ جاری کردیا آکر اخبار میں بھی آپ لوگوں
کی خوب خبر لی کانپور کے مشہور دیندار عالم کے نام سے تو آپ کے
بدن پر لرزہ پڑتا ہوگا جبکہ یہاں تک آپ لوگوں کی ذلت کی نوبت
پہونچ چکی تو باز نہ رہنا وہی آزادی ہی جسکو سب بیعتیائی کہتے
ہیں اگر آپ مسلمان نہوں تو آپ اشتہار دیدیں یا مسلمانوں کیسے
مقیدے رکھو ورنہ قیامت کے دن سب حال کھل جاویگا اور اپنے کیئے
کو روکے خوب آپ یقین کرلیں نہ اب آپ کا مدرسۃ العلوم جلمے کا نہ
فریب دہی مسلمانوں کی اس سے بہتر ہی کہ آپ مذہبی تھریروں سے
باز رہیئے ہمدست کے سرحد نہ ہو جیئے ورنہ ناحق کوئی جلا ہوا مسلمان
کچھ کریپیٹھے تو سب خیر خراہی اسلام کی معلوم ہو جلمے ہوئے ہرے
ہرتے ہیں یہ تو بتاؤ کہ تمکو ان باتوں میں کیا لطف ہی اگر تمہارے
خیال دیں کی نسبت اچھے رہتے تو تم حقیقت میں بڑے کام کے آدمی
نہ لیکن ہماروں کی بدنصیبی ہی کہ تم سے لوگ ہوں بگوتے جاتے
ہیں والسلام علی من التبع الہدی فقط *

اگر آپ تہذیب الاخلاق میں اس خط کا جواب چھپوا دینگے تو
میری نظر سے گذر جاویگا *

راۓ

مظہر الحق

منکر نہیں پھر ایسی تاریل کرنے والے کو کیا کوئی کافر کہہ سکتا ہے اگر آپ رسالہ تسریعہ جو عربی میں ہے اور اُس کی شرح جو ملا عبدالحلیم نے لکھی ہے ملاحظہ فرمیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اور لوگ بھی وجود خارجی شیطان سے منکر ہو چکے ہیں جنکو نہ کسی نے کافر ٹھہرایا نہ مرتد *

شق ائمہ کے انکار پر کفر کا اطلاق کرنا اُس وقت زیبا ہے جبکہ آپ اس معجزی کو متفق علیہ قرار دیں حالانکہ جب بعض مفسرین اُس سے منکر ہیں اور بعض مصنفین نہ دلائل اُس کا انکار کرتے ہیں تو شاید آپ کو اس تیزی سے کفر کا نلمہ زبان پر لانا مناسب نہ ہوگا تفہیمات الہیہ میں مولوی شاہ عبدالعزیز کے والد نے صاف انکار کیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ عندنا ایسا من المعبزات حدیثیں جو حضرت ابن عباس سے اس باب میں ہیں اُس پر بھی جرح ہو چکی ہے کہ وہ اُس وقت تک پیدا ہی نہ ہوئے تھے حضرت انس کی حدیثوں پر بھی یہی ردح ہو چکی ہے کہ وہ مدینہ میں چار برس کے تھے پس جبکہ علماء میں بحث اسکے منصرص و متواتر ہونے پر ہو رہی ہے تو کفر کا اطلاق کرنا اُس کے انکار پر تحقیق سے بیخبری پر دلیل ہی اجماع کو نہ ماننے کو کفر جاننا نادانی ہی ذرا آپ امام احمد کا یہ قول تو مسم الثبوت میں ملاحظہ فرمائیے کہ من ادعی الاجماع فہو کاذب کہ جس نے اجماع کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے اور کسی غیر منصرص مسئلہ میں اجماع اصطلاحی کا دعویٰ تو ثابت کر دیکھا بیٹے وانی کم ہذا انسوس اُنکی سمجھ پر جو چند آدمیوں کی سمجھ کو ایسا قری جانیں کہ اُس کے نہ ماننے کو کفر سمجھیں *

کہوے ہو کہ پیشاب کرنے کی نسبت جو آپ نے ایک نامناسب لفظ لکھا ہے غالباً آپ کو انسوس ہوگا جبکہ آپ ترمذی شریف کو ملاحظہ فرمائیے کیونکہ اُس کے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت اسکا ہے چنانچہ ہال ذیما صاف موجود ہے اور پھر محدث موصوف نے اس کی اباحت اکثر محدثین اور عالموں سے منسوب کی ہے یقیناً آپ کو بڑی شرم ہوگی جبکہ آپ، نو ان باتوں کا علم ہوگا اور آپ خیال کریں گے کہ جو نلمہ آپ نے لکھا ہے اُس کا اثر کہاں تک پھرنچتا ہے اسی لیئے عاقل کو چاہیئے کہ

آپ ہی فرمادیں کہ کیا یہ تصویروں جن کی آپ پرستش کر رہے ہیں خدا کی بنائی ہوئی ہیں یا آپ کو خدا تک پھرنچا سکتی ہیں آخر بتائیے تو یہ کیا ہیں ماہذہ التماثل الہی انتم لها عافون اگر یہ تصویروں خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہیں تو آپ کیوں اُن کو بغل میں لیئے پھرتے ہو اور کیوں اسلام کی اصلی تصویر کو مٹاتے ہو کیوں اس بد نما صورتوں سے اپنے دل کے کعبہ کو بتکدہ بنا رکھا ہے مالکم کیف تصنعون *

پھر آپ لکھتے ہیں کہ میں کسی کو متقدمین میں سے اسلام سے واقف نہیں جانتا یہ آپ کی غلطی ہے میرے نزدیک کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں اسلام کی خوبیوں نے ظاہر کرنے والے نہ گذرے ہوں اور جنہوں نے تقلیدی اسلام کو برا نہ کہا ہو اسی واسطے میں اس بات پر آمادہ ہوا ہوں کہ آپ لوگوں کو دکھائوں کہ کتنے لوگ اسلام کی حقیقت جاننے والے گذرے ہیں اور تقلیدی علما نے اُن کی باتوں کو ویسا ہی چھپا رکھا ہے جیسا کہ ابر آفتاب کو چھپا دیتا ہے *

آپ کا یہ خیال کہ عربی معامہ اور اونچے ٹخنے کا پایجامہ خلیق سے مطالب نکالنے کا وسیلہ ہے سچ ہے مگر فریب و دغا سے دنیا کمانے کے لیئے نہ سچائی و صفائی سے دین کی باتوں کو پھیلانے کے واسطے خیال شیطانی و دعویٰ مسلمانی افسوس بریں مسلمانی * لہذا آپ نے ایک ظرافت کے ساتھ اصحاب کے بڑے کہنے سلف صالح کو اچھا نہ جاننے وغیرہ باتوں کو میری طرف منسوب کیا ہے اسلیئے مجھے یہ مجبوری کہنا پڑا کہ انا بھی مواتر لون حاشا وکلا کہ میں اصحاب کو برا کہتا ہوں یا سلف صالح کو اچھا نہ جانتا ہوں میں اُن کو بزرگان دین اور پیشوایان اسلام سمجھتا ہوں ہاں تمہاری طرح اُن کو معصوم و رسول نہیں سمجھتا ہوں سوائے اس بات کے باقی اُن کی ہزرگی اور پاکی کا ویسا ہی مجھے اقرار ہے جیسا کہ تھا *

گوہر مخزن اسرار ہماں است کہ بود
حقہ مهر ہداں مهر و نشان است کہ بود
از صبا پرس کہ ما را ہمہ شب تادم صبح
ہرے زلف تو ہماں مونس جان است کہ بود

شیطان کے وجود کی نسبت جو آپ نے لکھا ہے وہ بھی صحیح نہیں میں تو اُس کے وجود خارج عن الانسان ہونے سے منکر نہیں سید صاحب گو اس سے منکر ہیں مگر اُس کے وجود حقیقی داخل انسان ہونے سے اور اُس کی شیطانت اور افوا کی تاثیرات سے

آپ نے مدرسۃالعلوم کی نسبت جو لکھا اُس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی بلاشبہ لکھنے کے اخبارالاخبار نے ہماری نریب دہی ثابت کر دی آگر اخبار نے بھی ہمکو ملحد ٹھہرا دیا اور مدرسۃالعلوم کا چندہ بند ہو گیا لیکن مجھے اندیشہ ہی کہ وہ لوگ یہ سنکر مر نہ جارہیں کہ قریب اسی ہزار کے چندہ ہرچکا ہی اور ابتدائی مدرسوں کے تقرر کے لیئے جابجا سے درخواستیں چلی آتی ہیں اور اب چند روز میں شاخیں اُن مدارس ابتدائی کی جو رسی مدرسۃالعلوم کی ہیں جابجا قائم ہوا چاہتی ہیں ہاں ایک بات کا مجھے بھی انسوس ہی کہ مدرسہ ایمانیہ کی سی تعلیم ان الصادی مدرسوں میں نہوگی وہ عاتلانہ خیالات جو اُس تعلیم سے پیدا ہوتے ہیں ان مدرسوں کے تعلیم یافتہ آدمیوں کو نہ ہونگے میں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے مدرسہ ایمانیہ کے اخبارالاخبار میں ایک بڑے مفتی و مجتہد علامی نہامی کا معفقانہ قول دیکھا تھا کہ اُنہوں نے بوم یعنی اُلو کی نسبت لکھا تھا کہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہی کہ برم اول بستی میں رہتا تھا جب سے امام علیہ السلام شہید ہوئے اُس نے ویرانہ میں رہنا اختیار کیا دنکو روزہ رکھتا ہی شام کو قوت مالاہوت پر انتظار کرتا ہی رات بھر امام کے غم میں مرثیہ پڑھتا ہی نذر باللہ من ہذا الفوات *

پس ایسے عالی دماغوں کے دلوں پر ہمارے مدرسۃالعلوم کے مقرر ہونے کا داغ کیوں نہو اسلامیئے کہ ایسے نازک خیال رائے اُس تعلیم کے بعد کہاں دکھائی دینگے اور ایسے الو کی حقیقت بتانے والے کہاں باقی رہینگے آگر اخبار نے بھی اپنی محبت اسلامی کے ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا ایسے لوگوں کے حق میں سوائے یالیث قومی یہلموں کے اور کیا کہا جائے انسوس اُن مسلمانوں پر کہ آنکھ رکھتے ہوں اور نہ دیکھیں کان بھی ہوں مگر کچھ نہ سنیں دل بھی پھاو میں ہو مگر کچھ نہ سوچیں *

چشم باز و گردش باز و ابی ذکا
خیرو ام در چشم بندگی خدا

راقم

ہمدی علی

بعد تحقیقات اور علم حاصل کرنے کے زبان سے کوئی بات نکالے تاکہ انسوس و نداس نہو آپ نے مجھے یہ بھی نصیحت کی ہی کہ یا تو مسلمانوں کیسے عقیدے رکھو یا اسلام چھوڑ دینے کا اشتہار دو سو میں اگر اسلام کو ریسا ہی سمجھتا جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں تو میں ضرور اُس کے چھوڑنے کا اشتہار دیتا مگر جبکہ اصلی اسلام کی سچائی سے میرا دل بھرا ہوا ہی تو اُس کے اظہار کا اشتہار دیتا ہوں اور وہی اسلام کا چھوڑنا چاہتا ہوں *

مینے مانا کہ آپ مجھے فاسدالاعتقاد جانتے ہیں اور تسلیم کیا کہ اور لوگ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر مجھے تو یقین ہی کہ میں سچا اور پکا مسلمان ہوں علی بصیرۃ من ربہ جس دن دلوں کے پھید کھلینگے جو کچھ ہمارے تمہارے دل میں ہی سب کھل جائیگا اگر آپ کا اسلام آپ کو حرروں کے بوسہ و کنار کا مزہ دیگا جس کی تمنا میں بدن تررتے اور بھوکے رہتے ہو تو خیر ہمکو بھی اُمید ہی کہ ہمارا اللہ ہمکو خدا تک پہنچا دیگا جس کے لیئے ہم گالیاں کھاتے ہیں طعنے سنتے ہیں اور کانر و ملحد بنہ ہیں اور جس کے شوق میں نہ مروتیوں کے مکان کی آرزو ہی نہ شہد دودہ کی نہروں کہ تمنا نہ حوران ماموش کے رصال کا خیال ہی نہ سہی تان پڑی پیکر کے آغوش میں لینے کی خواہش —

بسوز سینہ جنت را بسوزم

باب دیدہ آتش را دھم نم

آپ نے جو یہ لکھا ہی کہ نہ محنتسب ہی جس کے درہ کا خوف ہو نہ قاضی جس کے فتویٰ سے دار کا ڈر ہو بلاشک سچ لکھا ہی لیکن کیا آپ کے جگر خراش طعنے محنتسب کے درہ سے اور آپ کی بسوز ملامتیں دار کے کھینچنے سے کم ہیں —

انچہ زخم زباں کند بامرد

زخم شمشیر جاں ستاں نکند

پس جب کہ ہمارا جوش و رولہ اس خوف سے کم نہوا اور ہمارے دل کے شعلہ زن لوگ آپ کی ملامت نہ بوجھا سکے تو محنتسب کا درہ کیا کرتا اور قاضی کے فتویٰ سے کیا ہوتا اگر دار پر بھی کھینچے جاتے تو یہی کہتے کہ

بچرم مشق تو ام میکشد غوغائیست

تو نیز بسوز ہام آ کہ خوش تماشاںہست

نمبر ۱۲۲

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

لغایت ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۷۳ ع

زر چندہ مندرجہ فہرست مشترکہ

سابق

۶۶۹ پائی

چندہ جدید

سب کمیٹی پتیالہ

۱۵

جناب عالی ہر ہینس مہاراجہ ویجے نگر

...

بہادر کے سی ایس آئی دام اقبالہم

نواب مختار الدولہ محمد فیض علیخان

بہادر سی ایس آئی رئیس پھاسو

...

ضلع بلند شہر

سید محمد محمود اسکوائر اف لنکنز ان

...

بیرو ستر ات لا

جناب جے ایم کنیٹی صاحب بہادر رئیس

...

ایڈن برا اسکاتلینڈ

ٹھاکر گر پرشاد سنگھ صاحب رئیس بیسواں

...

ضلع علیگڑہ

جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر کونیچ ضلع

...

جالون

کنور جگت سنگھ صاحب خلف اکبر

...

راجہ صاحب تاجپور ضلع بجنور

راے شنکر داس صاحب رئیس دہلی صدر امین

...

مظفر نگر

بابو سیٹا رام و بابو کیشو رام ساہوان رئیس

...

بنارس

حکیم مولوی محمد ذوالفقار حسین ابوالعلی

المغطم الصدیقی المدعو ہولایت حسین

الحسنی مترطون قصبہ سالار قتم سنگھ

من مضافات صوبہ مرشد آباد منشی نواب

ناظم کشور نرہت پرور چندت البلاد شریف

...

آباد ہنگالہ

نواب محمد احمد اللہ خاں صاحب رئیس

...

مہر تھہ پتروں ہوشنگ آباد

جناب سید فضل الرحمن صاحب رئیس

...

عظیم آباد محلہ مغل پورہ

جناب سید خلیل الرحمن صاحب خلف

الرشید فضل الرحمن صاحب رئیس

...

عظیم آباد محلہ مغل پورہ

سید نیاز علی صاحب ناظم مہندر گڑہ علاقہ

...

سرکار پتیالہ

مولوی احمد شفیق صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول

...

وزیر آباد

محمد نسیم و محمد حکیم وغیرہ معافیداران

...

موضع کارونہ پتیالہ

حاجی عبداللہ مختار سائیرہ بی بی مدنپورہ

...

مہر نیاز علی صاحب معافیدار موضع نوازنگو

مولوی محمد یعقوب صاحب امین عدالت

...

دیوانی بنارس

سید برکت علی صاحب کرنیل توپخانہ پتیالہ

جنہوں نے پچاس روپیہ چندہ دیا تھا

اور سہوا فہرست سابق میں ان کے نام

...

دس روپیہ چاہے تھے

عباد الدین صاحب و فخر الدین صاحب

...

از پتیالہ

راجہ فقیر اللہ خاں صاحب بہادر راجپوتی	احمد مسعودی ساکن کلکتہ ملازم تارپوتی
والہ وزیر آباد نے آنرییری مجسٹریٹ ...	ریلوے اسٹیشن ٹونڈلہ ...
منشی مراد علی صاحب تحصیلدار وزیر آباد ...	شرف الدین صاحب و صدر الدین صاحب
شیخ غلام قادر صاحب سوداگر وزیر آباد ...	معانی داران از پٹیالہ ...
حاجی شاہ محمد ولد دوست محمد	عبدالسلام صاحب وکیل از پٹیالہ ...
مدنپورہ ...	عبدالحمید خاں صاحب تحصیلدار نارنول
حاجی ولی محمد ولد حسام الدین مدنپورہ	فدا حسین صاحب نمبردار دھرسون از پٹیالہ
حافظ تاج محمد و حافظ وارث محمد ولد	مرزا سیف اللہ خاں صاحب برادر راجہ
اللہ بخش مدنپورہ ...	فقیر اللہ خاں صاحب وزیر آباد ...
یار محمد ولد حاجی شیر محمد مدنپورہ ...	حاجی غلام! محمد و حکیم علی محمد پسر
حاجی نور محمد ولد عبدالقادر مدنپورہ ...	حاجی حسین مدنپورہ ...
پردل ولد جان محمد عرف نواب صاحب	سعادت بیگ صاحب وکیل ...
مدنپورہ ...	منشی غلام حسین خاں صاحب صوبہ دار
حاجی حسن ولد بہوین تماکو فروش مدنپورہ	رجمنٹ ۲۸ پنجابی ...
مان اللہ و نتھو ولد ولی مدنپورہ ...	منشی رام دیا کشن صاحب رئیس قصبہ
مولوی سید علی مردان صاحب وکیل عدالت	کراکت ضلع جونیپور ...
نوسنگھ پور ...	حمید الدین خاں صاحب تھانہ دار گوہند گڑھ
منشی محمد رمضان صاحب وکیل عدالت	میاں فضل الہی صاحب نبیرہ میاں لالہ
نرسنگھ پور ...	صاحب وزیر آباد ...
مولوی فخر الدین احمد صاحب ہیڈ ماسٹر	سردار شیر باز خاں صاحب وزیر آباد ...
ضلع اسکول نوسنگھ پور ...	کریم اللہ ولد چھیدی مدنپورہ ...
شاہزادہ سلطان جمال صاحب رئیس لاہور	حاجی شاہ محمد عرف بہوین نواسہ اللہ رکھو
از پٹیالہ ...	مدنپورہ ...
مولوی نور احمد صاحب مدرس اول مدرسہ	صدیق اللہ ولد غلام غوث مدنپورہ ...
وزیر آباد ...	نور محمد ولد حاجی صدیق اللہ مدنپورہ ...
شیخ سرفراز علی صاحب معمر مرزا رحمت	تاج محمد عرف تجو ولد چھیدی مدنپورہ
اللہ بیگ صاحب وکیل عدالت دیوانی	حاجی حافظ جان محمد ولد اللہ بخش
بنارس ...	مدنپورہ ...
	عبدل رمضان ولد حاجی ترابو ذمہ حاجی
	عبداللہ مدنپورہ ...

حکیم عبدالکریم صاحب مقيم تسطنطنيه ...	عہ	ڈاکٹر نبي بخش صاحب وزير آباد ...	صہ
غلام حسين خاں رسالہ دار از پتياہ ...	عہ	لطف احمد خاں محتر فوجداری ...	صہ
عبدالغفار خاں صاحب ...	عہ	ایک مسلمان جس نے اپنا نام ظاہر کرنا	
لالہ بالا پرشاد صاحب ...	عہ	نہیں چاہا ...	صہ
جمیل الدین خاں صاحب تھانہ دار از پتياہ ...	عہ	حافظ کریم ولد محمد نواز مدنپورہ ...	صہ
میر عبدالعزیز صاحب معافی دار ہمیر پور ...	عہ	حاجی کرم اللہ ولد حاجی چندار مدنپورہ ...	صہ
یقین الدین و ولی اللہ صاحب از پتياہ ...	عہ	منشی محمد اکبر صاحب محتر مولوی	
نجف بیگ صاحب و ہونس بیگ صاحب	صہ	محمد سمیع اللہ خاں صاحب وکیل	
میر رجب علی صاحب محتاسب منشی خانہ		ہائی کورٹ الہ آباد ...	صہ
از پتياہ ...	صہ	لالہ جانکی پرشاد صاحب محتر لالہ چنی لعل	
افضل علی صاحب و رضا حسین صاحب ...	صہ	صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس ...	صہ
پیر احمد جان بسوہ دار اکبر پور از پتياہ ...	صہ	حسن خاں صاحب نمبردار موضع کتارور ...	صہ
نمبر دار مندی ...	صہ	مولوی محمد حفیظ الدین صاحب نقل نویس	صہ
قاضی سید بہادر علی صاحب سابق قائم مقام		بدرالدین خاں صاحب رسالہ دار ...	صہ
کوثرال پتياہ ...	صہ	کم از پنج روپیہ ...	ما
نمبر داران حسب پور از پتياہ ...	صہ		
مولوی محمد عنایت اللہ صاحب رئیس			
مچھلی شہر ضلع جونپور مقيم بنارس ...	صہ		
پرورش علی صاحب نمبر دار مکند پور ...	صہ		
مرزا غلام حسین خاں صاحب وزیر آباد ...	صہ		
نمبرداران ہر پورہ ...	صہ		
میاں قاسم چودھری صاحب وزیر آباد ...	صہ		
محمد بخش محتر تھانہ سہانی ...	صہ		
میاں علیم الدین خیاط وزیر آباد ...	صہ		
مولا بخش اہل مد ...	صہ		
میاں محمد بخش بساطی وزیر آباد ...	صہ		
نمبر دار محترم پور از پتياہ ...	صہ		

میزان کل ۵۵ روپے ۶ پائی

اشتہار

گذشتہ سوا دو برس کے پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق
بہ ترتیب ہمارے پاس موجود ہیں جس صاحب کو انکی
خریداری منظور ہو مفصلہ ذیل قیمت پر مل سکتے ہیں *
تہذیب الاخلاق روزِ اجراء یعنی یکم شوال
سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سنہ
۱۲۸۸ ہجری بابت سوا برس کے ...
تہذیب الاخلاق بابت سال تمام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

از مقام بنارس { سید احمد منیجر تہذیب الاخلاق

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۶]

۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

جلد چہارم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیامت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قوتیشن کے مانیٹ فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام بذارس بھیجا جاوے غرضیکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڈہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوراء بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی مالکی نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

اسپیچ سید احمد خاں

پریسیڈنٹ اور بزرگان و رئیسین عظیم آبان پٹنہ

میرا دل آپ کی عنایت اور مہربانی کا اُس سے زیادہ مہزون ہے کہ میں اُسکو ہذیمۃ الفاظ کے بیان کروں — آپ نے میری اس درخواست کے منظور فرمانے سے کہ اس قدیم شہر میں (جو بڑے بڑے معزز اور نامی مسلمانوں کی سکونت سے صوبہ بہار بلکہ ہندوستان کے انٹر شہروں سے زیادہ نام آؤر ہے) مسلمانوں کے قبائلیہ حال پر غور کرنے کے لیے ایک جلسہ ہو مجھے بے انتہا مہزون کیا ہے — اور جب کہ میں اس موقع پر بہت سے بزرگوں کو جمع دیکھتا ہوں جو یہاں تشریف لائے ہیں تو میری وہ احسانمندی اور زیادہ ہوجاتی ہے اور ہر ایک صاحب کا جو اس مجلس میں موجود ہیں میرا دل شکر گزار ہوتا ہے — اور جب کہ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ یہ جلسہ نہ کسی معمولی تقریب کے سبب سے جمع ہوا ہے اور نہ کسی شخص کی ذاتی خوشی اور ذاتی غرض کے لیے بلکہ قومی ہمدردی اور قومی بھلائی کے لیے تو مجھے بے انتہا خوشی ہوتی ہے اور مجھے اُمید ہوتی ہے کہ جو بدنصیبی اور بدبختی کے دن ہماری قوم پر ہیں شاید اب اُنکے زوال کا زمانہ قریب آتا جاتا ہے *

اسی مجلس میں جبکہ میں اپنی قوم کے ساتھ اپنے انگریزی حکام کو بھی بیٹھا ہوا دیکھتا ہوں جو اس مجلس میں نہ اپنے اعلیٰ عہدہ کے کسی کام کے لیے تشریف لائے ہیں اور نہ حکومت کے کسی کاربار کی غرض سے بلکہ صرف برادرائے محبت اور انسان کی یا کم سے کم ملکہ معظہ و گوریا کی رعیت کی بھلائی اور بہتری میں شریک ہونے اور مدد کرنے کی غرض سے تو میری وہ خورشیاں اور میری وہ احسانمندی جسکا میں نے اُپر ذکر کیا ہے زیادہ ہوجاتی ہے *

اے صاحبوں میں یقین کرتا ہوں اور جو شخص اُن باتوں پر غور کریگا جن پر میں نے غور کیا ہے وہ بھی یقین کریگا کہ انگریزوں کی قوم ایک ایسی قوم ہے جس کے دل میں انسان کی بھلائی اور بہتری چاہنے کا ایک قدرتی جوش ہے اور یہی سبب ہے کہ مجھے اپنے اس کام میں جو میں اپنی قوم کی بھلائی کے لیے کر رہا ہوں انگریزوں کی قوم سے بہت قریبی مدد ملنے کی توقع ہے اور اُسکی تصدیق حضور و ویراے و گورنر جنرل لارڈ نارتھ ہرک کی اُس فیاضانہ بخشش سے ہوتی ہے جو اُنہوں نے اپنی جیب خاص سے مسلمانوں کے قومی مدرسۃ العلوم کے قیام ہونے کے لیے دس ہزار روپے بھاری چندہ مرحمت فرمایا ہے *

مضمون نمبر ۱۲۳

جلسہ عظیم آبان پٹنہ

واسطے

ترقی چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکریٹری کمیٹی خزانۃ البضائع کی درخواست سے رئیسین و امیران پٹنہ نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کی تائید کے لیے اُس شہر میں ایک جلسہ ہونا تجویز کیا چنانچہ سکریٹری کمیٹی وہاں گئے اور ۲۲ مئی سنہ ۱۸۷۳ ع روز شنبہ کو نہایت عمدگی سے وہ جلسہ ہوا *

اس جلسہ کے بانی جناب نواب سید ولایت علی خاں صاحب اور جناب مولوی سید ابوسعید صاحب اور جناب مولوی سید شمس الدینی صاحب تھے آٹھ بجے دن کے پٹنہ کالج کے بڑے ہال میں انٹر رئیسین و امیران شہر پٹنہ جمع ہوئے اور کرسیوں پر جرنلٹ سے موجود تھیں اور بہ ترتیب اسلوب سبائی کئی تھیں بیٹھے ٹھیک آٹھ بجے وقت معین پر جناب صاحب کمشنر بہادر اور جناب صاحب ایجنٹ بہادر ادریم اور اُس کے بعد جناب صاحب جج بہادر بھی تشریف لائے *

تمام حاضرین جلسہ کی درخواست سے جناب صاحب کمشنر بہادر صدر انجمن کی کرسی پر رونق افروز ہوئے اور منصفہ ذیل گفتگو بہرادر شروع ہونے کا ربار جلسہ کے اُردو زبان میں نہایت خوبی سے فرمائی *

ابتداء گفتگو جناب مسٹر اے سی بیلی

صاحب بہادر صدر انجمن و صاحب کمشنر

بہادر پٹنہ

اے صاحبان — آپ کو معلوم ہے کہ سید احمد خاں ایک مذہب سے اپنی قوم مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بہت کوشش کر رہے ہیں اُنہوں نے اسیات میں بھی بہت کوششیں کی ہیں کہ رعایا کے خیالات کو گورنمنٹ تک اور گورنمنٹ کے مفید ارادوں کو رعایا تک پہنچا دیں اور اب چند روز سے مسلمانوں کی تعلیم کی ترقی پر کوشش کر رہے ہیں اور اُن کے لیے ایک مدرسہ بنانے کو چندہ جمع کر رہے ہیں جس کا حال وہ بیان کرینگے پس آپ صاحبوں کو بھی اس کام میں شریک ہونا نہایت مناسب ہے اور مجھے اُمید ہے کہ آپ صاحب اُنکی مدد کریں گے *

بعد اس کے سید احمد خاں کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے ایک بہت

لہجہ اسپیچ کی جو قریباً بلطفہ ذیل میں مندرج ہے *

مطلق اس بات کی خواہش نہیں رکھتا کہ کوئی دوسرا اُس کی عزت کرے بلکہ اُس کی خوشی اسی میں ہوتی ہے کہ وہ خود ایسا ہو نہ آپ اپنی عزت پر یقین کرے جب انسان ایسا ہو جاتا ہے تو تمام دنیا از خود اُس کی عزت کرتی ہے وہ نہیں چاہتا کہ لوگ میری عزت کریں مگر بے اختیار دوست و دشمن سب اُس کے آگے جھکتے ہیں *

مجھ کو اس زمانہ کے حال پر نہایت انسوس ہی میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگ قبل اس کے کہ وہ خود اپنی عزت پر آپ یقین کریں دوسروں سے اور خصوصاً اُس معزز تربیت یافتہ قوم سے جس کو خدا نے اپنی بڑی حکمت سے ہمارے ساتھ ہندوستان میں بسایا ہے اپنی عزت کے خواہاں ہوتے ہیں اور جو کہ غلطی پر ہوتے ہیں اسی لیے اپنے مقصد کو بھی نہیں پہنچتے *

اسی کے ساتھ مجھ کو ایک بڑا انسوس یہ ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگوں نے عزت کے معنی سمجھنے میں بھی بڑی غلطی کی ہے — انہوں نے عزت کے مفہوم کو چند ظاہری باتوں میں منحصر سمجھ رکھا ہے — خانگی امور میں تو اپنی عزت انہوں نے اس میں سمجھ رکھی ہے کہ دو چار خدمتگار دستہ اُن کے سامنے کھڑے ہیں حضور و جناب عالی کھے کر اور ہاتھ جوڑ کر کچھ بات عرض کرتے ہیں سرکاری کی جلو میں دو چار صبی بردار و خاص بردار دروڑے ہیں دو تین خراس پان کا تہہ اور پیک تھوڑے کا پیک دان لیئے حاضر ہیں — پرادری میں اور اپنی قوم میں اپنی عزت اُس میں سمجھ رکھی ہے کہ بیٹے کی بسم اللہ اور ختمہ کی شادی میں وہ کچھ کیا کہ آج تک کسی نے ویسا نہیں کیا تھا کوئی دوست نہیں رہا جس کو نہ بلایا ہو کوئی رفاقت نہیں رہی جو مجھے کو نہ آئی ہو — بھانڈوں نے ایسا سماں ہانڈھا ہو کہ کسی کے ہاں نہ ہنڈھا ہو — حاکموں کے دربار کی عزت اس میں منحصر ہے کہ صاحب ہمسے ہنس کر برائے شاید دو چار قدم استقبال کیا یہ تو نہایت خوش و معزز کرسی پر بیٹھے ہیں اور صاحب اس فکر میں ہیں کہ میں ان سے کیا بات کروں کسی ملک کے حال سے یہ واقف نہیں تاریخ کے دلچسپ واقعات کی ان کو خبر نہیں انتظام ملکی اور انسان کی بھلائی و بہتری کے اصول تو ان کے خیال میں بھی نہیں گذرے میں بڑوں تو کیا بولوں — اتنے میں صاحب نے خیال کیا کہ آؤ میں مزاح اور دل خوش کن دو چار باتیں ان سے کروں اس خیال سے دوہری مصیبت پیش آئی ادھر تو صاحب کو ہماری زبان میں لطیفہ کوئی و بڑا سنجھی نہیں آتی اور ادھر یہ رئیس اُن کی انگریزی اُردو نہیں سمجھتے — صاحب زیادہ اخلاق کرنا اور ملاقات

اے صاحبوں اور اے اپنی قوم کے سرداروں میں نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ ہم سب نے اپنی قوم کے حال سے بہت کچھ غفلت کر لی ہے اب ہم کو ہر شیار ہونا اور اپنی قوم کے تباہ حال پر رحم کرنا چاہیئے *

آپ صاحبوں میں سے جو اس وقت موجود ہیں بہت سے صاحب ایسے ہونگے جنہوں نے اپنے باپ دادا کی عزت اور حشمت اپنی آنکھ سے دیکھی ہوگی — اُنکی خربیاں اور اُن کے اخلاق اُنکی متانت اور اُنکا وقار بقربانی یاد ہوگا اور اگر کسی نے اپنی آنکھ سے ندیکھا ہوگا تو اور ہزاروں آدمی اُن کے دیکھنے والے موجود ہونگے اُن کی خربیاں بطور کھاد توں کے اور اُن کی فیاضیاں بطور جکایتوں کے لوگوں میں مشہور ہونگی — اب تم اپنے حال کو اپنے بزرگوں کے حال سے مقابلہ کرو اور دیکھو کہ وہ کیا تھے اور تم کیا ہو اور تم کس درجہ کے تنزل کی حالت میں پہنچ گئے ہو اب بھی اگر اپنے تئیں سنبھالنے کی فکر نہ کرو گے تو آئندہ اور کس درجہ کی خراب حالت پر پہنچو گے *

میرے یہ لفظ سن کر غالباً آپ کو انقلاب زمانہ پر خیال کیا ہوگا اور آپ خیال کرتے ہونگے کہ انقلاب زمانہ نے ہم کو ایسا کر دیا ہے مگر یہ خیال اگر ہوا ہو تو صحیح نہیں ہے اصل یہ ہے کہ آپ کے بزرگ جس زمانہ میں تھے انہوں نے اپنے تئیں اُس زمانہ کے لائق بنا لیا تھا اس لیے وہ دولت اور حشمت اور عزت سے نہال تھے اور جس زمانہ میں کہ ہم تم ہیں ہم نے اپنے تئیں اُس زمانہ کے لائق نہیں بنایا اور اس لیے فکرت و ذلت میں ہیں پس اگر ہم بھی اپنے میں وہ چیزیں پیدا کریں جو اس زمانہ میں لائق اور قابل اور معزز بننے کے لیے ضرور ہیں تو ہم بھی اپنے زمانہ میں دولت و عزت سے مالا مال ہونگے — دیکھو زمانہ دروڑا جاتا ہے اگر ہم اُس کے ساتھ نہ چلیں گے تو ضرور پیچھے رہ جائیں گے *

اس وقت میری زبان سے دو لفظ دولت و عزت کے نکلے ہیں انٹر ارگ دولت ہی کو ذریعہ عزت کا سمجھتے ہیں مگر ایسا سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے دولت بلاشبہ اس بات کا ذریعہ ہے کہ چند خوشامدی کیلئے خصلت والی خرمشاد کے لیے اور جھوٹی تعریف کرنے اور جھوٹی عزت دینے اور جھوٹی دوستی جتانے کو موجود ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ ہے یہ بھی حاضر ہیں اور جب وہ نہیں تو پھر یہ بھی حاضر نہیں — عزت خود ایک صفت ہے جو مثل اور صفتوں کے خود انسان کی ذات میں ہوتی ہے سب سے پہلے خود انسان اپنے آپ کو معزز سمجھتا ہے اُس عزت کی بدولت اُس کا دل نہایت قوی اور نہایت خوش رہتا ہے وہ

ہیں بس اگلے بزرگوں پر فخر کرنا ایسی حالت میں کہ ہم کچھ نہیں ہیں کیا فائدہ ہی *

دنیا میں گذرے ہوئے زمانہ کے واقعات سے ہم کو عبرت اور نصیحت پکڑنی چاہیئے اگلے زمانہ کے واقعات سے ہم آئندہ زمانہ کے واقعات کی پیشین گوئی کر سکتے ہیں — دیکھو ہر شیار ہو بھی حال ہماری قوم کا ہونے والا ہی — کوئی اثر بھلائی اور بہتری کے اُن میں نہیں دیکھائی دیتے بلکہ برخلاف اُس کے تنزل اور ادبار کے علامتیں موجود ہیں — تم اپنی اور اپنے دوستوں کی بلکہ اپنی تمام قوم کی اولاد کے حال پر اور نہ صرف عظیم آباد میں بلکہ تمام ہندوستان میں خیال کرو کہ اُنکی تعلیم و تربیت کا جیسپر دنیا کی عزت اور دنیا کی حشمت کا مدار ہی کیا حال ہی اُنکے اخلاق اُنکا چال چلن اُنکی مادتی عیسی ہوتی جاتی ہیں تم خرد اپنے دلوں سوچو اور سمجھو کہ اُن سے تم کو کچھ آئندہ کی بہبودی کی توقع ہی — بھلا دنیا کو جانے در شاید اس مجلس میں کوئی ایسا شخص بھی ہو جو دنیا کو ہیچ سمجھتا ہو اور دنیا کی دولت و عزت کو بے حقیقت جانتا ہو تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ہماری اولاد نے دین کے سامان کر لیا ہی کیا اُن کی تعلیم و تربیت ایسی ہوئی ہی کہ اگر دنیا نہیں تو دین تو ضرور اُن کے ہاتھ آویگا — میں دیکھتا ہوں کہ اُن کا حال دینی تعلیم و تربیت میں دنیاوی تعلیم سے بھی زیادہ بدتر ہی بس نہایت افسوس ہی کہ تھوڑا ہی زمانہ نگزرنے پاریگا کہ ہم نہ دیں گے کام کے دھینگے نہ دنیا کے *

جسوقت اولاد کی تربیت کا ذکر آتا ہی تو رئیسوں اور دولتمندوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ ہم اپنی اولاد کی تعلیم خاص اپنے اہتمام سے اور ہر ایک عالم کے عالم نذر رکھ کر بخیر و برکت کر سکتے ہیں بعضوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ ہم کو اپنی ہی اولاد کی تعلیم و تربیت کی فکر کرنی کافی ہی مگر یہ ایک بڑی غلطی ہی اور خود اپنی اولاد کے ساتھ دشمنی کرنی ہی — چہالہ اور ناتربیتی وبا کی مانند ہوتی ہی جب تک کہ تمام شہر اُس بد ہوا سے پاک نہ ہو کوئی ایک گھر اپنے تئیں اُس سے بچا نہیں سکتا *

تعلیم و تربیت کا عجیب حال ہی اگر تمام قوم کچھ نہ کچھ تعلیم یافتہ نہ تو خاص خاص اشخاص اُس قوم میں تعلیم یافتہ نہیں ہو سکتے گو کہ اُنہوں نے بہ نسبت جاہلوں کے کچھ زیادہ پڑھی لیا ہو — کسی عالم کے پڑا لینے سے انسان تربیت یافتہ نہیں ہو جاتا — جب تک کہ اُس کے ایٹھے ایک بہت بڑا گروہ اُس کے ہمجنسوں کا جس میں اُس کا میل جمل ہو تربیت یافتہ موجود نہ ہو ایک ہا چند آدمی اپنے خیال کو اپنے اخلاق کو اپنی اندرونی نیکی کو اپنے ذہن کی

کے خشک ہدمزہ منگروں کا کاٹنا چاہتے ہیں وہ اپنی فرنگیوں کی نہایت عمدہ تصویر جو اُس دن طیار ہو کر آئی ہی اُن کو دکھلاتے ہیں (جیسا کہ چند روز ہوئے کہ ایک رئیس سے گذر چکا ہی) وہ بے اختیار پوچھتے ہیں کہ صاحب یہ کس کی تصویر ہی وہ ہنس کر اُن کی صورت دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دلایتی بیل کی غرض کہ جوں توں لوگوں وہ منت گذر جاتے ہیں اور صاحب اُن کا ہاتھ پکڑ کر کمرہ کے باہر لا کر چھوڑ جاتے ہیں یہ خوش خوش اپنے گھر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حاکموں میں ہماری بڑی عزت ہی اور درحقیقت جو اُن کی عزت ہی دھبی خرب جانتے ہیں جن سے وہ ملتے ہیں *

اے میرے پیارے ہم قوموں اگر میرے لفظ ناگوار گذرے ہوں تو معاف کر میرا دل اپنی قوم کے حالات پر نہایت جلتا ہی میں اُن کو ایسی خراب حالت میں دیکھ نہ سکتا اور جو ٹھیک ٹھیک حال ہی وہ نہایت دل سوزی اور ہمدردی اور دلی مصیبت سے سب کے سامنے رکھتا ہوں اس اُمید سے کہ ہماری قوم جائے اور ہر شیار ہو اور اصلی عزت و دولت و حشمت میں پہنچے اور جس طرح کہ اس دنیا کی آؤں مرزوں قومیں معزز ہیں اسی طرح ہماری قوم بھی معزز ہو *

یہ حال تو ہم لوگوں کا ہی جنکی مہر کا بہت سا حصہ گذر گیا اور جس طرح پر ہوا ہونے اپنی زندگی عزت سے سمجھو یا ذلت سے بد کر لی مگر ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھو اور آنے والے زمانہ پر غور کرو کہ ہماری اولاد کے لیٹے جنکو ہم اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں جیسا زمانہ آنے والا ہی *

اے عزیزوں اپنے باپ دادا کی عزت و بزرگی و حشمت و دولت پر ناز کرنا بہت بڑی غلطی ہی — نہایت تجربہ کار ایک بزرگ کا مقولہ ہی کہ ”در چیز در در چیز راستہ نیاید ذکر تو نگری در فقیری و ذکر جوانی در پیری“ ہمارے باپ دادا اگر بہت بڑے مالِ قدر تھے اور ہم نہیں ہیں تو ہم کو اُس پر ناز کرنا نہیں چاہیئے بلکہ رونا چاہیئے کہ ہم اپنے بزرگوں کا بھی نام قبر ہونے والے پیدا ہوئے اگر اولاد کی اور قوم کی تعلیم و تربیت ایسی طرح پر نہو کہ جس زمانہ میں وہ لوگ اپنی زندگی بسر کریں گے اُس زمانہ کے مناصب لیاقتیں اُن میں پیدا نہوں تو ضرور اگلے خاندانوں کا نام برباد ہو جاویگا — نواب خلیل اللہ خاں شامجہانی کا آپ لوگوں نے نام سنا ہوگا اُنکے پڑوتے کو مینے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ لوگوں کے پانوں دابنے آتا تھا اور دو چار پیسے لیجاتا تھا تغلق آباد کے گائوں میں جسقدر مسلمان گھسیڑے آباد ہیں جو مارے دن گھاس کھوڑ کر شام کو بیچتے ہیں مینے خرب تحقیق کیا ہی کہ سلطان مہمد عادل تغلقشاہ کی اولاد میں

میں تھا میں نے اپنی آنکھ سے حسن پاشا خدیو مصر کے فرزند کو دیکھا کہ یونیورسٹی اسکورٹ میں تعلیم پاتے تھے — لباس شاہی اور تاج خسروی سے وہ والا قدر شاہزادے طالب علمی کے لباس کو اور طالب علموں کی خاص چوکرٹھیہ سلپٹ ڈریپ کو جو اُس یونیورسٹی میں طالب علموں کے لیئے مقرر ہی زیادہ معزز سمجھتے تھے اب تم یقین کرو کہ اگر تم قومی تعلیم قائم کرنے کی فکر کرو گے تو تمہاری قوم بھی برباد ہو جاوے گی اور اُس کے ساتھ وہ لوگ بھی نہیں بچنے کے چکر تم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہو *

آہ کیا انیسویں کی بات ہے کہ تم اپنے عزیز بیٹے کی بسم اللہ میں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہو اُس خوشی میں کہ ہمارا بیٹھا پڑھنا شروع کرنے کے لائق ہوا اور اُس جگہ کے بنانے اور قائم کرنے کی کچھ فکر نہیں کرتے جہاں وہ پڑھے اور تمہاری اُس خوشی کو جو قبل از وقوع تم نے اُس کو فرض کر لیا ہے پورا کرے کس قدر انیسویں کی بات ہے کہ بغیر پڑنے ہم کھیتی کائے کی توقع کرتے ہیں اور آؤ زیادہ انیسویں ہے کہ اسی غلطی میں پڑے ہیں اور اُس کی دوستی کی کچھ فکر نہیں کرتے *

بے علمی مفاسی کی ماں ہے جس قوم میں علم و ہنر نہیں رہتا وہاں مفاسی آتی ہے اور جب مفاسی آتی ہے تو ہزاروں قوموں کے سرزد ہونے کی بات ہوتی ہے اب تم اپنی قوم کے حال پر غور کرو کہ یہ بد بخت دن اُن پر آ گئے ہیں بڑے بڑے قدیمی خاندان سب گر پڑے ہیں تمام قوم پر مفاسی اور محتاجی اور قرضداری اور ذلت چھا گئی ہے اگر جیلخانوں میں خیال کرو گے تو مسلمانوں کو بلحاظ آبادی اور قوموں سے بہت زیادہ پار گئے *

گذشتہ سال میں گورنمنٹ ہند نے مسلمانوں کے حال پر زیادہ توجہ فرمائی تھی اور اُس کی تعمیل پر ہزایکسیلنسی لارڈ ہارڈ صاحب بہادر گورنر مدراس نے جنکا نام ہمیشہ مسلمانوں میں نہایت قابل ادب رہیگا سب سے زیادہ توجہ فرمائی ہے وہ تمام کاغذ میزے پاس موجود ہیں اُن سرکاری کاغذات میں ایک چٹھی ہے جو ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کے نام لکھی گئی ہے اُس چٹھی میں ترجنایلی کے مسلمانوں کا یہ حال مندرج ہے کہ ”خاص مائع ترقی تعلیم مسلمانان ترجنایلی اُن کا سفٹ انڈس ہے جس میں بہت سے مسلمان مبتلا ہیں مگر وہ مفلس ہیں مگر مغرور ہیں جب مینے مسلمانوں کے لڑکوں کو بلا فیس اسکولوں میں داخل کرنا چاہا تو معارم ہوا کہ کپڑے اُن پاس نہیں ہیں اور بغیر کپڑا پہنے وہ نہیں آ سکتے غریب سے غریب مسلمان ہرگز اپنے لڑکوں کو وہاں آدھے

جوڈت کو اپنے خیال کی رسمت کو اپنی معصیت کو اپنی ہمت کو ترقی نہیں دے سکتا جب تک کہ اسی قسم کے لوگ اُس کے میل جول کے لیئے نہ ہوں تاکہ باہمی میل جول سے اور سمجھ اور خیالات کے مبادلہ سے تمام چیزیں ترقی پائیں *

تم دیکھ لو کہ ہندوستان اور لندن میں بھی فرق ہے وہاں کے لوگ تھوڑی سی تعلیم سے بہت زیادہ تربیت پا جاتے ہیں اور یہاں کے لوگ جو زمانہ دراز تک علم سیکھنے میں صرف کرتے ہیں اور کچھ تربیت نہیں پاتے اس کا سبب یہی ہے کہ وہاں قومی تربیت ہے ہر فرد قوم کا صرف اپنی تربیت یافتہ قوم کے میل جول سے اُن کے خیالات سے اُن میں رہنے سے کچھ نہ کچھ تربیت پا جاتا ہے پس ہماری قوم خود غرضی پر خیال کرے اگر قومی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ نہ ہوگی تو خود اپنی ذاتی غرض کو اور خود اپنی اولاد کی تربیت کو برباد کرے گی *

اے بزرگروں اگر تم یہ بات چاہو کہ تمہاری اولاد ایک پر فضا باغ کی سیر کرے اُس کے گل بوٹوں اور سایہ دار درختوں اور لہو اتی ہوئی نہروں کا لطف اُٹھارے تو تمکو ضرور باغ بنانا پڑیگا اگر چاہو کہ اپنے گھر میں دو چار گلدستہ رکھو کہ وہ کیفیت دکھاؤ یہ ممکن نہیں پس خوب سمجھو او کہ جو شخص قومی تعلیم و تربیت پر متوجہ نہ ہوگا وہ در حقیقت اپنا اور اپنی اولاد کا خاص نقصان کرے گا *

اسکا ثبوت تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے تمام ہندوستان کے رئیسوں کی اولاد کو دیکھ لو ہر ایک شخص نے بقدر اپنی ہمت کے اپنی اولاد کی تربیت پر کوشش کی ہوگی مگر کسی ایک گھرانے کی بھی اولاد کو بتاؤ جس نے عمدہ تعلیم و تربیت پائی ہو اسکا سبب صرف یہی ہے کہ قومی تعلیم نہ تھی *

اے صاحبوں تعلیم و تربیت کی مثال تمہارے آگے کی سی ہے کہ جب تک تمام کچے برتن بہ ترتیب ایک جگہ نہیں چنے جاتے اور ایک قامدہ داں تمہارے ہاتھ سے نہیں پکائے جاتے وہ کبھی نہیں پکتے پھر اگر تم یہ چاہو کہ ایک عانتی کو آگے میں رکھ کر پکارا وہ ہرگز دوستی سے نہیں پک سکتی تم خیال کرو کہ جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا کو کس قدر دولت و حشمت اور سلطنت اور اختیار حاصل ہے — اُس کے بعد اسماعیل پاشا خدیو مصر کو دیکھو کہ کیا کچھ دولت و حکومت اُنکو حاصل ہے یہ لوگ بھی اپنی اولاد کی پروری تعلیم اپنے گھر پر نہیں کر سکتے آپ صاحبوں نے سنا ہوگا کہ حضور پرنس آف ویلز فرزند اورچمند ملکہ معظمہ اور ولیمہد ہند و انگلنڈ یونیورسٹی اسکورٹ کے ایک طالب علم ہیں اور جس زمانہ میں کہ میں لندن

پچاسی آدمیوں سے جو جارجیشیل اور سرورشتہ مال میں معزز مہندوں پر ممتاز ہیں اُن میں صرف اُنیس مسلمان ہیں *

بنگالہ میں بھی جس کے مشرقی حصہ میں مسلمانوں کی آبادی بہ نسبت ہندوؤں کے بہت زیادہ ہے اسی کے قریب قریب حال ہوگا جو مدراس میں ہے *

صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن اضلاع شمال و مغرب ہمکو بتاتے ہیں کہ اُن اضلاع میں یہہ حال نہیں ہے مگر ہمکو مسلمانوں کی حالت کا اندازہ صرف گورنمنٹ کی ملازمی پر کرنا نہیں چاہیئے یہہ بات کہ گورنمنٹ کی نوکری میں اُس کی رعایا میں سے کس کس قسم کے لوگوں کا ہونا چاہیئے ایک پرلیمنٹل بات ہے جس پر اور جس کی منفعت خواہ مضرت پر گورنمنٹ کو لحاظ کرنا چاہیئے ہم رعایا کو اُس سے چندان غرض نہیں ہے بلکہ ہمکو اپنی قوم کے حال پر مجموعہ من حیث المجموع خیال کرنا واجب ہے اب تم تمام ہندوستان پر نظر ڈالو اور تمام اس کے کارخانوں کو نگاہ کے سامنے لاؤ گورنمنٹ کے محکموں کو بھی دیکھو ریل کے محکموں کو اور کارخانوں کو دیکھو سردانگروں اور بڑی بڑی کمپنیوں کی دوکانوں پر غور کرو تجارت کے کار و بار پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ ان تمام کارخانوں میں کس قدر آدمی ملازم ہیں اور پھر خیال کرو کہ اُن میں مسلمان کس قدر ہیں تو شاید میری دانست میں ہزار میں ایک کی نسبت تکلیفی اس کا سبب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ ہم مزید خود اُن کاموں کے لائق ہونے کی لیاقت نہیں ہے *

اے عزیزوں ہماری قوم کے بعض نیک بخت اور بزرگ دیندار لوگ یہہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا چند روز ہے اگر اس میں ذات سے بڑھ کر ہوتی تو کیا اور عزت سے بڑھ کر ہوتی تو کیا اور اس سبب سے وہ لوگ اپنے معتقدوں کو اُن کاموں کی طرف متوجہ ہونے سے جو دنیاوی عزت و دولت و شہرت سے علانہ رکھتے ہیں روکتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ اُن لوگوں کا بہت کچھ رعب داب ہماری قوم میں ہے انکی یہہ زہریلی باتیں ہماری قوم کے دلوں پر بہت کچھ اثر کر جاتی ہیں مگر ذرا غور کرنا چاہیئے جو کچھ وہ کہتے ہیں میں اُس کی حقارت نہیں کرتا مگر میں تمکو یہہ دکھاتا ہوں کہ جو ایسا کہتے ہیں وہی زیادہ دنیا کے محتاج ہیں اگر یہہ دنیا دار نہوں اور نذر و نیاز سے اُن بزرگوں کی خبر نہ لیں تو پھر ایسی نصیحت کہنے والا کوئی بھی نہ دکھائی دے *

تم غور کرو کہ اسلام کی عزت مسلمانوں کی حالت سے خیال کی جاتی ہے آپ مسلمان رئیس جو خدا کے فضل سے اس شہر میں موجود ہیں اور جن میں سے بہت سے یہاں تشریف رکھتے ہیں

ننگے پن کی حالت میں باہر نہ آنے دیگا جسمیں بڑے ہولناک ہندو اپنے لڑکوں کو مدراس میں بھیج دیتے ہیں ” *

اے عزیزوں اب اس سے زیادہ کونسی بد بختی اور بد نصیبی ہو جسکی مسلمانوں پر انکی کی تم راہ دیکھتے ہو کیا تمہارا دل اپنی قوم کی یہہ خراب حالت دیکھکر جس سے ایمان کانپ جاتا ہے نہیں جلتا ؟ کیا تمکو اپنی قوم پر رحم نہیں آتا ؟ کیا مصیبت قومی اور حب ایمانی ہماری قوم سے بالکل جاتی رہی ہے کہ ہم سب اپنے گھروں میں خروش خروش بیٹھے ہیں اور اپنی قوم کی بھلائی میں کچھ نہیں کرتے *

ترچناہلی کے مسلمانوں کا جو حال میں نے بیان کیا اگرچہ ہم اپنے قریب محتاج بھائیوں کی غیرت سے نہایت مغرور ہیں اور وہ قریب مسلمان جو اپنی عزت اور اپنی شرم کا لحاظ کرتے ہیں حد سے زیادہ اُس کی تعریف کرتے ہیں اور یقین جانتے ہیں کہ وہ پاک خون جو مسلمانوں کی نسل میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے چلا آتا ہے اُن میں بھی ہے مگر اُن کی مصیبت پر دل لرز جاتا ہے اور ہمکو اپنی زندگی تلخ معلوم ہوتی ہے اور تمام عیش و آرام خاک میں مل جاتا ہے اور کون تم میں سے ایسا ہے کہ ایسے درد ناک حالات اپنی قوم کے سننے اور اُس کا دل نہ بھر آئے — اے بھائیوں ان تمام واقعات سے میں اُن لوگوں کو جو اپنی اولاد کی اور اپنی قوم کی ترویج کی کچھ پرواہ نہیں کرتے خبردار کیئے دیتا ہوں کہ دیکھو کیا ہوا اور سمجھو کہ آئندہ کیا ہوگا *

مگر اُسی حال کے ساتھ صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن مدراس نے ایک فقرہ لکھا ہے جس سے وہ تمام نظر جو ہم نے اپنے غریب بھائیوں کی عادت پر ابھی کیا ہے سب برباد ہو جاتا ہے اور درحقیقت ہمکو مہذب اور ترویج یافتہ قوم کے سامنے منہ دکھانے کو جگہ نہیں رہتی اور ہمکو اپنی نالائقی و بے غیرتی پر خود شرم آتی ہے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ مسلمان بیفائدہ رسوں میں فضول خرچی کرتے ہیں اور اس قدر فضول خرچ کرتے ہیں کہ انجام کو مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن اپنے لڑکوں کی تعلیم میں روپیہ خرچ کرنا نہیں چاہتے — اے صاحبوں یہہ طعنہ جو ڈائریکٹر صاحب نے ہمکو دیا میں دل سے یقین کرتا ہوں کہ بالکل سچ ہے پس اس طعنہ سے جو ہماری بے عزتی اور ہماری قوم کی بیعزت ظاہر ہوتی ہے اُس کا اندازہ تم خود کر سکتے ہو *

گورنمنٹی مدراس میں جو تحقیقات ہوئی اُس سے ایک نہایت قابل انسرس کے حال ظاہر ہوا ہے یعنی اُس گورنمنٹی میں چار سو

اُن کی لیاقت اور اُن کی ثروت سے اسلام کی شوکت کا خیال ہوتا ہے۔ پس اگر تمام مسلمان مفاسد ذلیل اور نان ہیبتہ کو محتاج ہو جائیں گے تو اسلام کی کیا عزت باقی رہیگی — وہ نیک عالم اور درویش جو اس قسم کی باتیں کہتے ہیں وہ خدا کی طرف ایسے مترجم ہیں کہ اُن کو دنیا کی باتوں پر اور مراتب امور پر کچھ خیال نہیں ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر مسلمانوں کو دنیوی مایوس اور دنیوی دولت و حشمت کی عزت حاصل ہوگی تو اُس سے خود اسلام کو کیسی رونق و شوکت ہو جائیگی پس اگر ہم اس نیت سے دنیوی عزت حاصل کرنے پر کوشش کریں تو میری سمجھ میں گروش نشینی اور چلہ کشی سے ہزار درجہ بہتر ہے *

ایک لطیفہ پر غور کر جو اس وقت میرے دل میں آیا ہے کہ دین اور دنیا کا مصیبت رشتہ ہے — دین چھوڑنے سے دنیا نہیں جاتی مگر دنیا چھوڑنے سے دین جاتا رہتا ہے — اب تم دیکھ لو کہ دنیا کے معاملات میں جو ہماری حالت خراب ہو گئی ہے دین کے معاملات بھی اُس کے سبب سے ابتر ہیں ہزاروں مسجدیں ٹوٹی پڑی ہیں صدھا خانقاہیں ویران ہو گئی ہیں بڑے بڑے نامی عالموں کے گھرانے برباد ہیں پرانے کتب خانے پرانے مدرسے نام و نشان کو بھی نہیں رہے عالم و فاضل تو اب صرف قام کے رہ گئے جو پچھلوں کو بھی بدنام کرنے والے ہیں پس جب تک کہ ہم دو ذریعوں کو چھوڑ دیں دین و دنیا دونوں کو برابر سنبھالے نہ ہینگے ہم کو ندین میں کچھ حاصل ہوگا نہ دنیا میں *

اے بزرگوں اسباب کی ضرورت ہے کہ ہم لوگوں کو اپنی قوم کی بہتری پر متوجہ ہونا چاہیئے اور اسباب پر کہ اگر کوئی شخص بلا قومی بھلائی کے صرف اپنی ہی خیر منانی چاہے تو اُس کی کبھی خیر نہ ہوگی اگر میں گفتگو کرتا رہوں تو شاید کئی دن گذر جائیں گے اور ختم نہ ہوگی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی بدیہی بات ہے کہ جس قدر میں اس میں مبالغہ دی وہ کچھ ضرور نہ تھی پس اب میں اسباب کا یقین کر کے بلاشبہ آپ صاحب قومی بھلائی کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت سمجھتے ہیں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ قومی بھلائی کیونکر ہو سکتی ہے *

تمام قوموں نے اور بڑے بڑے دانشمندیوں نے اسباب کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ قومی ترقی قومی تعلیم و تربیت پر منحصر ہے پس ہم اگر اپنی قوم کی بھلائی چاہتے ہیں تو قومی تعلیم اور قوم کو علم و ہنر سکھانے پر کوشش کریں — مگر انوس یہ ہے کہ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ اس زمانہ میں علم کیا چیز ہے جس سے قومی ترقی ہوتی ہے آج تک جو علمے جانا اور جو ہمارے بزرگوں نے

جانا علم کی حقیقت کو اس قدر جانا کہ ایک شی معانی ہی جو خیال میں اور حافظہ میں رہتی ہے اور نفس کو اُس سے بہت مزا اور روح کو خوشی حاصل ہوتی ہے — مگر اس زمانہ میں اُسی کو اصلی علم کہتے ہیں جو دیکھنے اور برتنے اور تجربہ میں آوے اور انسان کے لیئے اُس کے تمام کاموں میں مفید ہو یہی سبب ہے کہ ہمارے اگلے زمانہ کے عالم فاقے مرتے تھے اور خیرات کے ٹکڑوں پر اوقات بسر کرتے تھے اور اس زمانہ میں تربیت یافتہ ملکوں کے جو عالم ہیں وہ دولت و حشمت سے مالا مال ہیں اور اُن سے اپنی قوم کی بھلائی و ترقی ہر دم ہوتی جاتی ہے *

اگلے زمانہ کے عالم سوائے دینیات کے اور علم طب کے کوئی علم ایسا مروج نہ تھا جو انسان کے برتنے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کے لائق ہو اس زمانہ کے علوم ایسے ہیں کہ جو شخص اُنکو سیکھے اُنکو اپنے کام میں لاسکتا ہے اور اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے — جس قدر پیشہ والے ہندوستان میں موجود ہیں اگر وہ حال کے عالم سے واقف ہوں تو وہ خود آپ اپنے پیشہ میں ایسی ترقی کریں جس سے روپیہ کی بھی آمدنی بڑھے اور ہنر و فن کو بھی ترقی ہو پس میری خواہش یہی ہے کہ ہماری قوم میں بھی ایسے علوم کا رواج ہو جو ہماری قوم کی بہتری اور ترقی کے باعث ہوں *

ہم رعایا اپنی گورنمنٹ کی نیک نیتی کے دل و جان سے ممنون و شکر گزار ہیں کچھ شبہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ دل سے ہماری تعلیم و تربیت چاہتی ہے اور بے شک اُس نے ہندوستان میں جس قدر کوشش اسباب میں کی ہے اور جس قدر روپیہ خرچ کرتی ہے اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ہے ہا ایسے ہم سرکاری تعلیم سے مسلمانوں نے بہت کم فائدہ اُٹھایا ہے *

چند روز ہوئے کہ حضور و سرائے لارڈ نارٹھ ہرک صاحب نے یونیورسٹی کے نئے سینٹ ہوس میں سالانہ اجلاس کے وقت یہ فرمایا کہ ”ایسا کون شخص ہے جس کو اسباب کے دیکھنے سے انوس نہوگا کہ آج ہاستندان چند شخصوں کے ہماری ہمدرد مسلمان رعایا میں سے کوئی شخص یونیورسٹی کے امتحان و انعام کے مطالب میں شریک نہیں ہے“ مسلمانوں کی اس بدنصیبی کے اسباب پر میں اسوقت بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اُس پر بہت بحث ہو چکی ہے بلکہ مجھ کو اسوقت صرف یہ بات دکھانی ہے کہ تمام قابل لوگ اور خود گورنمنٹ اسباب کو قبول کرتی ہے کہ سرکاری تعلیم سے مسلمان رعایا نے بہت کم فائدہ حاصل کیا ہے — پس اب ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم خود مستعد ہو کر اپنی قوم کے لیئے ایسا انتظام کریں اور ایسے وسائل پیدا کریں جس سے ہماری قوم کے تمام اغراض و مطالب پورے ہوں اور عام تعلیم بھی

پس ممکن نہیں ہی کہ گورنمنٹ ہماری ان تمام اغراض کو پورا کر سکے اور اس لیے خود ہم کو چاہیئے کہ ہم آپ اپنے اغراض کے پورا کرنے پر مستعد و آمادہ ہوں *

ان مطالب پر غور کرنے کے لیے چند سال سے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا نام ”کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان“ ہے اور اس کمیٹی نے بہت سی تحقیقاتوں اور بہت سے مباحثوں کے بعد یہ تجویز کی ہے کہ خود مسلمان اپنے اہتمام اور انتظام سے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے ایک بہت بڑا دارالعلوم بنادیں جس کے ماتحت مختلف مدارس میں مناسب مناسب درجہ کے مدرسے بھی ہوں اور طریقہ تعلیم و تربیت کا جو ان مدرسوں میں ہر اُس کو خود چند نیک بخت مسلمان مقرر کریں جس سے ہماری قوم کے تمام اغراض پورے ہوں اور علوم مفید کی تعلیم بشمول علوم دینیہ کے اُس میں کی جائے اور جو کہ ہندوستان میں شیعہ اور سنی دو فرقہ مسلمانوں کے ہیں اس لیے دونوں فرقوں کے علوم دینی کی تعلیم بذریعہ علماء ہر ایک فرقہ کے ہوا کرے اور انگریزی اور عربی و فارسی اور اردو زبانیں اُن میں سکھائی جائیں اور چند قدیم زبانیں بھی جو حال کی زبانوں کی جڑھیں بطور مناسب تعلیم ہوسکیں *

اس تدبیر کو بہت سے مسلمانوں نے پسند کیا اور جو کہ انجام اس تدبیر کا بغیر روپیہ کے ممکن نہیں تھا اور جب تک کہ تمام ہندوستان کے مسلمان مدد نہ کریں اور اپنی فیاضی سے اس کام کے لیے روپیہ نہیں دے کام ہو نہیں سکتا اسی لیے ایک کمیٹی مقرر کی گئی جو کہ اس کام کے لیے بذریعہ چند روپیہ جمع کرتی ہے چنانچہ اس وقت تک چھتر ہزار پانسو روپیہ پانچ آنہ چھ پائی چندہ ہوا ہے جس کی فہرست میرے ہاتھ میں ہے اور اُس کمیٹی کی کارروائی کے قواعد اور اُس روپیہ کی حفاظت کے قانون اور اُس روپیہ سے منافع اور مہاصل حاصل کرنے کے طریقے جو بطور ہائی لاز کے بنائے گئے ہیں میز پر موجود ہیں *

نہایت غرضی کی بات ہے کہ اس تدبیر کو گورنمنٹ نے بھی پسند کیا ہے اور حضور عالی جناب لارڈ نارتھ پرک صاحب بہادر نے اپنی فیاضی اور دریا دلی سے دس ہزار روپیہ چندہ اپنی جیب خاص سے اس کام کے لیے مرحمت فرمایا ہے اور ہمارے ملک کے جناب عالی نواب لفتننٹ گورنر بہادر سر ولیم میور ایل ایل سی کے اسی ایس آئی نے ہزار روپیہ اپنی جیب خاص سے چندہ دیا ہے اور اور نمایاں انگریزوں نے بھی اس کام میں چندہ دینے سے مدد کی ہے اور کیسی غرضی کی بات ہے کہ انگلستان کے رئیس و ہر پرف بھی اس میں مدد کرتے ہیں ایک ہر پرف عالی خاندان میرے دوست جی ایم کینیڈی صاحب بہادر نے جو

مفید علوم کی ہماری قوم میں پھیلے اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے لوگ بھی ہماری قوم میں پیدا ہوں *

گورنمنٹ نے اپنی نہایت دانائی اور ہوشیاری سے اپنی تعلیم سے مذہبی تعلیم کو بالکل خارج رکھا ہے اور یہ تدبیر جو گورنمنٹ نے اختیار کی ہے بے انتہا تعریف و توصیف کے لائق ہے مگر مسلمانوں کے حالات کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ عام تعلیم کے ساتھ جو مذہبی تعلیم نہیں ہوتی اس سبب سے مسلمان تعلیم کے فرائد حاصل کرنے سے ضرور محروم رہتے ہیں *

اُسی سالانہ اجلاس میں جس کا میں نے ارپو ذکر کیا حضور عالی لارڈ نارتھ پرک صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ”اگر اس بات کا لحاظ کیا جائے کہ اس ملک میں کس قدر مختلف مذاہب رائج ہیں تو یہاں کے باشندوں کی تعلیم کے واسطے کوئی ایسا انتظام کرنا جس سے وہ سب برابر فائدہ اُرتھا سکیں اس انتظام سے بھی زیادہ مشکل معلوم ہوتا ہے جو آج کل پارلیمنٹ میں ایرلینڈ کی یونیورسٹی کی نسبت پیش ہو رہا ہے “ *

اور اسی گفتگو میں حضور مدوح نے یہ بھی فرمایا کہ ”میری بڑی خواہش یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی انگریزی تعلیم ایسے مدارس کے متعلق کیجئے جن کو گورنمنٹ سے کچھ تعلق نہ ہو جس ضرورت سے مجبور ہو کر گورنمنٹ نے ہندوستان کی انگریزی تعلیم کو مذہبی تعلیم سے علاحدہ رکھا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے باعث سے بہت سی ایسی دقتیں پیش آئیں گی جن کا مجھ کو دل سے خیال ہے “ - پس یہ دقت جو مسلمانوں کی تعلیم میں ہے یہ ایسی دقت ہے کہ اُس کا رفع کرنا گورنمنٹ کی تدابیر مملکت کے لحاظ سے گورنمنٹ کی تدبیر سے غیر ممکن ہے اور جب تک ہم خود مستعد نہ بنیں اور اپنی قوم کے لیے ہم خود اپنی خواہشوں کے موافق انتظام تعلیم کا نہ کریں گے یہ دقت رفع نہ ہوگی ہاں بے شک ہم کو اپنے اس کام میں گورنمنٹ کو اپنا حامی اور مددگار اور سرپرست بنانا چاہیئے تاکہ ہم اُس کی مدد اور اُس کے سایہ عاطفت میں اپنے کاموں کو حسب مراد پورا کریں *

آپ صاحبوں کو خوب معلوم ہے کہ مسلمانوں کا ہندوستان میں بہت بڑا گروہ ہے اور سب کے اغراض مختلف ہیں کئی یہ چاہتا ہے کہ میں ایسے علوم و فنون حاصل کروں جس سے گورنمنٹ کے اعلیٰ مہدوں کے حاصل کرنے کے لائق ہوں جو بغیر کامل انگریزی دانہ کے غیر ممکن ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں کسی کی یہ خواہش ہوگی کہ میں عربی زبان اور مذہبی علوم میں یا قدیم مشرقی علوم میں دستگاہ حاصل کروں اسی طرح کوئی اُن علوم و فنون کا حاصل کرنا چاہیگا جو تجارت اور پیشہ سے علاقہ رکھتے ہیں

قبول کرتا ہوں اور اُس کے اس خیال کو صحیح تسلیم کرتا ہوں اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ مدرسے اپنی خاص غرض کے لیے قائم کیئے گئے ہیں نہ قومی بھلائی و بہبودی کے خیال سے اور اس لیے اُن کے بانیوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ یہ نہ تصور فرمائیں کہ وہ اپنی قوم کی بھلائی کرنے کے فرض سے ادا ہو گئے بلکہ یقیناً جاننا چاہیئے کہ اُنکو اپنی قومی بھلائی کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا ہی *

اور اگر اُنکا یہ خیال ہو کہ یہ مدرسے ہمارے اپنی قومی بھلائی اور قومی ترقی کے لیے قائم کیئے گئے ہیں تو اس میں مجھے نلام ہی اور میں صاف صاف بیان کرتا ہوں کہ ان مدرسوں میں گر کہ علاوہ دینیات کے دنیائی قدیم علوم بھی مثل منطق و فلسفہ وغیرہ پڑھائے جاویں مگر اُن سے قومی ترقی کی کچھ توقع نہیں ہی — کیونکہ جب تک ہماری قوم علوم و فنون جدیدہ سے جو اب رائج اور بکار آمد ہیں واقف نہ ہوگی اسوقت تک قومی ترقی ممکن نہیں ہی — اس زمانہ کے مفید علوم و فنون کو اپنی قوم میں مروج کرنے کے لیے بہت سا روپیہ اور بہت بڑا سامان درکار ہی اور اُن علوم و فنون کی کتابوں کا اپنی قوم کی زبان میں موجود کرنا سب سے مقدم ہی اور پھر ان سب باتوں کے لیے نہایت تدبیر اور دانشمندی اور در اندیشی درکار ہی اور یہ سب باتیں اُسی حال میں ہو سکتی ہیں جبکہ ہم سب ایکدل ہو کر اس کام کے پورا کرنے پر روپیہ سے معائنہ سے عقل سے تدبیر سے کوشش کریں اور صرف ان نارسے عربی کے چھوٹے مدرسوں کے مقرر کرنے سے یہ مقاصد کس طرح حاصل نہیں ہو سکتے *

اے صاحبوں ہمارے ہندوستان کے رئیسوں نے بھی اپنی فیاضی اور دریا دلی کی بہت سی مثالیں دنیا میں چھڑی ہیں اور انگلستان کے امیروں اور رئیسوں کی فیاضی کی بھی بہت سی مثالیں ہیں ہندوستان کے رئیسوں کی فیاضی کی مثالیں زیادہ تر اس میں ہیں کہ نفل امیر نے اپنے بیٹے کی شادی میں اس قدر روپیہ خرچ کیا تھا اُس نے اپنے عیش و آرام کے لیے نہایت عمدہ محل بنایا تھا جس کی ٹرٹی پھوٹی دیواروں کا اب بھی نشان موجود ہی اور ہشتادو خاں کی حویلی اور خلیل خاں خاں باری کے نام سے مشہور ہی اس کے سوا اور بھی اُن کی فیاضیاں مشہور ہیں جنکی تشریح کرنے سے مجھے ہرم آتی ہی — انگلستان کے امیروں کی فیاضی کی زیادہ تر مثالیں اس میں ہیں کہ نفل امیر نے اپنا کل سرمایہ قومی تعلیم کے لیے وقف کر دیا نفل مدرسہ اُس امیر نے قائم کیا وہ شفا خانہ اُس امیر کا بنایا ہوا ہی نفل طم کی ترقی کے لیے نفل امیر نے اتنے لاکھ روپیہ دیدیا — یقینی آپ لوگوں نے جان میسر صاحب ہمارے گفتگو

ایتن برا واقعہ اسکاٹ لینڈ کے شریف و رئیس ہیں اور جنکو کچھ تعلق ہندوستان سے نہیں ہی ہزار روپیہ اس کام کے لیے مرحمت فرمایا ہی اور اُمید ہی کہ انگلستان کے اور شریف بھی اس میں مدد کریں گے *

علاوہ اس کے بڑی خوشی یہ بھی کہ گورنمنٹ نے بطور ضابطہ سرشتہ کی چھوٹات کے ذریعہ سے اس بات کا وعدہ کیا ہی کہ ان مسلمانی مدارس کے واسطے گورنمنٹ بھی بموجب قواعد گریڈ ان ایکٹ کے روپیہ دینے سے مدد فرمائیگی پس اب یہ سب فوائد ہمارے ہاتھ کے پاس ہیں بشرطیکہ ہم ذرا کوشش کر کے اور ہاتھ پھیلا کر اُنکو لے لیں *

یونیورسٹی کے سالانہ اجلاس میں جس کا میں نے ابھی ذکر کیا حضور عالی جناب لارڈ نارتھ بروک نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ”گورنمنٹ اور یونیورسٹی کی مجلس سینٹ اس امر پر غور کر رہی ہی کہ یونیورسٹی کا طریقہ تعلیم کس تدبیر سے ہندوستان کی مسلمان رعایا کے موائع ہو سکتا ہی اور ممکن ہی کہ جو تدبیریں ہندوستان کے بعض مقامات میں کی گئی ہیں اُنہیں سے بعض ایسی ہوں جنکے ذریعہ سے یہ حاجت بقربی رفع ہو جاوے اور ہمارے اس ہمسر اور معتمد علیہ فرتہ اور ہمارے سرشتہ تعلیم کے باہم اتفاق اور اتحاد زیادہ ہو جاوے گا“ *

اگرچہ میں نہیں کہہ سکتا کہ حضور ویسوا نے یہ اشارہ کن تدبیروں کی نسبت کیا ہی شاید اُن تدبیروں کی نسبت ہو جو پریسیڈنسی مدراس میں ہو رہی ہیں مگر میں یقین کرتا ہوں کہ ہماری یہ تدبیر بھی منجملہ اُنہی تدبیروں کے ہی جس سے وہ نتیجہ جسکی ترقی حضور عالی جناب لارڈ نارتھ بروک صاحب نے کی ہی ضرور پانصروں حاصل ہوگا *

اب میں نے آپ صاحبوں کو بہت تکلیف دی اور اس سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتا مگر چند اور نلموں کے عرض کرنے کی جو غالباً ضروری ہیں اجازت چاہتا ہوں — جب سے ہماری کمیٹی نے مسلمانوں کے لیے مدرسۃ العلوم مقرر کرنے کی تجویز کی ہی اُس وقت سے انڈیا لوگوں نے مسلمانوں کے لیے معمولی مدرسے قائم کیئے ہیں اور اس بات کے دریافت ہونے سے بھی میں بہت خوش ہوں کہ اس شہر عظیم آباد میں بھی اس قسم کا ایک مدرسہ قائم ہوا ہی میں کس طرح ان مدرسوں کے برخلاف نہیں ہوں کیونکہ غالباً ان میں دینیات زیادہ پڑھایا جاوے گا جو فائدہ سے خالی نہیں مگر مجھے کو شبہ ہی کہ ان کے بانیوں کا جو خیال ان مدرسوں کے قائم کرنے میں ہی شاید اُسہیں کچھ غلطی ہی — اگر اُن لوگوں نے ان مدرسوں کو خاص اپنے نفع اور خاص اپنے ثواب آخرت کے لیے قائم کیا ہی تو میں اس بات کو

مشرقی علوم اور مشرقی زبان مشرقی طریقہ پر تعلیم ہوتی تھی جسکو لارڈ میکالی نے محض بے فائدہ تصور کیا تھا اور میورے نزدیک بھی لارڈ میکالی صاحب کی یہ رائے بالکل صحیح و نہایت درست تھی *

لارڈ میکالی صاحب نے اُس طریقہ تعلیم کو موقوف کیا اور علوم مغربی کی تعلیم کا بجائے اُس کے قائم کرنا تجویز کیا یہاں تک لارڈ میکالی کی تجویز نہایت صحیح و بالکل قابل تسلیم تھی — مگر اُنکی یہ تجویز کہ اُن علوم کی تعلیم کا ذریعہ بھی انگریزی زبان ہو صحیح نہ تھی — کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُن علوم مغربی کی تعلیم کا ذریعہ ہمارے ملک کی زبان نہ قرار دی جاوے — عامی مسئلہ کو خواہ انگریزی زبان میں بیان کر دو خواہ اپنی ملکی زبان میں دونوں کا نتیجہ متحد ہوتا ہی دو اور دو بھی چار ہوتے ہیں ٹو اینڈ ٹو میس بھی نور ہوتے ہیں پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم تمام علوم کو اپنی زبان میں نہ سیکھیں *

فرانس ریشا جرمن انگلنڈ سب ملکوں پر خیال کرلو کہ سب نے اپنی ملکی زبان میں علوم سیکھے ہیں انگلستان میں اگر بجائے انگریزی کے لیٹن زبان تحصیل علوم کے لیئے قائم رہتی تو آج انگلستان میں بہت ہی کم عالم نکلتے *

ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص تمام ملک کی زبان بدل دے اور اگر عیسائی مذہب کے طریقہ پر کہوں تو یوں کہوں کہ کسی شخص کا مقدور نہیں ہے کہ خدا کی اُس حکمت کو جو اُس نے ہابل کے بوج پر کی اور انسانوں کی زبانوں کو مختلف کر دیا مٹا سکے *

پس ان مدارس میں اور سرکاری مدارس میں امتیاز یہ ہوگا کہ ہمارے مدارس میں تمام علوم ریاضی و جغرافیہ و تاریخ وغیرہ اعلیٰ سے ادنیٰ تک سب ہماری ملکی زبان میں تعلیم ہونگے باقی رعا علم ادب یعنی لٹریچر ہر ایک زبان کا اُسی زبان میں تعلیم ہوگا اور جسقدر زمانہ کہ اب تحصیل علم میں خرچ ہوتا ہے اُس سے نصف زمانہ میں اور حال سے بہتر علوم حاصل ہونگے اور انگریزی زبان کا لٹریچر بھی بہ نسبت حال کے بہت اچھا آجاریکا لیتے کہ اُس پر زیادہ محنت کرنی اور زیادہ پڑھنے کا وقت ہاتھ آریگا *

ملاحظہ اس کے گورنمنٹ اپنی رعایا کی تعلیم باعظا اپنی تدابیر مملکت کے کرتی ہے میں سنتا ہوں کہ صوبہ بہار میں ناگری جاری ہونے والی ہے پس کیا آپ اپنے لڑکوں کو ناگری پڑھانے بھیجینگے یا میں اپنے لڑکوں کو ناگری پڑھانے بھیجینگا ہرگز نہیں پس ہم کو لازم ہے کہ ہم خود اپنے حال کے مناسب طریقہ تعلیم قائم کریں اور خرچ

گورنر صاحب کے ہمائی کا نام سنا ہوگا میں نے سنا ہے کہ انہوں نے یہ بات دیکھ کر کہ جرمن والوں نے سنسکرت زبان میں انگلستان والوں سے زیادہ ترقی کی ہے اپنا دل سرمایہ اپنی قوم میں سنسکرت زبان کی ترقی کے لیئے وقف کر دیا ہے دو تین ہفتے ہوئے کہ میں نے ایک اخبار میں دیکھا کہ پروفیسر جان ٹنڈیل صاحب نے امریکا کے مختلف مقامات میں عامی مضامین پر پینتیس لکچر دیئے اور اٹھارہ ہزار نو سو پچھتر روپیہ اُن لکچروں کے ذریعہ سے کمایا اور اُس غریب عالم نے وہ کل روپیہ اپنے ملک کی علمی ترقی کے لیئے وقف کر دیا پس آپ دیکھیں کہ اور ملکوں کے لوگ کس طرح اپنی قومی بھلائی اور ترقی میں کوشش کرتے ہیں *

اے رئیسان عظیم آباد پٹنہ آپ بھی ہماری قوم میں رئیس اور ہماری قوم کے سردار ہیں اور آپ سے میری یہ خواہش ہے کہ اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش کیجیئے اور اپنے بھائیوں جان بلب رسیدہ آب از سر گذشتہ کی دستگیری فرمائیئے اور یہ تدبیر جو قومی ترقی کی کی گئی ہے اور جس کے پورا ہونے کو دس لاکھ روپیہ کی حاجت ہے جسقدر آپ سے ہوسکے آپ بھی مدد فرمائیئے *

اس مدرسہ کے حالات اور جو کچھ کہ اُس سے متعلق ہے بہت سے اخباروں میں چھپ چکا ہے لیکن اگر کسی صاحب کو کچھ اور تفتیش کرنی اور کوئی خاص بات دریافت کرنی منظور ہو تو دریافت فرمادیں میں اُس کے بیان کرنے کو حاضر ہوں *

ایک صاحب نے اُس مجمع میں پوچھا کہ یہ مدرسہ اور اُس کے ماتحت مدرسے جو قائم ہونگے ان میں اور سرکاری مدرسوں میں کیا فرق ہوگا اور کس وجہ سے یہ مدرسے مسلمانوں کے لیئے زیادہ مفید ہونگے *

سید احمد خاں نے اُس کا جواب دیا کہ جو گفتگو میں نے ابھی کی اُس سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ سرکاری مدرسوں سے مسلمانوں نے بہت کم فائدہ اُٹھایا ہے پس یہ مسلمان مدرسے ایسی تدبیر سے قائم ہوتے ہیں کہ مسلمان ان سے زیادہ فائدہ اُٹھادیں *

ان مدارس میں بشمول دنیادی تعلیم کے مذہبی تعلیم بھی ہوگی جو سرکاری مدارس میں نہیں ہے اور یہ امر ہے جس کے سبب سرکاری مدارس مناسب حال مسلمانوں کے متصور نہیں ہوتے ہیں اور اسلیئے امید ہے کہ یہ مدارس مسلمانوں کے لیئے بہ نسبت سرکاری مدارس کے زیادہ مفید ہونگے *

سرکاری مدارس کی تعلیم کے دو حال گذرے ہیں ایک حال اُس کا کہ تھا جو لارڈ میکالی کے انتظام تعلیم سے پہلے تھا اور جنہوں صرف

نمبر ۱۲۴

خط و کتابت

متعلق

مدرستہ العلوم مسلمانان

ایک اور نئے صاحب مدرسۃ العلوم مسلمانان کے نہیں بلکہ ہمارے اور ہمارے سبب سے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے مخالف حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے ہیں اُن کے خطوط شمس الاخبار مدراس میں چھپتے ہیں اُنہوں نے اپنا لقب محمدی رکھا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ دھابی ہیں کیونکہ یہ لقب اُسی فرقہ ضالہ کا ہے مگر غالباً وہ دھابی نہیں ہیں اسلئے کہ وہ ہم کو دھابی بتلاتے ہیں اور مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ دھابی جو کام کرے اُس کی مدد کرنی نہ چاہئے بعد اس کے وہ اپنی غلطی کے مقرر ہوتے ہیں اور پھر ہم کو لامذہب قرار دیتے ہیں اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ہم سے پر حذر رہیں ہم نے اُنکی تحریرات دیکھ کر ایڈیٹر صاحب شمس الاخبار کے نام ایک خط لکھا ہے جو ہماری دانست میں معقول ہے اور غالباً منصف مزاج آدمی بھی اُس کو پسند کریں گے اسلئے اُس خط کو ہم اس مقام پر بھی نقل کرتے ہیں *

نقل خط

مشہور و مکرم ہندو ایڈیٹر شمس الاخبار مدراس سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون التماس یہ ہے کہ میں آپ کے اخبار میں محمد یسین خاں صاحب کے اور ایک کسی دوسرے صاحب مقیم حیدرآباد کے خطوط نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان کے دیکھتا ہوں اور اخبار مطبوعہ نمبر ۱۹ میں بھی اُنکا خط دیکھا ہے وہ ارقام فرماتے ہیں کہ جو کچھ وہ لکھتے ہیں بنظر بہرہ رسانی اہل اسلام لکھتے ہیں نہ میری عداوت سے کیونکہ اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے میں نہیں ہی میں بھی اُنکی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اگرچہ اُنکو وہ خیالات جو انہوں نے بدلائل و براہین خیالیہ میری نسبت قایم کیئے ہیں خود اُنکی تحریروں کے منافی ہیں لیکن جو کہ نہ میں کسی کا دشمن ہوں اور نہ کسی کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں تو میں ایسے بزرگ کو جو خود فرماتے کہ مجھے عداوت نہیں میں کیوں اپنا عداوت سمجھوں *

میری عادت کسی کی تحریروں کے جواب دہ نہ ہونے کی نہیں البتہ جو لوگ کہ درحقیقت بلا تہصیب اور بلا نفسانیت صرف نرمی بھلائی کی غرض سے کچھ کہتے ہیں اُنکا جواب دینے میں اپنی عزت سمجھتا ہوں حیدرآبادی صاحب کا یہ قول ہے کہ وہ بھی اسی نظر سے کہتے

اپنے پانوں پر کھڑے ہوں اور گردنہ منت سے صرف یہ بات چاہیں کہ ہمارے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھے *

اس کے بعد نواب سید ولایت علی خاں صاحب نے کھڑے ہو کر یہ گفتگو فرمائی *

اس وقت سید احمد خاں صاحب نے جو کچھ ابتر حال مسلمانوں کا بیان فرمایا اور اُن کی تعلیم کی ابتری اور اُس کی ضرورت کی وجوہات بیان کیں میں اُن سب کو تصدیق کرتا ہوں ہم سب لوگ اس کام میں چندہ دینے اور شریک ہونے کو موجود ہیں اور جو تجربہ کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کے قایم کرنے کی سید صاحب نے کی ہے اُس کا بھی اور نیز ان کی اُس تکلیف کا جو اُنہوں نے اس وقت گفتگو کرنے میں اٹھائی ہم سب حاضرین جلسہ شکر ادا کرتے ہیں *

یہ جلسہ نہایت خوبی سے انجام پایا اور در ہزار پانچ روپیہ سے زیادہ اُس وقت چندہ ہوا جناب صاحب کمشنر بہادر نے بھی سو روپیہ چندہ میں مرحمت فرمایا اور جناب مولوی سید ابو سعید صاحب نے دلی ہمدردی اور جہلی فیاضی سے ایک ہزار روپیہ چندہ دیا اور یہ قرار پایا کہ یہاں کے رئیس بھی صدر کمیٹی خزانۃ البضائع کے ممبر مقرر ہوں اور ایک سب کمیٹی واسطے وصول زر چندہ کے مقرر کی جاوے چنانچہ نواب سید ولایت علی خاں صاحب شیعہ اہل مذہب امامیہ اور جناب مولوی سید ابو سعید صاحب و جناب مولوی شمس الہدی صاحب رئیس اہل سنت و جماعت واسطے ممبری کے منتخب ہوئے ہیں اور منقریب جو اجلاس صدر کمیٹی کا ہونے والا ہے اُس میں ان بزرگوں کے نام نامی واسطے منظوری کے پیش ہونے والے ہیں *

اس جلسہ میں شریک ہونے کو جناب مولوی سید امداد علی صاحب حسنی الحسنی الابرار لائے بھی تشریف لائے مگر نہایت ہی تھوڑے عرصہ قبل اجلاس کے ایک نہایت سخت ضرورت کی وجہ سے بھالپور تشریف لیکئے *

غرض کہ خیرخواہان مدرسۃ العلوم مسلمانان کو نہایت خوشی کا مقام ہے کہ یہ پہلا سفر سرکاری کمیٹی کا نہایت خوبی اور مبارکی سے ہوا اور یہ تجربہ اس بات کا ثبوت کامل ہے کہ سرکاری و مختلف مقامات میں جانا اور اسپینج کرنا نہایت ضرور ہے چنانچہ بعض رئیسان شہر بہار نے پتہ میں سرکاری سے درخواست کی کہ ایک دن وہاں بھی چاکر اسپینج کریں اور کچھ شبہ نہیں کہ وہاں کے لوگ جو بہت نرم دل اور نیک طینت ہیں اس کام کے لئے دل سے مدد دیں گے *

وہ دیکھیں کہ دنیاوی علوم کی تعلیم جو تمام قوم کے لئے
تجزیز کی گئی ہے اور جس کے بغیر دنیاوی عزت اور دولت اور قومی
ترقی غیر ممکن ہے وہ تمام قوم کے مناسب ہی یا نہیں *
شیعوں کو دیکھنا چاہیئے کہ جو مذہبی تعلیم ان کے لئے تجویز
ہوئی ہے وہ ان کے مذہب کے مطابق ہی یا نہیں *

سنیوں کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ جو مذہبی تعلیم ان کے لئے
تجزیز ہوئی ہے وہ ان کے مذہب کے مطابق ہی یا نہیں — سید احمد
کے مذہب اور اُس کے عقائد اور خیالات سے ان کو کیا مطلب ہے — ورنہ
مجھ کو تو جو قومی بھلائی کے لئے کوشش کرنے کا دعویٰ کرتا ہوں
بڑی مشکل پڑے گی شیعوں کے خوش کرنے کو مجھے شیعہ ہونا پڑے گا
بدعتیوں کے خوش کرنے کو بدعتی اور وہابیوں کے خوش کرنے کو
وہابی اور بدعتیوں کے خوش کرنے کو بے دین — پس ایسی آفت کس
سے سہی جاسکتی ہے *

اگر حیدرآبادی صاحب درحقیقت اہل اسلام کے خیر خواہ ہیں
اور کسی سے کچھ عداوت ذاتی یا مذہبی نہیں رکھتے وہ ہماری ذاتی
بھٹ سے ہم کو معاف فرمائیں اور نہ کسی ہمارے خاص عقیدہ یا
راے کو مدرسۃ العلوم کے کار بار سے متعلق کریں اپنا نام ہم کو پتلا دیں
ہم سے خط و کتابت جاری کریں تمام روئدادیں کمیٹی کی ہم سے طلب
کریں اور جو تجویز کمیٹی کی نسبت مدرسۃ العلوم کے قرار پادے
اُس کو بغور دیکھیں اور جس تجویز کو برخلاف مذہب اسلام پاریں اُس
پر بے تہصی سے بھٹ کریں اُس کی اصلاح پر سعی فرمائیں اور
دیکھیں کہ کمیٹی کس احسان مندی سے ان کی نصیحت پر توجہ کرتی
ہے سوائے اس کے اور کوئی طریقہ اختیار کرنا محض بیفائدہ ہے اور
امداد پر بھٹ کرنے سے کہ فلاں رافضی ہے اور فلاں وہابی اور فلاں
بے دین و یا لامذہب کچھ نتیجہ نہیں ہے یہ تو بارہ سو برس سے
ہوتی آئی ہے اور شاید یوں ہی ہوتی چلی جا رہی ہے جب تک کہ وحدت
کا زمانہ آریگا یہ چند سچے اور سیدھی باتیں ہیں جو میں نے عرض
کیں اب حیدرآبادی صاحب چاہیں قبول کریں چاہیں قبول نہ کریں
و آخر کلامی ان الحمد للہ رب العالمین والسلام *

خاکسار

سید احمد

از پٹارس ۱۷ مئی سنہ ۱۸۷۳ ع

ہیں اسلئے ایک بات جو میرے نزدیک معقول اور قول فیصل ہے
ان کی اطلاع کے لئے لکھنا چاہتا ہوں *

مجھے انوسس ہے کہ اُن صاحب نے قومی معاملات اور شخصی
بھٹ کو گت مٹا کر دیا ہے اگر ہم ان دونوں باتوں میں تمیز نہ کریں گے
تو قومی بھلائی کی توقع منقطع ہو جا رہی ہے *

ہندوستان میں غالباً مسلمانوں کے چار فرقہ ہیں شیعہ بدعتی اور
وہابی چوتھا فرقہ میں نے اُن لامذہب بے دینوں کا گن لیا جنہیں اُن
حیدرآبادی صاحب نے مجھ کو اور میرے دوستوں کو اور جو ہماری
تائید کرے اُس کو شمار کر لیا ہے — اب جو قومی شخص مسلمانوں
کی بھلائی و بہتری میں کوشش کرنے کو آمادہ ہوگا وہ انہیں میں
سے کوئی ہوگا — اب فرض کرو کہ بدعتی فرقہ میں سے ایک شخص اس
کام کے لئے آمادہ ہوا تو اس کی نسبت وہابی اور شیعہ اور وہ چوتھا
فرقہ ضالہ اُسی قسم کی باتیں کہیگا جو حیدرآبادی صاحب ہماری
نسبت کہتے ہیں اور اگر کوئی وہابی اس کام کے لئے کھڑا ہوا تو
خدا کی پناہ حیدرآباد ہی سے لعنت ملامت سننے سے فرصت نہ ملیگی
اور اگر کوئی شیعہ کھڑا ہوا تو جو اس کا حال ہوگا آپ خیال کر سکتے
ہیں اور اگر کوئی چوتھے فرقہ کا گمراہ اُن کھڑا ہوا تو بجز سنگسار
کرنے کے اور کچھ نہ ہوگا اور نتیجہ اُس شخصی بھٹ کا یہ ہوگا کہ
قومی بھلائی معدوم ہو جا رہی ہے اور ہماری قوم اُسی ذات و خوار میں
پڑی رہیگی جس میں اب ہے پس قومی معاملات میں شخصی بھٹ
کرنا اہل اسلام کی بھلائی میں داخل نہیں ہے بلکہ سخت دشمنی
ہے *

مدرسۃ العلوم قومی مدرسہ ہوگا جس میں عموماً ہر فرقہ کے لوگ
تعلیم پڑھیں گے اگر میرے ذاتی مذہب اور میرے ذاتی خیالات پر بھٹ
کی جارہی ہے تو ایک دن یہی کام نہیں چل سکیگا پہلے بسم اللہ شیعہ
فرماؤں گے کہ اُس کا بانی ایک سنی کانر ناصبی دشمن اہل بیت ہے
[نمود باللہ منہا] اس سے قدر اور کچھ شریک صاف ہو پس
جسطرح کہ شیعہ مجھ کو راہ حق پر یقینی نہیں سمجھتے سنی بھی
نہ سمجھیں اور میرے ذاتی عقائد اور مذہب اور خیالات اور راے سے
بھٹ نہ کریں بلکہ جو قومی معاملات ہیں اُن پر قومی معاملات کی طرح
بھٹ کریں — وہ دیکھیں کہ کمیٹی میں جو لوگ ممبر ہیں انہیں
شیعہ اور وہابی اور بدعتی اور بے دین سب داخل ہیں یا نہیں *

بمقام علیگتہ — مطبع : انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

No. XIII.
PROCEEDINGS.

Of the Meeting of the Mahomedan-Anglo Oriental College Fund Committee held on the 3rd May 1873.

PRESENT.

Mirza Mahomed Rahmatullah Beg.—*President.*

Munshi Syed Ali Hussan.	}	<i>Members.</i>
Munshi Subhan Hyder.		
Moulvi Mahomed Arif.		
Munshi Mahomed Yar Khan.		
Syed Mahomed Hamid.		
Moulvi Ashraf Husain Khan.		

Syed Ahmed Khan Bahadoer, C. S. I.—*Member and Secretary.*

The business of the Committee having commenced, the proceeding No. 12 of the Meeting held on the 14th April last, prepared under the signature of the Secretary and recorded in the book of proceedings, was inspected.

The Secretary then informed the Committee that agreeably to the directions contained in the proceedings of the last Meeting, he submitted the abstract of the proceedings of the said Meeting to the Members of the Committee, and invited their opinion as regards the establish-

رویداد

اجلاس ممبران مجلس خزانة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين منعقدة

۳ مئی سنہ ۱۸۷۳ ع *

نمبر ۱۳

صدر انجمن

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

ممبران موجودہ

منشی سید علی حسن صاحب

منشی سبکان حیدر صاحب

مولوی محمد عارف صاحب

منشی محمد یار خان صاحب

سید محمد حامد صاحب

مولوی اشرف حسین خان صاحب

سکرتري

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

اجلاس شروع ہوا رویداد اجلاس منعقدة ۱۲ اپریل سنہ ۱۸۷۳ ع نمبر ۱۲ جو بدستخط سکرتري مرتب اور کتاب رویداد میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی

سکرتري نے اطلاع کی کہ مینے بموجب رویداد اجلاس گذشتہ کی انتخاب رویداد بمراد طلب رای نسبت اجرای مدرسه های مائحت ممبران کمیٹی کے خدمت میں بھیجی تھی اور یہ درخواست کی تھی کہ قبل یکم مئی اسکا جواب آجانا چاہیئے منجملہ ممبران کی صرف اونیس ممبروں کے پاس سے جواب آئی ہیں چونکہ کمیٹی کے سامنے پیش کرنا ہوں

ment of subordinate schools with the request that their opinions might be sent to him before the 1st of May; and that of all the members, 19 had already sent in their opinions which he begged to lay before the Meeting.

The Members named in the margin have expressed their full concurrence in the opinion of the President as laid before the last Meeting; while the others whose names

are also given in the margin are of opinion that subordinate schools ought to be opened as soon as practicable, and that their establishment should not be made to depend upon the construction of a school building, which might be constructed after the commencement of the school when a sufficient amount of subscription had been collected for the purpose.

Munshi Mahomed Zakaullah and Moulvi Mahomed Samiullah have also added, that these subordinate schools should be established only at such places where there is sanguine hope of obtaining subscription for the construction of a School building.

Meer Syed Turab Ali has given no decisive

ان تمام ممبروں نے رای صدر انجمن صاحب سے جو اجلاس گذشتہ میں پیش ہوئی تھی بلا کسی اختلاف کے اتفاق رای کیا ہے ۔

ان ممبروں نے بھی اس بات سے کہ مدرسہ های ماتحت جلد ممکن ہو جاری کیٹی جاویں اتفاق کیا مگر اونکی یہہ رای ہی کہ مدرسہ های ماتحت کا جاری کرنا تعمیر مکان مدرسہ پر مشروط اور منحصر نہ رکھا جائے بلکہ مدرسہ های ماتحت جاری کیٹی جاویں اور جب کبھی چندہ فراہم ہو اوسوقت مکان مدرسہ تعمیر کیا جائے منشی محمد ذکا اللہ صاحب اور مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب نے اسقدر اور زیادہ کہا ہے کہ مدرسہ های ماتحت اوسے مقام میں جاری ہوں جہاں کہ بعد اجرای مدرسہ تعمیر مکان کا چندہ فراہم ہو جائے کی امید قوی ہو ۔

میر سید ظہور حسین صاحب
سید محمد احمد خان صاحب
مولوی سید مہدی علی صاحب
نواب محمد حسن خان صاحب
شیخ فیاض علی صاحب
نواب محمد فیض علیخان بہادر
سی ایس آئی
مولوی محمد امانت اللہ صاحب
شیخ خیرالدین احمد صاحب
مولوی اشرف حسین خان صاحب
سید علی حسینی صاحب

نواب احمد اللہ خان صاحب
حضرت مولوی سید امداد علی صاحب
مولوی عنایت رسول صاحب
مولوی فضل احمد صاحب
سید میر بادشاہ صاحب
منشی محمد ذکا اللہ صاحب
مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب

میر سید نواب علی صاحب نے کوئی رای صاف نہیں دی یہہ لکھا

opinion. He states that it would be well if the Committee would found a subordinate school at an expense of Rs. 1,000 at the outset, and at about Rs. 60 or 50 per month.

Munshi Mahomed Masoodshah Khan differs entirely from the above views. His letter on the subject, which deserves due consideration, was read before the Meeting by the Secretary, and it is as follows:—

Letter from Munshi Masood Shah Khan.

"I can not as yet advise the Committee to open subordinate schools which, in my opinion, under the existing circumstances, would be productive of such evils as it would be difficult to amend hereafter. It is true that subordinate schools ought certainly to be opened before the College is established; but the time for this is, as yet, far off. Such ideas should never be entertained until (500,000,) five lacs of Rupees have been collected for the exclusive benefit of the College; if not, the helping force of our supporters, which is now concentrated on one point, will of itself be divided.

We ought of course to encourage those people who desire to have schools according to the system proposed by us; but to render them any pecuniary assistance, or to take them under our own protection, is what I can by no means advise the Committee to do at least at present.

In conclusion I request the College Fund Committee to see what annual income it has secured which it is now thinking of spending. I wish that the subject may be decided after due and careful consideration; because I, as well as others who have the well-being of the Mahomedans at heart, believe that this proceeding will cause much harm."

ہی کہ اگر ہزار روپیہ کے لاگت میں اور پچاس سالہ روپیہ ماہواری
خرچ میں کوئی مدرسہ مانتہ جاری ہو سکے تو بہتر ہوگا •

• منشی محمد مسعود شاہ خان صاحب نے بالکل اختلاف کیا ہی
اور اونکا خط جو اسباب میں آیا ہی اور جو بلا شبہ کافی توجہ کے
لایق ہی ہے بجز کمیٹی کے سامنے پڑھتا ہوں اور وہ بہہ ہی •

† خط محمد مسعود شاہ خان صاحب

میں بالفعل کمیٹی کو مانتہ مدرسوں کے قائم کرنے کی صلاح
نہیں دیتا میری سمجھ میں اسوقت انکے جاری کرنے سے خرابیاں
پیدا ہونگی جنکی اصلاح شاید مشکل ہوگی یہہ سچ ہی کہ
مدرسۃ العلوم سے پہلے مانتہ مدرسوںکا جاری ہونا لا بد ہی مگر
ابھی وہ زمانہ نہیں آیا جب تک کہ پانچ لاکھ روپیہ خالص چندہ
دارالعلوم کا فراہم نہ ہو جارے ایسا ارادہ نہ کرنا چاہیئے ورنہ ہمارے
معاونوں کی مجموعی قوت خود بخود متفرق ہو جاوے گی •

جو ارگ کہ ہمارے تجویزوں کے موافق مدرسہ جاری کریں اونکو
عزت دلانا چاہیئے مگر روپیہ سے اونکی امداد کرنا اور اونکو اپنے
احباب میں لینا بالفعل میں پسند نہیں کرتا •

اخیر عرض میری یہہ ہی کہ ذرا کمیٹی خزانۃ البضائع اسباب پر
نظر کرے کہ اس نے کس قدر سالانہ آمدنی پیدا کر لی ہی جو
اوسکے خرچ کی فکر میں ہی میں چاہتا ہوں کہ اس معاملہ کا
تصفیہ نہایت احتیاط سے کیا جاوے کیونکہ میرے سمجھ میں اور اور

† بعد اجلاس کمیٹی کے جناب سید باقر علی خان صاحب رئیس
پندرہ اول اور منشی محمد مشتاق حسین صاحب کے اور در ایک
ممبروں کی خط آئی جنہوں نے اجرای مدارس مانتہ سے حسب تجویز
اجلاس گذشتہ اختلاف کیا ہی •

بہت سے لوگوں کی سمجھ میں جو مسلمانوں کی بہتری کے خواہاں
ہیں اس کارروائی سے بہت کچھ ہرج واقع ہوگا ۵

منشی سبحان حیدر صاحب نے کہتے ہوئے کمیٹی سے کہا کہ
اول اس بات کا تصفیہ کیا جائے کہ جو امر مباحثہ میں پیش ہی
اوس کا تصفیہ بموجب قواعد کارروائی کمیٹی کی جملہ ممبران
کمیٹی کی کثرت رای پر منحصر ہی یا ممبران موجودہ کو اوسکی
تصفیہ قطعی کا اختیار ہی ۵

اس پر قواعد کارروائی کمیٹی پیش ہوئی اور اس بات پر اتفاق
رای ہوا کہ جو امور ترمیم یا تنسیخ قواعد کارروائی کمیٹی سے علاقہ
نہیں رکھتے اوسکی تصفیہ قطعی کا بموجب دفعہ ۲۸ قواعد کارروائی
کمیٹی کی صرف ممبران شریک اجلاس کو اختیار کامل حاصل ہی اور
اسلئے جو امر کہ پیش ہی اوسکی تصفیہ قطعی کا ممبران موجودہ
کو اختیار کامل ہی ۵

بعد اسکے امر پیش شدہ پر مباحثہ شروع ہوا منشی سبحان حیدر
صاحب نے کہا کہ میرے دوست ممبران موجودہ کو یاد ہوگا کہ
گذشتہ اجلاس میں میں نے ہی ممبران شریک جلسہ کے رای سے
اختلاف کیا تھا اور یہہ رای دی تھی کہ جملہ ممبران کمیٹی سے اسباب
میں صلاح لی جاوے میں دیکھتا ہوں کہ اوسکا نتیجہ عمدہ ہوا ہی
منشی مسعود شاہ خان صاحب کی رای بلا شبہ مستحق کافی توجہ
کہیتی کی ہی اونکی یہہ رای ہی کہ مدرسہ العلوم کے سرمایہ سے
جو آمدنی ہو وہ متفرق نہ کی جاوے بلکہ وہ اوسے مدرسہ کے سرمایہ
کی تقویت و ترقی کے لیئے رہے نہایت عمدہ ہی اور مجھکو اونکے اس
تجویز سے اتفاق کلی ہی لیکن اگر مدرسہ های ماتحت کا اجرا اس طرح
پر ممکن ہو کہ ہمارے مدرسہ العلوم کے کار بار میں بھی کچھ ہرج
نہ پڑے اور اوسکی سرمایہ کی آمدنی کا روپیہ بھی متفرق نہو تو
مجھکو مدرسہ های ماتحت کے جاری ہونے میں کچھ عذر نہیں

Munshi Subhan Hyder then addressed the Meeting and observed that the first thing to be determined was, whether, under the rules framed for the conduct of the Committee, the decision of the question under consideration rested with the majority of all the members of the Committee, or whether the members now present were empowered to settle it finally.

The book containing the rules for the guidance and conduct of the Committee was then produced, and it was held that the members present at a Meeting of Committee were fully empowered by Rule 28 to give a decisive vote as regards points that did not relate to an amendment or cancelment of the rules; and that therefore the present members were fully competent to decide the question that was laid before them.

The question under consideration was now discussed, whereupon Munshi Subhan Hyder said that his friends, the members present in the Meeting, remember perhaps that differing from the opinion of the members at the last Meeting, he had suggested that all the members of the Committee should be referred to on the subject; that he thought the result had been good; that the views of Munshi Masood Shah Khan undoubtedly deserved due consideration; that Munshi Masood Shah Khan's opinion that the income accruing from the fund collected for the benefit of the Mahomedan College should not be divided, but that it ought to be reserved entirely for its welfare, was most sound; and that he fully concurred in it. He further observed, that if sub-schools could be founded without

obstructing the progress of the Mahomedan College, and without interfering with the income arising from the funds collected for it, he had no objection to the establishment of such sub-schools.

Munshi Mahomed Yarkhan supported the above view, and Munshi Syed Ali Hussan, Moulvi Ashraf Husain Khan, Syed Ahmed Khan Bahadoor, and the President expressed their concurrence in it.

Syed Mahomed Hamid then addressed the Meeting, and said that he differed from the opinion set forth above ; that, in his opinion, if the income intended for the Mahomedan College were applied to the establishment of minor schools until such time as the College could be founded, a great stimulus would be imparted thereby in raising subscriptions for the College, in inducing people to establish it earlier than they otherwise would do, and in preparing pupils for it ; and that if the Committee abstained from rendering such assistance, the establishment of sub-schools would be a matter of difficulty.

Moulvi Mahomed Arif concurred with Syed Hamid, but with reference to the opinion of the majority of the members, the following Resolution was passed.

RESOLUTION.

“That the income arising from the College Fund shall not be spent in any sub-school, but, as far as may be practicable, shall be employed in increasing the College Fund.”

After this, with the consent of the Committee, the following Resolutions regarding the

منشی محمد یار خان صاحب نے اس رای کی تائید کی اور
منشی سید علی حسن صاحب اور مولوی اشرف حسین خان صاحب
اور سید احمد خان صاحب سکریٹری نے بحیثیت ممبری اور صدر انجمن
نے اس رای سے اتفاق کیا ۵

سید محمد حامد نے بیان کیا کہ مجھے اس رای سے اختلاف ہی
سرمایہ مدرسۃ العلوم کی آمدنی کا قیام مدرسۃ العلوم اگر مدرسہ
ہای مائتحت میں دی جاوے گی تو اس سے خود مدرسۃ العلوم
کے چندہ کو اور اس کے جلد قائم ہونے پر لوگوں کی رغبت کو اور اس
کے لیتے طالب علموں کے موجود ہونے کو بڑی مدد ملے گی اور اگر
کمیتی اس امداد سے ہاتھ کھینچے گی تو مدرسہ ہای مائتحت کا
قائم ہونا مشکل ہوگا ۵

مولوی محمد عارف صاحب نے سید محمد حامد صاحب کی رای
سے اتفاق کیا ۵
۵۔ بلحاظ کثرت رای ممبران کے رزلوشن مفصلہ ذیل کثرت
رای سے منظور کیا گیا ۵

رزولوشن

۵۔ منافع جو سرمایہ مدرسۃ العلوم سے حاصل ہو وہ کسی مدرسہ
مائتحت میں خرچ نہ ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس منافع سے
اضافہ سرمایہ مدرسۃ العلوم کی تدبیر کی جاوے فقط ۵

۵۔ بعد اس کے بائفاق رای کمیٹی واسطے قائم کرنے مدرسہ ہای
مائتحت اور طینر کرنے سلسلہ کتب درسیہ کی مفصلہ ذیل رزلوشن
منظور ہوئی ۵

establishment of sub-schools and the preparation of a systematic course of studies, were passed.

RESOLUTION I.

"That this Committee shall not interfere in establishing any sub-school unless the people of the locality where such sub-school is desired, shall put in possession of the Committee a special fund sufficient for the construction of a School Building."

RESOLUTION II.

"That this Committee shall not interfere in establishing any sub-school unless the people of the locality where such school is desired, shall pay a monthly subscription which when added to the estimated amount of fees collected from well-to-do students, and to the sum that Government may grant under the Grant-in-aid rules, will be sufficient to pay the monthly establishment of the School."

RESOLUTION III.

"That the income accruing from the fund collected for the Mahomedan College shall be applied to the work of compiling, writing, and printing such books as shall be taught in the Mahomedan Anglo Oriental College and sub-Schools ; that the price of the books and the profits thereof shall be added to the principal fund, so that reading books may be readily procurable, and the amount of income may also be raised."

RESOLUTION IV.

"That in carrying out the above Resolutions the Secretary be allowed to lay before the Committee for their approval a plan of School Build-

رزولوشن اول

جب تک اس نواح کے لوگوں سے جہاں مدرسہ مانتھت جاری کرنا مدنظر ہو اسقدر سرمایہ خاص جمع ہو کر کمیٹی کی قبضہ میں نہ آجائے جس سے تعمیر مکان مدرسہ ممکن ہو اس وقت تک ہماری کمیٹی کسی مدرسہ مانتھت کی قائم کرنے میں دست انداز نہ ہو •

رزولوشن دوم

جب تک کہ اس نواح کے لوگ جہاں مدرسہ مانتھت جاری کرنا مدنظر ہو اسقدر ماہواری چندہ نہ مقرر کر دیں جس سے بشمول تخمینہ آمدنی فیس طالبعلمان مستطیع اور بشمول اس روپیہ کے جو گورنمنٹ سے بقاعدہ گریٹ ان ایڈ کی مرحمت ہونا منظور ہو ماہواری اخراجات مدرسہ مانتھت چل سکیں اس وقت تک ہماری کمیٹی کسی مدرسہ مانتھت کے قائم کرنے میں دست انداز نہ ہو •

رزولوشن سویم

منافع سرمایہ مدرستہ العلوم تالیف و تصنیف اور چھاپنے اور کتابوں میں صرف کیا جارے جو مدرستہ العلوم اور مدرسہ ہای مانتھت میں پڑھائی جاوینگے اور اونکی قیمت اور منافع جو ان سے حاصل ہو اسی سرمایہ میں جمع کیا جارے تاکہ کتب درسی بھی موجود ہو جارے اور زر منافع میں بھی ترقی ہو •

رزولوشن چہارم

ان تجویزوں کی تعمیل کے لیئے سکریٹری کو اجازت ہو کہ ایک نقشہ مکان مدرسہ مانتھت کا معہ اسکی تخمینہ کے پیش کرے تاکہ

ing together with an estimate of costs so that the Committee may know what such building will cost."

RESOLUTION V.

"That the Secretary request Moulvi Mahomed Kasim and Moulvi Mahomed Yakoob to prepare religious books bearing upon the Sunni faith, for a course of studies to be taught in the sub-Schools."

RESOLUTION VI.

"That Khalifa Syed Muhomed Hussan be requested to undertake the work of preparing religious books bearing upon the Shia faith, for a course of studies to be taught in the sub-Schools, with the help of men learned and well versed in the Imamia faith."

RESOLUTION VII.

"That the work of selecting and fixing upon books on Arithmetic, Algebra, Euclid, the History of India, and Geography, be entrusted to Munshi Zaka-ullah."

RESOLUTION VIII.

"That the Secretary be requested to select and prepare books in Persian and Urdu Literature."

RESOLUTION IX.

"That Moulvi Mahomed Sami-ullah Khan be requested to select a course of Arabic Literature."

گہیتی اوس نقشہ کو پسند کرے اور یہ بھی کمیٹی کو معلوم ہو کہ عطیاری مکان مدرسہ مانتکت میں کس قدر روپیہ خرچ ہوگا •

رزولوشن پنجم

سکرتری کو اجازت دی جارے کہ واسطے ترتیب و درستی کتب مذہب اہل سنت و جماعت کے جو قابل درس مدرسہ مانتکت ہوں مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب سے درخواست کرے •

رزولوشن ششم

اور اہتمام ترتیب و درستی کتب مذہب شیعہ امامیہ کا خلیفہ سید محمد حسن صاحب ممبر کمیٹی کے سپرد ہو کہ وہ بذریعہ علمای مذہب امامیہ کے کتب مذہبی جو قابل درس مدرسہ مانتکت ہوں ترتیب فرماویں •

رزولوشن ہفتم

اور ترتیب و درستی کتب حساب جبر مقابلہ اور الیڈس اور تاریخ ہندوستان و جغرافیہ منشی محمد ذکاۃ اللہ صاحب کے سپرد کیا جارے •

رزولوشن ہشتم

اور ترتیب و درستی کتب علم ادب زبان فارسی و اردو خود سکرتری کے سپرد ہو •

رزولوشن نہم

• اور ترتیب و درستی کتب علم ادب زبان عربی مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب کے سپرد کیا جارے •

RESOLUTION X.

“That the selection of a course of studies in English Literature be entrusted to Syed Mahmood Esquire, and that he be requested to prepare, after consultation with his learned friends, such a course of studies in English as shall impart to the pupils knowledge equal to that required from the students of the Entrance class in Government Colleges.”

RESOLUTION XI.

“That the Secretary to the Committee should from time to time, lay before the Committee an estimate of the expenses required for the selection and printing &c. of all such books.”

Thanks were then offered to the President ; and the Meeting dissolved.

SYED AHMED,
Life Secretary,
M. A. O. C. F.
Committee,
Benares.

رزولوشن دھم

اور ترتیب و درستی کتب علم ادب زبان انگریزی سید محمد محمود صاحب کے سپرد ہو کہ وہ بصلاح اپنے اور دوستوں اور عالموں کی ایسا سلسلہ انتخاب کریں جس سے طالب علموں کو زبان انگریزی میں اس قدر لیاقت اور استعداد حاصل ہو کہ گورنمنٹ کالجوں کی انٹرنس کے امتحان کی مسامی ہو ۵

رزولوشن یازدھم

سکریٹری کمیٹی ان تمام کتابوں کی ترتیب و درستی و چھاپہ کے اخراجات کا تخمینہ وقتاً فوقتاً کمیٹی میں پیش کرنا جاری ۵

بعد اسکے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی فقط ۵

دساخت

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
لیف سکریٹری کمیٹی خزانہ البضاعتہ

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۷]

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ھجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

[جلد چہارم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترویج کے منایب فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فطرت ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی ستائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۲۵

عزت

عزت ایک اچھا خیال ہے جو انسان کی خود اختیاری اچھی حالتوں کے سبب سے اُس کی بڑائی کی نسبت دل میں پیدا ہوتا ہے عام اس سے کہ وہ حالتیں علمی ہوں یا عملی قوی ہوں یا فعلی باطنی ہوں یا ظاہری لازمی ہوں یا متعدی پس جو انسان مستعد اپنی حالتوں کو درست کریگا اور جتنا اچھے خیالوں اچھی باتوں اچھے کاموں اچھی عادتوں سے مصروف ہوگا اُتنی ہی عزت کا مستحق ہوگا *

عزت ہی وہ شے ہے جس کے حاصل کرنے کا شوق انسان سے بڑی بڑی سخت محنتیں کراتا ہے اور اُسے بڑے بڑے رنج دیتا ہے اور جب وہ حاصل ہو جاتی ہے تو انسان اپنی زندگی بڑی خوشی سے کاٹتا ہے سارے رنج و غم بھول جاتا ہے انسان مرجاتا ہے اُس کی ہڈیاں خاک ہو جاتی ہیں اُس کی خاک کا نشان بھی نہیں ملتا پھر اُس کی عزت نہ ہوتی ہے نہ خاک ہوتی ہے ہمیشہ قائم اور برقرار رہتی ہے اور در حقیقت موت کی گمنامی سے محفوظ رکھے کر انسان کو زندہ جاوید رکھتی ہے *

عزت در حقیقت ایک نتیجہ اچھے کمالات کا اور ایک ثمرہ عمدہ صفات کا ہے اسلیئے جب تک کوئی کسی کمال سے مکمل اور کسی صفت سے مصروف نہ ہو وہ عزت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور اس طرح جو اچھے کمال کا جامع اور اچھی صفت سے متصف ہو وہ عزت کے استحقاق سے محروم نہیں رہتا *

انسان کے اچھے خیال اچھی باتیں اچھے کام عزت کو ایسا کہینچ لیتے ہیں جیسا کہ مقناطیس لڑھے کو یا گہر یا گھاس کو وہ کسی سے اپنی بزرگی و عزت کا طالب نہیں ہوتا مگر لوگ خود بخود اُس کی عزت کرتے ہیں وہ کسی سے اپنی تعریف نہیں چاہتا مگر سب اُس کی صفت خود کرتے ہیں کیونکہ انسان کی اچھی حالتوں کا یہ قدرتی خاصہ اور ذاتی تاثیر ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا پھر جو شخص اچھے خیال رکھتا ہے اچھی صفات کا جامع ہوتا ہے وہ خود اپنے آپ کو اچھا جانتا ہے اپنی عزت کرتا ہے وہ مغرور تو نہیں ہوتا مگر اپنے آپ کو سچی عظمت میں جانتا ہے وہ کمینہ آدمی کی طرح جھوٹی شیطی تو نہیں رکھتا مگر ممدوح خود داری کا خیال رکھتا ہے اُس کا دل اُس سچی عزت اور ممدوح خود داری کے سبب سے ایک پر رعب شاہنشاہ کی مانند ہوتا ہے جسے اپنی شاہنشاہی پر خود ناز ہو اس واسطے وہ مخالفوں کے ذلیل کیئے سے اپنے

آپ کو ذلیل نہیں جانتا وہ دشمنوں کے حقیر کہہ دینے سے اپنی حقارت نہیں سمجھتا اُس کا دل ایک سچے آب دار موتی کے موافق چروہویا کا طالب تو ہوتا ہے مگر چھوٹے موتی کی جھوٹی چمک دکھانے سے اپنی بے آبروئی نہیں سمجھتا وہ لعل بدخشانی کی طرح سلطانی تاج کی خواہش تو رکھتا ہے مگر کسی نادان مفلس کے پھینک دینے سے اپنی بے قدری نہیں جانتا در حقیقت سچی عزت ایک قدرتی ہشامہ کے موافق ہوتی ہے جسے کوئی حس و خاشاک روک نہیں سکتا اور ایک روشن آفتاب کی مانند ہوتی ہے جسکی نورانی شعاعوں کو کوئی شہرہ چشم بند نہیں کر سکتا *

جو شخص کسی قوم میں ایسی عزت کا مستحق ہو وہ در حقیقت اُس قوم کا سہیل ہے جو اپنی قوم کے دلوں کو اپنے روشن خیالات کی برکت سے ساری غلاظتوں اور کثافتوں سے پاک صاف کر کے ادیم زمینی کی طرح معطر اور منور کر دیتا ہے یا وہ نسیم بہاری کی خاصیت رکھتا ہے کہ اپنے نرم و لطیف روح افزا چہرہ رنگوں سے اپنے ملک کو باغ ارم بنا دیتا ہے جس قوم میں کوئی ایسا شخص نہ ہو وہ خاروں کا ایک گلدستہ ہے جس میں کوئی پھول نہ ہو یا ریخت کا ایک چٹیل میدان ہے جس میں کوئی بارو سایہ دار درخت نہ ہو *

عزت کی خوبی جو کچھ ہم بیان کریں وہ کم ہے لیکن جبکہ وہ معروف ہے انسان کی اچھی حالتوں پر تو ہم کو اچھائی برائی کی تحقیق کے اصول بھی بیان کرنا ضرور ہے تا کہ ہم اصلی عزت کا ادراک کر سکیں ورنہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ بعض خیال ہمنے کام کسی ایک قوم یا کسی ایک نژاد یا کسی ایک شخص کے نزدیک اچھے سمجھے جاتے ہیں اور وہ عزت کے سبب تصور کیئے جاتے ہیں اور وہی خیال وہی کام دوسری قوم یا دوسرے نژاد یا دوسرے شخص کے نزدیک برے سمجھے جاتے ہیں اور ذات کے باعث ہوتے ہیں تو اگر اچھائی برائی کی تحقیق کے اصول اور اُن کے اختلافات ظاہر نہ کیئے جائیں تو اصلی عزت کی تنقیح بھی مشکل ہو جاوے *

اچھائی برائی کی تحقیق کے لیئے یہ ظاہر تین اصول ہیں ایک عقل دوسرا شرع تیسرا عرف عام مگر در حقیقت اصل اصول ایک ہی ہے یعنی عقل اور شرح اگر سچی ہو تو وہ اچھائی برائی کی ظاہر کر دینے والی ہے اور عقل اُس کی ثابت کر دینے والی دونوں میں اختلاف نہیں ہے اور عرف عام جسے رسم و رواج کہتے ہیں وہ فی نفسہ کوئی چیز نہیں ہے مگر ہم تینوں سے کچھ کچھ بھٹ کرتے ہیں *

اکثر مذہبی لوگ دوسری کرتے ہیں کہ عقل سے اچھائی برائی کی تنقیح نہیں ہو سکتی نہ وہ مذہب کی بتائی ہوئی اچھائی برائی

خیال کرو کہ اقلیدس نامی ایک دانا حکیم تھا اُس نے چند شکلوں کو ایجاد کیا اور اس ترتیب اور مناسبت سے تھریرو کیا کہ جس سے زیادہ ہونا ممکن نہیں اور اُن غلطو و نقوش میں اُن باتوں کا لحاظ رکھا کہ تمام انجینیروی کاموں کا مدار اُس پر ہی تو اب خیال کرو کہ اُس کی تحقیق اور ہماری اُس کی صحت اور خوبی کی تسلیم میں فرق ہی یا نہیں درحقیقت یوا فرق ہی کو ہر شخص بلکہ لادوں میں سے دس بیس بھی اُسکی سی ایجاد و ترتیب کی استعداد نہیں رکھتے مگر اُس کی صحت اور اچھائی کی تسلیم کی عقل سب کو ہی پس نادان ہی وہ جو ایسی تسلیم کرنے والی عقل سے منکر ہو *

الحاصل ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ سچے مذہب نے ہمکو وہی باتیں بتائی ہیں جو فی نفسہ اچھی ہیں اچھے خیال ہمکو سکھائے اچھی باتیں ہمکو بتائیں اچھے کام کی ہمکو تاکید کی اور چونکہ ہماری عقل کو اُس کی اچھائی کے تسلیم کرنے کی استعداد اور اُس کی سمجھنے کی قوت ہی پس ہم اُسکی اچھائی کو جسے مذہب نے ظاہر کیا اپنی عقل سے ثابت کرسکتے ہیں اُسی طرح جیسے کہ اقلیدس کی کھینچی ہوئی شکلوں کی اپنی عقل سے تصدیق کرسکتے ہیں پھر ہماری عقل مذہب کی ظاہری باتوں اور ظاہری لفظوں سے اپنے خیالات کی اصلی پاکیزہ صفائی اُسی طرح کرسکتی ہی جس طرح کہ ہم اقلیدس کی لکڑیوں اور شکلوں سے بڑے بڑے کام انجینیروی اور ریاضی کے اپنی سمجھ بوجھ کے کام میں لانے سے لے سکتے ہیں ہم اگر مذہب کی ساری باتوں کو یاد کرلیں اور اپنے خیال میں لکھالیں پر عقل سے اُس کی حقیقت کا ادراک نہ کریں تو ہماری مثال ہمینہ ایسی ہوگی جیسے کہ ہم تھریرو اقلیدس کے سارے غلطو و نقوش کو یاد کرلیں پر اُسکا مطلب سمجھ کر اُس سے کچھ کام نہ لیں اور اسبات کی تحقیق نہ کریں کہ اس شکل و خط کے کھینچنے والے کا اصلی مقصود ان لکڑیوں میں کیا تھا *

ہم اس بھٹ کر اس وقت نہیں بڑھاتے اور ان دونوں اصول کی موافقت پر زیادہ دلیل نہیں لاتے کیونکہ اسوقت ہمارا مقصود دوسرا ہی اسلیئے ہم اپنے اصلی مطلب پر رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے خیالات اور اپنی باتوں کی اچھائی عقل سے ثابت کرلی تو وہ ضرور عزت کا مستحق ہوگا کہ جب تک اوردوں پر اُس کی اچھائی ثابت نہو وہ اُس کی عزت نہ کریں گے لیکن آخر ایک روز اُس کی عزت ہوگی کیونکہ کوئی سچی بات جب ایک مرتبہ ظاہر ہو جائے رک نہیں سکتی کسی نہ کسی دن ظاہر ہوتی ہی *

بہت سے حکیم فلسفی دانا آدمی گذرے جنہوں نے بہت اچھی باتیں ایجاد کیں اُنکے خیالات اُن کے کام اچھے ہوئے مگر مدت تک پہچانے

کی حقیقت دریافت کرسکتی ہی مگر ہمارے نزدیک یہ اُن کی سمجھ غلطی ہی اور یہ قول اُن کا عقل اور مذہب دونوں سے باطل ہوتا ہی کیونکہ مذاہب مختلفہ میں سے ایک سچے مذہب کا تحقیق کرنا اور پھر سچے مذہب کی سچی باتوں کو چھوٹی اور ملائی ہوئی لوگوں کی باتوں سے جدا کرنا عقل ہی کا کام ہی ورنہ ہر مذہب کی حقیقت اور مذہب کی ہر سچی چھوٹی بات کی تصدیق لازم ہو جیسے سارے نادان کے کوئی نہ مانیکا پھر سچے مذہب کی خبریوں کے دریافت کرنے کا عقل ہی ایک کامل ذریعہ ہی اور مذہب نے بھی عقل ہی سے کام لینے پر ہدایت کی ہی اقلات عقلوں اور انلا تذکرون کا خطاب عقل ہی کے سبب سے ہی انہم لایعقلون شیا اور اولئک کا لانا ہم کی چھوڑکیاں عقل سے کام نہ لینے ہی کے باعث سے ہیں پس جو لوگ اچھائی برائی کی تحقیق یا اُس کی تسلیم سے عقل کو عاجز جانتے ہیں در حقیقت وہ انسان کی اُس قوت سے منکر ہیں جو خدا نے اُسے بھلائی برائی کے سمجھنے کے واسطے دی ہی اُن کے نزدیک حیوان اور انسان میں کچھ فرق نہیں حقیقت میں ایسے لوگ خورہ نادان ہیں *

جو لوگ عقل کو حسن و قبح اشیاء کی تحقیق سے معطل جانتے ہیں اُن کو وہ اختلاف جو مذہبی باتوں اور عقلی تحقیقاتوں میں ہی اس خیال پر داعی ہوا ہی مگر اُن سے دو غلطیاں ہوئی ہیں ایک تو اُنہوں نے شخصی اور جزئی عقل کو پیش نظر رکھا اور عقل انسانی اور عقل کلی کو چھوڑ دیا دوسرے ظاہری اختلافات شرع اور عقل کو اپنی عقل کے نقصان کے سبب سے دور نکرسکے اور تحقیق اور تسلیم میں جو فرق ہیں اُس سے بھی واقف نہوے ورنہ وہ ایسے غلط خیال میں نہ پھنستے اس لیے اب ہم اُن کو بتاتے ہیں کہ ہماری مراد عقل سے عقل شخصی نہیں ہی بلکہ عقل انسانی ہی جو لوگوں کے تجربہ اور تحقیقات اور علم سے کامل ہوجاتی ہی اور ساری غلطیوں کو دور کردیتی ہی اور آخر سچی بات کو ایسا تحقیق کردیتی ہی کہ کوئی اُس سے انکار نہیں کرسکتا *

پھر مذہب کی اچھی باتوں کو جو اول عقل ظاہر نہ کرسکے مگر بعد ظاہر ہوجانے کے اُس کی اچھائی کو تسلیم کرسکتی ہی اگر تسلیم کی استعداد بھی اُس میں نہو تو ہمارے نزدیک تکلیف شرعی صحت اور مذاہب و ثواب ضرور ہوجارے اور انسان کو ایمان کی تکلیف ایسی ہو جیسی کسی جانور کو صنعت اور حکمت کی تکلیف دینا معاذ اللہ کہ خدا ایسی تکلیف دے *

خود کسی بات کو تحقیق کرنے اور اُس کے تسلیم کرنے میں یوا فرق ہی جسے ہم ایک ظاہری مثال سے بیان کرتے ہیں مثلاً

عزت کے لوگوں نے اُن کی حقارت کی اور اُن کو ذلیل جانا اور اُن سے متعاطف پیش آئے مگر اُس سچی عزت نے جسکا خیال خود اُن کے دل میں تھا اُن کی خود عزت کی اور اُنہوں نے کسی دن آپ کو ذلیل ٹھکانا پر آخر جب اُن کے خیالات اور اعمال کی اچھائی ظاہر ہوئی تو مخالفوں نے اُن کی عزت کی اور اپنے آپ ہی کو حقیر جانا اور اپنے متعاطف پر نادم ہوئے پس جس بات کی سچائی اور اچھائی عقل سے ثابت ہو جاوے اُس کا حاصل کرنے والا سچی عزت کا مستحق ہوتا ہی *

اب ہم دوسرے اصول سے بحث کرتے ہیں یعنی شرع سے مذہبی باتوں کی اچھائی ثابت کرنا دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو جھوٹے مذہبوں میں سے ایک سچے مذہب کی اچھائی پر یقین کرنا دوسرے جو سچا مذہب مان لیا جاوے اُس کی اصلی اور سچی باتوں کو تحقیق کرنا بغیر اس کے کوئی انسان مذہبی عزت کا مستحق نہیں ہو سکتا *

میں بہ نسبت اپنے مذہب اسلام کے جس کی سچائی اور اچھائی پر مجھے یقین ہے دوسرے امر سے کچھ مقتصر بحث کرتا ہوں کہ اب ہمارے زمانہ میں مذہبی عزت کا استحقاق کیونکر حاصل ہو سکتا ہے *

اس پر تو غالباً سب مسلمان متفق ہونگے کہ مذہب موجودہ امتیاز سے غلط خیالات اور بے اصل باتوں کے خالی نہیں ہے اور جیسا اُنکے ہائی نے ہمکو بتایا تھا ویسا ہی پاک صاف نہیں ہے اور تحقیق کی ضرورت ہے لیکن تحقیق کے اصول شاید مختلف ہیں ہمارے مذہب کہتے ہیں کہ جو باتیں اب تک مذہب کے لوگوں نے بتائیں اور جیسا خیال خلفاً من سابق چلا آیا اور جن کاموں کو مشہور مذہبی لوگ کرتے آئے اُن کی تقلید ہی اصلی مذہب کی اچھائی کے ثبوت کے لئے کافی ہے اس واسطے کہ لوگ مذہبی عزت کے مستحق ہیں جو دینے ہی خیال رکھتے ہوں دینے ہی کام کرتے ہوں اور جو لوگ اُنکے متعاطف ہوں وہ از روئے مذہب کے ذلت کے مستحق ہیں چنانچہ اسی خیال سے لوگ اُن کی ذلت کرتے ہیں جو کہ اس اصول کو نہیں مانتے اور اپنے مذہبی خیال اور مذہبی چال میں اُن سے موافق نہیں رکھتے ہمارے نزدیک وہ اس خیال میں معذور ہیں اور تارتیکہ وہ اپنی غلطی خیال کے قائل نہیں ایسی تعقیر و تذلیل میں لایق مفر ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ سمجھ اُن کی صحیح نہیں ہے کیونکہ سچے مذہب کی سچائی صرف اُسی وقت تک باقی رہ سکتی ہے کہ سوائے باقی مذہب کے دوسرے کا قول یا عمل مثلاً باقی مذہب کے نہ مانا جاوے اور کوئی مثلاً اُس کے معصوم نہ تسلیم کیا جاوے کیونکہ جب

ایسا ہوتا ہے تو اصل مذہب کی اصلی باتوں کو آدمی بھول جاتا ہے اور آہستہ آہستہ مذہب اور کاردار بلکہ اندھے کے ٹیڑھی کھیر ہو جاتا ہے یہ ہم نہیں کہتے کہ مذہب کے جاننے والے یا اُس کے سچے طور پر جاننے والے نہیں ہوتے یا اُن کی باتوں سے ہمکو فائدہ نہیں پہونچتا ہم بڑے ہی نامنصف اور نا شکر ہوں بلکہ نادان جو ایسا خیال کریں لیکن ہمکو اپنے مذہب کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا اور اُسی پر اپنی نظر اپنا خیال جمانا چاہیئے اور لوگوں کی تحقیقاتوں سے صرف استفادہ کرنا چاہیئے نہ کہ اُسکا کامل اتباع اور پوری تقلید کیونکہ جب ہم ایسا کریں گے تو وہ صاف نورانی شعاعیں مذہب کی ہمارے دل پر نہ پڑیں گی جنکو مذہب نے ساری دنیا کے روشن کرنے کے لئے ظاہر کیا ہے اور ہمارے خیال لوگوں کے حجاب اور پردہ کی آڑ سے تاریکی میں پڑ جائیں گے کیونکہ سب مذہبوں میں ایسا ہی ہوا ہے اور اُسکی نشانیاں ہمارے مذہب میں بھی موجود ہیں *

پس ہمارے نزدیک مذہب بھی اُسی کی عزت کریگا جو کہ مذہب کی عزت کرے اور مذہب کی عزت یہ ہے کہ وہ اپنی سچائی پر قائم رہے اس لئے ہمارے نزدیک وہ لوگ مذہبی عزت کے مستحق ہیں جو کہ مذہب کی سچائی ظاہر کرنے اور اُسکی اچھائی ثابت کرنے پر مستعد ہوں اور جنکے مذہبی خیالات لوگوں کی پیروی سے جنکے مذہبی اعمال عامیوں کے چال چلن کی کٹاوتوں سے پاک و صاف ہوں *

جو لوگ مذہب کی جھوٹی باتوں کو مذہب سمجھتے ہیں اور مذہب کی خوبیوں کو چھپاتے ہیں اور غلطی سے اپنے آپ کو مذہبی عزت کا مستحق جانتے ہیں حقیقت میں وہ جھوٹی عزت کا دعوے کرتے ہیں اُن کی عزت اُسی قدر ہوسکتی ہے جتنی کہ قاب ز اندر سکھ کی کہ سوائے نام اور شکل کے سچائی سے خالی اور عیار و مہک سے ہمیشہ خالی ہے مگر جو لوگ مذہب کو مذہب کے طور پر اُس کے باقی کی مرضی کے موافق مانتے ہیں اُن کی عزت ایسی ہی ہوسکتی ہے جیسے کہ سونے کے ایک خالص ٹکڑے کی جسے نہ نام و شکل پر دعوے سچائی کا ہے بلکہ اپنی ذات اور اپنی سچائی پر وہ ہمیشہ عیار و مہک کا طالب ہوتا ہے وہ اپنی صفائی کے امتحان کرنے کا خواہاں ہوتا ہے *

اگلے زمانہ میں بھی بعض بعض ایسے مذہبی عزت کے مستحق گذرے ہیں مگر جھوٹی عزت رکھنے والوں نے اُن کی بڑی تعقیر کی اور بجائے عزت کرنے کے اُن کو ذلیل جانا مگر آخر اُن کی سچی عزت ظاہر ہوئی اور وہ اپنے استحقاق سے معذور نہ رہے *

اب ہم تیسرے اصول سے بحث کرتے ہیں یعنی صرف عام سے جتنا کہ یہ اصول بے بنیاد و باطل ہے اور اچھائی پرانی کی تحقیق

میں وہاں ایک رفیق پایا جسکا نام خود تھا اُس سے حقیقت
اُس کی پوچھی تو اُس نے کہا کہ اس کے اندر ایک ایسا ہر نقاب باغ
ہی جسے جنت عدن بھی دیکھے تو شرمندہ ہر اور پہر پہر اُسکے احباب
کرنے کے لیے بنائی گئی ہی تب تو مجھے اندر جانے کا شوق ہوا اپنے
رہنما سے دروازہ کا نشان پوچھا اور میں نے اُس کی کامل اطاعت اور بڑی
تقاعداری کی تب اُس نے پانچ برس کے بعد دروازہ بتایا میں اُس دروازہ
کی مصراپ کی بلندی اور اُسکے طاق اور کنکرہ کی خوبی کیا بیان کروں
میں جاتے ہی بیتابانہ دورنے لگا اور باغ کی سیر سے سیر ہونا چاہا
میری اس پوالہ روی پر میرا رہنما ہنسنا اور کہا کہ اے نادان دروازہ
تو پانچ برس کی مصرت کے بعد پایا اس باغ کی سیر ایسی کیا آسان
ہی جسکا ایک کٹارہ ازل اور دوسری حدابد ہی *

خیر میں نے ہوس کو روکا اور جس حال سے خود نے چلایا چل
کئی برس کے بعد چند گیارہاں اُس باغ کی دیکھے پائوں مگر اُس کی خوبی
اور لطافت میرے بیان سے باہر ہی ہر چمن قدرت کا کارخانہ اور
صنعت کا تماشہ تھا اُس باغ کے سبزہ کا مستانہ جہرمنا قہری کی
آواز بلبلوں کا پھولوں پر گرتا پھولوں کا کھلنا کلیوں کا چٹکنا نرگس کی
نظر بازی شمشاد کی سرورقدی نے مجھے ایسا مست کر دیا کہ اپنے ہوش
و حواس میں نہ رہا *

میں چندے اُس باغ میں رہا پر مجھے کو اپنی صورت کا کوئی
رفیق نہ ملا جس سے دل بھلاتا اور اس باغ کی بہار اوتنا آخر اپنی
تنہائی سے گہرازا اور باہر نکلا کہ کوئی مجھے سامنے تو یہاں لاؤ
اور اپنا دل خوش کروں *

میں اُس باغ میں سے نکل کر برسوں اسی تلاش میں پھرا لیکن
کوئی نہ ملا آخر بعد چند سال کے مشرق کی طرف مجھے ایک
چاندیواری نظر پڑی جسکی صورت بھی دیسی ہی تھی اور نہر بھی
دیسی ہی اور چشمہ بھی ویسا ہی تھا جہاں سے میں نکلا تھا مگر
دروازہ کھلا ہوا دیوار شکستہ اور کچھ نئی قسم کے آدمی آتے جاتے
نظر آئے میں نے اپنے رہنما سے پوچھا کہ یہہ تر وہی باغ ہی مگر کیا
سبب کہ نہ دیوار کی وہ خوبی و خوشنائی ہی نہ دروازہ کی وہ رفعت
و شان ہی چشمہ بھی مٹا نظر آتا ہی پانی کی بھی صورت بدلی ہوئی
ہی اُس نے کہا کہ یہہ وہ باغ نہیں ہی دوسرا ہی مگر پہلے اُسی باغ
کی طرح راستہ تھا خزاں کی ہوائ نے اُسکو سرکھا دیا اور زمانہ کے
انقلاب نے پامال کر دیا *

جب میں باغ کے اندر گیا تو چمن کے نشان کچھ نظر آئے مگر
نہ وہ صفائی نہ وہ خوبی نہریں بھی کچھ بھتی معلوم ہوئیں مگر
نہ پانی کی وہ لطافت نہ وہ شیرینی پھول جتنے تھے وہ سب کھلے
ہوئے میرے جسد پر چشمہ دیکھا جس سے نہر میں پانی گرتا ہی *

کا مزاحم ہی ویسا ہی وہ نہایت جاری اور مروج ہی بلکہ ہمارے
زمانہ میں تو وہی ہمارا امتحان ہی *

ہمارے ہم مذہب رسم و رواج ہی کو شرع اور عقل سمجھتے ہیں
اور اُسی کی موافقت اور مخالفت کو اچھائی برائی جانتے ہیں اُن کے
نزدیک وہی شخص عزت کا مستحق ہی جو کہ اُن اچھی باتوں پر
چلتا ہو جسے سب لوگ اچھا جانتے ہوں گو وہ عقل کے مخالف ہوں
یا مذہب کے *

ہمارے ہم قوم بڑی ہی ذلت اور حقارت کی نظر سے اُسے دیکھتے
ہیں جو کہ رسم کا پابند نہر گو وہ کیسا ہی عقل اور مذہب کا
پابند ہو اُن کے نزدیک رسم کی مخالفت ہی ایک برا خیال ہی
جس کے سبب سے انسان بڑی تعقیر اور ذلت کا مستحق ہوتا ہی *

پھر اگر ہماری قوم نے سچ سمجھے تو کچھ رسمیں جاری کی
ہوتیں اُن کی برائی بھائی تحقیق کر کے اُن پر عامل ہوئی ہوتی تو
یہی کچھ کہتا اُن کا لائق لحاظ کے ہوتا پر افسوس ہی کہ وحشیانہ
تمدن اور عامیانہ چلن نے جاری ہونے سے پہلے اُس کا لحاظ نہ کرایا
اور اب نادانی اور جہالت نے تحقیق سے منع کر دیا لیکن جو لوگ
اب اس کی تنقید پر متوجہ ہیں اور جن کو ہماری قوم نہایت ہی
ذلت کی نظر سے دیکھتی ہی اُمید ہی کہ اپنی مصرت کا ثمرہ پائیں
اور اُن کی سچی عزت اُن کے مخالفوں کے دل میں ایسی سما جاوے
جیسے کہ روشنی ایک تاریک گھر میں جب کہ اُس کا بند دروازہ
توڑ دیا جاوے *

دانش

مہدی علی

نمبر ۱۳۶

موجودہ تعلیم و تربیت کی شبیہ

ایک روز خیال نے مجھے عالم مثال تک پہنچایا اور اُس ملسم
کدہ کو جہاں سب چیزوں کی شبیہ اور تمام حالتوں کی تصویر مصور
قدرت نے کھینچ رکھی ہی دکھایا درحقیقت اُسے میں ویسا ہی پایا
جیسا کہ سنا کرتا تھا بلاشبہ وہ ہماری حالتوں کا آئینہ اور ہمارے
خیالوں کی تصویر کا مرتع ہی *

جب میں اُس ملسم خانہ کے مغرب جانب پہنچا تو ایک چار
دیواری دیکھی جو میرے خیال سے بھی زیادہ بلند اور میرے حوصلہ
سے بھی زیادہ وسیع اور مہرہ سے بھی زیادہ مضبوط تھی قدرت
نے ایسا سنہرا رنگ دیا تھا کہ جب سورج کی کون اُسپر پڑتی تو وہ
دیوار زو نگار کفن کی طرح ایسی چمکتی جس سے آنکھوں کو چکاچوند
ہوجاتا اُس دیوار کے چاروں طرف پھرا ہر میں دروازہ نہ پایا
مگر ایک جگہ ایک بڑی نہر دیکھی جو دیوار کے نیچے سے اندر جاتی
ہی اور ایک بلندی پر چشمہ دیکھا جس سے نہر میں پانی گرتا ہی *

پانی نہیں آسکتا مگر دوسرا چشمہ نکلا ہوا ہی اسی کا میلہ بندوبست
زہریلا پانی کرتا ہی اور دھبی باغ میں جاتا ہی جس کی تاثیر سے
آدمی مسخ ہو جاتے ہیں *

جب میں نے اُن چشموں کا حال پوچھا تو غور نے تحقیق نامی
رفیق کو میرے ساتھ کر دیا اُس کے ساتھ میں اُن دونوں چشموں کی
حقیقت دریافت کرنے کو چلا مدت بعد سب حال دریافت کر کے اس فکر
میں پڑا کہ اس پتھر کی چٹان کا حال کسی سے پوچھوں تب تاریخ
نامی ایک روشن ضمیر ملے اُس نے کہا کہ ہزار برس ہوتے ہیں تب
میں اس باغ میں آیا تھا نہایت تر و قازہ اور سبز و شاداب تھا جیسا
و باغ جو تم نے اول دیکھا ہی اس باغ کی نوروں میں صاف چشمہ کا
پانی آتا تھا اور گدے چشمہ پر پتھر رکھا ہوا تھا مگر سرکتے سرکتے
اب وہ صاف چشمہ پر آگیا ہی *

تب تو میں نے خیال کیا کہ اس پتھر کو ہٹا دوں چنانچہ میں
کو ساتھ لیکر چلا مگر چند غورنظرار وحشی درندوں نے مجھے پر حملہ
کیا اور پتھر سرکانے پر مجھے موت کا خوف دلایا میں جان
بچا کر ہٹا لیکن میرے رہنما نے کہا کہ اُڑ رہی تیری طرح اس ارادہ
پر آئے مگر اُن کے خوف سے بھاگ گئے میں تجھے ایک مشعل دیتا ہوں
جس کی درہنی سے یہ اندھے ہو کر بھاگ جاویں گے چنانچہ بصیرت
کی مشعل اُس نے مجھے دی درحقیقت جب میں وہاں مشعل لیکر
پہنچا تو کوئی میرے پاس نہ آیا آخر میں بغراض پتھر سرکانے لگا
پڑ وہ ایک مجھے سے کب سرکتا تھا میں تھک کر بیٹھ رہا کہ ہمدردی
نامی واعظ میرے سامنے آیا اور کہا کہ مجھے اجازت ہو تو کچھ مدد
کرنے والے لے آؤں میں نے خوش ہو کر اُس کا شکر کیا اور بڑے زور شور سے
اُسے اپنی ہی سی صورت و شکل والوں پاس بھیجا پر انہوں نے کہ ہم
کم لوگوں نے اُس کی بات سنی جو لوگ ابھی اُس سے بچے ہوئے تھے اُن کے کان
بھرے تھے انہوں نے کچھ نہ سنی آخر وہ ہا حسرت و یاس واپس آیا
اُس کے اڑنے کے بعد میں نے چاہا کہ اس خیال کو چھوڑ دوں اور غم
پتھر جیسا رکھا ہی ویسا ہی رہنے دوں پر استقلال نامی ایک
رجز خوان نے میرا دل بڑھایا اور مجھے ایک تدبیر بتائی اُس نے کہا کہ
میں نے ایمان نامی قیصر سے سنا ہی کہ اس چشمہ کا ایک کھردنے والا
ہی وہ سب مشکل حل کر سکتا ہی مگر بڑی مشکل ہے انسان کی
وساٹی اُس تک ہو سکتی ہی اُس کی راہ میں اول تو مصیبت
کا ایک بڑا میدان لق و دق ملتا ہی جہاں سوائے آنکھ کے
پانی کے پھنکے کو بھی کچھ نہیں اگر اُس سے بچ گئے تو رسوائی
و بدنامی کے ساتھ سمندر ملتے ہیں جہاں صبر کی تڑپ پھرتی
نشتی کے سوا مہرور کا کوئی ذریعہ نہیں تب دروازہ اُس کا ملتا ہی
جہاں اخلاص کی نذر پیش کش کرنی پڑتی ہی اور دعا کے پاک صاف

پر سیاہی چھائی ہوئی تھی گلوں کی سرخی پر زردی آگئی تھی نسیم
کے بدلے سر صر کی تندہی پریشان کرتی تھی بلبلوں کی جگہ زاغ و زغن
کا شرر ہورہا تھا تو کس اپنی پھرتی آنکھ سے حیرت کی نگاہ کر رہی
تھی حوض کی آنکھ اپنی خشکی پر رد رہی تھی *

میں باغ میں پھرتے پھرتے نہر کے کنارے پہنچا تو کیا دیکھتا
ہوں کہ چند خوبصورت خوش شکل ماهرر نوجوان آئے اور اُس نہر
میں پانی پھرنے اور غوطہ لگانے لگے! جب وہ نہا دھو کر اُس سے نکلے تو
اُن کے چہرہ بدلے ہوئے نظر آئے نہ وہ شکل و ہمایل تھی نہ وہ لڑکھ
و نرمی اور ہر ایک کے در دو سینک نکل آئے تھے وہ نہر سے نکلتے ہی
ایک دوسرے پر حملہ کرنے اور سینک سے سینک لڑانے لگے یہاں تک کہ
کسی کا سینک ٹوٹا کسی کا چہرہ پکڑا کسی کا قصہ سے چہرہ لال ہوا کسی
کا کف مرنے سے اوڑھ کر مجھے تک پہنچا کسی کی گردن کی رگیں مارے
قصہ کے تن گئی کسی کے مرنے سے آواز فضا کے سبب سے نہ نکلی اسطرح
وہ وحشیانہ لڑائی لڑتے ہوئے ایک عالی شان مکان کی طرف چلے میں
بھی ساتھ ساتھ ہولیا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہی وہاں کیا دیکھتا ہوں
کہ ایک نصف وحشی! نصف انسان جس کا چہرہ آدمی کا دم طاؤس
کی مرنے چڑیا کا پیٹ پیل کا چال لوہڑی کی ایک رنگین سنڈر کی
کھال اڑھے ہوئے کپڑے کی طرح فٹرخ فٹرخ کر رہا ہی جب وہ سب
نوجوان اُس کے پاس پہنچے تو اُس کے آئے کر پڑے اُس نے ایک
کریہ ہولناک آواز سے اُن کو پکارا اور آپس کے جھگڑے کا حال پوچھا
اُن لوگوں نے کچھ ایسی برائی میں اُسے جواب دیا کہ میں نہ سمجھا
مگر یہ دیکھا کہ اُس وحشی آدمی نے کچھ خوش ہو کر کسی کا
موتہ چوما اور کسی کو پیار کیا اور کسی کو مرحبا کہا *

میں اس معاملہ کو دیکھ کر حیران ہوا اور پٹا مانگتا باہر
نکلا اور اپنے رہنما سے اس اسرار کی خبر پوچھی اُس نے کہا کہ اس
نہر کے پانی کی ایسی ہی تاثیر ہی کہ سب ایسی شکل کے ہو جاتے
ہیں جیسا کہ وہ نصف وحشی! نصف انسان تھنے دیکھا ہی یہ
نوجوان نازک ماهرر لڑکے بھی جب زیادہ پانی پینے کے غلبہ
نہر میں لگا رہیں ایسے ہی ہو جاویں گے اور جو کچھ لڑائی تم نے
دیکھی یہ لڑائی نہ تھی بلکہ اُن کا علمی مباحثہ تھا جس کے افلا
یہی تمہاری سمجھ میں نہ آئے *

جب میں نے اس تاثیر کا سبب پوچھا تو رہنما مجھے چشمہ کے
کنارہ پر لیکھا رہاں کیا دیکھتا ہوں کہ دھانہ پر چشمہ کے دو چشمہ
آکر ملے ہیں ایک تو سیدھا چلا گیا ہی جو نہ نہایت صاف اور پاک
اور خوشگوار ہی دوسرا غم و پیچ سے گیا ہی جس میں جا بجا نالے
تدابیر ملتی گئی ہیں جو کہ سب نشیف اور مہلے اور ناپاک ہیں مگر
پہلے چشمہ کے دھانہ پر ایک پتھر کی چٹان آگئی ہی جس سے صاف

جانے کہ تو ایک قیامت جاتے ہیں اس لیے ہم اُن کی تشفی کے لیے متعدد روایتیں اہل سنت و جماعت کی معتبر کتابوں سے لکھتے ہیں جس سے بظری ثابہ ہی کہ جوتہ پہنے مسجد میں جانا اور جوتہ پہنے نماز پڑھنا سنت ہی اور جو شخص اُن لوگوں پر طعنہ کرتا ہی جو جوتہ پہنے نماز پڑھ لیتے ہیں وہ گنہگار ہوتا ہی کیونکہ عادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے جوتہ پہنے نماز پڑھنا اور مسجد میں جانا ثابت ہی *

ابن عدی اور ابن مرددہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتہ کو زینت نماز فرمایا ہی اور اُسے پہنکر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوا زینت الصلوة قالوا و ما زینت الصلوة قال البسوا نعالکم فصلوا فیہا مقلی اور ابو الشیخ اور ابن مرددہ اور ابن مساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ عز وجل غزوا زینتکم عند کل مسجد اے صلوا فی نعالکم یعنی پیغمبر خدا کے اس قول میں کہ زینت سے ہو مسجد میں جایا کر یہ فرمایا ہی کہ جوتہ پہنکر نماز پڑھا کرو ابن مرددہ نے مرزومہ روایت کی ہی کہ ما اکرم اللہ بہ ہذا الامۃ لبس نعالہم فی صلواتہم کہ منجملہ اُن باتوں کے جو خدا نے اس امت کی بزرگی کے لیے دی ہیں جوتہ پہنکر نماز پڑھنا ہی ابو داؤد اور حاکم نے شداد ابن ارس سے یہ حدیث روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالفوا یہود فانہم لا یصلون فی خفانہم ولا فی نعالہم کہ مخالفت کرو یہود کی کہ وہ موزہ اور جوتہ پہنکر نماز نہیں پڑھتے اور اور بیہقی اور ابن حبان اور طبرانی نے بھی ایسی ہی روایت کی ہی بظاری نے انس سے روایت کی ہی کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر خدا جوتہ پہنکر نماز پڑھتے تھے اُنہوں نے کہا ہاں اور مسلم اور نسائی اور ترمذی نے بھی ایسی ہی روایت کی ہی *

بعض علما نے ان احادیث سے ثابت کیا ہی کہ جوتہ پہنکر نماز پڑھنے کی عادت معمولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جیسا کہ تتم المتعال میں لکھا ہی و اما صلواتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی نعلیہ ناظرانہ کان فی المسجد فان فی الصیغہیں رفیر ہما من سعید بن یزید قال سالت انس ابن مالک کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ فقال نعم و ظاہرہ ان ہذا کان ہانہ و مادۃ المستمرة دایما کہ مسجد میں جوتہ پہنکر نماز پڑھنے کی آپ کی مدامی عادت تھی * حنبلی اسی وجہ سے جوتہ پہنکر نماز پڑھنے کو سنت کہتے ہیں جیسا کہ ردالمحتار میں لکھا ہی کہ واخذ جمع من الصحابۃ انہ سنتہ *

ہاتھوں کے ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہی تب وہ نذر قبول ہوتی ہی اور اجاہت کا خلعت ملتا ہی کہ کہہی ایسا بھی ہوتا ہی کہ ہوسوں نذر کی قبولیت کی نوبت نہیں آتی پس اگر تمکو اس پتھر کے سرکانے کی خواہش ہی تو وہاں تک جاؤ اگر اُس تک تمہاری رسائی ہوئی اور اُس نے تمہاری نذر لیلی تو وہ اقبال کو تمہارے ساتھ کریگا جب تم لوگوں کے سامنے کروگے سب کی آنکھیں کھل جائیگی جتنی کہ وہ اب بند ہو رہی ہیں تب وہ اپنے سرکے ہوئے باغ کو دیکھکر تعجب کریں گے اور تمہارے ساتھ پتھر سرکانے پر مستعد ہونگے آخر چند ہی روز میں گلے چشمہ کا پانی بند کر کے صاف چشمہ کے پانی سے اپنی نہریں بہہ لینگے اور اپنے باغ کو پہلے سے بھی زیادہ سرسبز اور شاداب کریں گے اور تب تم دیکھو گے کہ یہ سرکھا ہوا باغ اُس بڑے باغ سے بھی تمہارے نظروں میں زیادہ سرسبز اور خوشنما معلوم ہوگا کیونکہ نہ وہ باغ تمہارا باغ ہی نہ وہاں کوئی تمسا ہی اور یہ باغ تمہارا ہی ہی اور سب تم سے ہیں میں اس رفیق کا شکر کیا اور اُس کے کہنے کے مطابق چلا کہ دیکھو اب کیا ہوتا ہی *

جب میں عالم مثال سے لوٹا اور لوگوں سے یہ قصہ کہا تو وہ سب ایک ایک لفظ کی حقیقت مجھ سے پوچھنے لگے میں صرف یہ کہہ کر کہ جو باغ ہوا بہرا میمنہ مغرب میں دیکھا وہ علوم و فنون جدیدہ کا باغ ہی جس کے پہل پہل اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ہر ہمارا دل بھلانے والا کوئی وہاں نہیں ہی اور جو باغ خشک میمنہ مشرق میں دیکھا وہ ہمارے ہی علم قدیمہ کا باغ ہی جسکی ویرانی اور خزاں کی کیفیت ہمارے سامنے ہی وہ پتھر جو سر چشمہ پر آگیا ہی جہالت ہی وہ ندی نالے گندے پانی کے رسم و رواج کی پابندی کیکی نما تعصب علم نما نادانی جھوٹا زہد جھوٹی ہیضی جاہلانہ تناید مامیانہ غلامی ضرر انگیز حرارت وحشیانہ تعلیم و تربیت ہی جسکے نتیجے میں انسانیت ہی جو کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جسکا علاج اب ہم سوائے دعا کے کچھ نہیں پاتے *

راقم

محمد علی

نمبر ۱۲۷

مسجد میں جوتا پہنے نماز پڑھنا

چند روز ہوئے کہ تہذیب الاخلاق میں ایک مضمون تہذیب الایمان سے چھاپہ گیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ جوتہ پہنے ہوئے مسجد میں جانا اور جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھنا صرف جائز ہی نہیں ہی بلکہ سنت ہی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کو ابھی تشفی نہیں ہوئی اور وہ بدستور اُن لوگوں پر طعنہ کرتے ہوں جو کہہی کہہی جوتہ پہنے ہوئے نماز پڑھ لیتے ہیں اور جوتہ پہنے ہوئے مسجد میں

مسجد میں جو تاپہنے نماز پڑھنا

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری
سنہ ۱۳۰۲ قمری

ہر اُس کی طہارت ہی جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کی ہے اذا ولی احدکم بطفیہ فطہورہما التراب اور ابن حسان نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ اذا ولی احدکم بطفیہ فان التراب لہ طہورہ ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے آنحضرت سے پوچھا کہ ہم جس راہ سے مسجد کو آتے ہیں وہ راہ نجس اور فلیظ رہتی ہے تو جب پانی پڑے تو ہم کیا کریں آپ نے فرمایا کہ کیا نجاست کے بعد صاف جگہ نہیں ملتی اُس نے کہا کہ کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہذا بہذہ یعنی بس جگہ صاف پر قدم رکھنا نجس جگہ کی نجاست دور کرنے کے لیئے کافی ہے *

حافظ ابو زرعمہ عراقی شافعی نے بھی ایسا ہی فتوا دیا ہے * بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو نجاست ایسی ہو کہ جسکا جرم نہ ہو مثلاً پیشاب و شراب کے اگر وہ جوتہ میں لگ جاوے تو بے دھڑے پاک نہیں ہوتی مگر یہ اُن کی خیالی طہارت ہے نہ مطابق حدیث کے کیونکہ مٹی سے رگڑ دینا ہی اُسکی پاکی کے لیئے کافی ہے اور یہ مسئلہ فقہاء کا خود امام ابو حنیفہ صاحب اور قاضی ابو یوسف کے فتویٰ کے خلاف ہے جیسا کہ قاضی ابو علی نسفی نے امام ابوبکر محمد بن قفال سے روایت کی ہے کہ انہ دل اذا اصاب ثعلیہ بول او خمر ثم مشی علی التراب او الزمل حتی لزلت بہ بعض التراب وجف ثم مسحه بالارض طہور مند ابی حنیفہ وھذا ذکرہ الفقہ ابو جعفر عنہ و عن ابی یوسف مثلاً ذک الا انہ لم یشتطوا الجفاف اُنہوں نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر جوتہ میں شراب یا پیشاب لگ جاوے پھر مٹی پر چلے یا رخ پڑے اور کچھ مٹی یا ریت جوتہ میں لگ جاوے اور خشک ہو جاوے اور پھر پونچھ ڈالی جاوے تو پس جوتہ پاک ہو گیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور ابو جعفر نے بھی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ کو منقول کیا ہے اور قاضی ابویوسف نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے مگر اُنہوں نے خشک ہو جانے کی شرط نہیں کی *

بعض آدمی فاخلع ثعلبک کے حوالہ سے جوتہ اُتارنے کو ادب تصور کرتے ہیں اور اگلے لوگوں میں سے بھی بعض نے ایسا شبہ کیا تھا مگر شکر خدا کا ہے کہ اگلے ہی عالموں نے اُسکی سفافط ظاہر کر دی جیسا کہ فتح المتعال میں ہے ان امر خلع الثعل لموسی لادلالۃ لہ علی کراۃ دخول المسجد متنعلاً و اردل علیہ بالفرض فلا یضرنا لو جردہ ما یفسد فی ہر یعتدا و من ہینا ظہر سفافط مانی منیۃ المصلی *

یہ سب حدیثیں اور روایتیں جنکو ماننا مقلدین پر فرض ہے کیونکہ اُنہیں کے مقبولہ عالموں نے نہ صرف روایت کی ہیں بلکہ اُس پر فتویٰ دیا ہے ایک طرف رہینگی اور ہمارے ہندو مسلمان توبہ توبہ ہند کے مسلمان اپنی ہی رسم پر چاہینگے نہ خدا کی سنہنگی نہ رسول کی اس لیئے اُنکا دین اور دین کا ادب خیالی ہی اور رسمی نہ حقیقی ہے اور شرعی *

راۃ —
مہدی علی

بعض لوگ یہہ فرماتے ہیں کہ جو جوتہ پہنکر سڑکوں اور گلی کوچوں میں پھرتے ہیں اُس کو مسجد میں لیجانا اور نماز پڑھنا جائز نہیں ہے وہ جوتہ مسجد میں لیجانا جائز ہے جس کے اندر ایک اور جوتہ یا موزہ یا کوئی چیز ہو تاکہ جوتہ نجاست سے محفوظ رہے مگر یہہ غلطی ہے جیسا کہ ردالمحتار میں لکھا ہے ولو کان یمشی بہا فی الشوارع لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ر اصحابہ کانوا یمشون بہا فی طروق المدینۃ ثم یصلون فیہا یعنی اُسی جوتہ کو جسے پہنکر سڑکوں اور راہوں پر چلتے ہیں نماز پڑھنا جائز ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ کی گلیوں میں جوتہ پہنے پھرتے تھے اور اُسی سے نماز پڑھتے تھے *

ابوداؤد اور ابن حبان اور حاکم اور عبد ابن حمید اور اسحق ابن راہویہ اور ابوالعلی موصلی نے ابی سعید جزبی سے روایت کی ہے کہ حضرت نے نماز میں جوتہ اوتار ڈالا تو صحابہ نے بھی اپنے جوتے اوتار دیئے حضرت نے بعد نماز کے صحابہ سے پوچھا کہ جوتے کیوں اوتار ڈالے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کی تقلید کی تب فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے اسلیئے میں نے اوتار ڈالے اور یہہ فرمایا کہ تم مسجد میں آنے کے وقت اپنے جوتوں کو دیکھ لو اگر کچھ نجاست لگی ہو تو پونچھ ڈالو اور جوتہ پہنکر نماز پڑھو الفاظ ابوداؤد کے یہہ ہیں ثم قال اذا جاد احدکم المسجد فلینظر فان رای فی ثعلیہ قذراً او اذی فلیمسحہ ولیصل فیہا *

اگلوں میں سے بھی بعض خیالی ادب کرنے والے ایسے گذرے ہیں جنہوں نے اس فعل کو مکروہ جانا مگر علما نے اُنکے قول کو رد کیا جیسا کہ علامہ مصری نے فتح المتعال میں لکھا ہے الذی یترجع ہو انہ لا رجۃ لکراۃ الصلۃ فیہا لثبوت فعل ذلک من اصحاب الشرع و اما الا فضلیۃ فان ارادہ اقتداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذلک مباح من الرخص الشرعیۃ ہذا ہوالذی علیہ المہققون من الفقہاء والمحدثین کہ قول راجح یہہ ہے کہ کوئی رجہ جوتہ پہنکر نماز پڑھنے میں کراہت کی نہیں ہے اسلیئے کہ اصحاب شرع سے یہہ فعل ثابت ہے باقی رہی فضلیت پس اگر جوتہ پہنکر نماز پڑھنے سے مقصود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا ہے تو بلاشبہ جوتہ پہنکر نماز پڑھنا افضل ہے ورنہ یہہ فعل مباح ہے منجملہ مباحات شرعیہ کے اور بھی قول منصوص ہے معتقین فقہاء اور محدثین کا *

لوگ تعجب کریں گے کہ جوتہ میں تو نجاست لگتی رہتی ہے تو نجس چیز کو مسجد میں لیجانا یا اُس سے نماز پڑھنا کیونکر جائز ہوگا مگر اُن کو چاہیئے کہ اپنے ہی محدثین کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو دیکھیں اور ہم سے نہ پوچھیں کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ اگر جوتہ میں کچھ نجاست پھر جاوے تو رگڑ ڈالنا اور مٹی سے مل دینا

بمقام عیادتہ — مطبع علیکتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق اہتمام سے شائع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم [۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی] نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ڈونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت موصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُتر کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو اپنی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۴۸

مواصلات

متعلق

مدرستہ العلوم مسلمانان

سلام

کمیتی مدرسہ مسلمانان

مید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی سکوتری

جامع المنائب خیر خواہ اسلام و ترقی خواہ مسلمانان جناب

آپ نے جو تجویز مدرسہ العلوم مسلمانان کے قائم کرنے کی کی ہے اس کو تو کوئی شخص برا نہیں جانتا غالباً سب مسلمان ایسے مدرسہ کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں یہاں تک کہ آپ کے شدید متخالف بھی اس کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں مگر بعض باتیں جو خلاف رسم و رواج اور خلاف مذہب اسلام اہمیں تجویز ہوتی ہیں ان کی نسبت لوگ غل مچاتے ہیں اور ان کا غل مچانا بھی درست ہے مگر جب آپ کے حواریوں سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جو باتیں مخالفین مشہور کرتے ہیں وہ محض غلط ہیں پس بمجبوری میں آپ سے چند سوالات مفصلہ ذیل کرتا ہوں اس امید ہے کہ آپ ان سوالات کو معہ جوابات کے پرچہ تہذیب الاخلاق میں چھاپ کر دیں اسی پرچہ کے ذریعہ سے میری نظر سے گذر جائیگا اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو یقین ہوگا کہ جو کچھ ارگ کہتے ہیں وہ سب سچ ہی زیادہ نیاز *

راہ—

حقیقت طلب

جواب

سوال

کمیتی مدرسے نے یہ تجویز کی ہے کہ آپ کا ایک بٹ اور ان لوگوں کی جو قیام مدرسے میں مدد کریں گے قد آدم یا نصف قد تصریریں مدرسے میں رکھی جائیں گی میں نے سنا ہے کہ پہلے تو قد آدم تصریریں رکھنی تجویز ہوئی تھیں اور اب نصف قد کی رکھنی قرار پائی ہیں اگر یہ سچ ہو تو پورے قد اور نصف قد میں کیا فرق سمجھا ہے *

سوال

جواب

کیا کمیٹی نے یہ تجویز کیا ہے کہ مدرسے میں طالب علموں کو انگریزی لباس کوٹ پتلون اور انگریزی جوتا پہننا یا کسی قسم کی خاص ٹوپی یا لال ٹوپی یا کیویرج کا چمہ پہنانا تجویز کیا ہے *

سوال

جواب

جو طالب علم مدرسے میں رہیں گے ان کو چھری کانٹے سے انگریزوں کی طرح میز پر کھانا ہوگا اور گردن مورزی مرغی ان کو کھلائی جائیگی یا نہیں *

اندرس ہی کہ یہ آپ کا سوال فی الجملہ اخلاق کے برخلاف ہے مگر جواب یہ ہے کہ کمیٹی نے طالب علموں کو چھری کانٹے سے کھانا اور میز پر کھانا تجویز نہیں کیا یہ سب باتیں محض غلط ہیں اور جو کہ کمیٹی میں تمام ممبر مسلمان ہیں اور وہ سب مرغی کو گردن مورزی کرمار ڈالنا حرام سمجھتے ہیں پس وہ طالب علموں کو گردن مورزی مرغی ہو کر نہیں کھانے کے *

سوال

جواب

مذہبی کتابیں کرنسی پڑھائی جاوینگی کیا نئے احمدیہ مذہب کی جو قریب ارتداد ہے کتابیں تصنیف ہو کر پڑھائی جائیں گی *

جبکہ آپ ان امور کو خود مجھے استفسار فرماتے ہیں تو آپ کو ایسی کتابیں آمیز باتیں لکھنی ہو کر مناسب نہ تھیں اور نہ مقتضائے اخلاق تھا مگر جو کہ آپ نے ہمیشہ سکوتری مجھے یہ باتیں استفسار کی ہیں اس لیے بمجبوری جواب دیتا ہوں جناب من مذہبی کتابیں سنہوں کو وہی پڑھائی جاوینگی جو ہمیشہ سے سنی پڑھتے آتے ہیں اور ہیروں کو وہ پڑھائی جاوینگی جو ہمیشہ سے شیعہ پڑھتے آئے ہیں احمدیہ مذہب کی (اگر آپ کے نزدیک کرنی ایسا مذہب قائم ہوا ہے) کرنی کتاب نہیں پڑھائی جائیگی *

سوال

جواب

مدرسۃ العلوم میں جو قائم ہوتا ہے جوڑا ہوتا ہے زبان انگریزی پڑھائی جاوے گی یا نہیں اور انگریزی علم ہی پڑھائے جاوے گا یا نہیں اگر پڑھائے جاوے گا تو انگریزی زبان اور انگریزی علم کا پڑھانا گناہ اور معصیت ہی یا نہیں اور اُس کے پڑھنے سے طالب علموں کے دلوں میں ارتداد اور برگشتگی اسلام سے پیدا ہوگی یا نہیں اور اُن کی عادت میں انگریزیت سما جاوے گی اور دل اور گدائی بولنے لگینگے یا نہیں *

سبھان اللہ کیا مددہ الفاظ آپ کے سوال کے ہیں کمیٹی میں اب تک صرف ایک تجویز تعلیم پیش ہوئی ہے جس کی نسبت اب تک تصفیہ کامل نہیں ہوا مگر اکثر ممبروں نے پسند کیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ میں انگریزی زبان اور انگریزی علم اُن طالب علموں کو جو اُسے پڑھنا چاہینگے پڑھائے جاوے گی کمیٹی میں کبھی اس بات کا فیصلہ نہیں ہوا کہ انگریزی زبان اور انگریزی علم کا پڑھانا گناہ ہی یا نہیں اس سبب سے میں اس کا جواب نہیں دے سکتا اور اس بات کا حال بھی پیشتر سے میں نہیں بتا سکتا کہ طالب علموں کے دلوں میں اُس تعلیم سے ارتداد اور برگشتگی اسلام سے پیدا ہوگی اور اُن میں انگریزیت سما جاوے گی اور دل و گدائی بولنے لگینگے یا نہیں یہ بات تجربہ سے معلوم ہو سکتی ہے *

سوال

جواب

رائضیوں کو خلاف دین سمجھا جاتا ہے یا نہیں اور اُن کے مذہب کی کتابیں پڑھانا گناہ ہی یا نہیں اور مدرسہ میں شیعہ مذہب کی تعلیم ہوگی یا نہیں *

کمیٹی نے شیعہ مذہب کی تعلیم بذریعہ شیعہ ممبروں کے تجویز کی ہے اور جو کہ شیعہ مذہب کے مسلمانوں نے بھی چندہ دیا ہے اُس کی آمدنی سے شیعہ مذہب کے مسلمانوں کی مذہبی تعلیم ہوگی اور شیعہ مذہب کے ممبر اُس کا اعتقاد کرینگے سنی ممبروں سے کچھ تعلق نہرگا اور شیعہ ممبر اپنے مذہب کو خلاف دین و اسلام نہیں سمجھتے اور نہ شیعہ مذہب کی کتابیں پڑھانا گناہ جانتے ہیں * والسلام
راقم
سید احمد
سکرتری کمیٹی خزانۃ البضائع

خط جناب مولوی علی بخش خان

صاحب بہادر

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب

سیدنا و مولانا — تسلیم * * * میں ایک اپنے دل کی بات بعد مدت ظاہر کرکے مشورہ چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مدرسۃ العلوم کے باب میں انواع و اقسام کی رائیں مہری نظر سے گزرتی جاتی ہیں مگر مینے اپنی رائے اس وقت تک اس خاص امر میں نہیں ظاہر کی ہے اب کہ سید محمود صاحب کی رائے مینے دیکھی تو وہ شبہہ کسی قدر رفع ہوا کہ غالباً ہماری مذہبی کتابوں میں اصلاح کی نہ تھوڑی اور دینیات میں شاید دست اندازی ہوکر مانت نیچریت کی تعلیم ہوگی چونکہ میں اس قدر امر میں سید احمد خاں صاحب سے متخالف نہیں ہوں کہ ہماری قوم کو علم جدید کی تحصیل ضرور ہے اور تعلیم موجودہ غیر کافی ہے صدرا مینڈی طرح چھیننی وغیرہ نسب معقولات سے اب کام نہیں چلتا ہے لہذا اگر کوئی مدرسہ ایسا قائم ہو کہ اُس میں علم جدید انگریزی سے ترجمہ ہوکر پڑھائے جاوے تو ہمدردی قومی کا پورا نتیجہ نکلیگا مگر پھر بھی تحصیل ثقہ و حدیث و تفسیر میں ہرگز خلل نہ آنے پائیگا مگر چند امور ابھی میرے جی میں کہنتے ہیں جس سے میں خود بھی چندہ دینے سے باز رہا ہوں اور اپنے احباب سے بھی فرمایش کرنے سے معذور رہا تھا اگر آپ محض معصیت کی نظر سے سچ سچ اصلی حالات سے میری خاطر جمع کر دیں تو خرب ہو اور وجہ زیادہ تر شبہہ کی یہ ہوئی کہ وہ ہی شبہات شاہ رکن الدین صاحب نے سید احمد خاں صاحب سے پوچھے تھے اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ کمیٹی کی رائے پر منحصر ہے اس سے سبکو اور بھی شبہہ ہو گیا کہ اگر خدا نخواستہ کمیٹی نے یہی رائے دی جسکو ہم لوگ خال انداز دین سمجھتے ہیں تو ایسے مدرسہ میں روپیہ خراب کرنا معصیت ہی ہاں سید محمود صاحب کی تقریر سے میرا جی خرب ہوا اور وہ کسیقدر پابند دینیات کے بھی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ مینے سنا ہے کہ لندن میں نماز عید پڑھی اور روزے بھی رکھے اور سوائے ایک لفظ سبکی کے اُنکی تقریر میں سختی بھی کم دیکھنے میں آئی کہ اُنکی رائے کسی قدر متخالف اہل اسلام ہو مگر وہ دوسری بات ہے مدرسہ کے باب میں رائے اچھی لکھی ہے سید صاحب آپ یہ سمجھے ہو گئے کہ میں سید احمد خاں صاحب کا ہر بات میں متخالف ہوں ہرگز نہیں میرے نزدیک اُمور دنیوی میں جس قدر ترجیح علم جدید میں وہ سامی ہوتے ہیں پڑھنا سمجھنا اچھا معلوم ہوتا ہے

ہاں ابتدا میں جو وضع طالب علموں کی اور اصلاح کتب دینی کی اُن کی راے میں دیکھی تھی تو مجھکو بڑا خطرہ پیدا ہوا تھا اپنی کچھ دوسرا قہنگ سید محمود قالا چاہتے ہیں جس سے اُمید ہی کہ دست اندازی عقاید اسلام و کتب مذہبی میں نہوگی اب میں اپنے شبہات بیان کر کے آپ سے راے لینا چاہتا ہوں جلد جواب دیجئے (جو شبہات کہ جناب مرلانا صاحب نے لکھے ہیں بچنسہ ذیل خط میں بطور سوال و جواب کے تحریر ہونگے) مجھکو اس وقت بلکہ مدت سے سخت اندرس ہی کہ ہماری قوم میں سید احمد خاں صاحب ایک شخص لایق اور نامور اور معزز اور ذی عقل پیدا ہوئے اور ترقی قومی پر آمادہ ہونا اُن کا ارادہ ظاہر کیا گیا مگر اپنی خرد راہی سے مذہبی دست اندازی و انقلاب ہیں ایسا اُن کی طبیعت میں جم گیا کہ اصلی فرض فوت ہوگئی اور تمام قوم کو اُن سے نفرت پیدا ہوگئی ہی مجھکو بھی جس قدر مخالفت ہی اُنکے خیالات مذہبی سے ہی نہ اُنکی ذات خاص یا تعلیم عارم جدیدہ سے واللہ علی ما نقرول شہید واسلام *

راقم نامہ سیاء

علی بخش مہی منہ

چند روز ہوئے کہ مولوی سید مہدی علی صاحب نے یہ خط میرے پاس بھیجا تھا کہ میں اُن شبہات کا جواب دوں جو کہ ہمارے قدیم دوست مقتدرم جناب مولوی علی بخش خاں صاحب بہادر کی اس تحریر سے ہرے ہمدردی و محبت و صداقت پائی جاتی ہی اس لیے میں اولاً اُن کے شبہات کا جواب لکھتا ہوں اور اُس کے بعد کچھ اُور بھی اُن کی خدمت مالی میں عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں *

جواب

شبہہ اول

اس مدرسہ کے واسطے لاکھوں روپیہ اگر مسلمان مترجمہ ہونگے اور چاہیئے جسکی اُمید نہیں ہی پور کرش کرینگے تو جس قدر روپیہ درکار اگر اس قدر سرمایہ جمع نہوا تو ہی اُسکا جمع ہوجانا کچھ مشکل نہیں ہی علامہ اس کے یہ مدرسہ ہمارا روپیہ کیا ہوگا *

کچھ ہمارے ہی زمانہ کے لوگوں کے لیئے نہیں قائم ہوتا بلکہ تمام نسلوں کے لیئے جو آئندہ آنے والی ہیں قائم ہوتا ہی اگر ہم اپنی زندگی میں اس کام کو پورا نہ کر پاریں ہمارے بعد کوئی اور ہندہ خدا کھڑا ہو جاوے گا جو پورا کریگا اسطرح کرش چلی جاوے گی جب تک یہ کام پورا ہو — علامہ اس کے جو

تدبیر کہ اس کے قیام کی کی گئی رہ ایسی سرچ سمجھ کر کی گئی جس سے بظاہر ممکن نہیں ہی کہ یہ مدرسہ قائم نہو — جس قدر روپیہ اب چنڈہ ہو گیا ہی اور قریب لاکھ روپیہ کے اُسکو قبول کر اور یہ بھی فرض کر کہ آئندہ چنڈہ نہوگا تو بھی اُس کی آمدنی سے سرمایہ بڑھتا جاوے گا اور چند سال میں وہ سرمایہ اس قدر ہو جاوے گا کہ قیام مدرسہ کے لیئے مکتفی ہوگا البتہ یہ بات ضرور ہوگی کہ اگر چنڈہ آئندہ بند ہو جاوے تو دیگر مدرسہ قائم ہوگا اور اگر چنڈہ ہوتا گیا اور مسلمانوں نے مدد کی تو یہ جاد اسکا قیام ممکن ہی پس یہ خیال کرنا کہ مدرسہ قائم نہوگا صحیح نہیں ہی کیونکہ موجودہ حالت میں بھی کسی نہ کسی دن ضرور قائم ہوگا پس اگر بالفرض اس وقت روپیہ کافی جمع نہو تو جس قدر روپیہ آپ دینگے وہ بطور سرمایہ دھیکا اور اُسکی آمدنی سے وہ سرمایہ اور آپ کا ثواب بڑھتا جاوے گا جہاں تک کہ وہ سرمایہ کافی مقدار تک پہنچ جاوے گا — شاید بعض صاحبوں کو یہ خیالات شیخ چلی کے سے خیالات معلوم ہوں لیکن اگر شایستہ ملکوں کے حالات پر خیال کر تو یہ سی اس قسم کی مثالیں پاؤ گے اور دنیا میں بھی اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں رہی تاخیر یہ ایک مجبوری کی پلٹ ہی جسکا علاج بجز اس کے کہ ہم سب مسلمان دل سے اس کام پر متوجہ ہوں اور اُن لغو بھٹوں کو جنکو مدرسہ العارم سے کچھ تعلق نہیں ہی چھوڑ دیں اور کچھ چارہ نہیں *

شبہ دوم

جواب

واقع میں بعد جمع ہونے چندہ اور قیام مدرسہ کے تہذیب الاخلاق کے خیالات کی تعلیم تو نہونے لگیگی کہیگی ایک ہی جلسہ میں سب کچھ کر دکھانے پر تو آمادہ نہو جاریگی *

در حقیقت جب آپ سا شخص ایسے شہادت پیش کرتا ہی تو نہایت افسوس ہوتا ہی خود آپ ہی خیال کریں کہ تہذیب الاخلاق کے خیالات کو مدرسہ العلوم مسلمانان کی تعلیم سے کیا تعلق ہی کہیگی کی نسبت جو آپ ایسا خیال فرماتے ہیں کیسا افسوس آتا ہی قبول کیجیئے کہ میں نالایق ایک ممبر بد مذہب کہیگی کا سہی اور مولوی سید مہدی علی صاحب بھی مشتبہہ صحیح مگر آپ کو مولوی محمد اسماعیل خاں صاحب کے علم و فضل و تقوی و دینداری میں اور مولوی محمد اسماعیل صاحب کے علم و کمال و اتقا و دینداری میں اور مولوی حیدر حسین صاحب اور مولوی فرید الدین احمد صاحب و مولوی امانت اللہ صاحب وغیرہ ممبران کی نیک بختی اور دینداری میں کیا شبہہ ہی جو آپ فرماتے ہیں کہ ایسا تو نہو کہ کہیگی ایک ہی جلسہ میں سب کچھ کر دکھائے یہ بات آپ سے متین آدمی کے کہنے کے لایق نہیں ہی معذرا اگر آپ کو درحقیقت ایسا شبہہ ہی تو اسکا علاج یہ ہی کہ آپ خرد ہی کہیگی کے ممبر ہو جیئے اور اڈر لوگوں کو بھی جو آپکی راے میں ٹھیک و درست ہوں اور جن پر آپکو بھی کچھ شبہہ نہو ممبروں میں داخل کرائیئے تاکہ انڈر آپکی راے کی تائید کرنے والے ہو جاریں ہر بات میں غلبہ اسی راے کر دھ

جسکو آپکی راے کے لوگ پسند کریں اور اس صورت میں مخالف پارٹی (اگر آپکی راے میں کوئی مخالف پارٹی ہی) نہایت ہی کم زور ہو جاریگی پس درحقیقت ایسا کرنا قومی بھلائی و ہمدردی ہی اور کسی مضہوں کے لکھدینے اور رسالہ کے چھاپ دینے سے بہت زیادہ مفید و موثر ہی اس سچی بات کے سننے کے بعد مجھے اُمید ہی کہ آپ بھی کہیگی کا ممبر ہونا قبول فرما دینگے اور جو خرابیاں کہیگی میں ہوں اُنکی درستی پر دل سے مترجمہ ہونگے ہمارے دل کی صفائی اور خاص قومی بھلائی کی نیت اور اپنی راے پر عدم اصرار تو صاف اسی بات سے ثابت ہی کہ جو لوگ اپنے تئیں ہمارا مخالف بتاتے ہیں اُنہی کی ہم منہ کرتے ہیں اُنہی سے انتہا کرتے ہیں کہ ہر راے خدا آپ بھی کہیگی کے ممبر ہو جیئے اور اپنی ہمدہ راے سے جو خرابیاں کہیگی میں ہوں اُنکی اصلاح کیجیئے باقی رہا تہذیب الاخلاق اُسکی نسبت جو کچھ اپنے لکھا ہی اُس کی بات اگرچہ اس وقت لکھنے کا موقع نہیں ہی مگر پھر بھی اخیر کو میں کچھ لکھونگا اس لیئے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اپنے بنظر تعمق اُس معاملہ پر غور نہیں کیا ہی *

شبہ سوم

جواب

پوشاک و لباس و اکل و شرب وضع طلباء مسلمین کا بدلا جاریگا یا نہیں اور کس قسم کا ہوگا *
پوشاک و لباس و اکل و شرب وضع کا بدلا جانا کہیگی نے تجویز نہیں کیا اور نہ بدلا جانا کوئی امر

شبہہ ششم

جواب

اس مدرسہ کے قائم ہونے میں
نکٹہ مدد درکار ہی *
اسکی خبر خدا کو ہی دہی غیب
کا حال جائزہ والا ہی مگر بظاہر
حال یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر آپ
بھی معین ہو جائیں اور اُڑ مسلمان
بھی دل سے مدد کریں تو بہت جلد
قائم ہو جائیگا ورنہ بلاشبہ دیر
ہوگی مگر اتنا یقین جان لیجئے
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب یہ مدرسہ
کسیکے روئے رونما نہیں انوس
ہی کہ ہماری یہ خواہش تھی
کہ اس مدرسہ کی بنا خاص
مسلمانوں کے فائدہ پر بلا امداد
دوسری قوم کی تاریخ کی کتابوں
میں بطور یادگار کے رہے مگر خدا
نے ایسا نہیں چاہا اور دوسرے
مال سے ہمکو مدد مانگنی پڑی
جو تدبیر کہ لندن میں سب کمیٹی
قائم کرنے اور چندہ جاری کرنے کی
کی گئی ہی اگر وہ پوری ہوگئی
تو آپ دیکھینگے کہ کیا ہوا اور اگر
بالفرض وہ بھی ٹھہری تو ہماری
موجودہ حالت سے بھی ایک نہ ایک
دن مدرسہ قائم ہوگا اور جو لوگ
شریک نہیں ہوتے اُن کو اپنی
مخالفت پر نہایت افسوس ہوگا *

شبہہ ہفتم

جواب

کب تک انتظار کرے اپنے روپیہ
کی واپسی اہل اسلام کو سکھانے یا
کبھی واپس نہوگا برسوں تک یہی
کہا جارہا کہ صبر کرو انتظار دیکھو *
جو مال کہ خدا کے نام وقف کیا
جاتا ہی وہ کسیکی ملکیت نہیں
رہتا پس صدقہ کی واپسی کا خیال
نا مناسب ہی البتہ یہ دیکھنا
چاہیئے کہ جو روپیہ آپ نے دیا وہ
نیک کام کر رہا ہی یا نہیں اور
وہ نیک کام در ہونگے یا تو اُس
روپیہ کی آمدنی سے علم پڑایا جاتا

ضروری ولادی ہی جو لوگ حقیقت
تعلیم پر نہایت غور کرچکے ہیں
ہاں اُنکی رائے میں یہ بات ہی
کہ ایک سی وضع پر طالب علموں
کو رکھنا اُنکی تربیت اُنکے اخلاق
اُنکی باہمی دوستی پر بہت موثر
ہی اور شاید بعض نقراء کے
خانوادوں نے بھی اسی لحاظ سے
خاص ایک قسم کا نشان و اپاس
اپنے گھر کے لئے تجویز کیا ہی
پس اگر ممبران کمیٹی اس دقیق
نکتہ پر غور کریں گے اور سب طالب
علموں کی ایک سی وضع رکھنی
مناسب سمجھیں گے تو کچھ قواعد
مقرر کریں گے اور پھر حال جو تبدیل
و تجویز ہو رہی ہوگی جسکو
تمام مسلمان ممبر یا اکثر پسند
و تجویز کریں گے پس کیا عمدہ بات
ہو کہ آپ بھی اُس کمیٹی کے ممبر
ہوں اور جو بات قرار پائے وہ آپ
کی رائے سے قرار پائے پس اگر اب
بھی آپ ممبر ہونا قبول فرمائیں
تو بعض مسلمانوں کی بدبختی کے
اور کیا تصور کیا جارے *

جواب

شبہہ چہارم

اگر خاص درجہ تعلیم کتب دینی
کے واسطے روپیہ دیا جارے تو وہ
اس شرط خاص کے ساتھ منظور
ہوکر تعمیل شرط ہوگی یا نہیں *

جواب

شبہہ پنجم

امام مسلمان واسطے تعلیم کے
کس قسم کے لوگ منتخب کیئے
جائینگے وہ ہی مشرقی تعلیم یافتہ
جنکی ترہیں سے تہذیب الاخلاق بھرا
ہوا ہی یا کسی دوسری قسم کے *
امام مسلمان کو مسلمانوں کی
جماعت منتخب کریگی جس
جماعت میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ
بھی داخل ہونگے تہذیب اخلاق میں
کو اُنکی ترہیں ہی کیوں نہرتی
ہو اسلیئے کہ اذیتر تہذیب الاخلاق
پر اُن مسلمان عالموں کا منتخب
کرنا منحصر نہیں ہی *

ہرگا یا اُس کی آمدنی سے اصل سرمایہ بڑھ رہا ہوگا اور یہ درنو کام حالاً و مالا نہایت ثواب عظیم کے ہیں جو مال وقف کرنے اور صدقہ دینے سے مقصود ہیں *

جواب

شبہہ ہشتم

جو مدارس بالفعل جاری ہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ انپر بمقابلہ کم جمع ہونے چندانہ ممبروں کی یہ رائے نہیں ہے کہ اگر چھوٹا اسکول جاری ہونے چھوٹا اسکول تھوڑے سے روپیہ کے کیا ترجیح مدرسۃ العلوم کو ہے جاری کیا جاوے بلکہ در صورت کم جمع ہونے روپیہ کے اُس کی آمدنی اصل سرمایہ میں جمع ہوتی جارہی تاکہ مقدار مطلوبہ حاصل ہو جاوے *

جذاب عالی اب ایک عرض میری بھی سنائیے کہ اگر ان جوابوں سے آپ کی تشفی خاطر ہوگئی ہو تو براے خدا آپ بھی کمیٹی کی ممبری قبول کیجیئے اور ہمارے مدد و معارف و روپیئے اور ہماری صفائی اور صدق نیت پر رحم کیجیئے کہ نس طرح ہماری یہ خواہش ہے کہ جو لوگ ہماری خاص رایوں کے مخالف ہیں انہی کے ہاتھ ہم سب کام ڈالتے اور انہی کی رائے پر چلنا چاہتے ہیں پس اب ہم پر کچھ الزام نہیں ہے اگر کچھ الزام ہو تو انہی پر ہے جو اس کام کا لینا قبول نہیں کرتے ہیں *

شاہ رکن الدین صاحب نے بلاشبہ مجھے خط لکھا تھا مگر جب میں یہ بات دیکھتا ہوں کہ لوگ میری ذاتی باتوں کو کمیٹی کی طرف اور مدرسۃ العلوم کی طرف دیدہ و دانستہ اہتماماً یا غلطی سے منسوب کرتے ہیں تو میں شاہ رکن الدین صاحب کو بجز اس کے کہ وہ بات مدرسہ کی کمیٹی کی رائے پر منحصر ہے اور کیا جواب دے سکتا تھا اگر مجھے سوال کرنے والے یہ سمجھیں کہ یہ ایک شخص کی یا ایک ممبر کی رائے ہے تو مجھے اپنی رائے ظاہر کرنے میں نہ کبھی پہلے مگر ہوا اور نہ آئندہ ہوگا *

اب میں آپ سے کچھ اور بھی عرض کیا چاہتا ہوں اس امید سے کہ جس متانت اور صاف دلی سے اپنے مولوی مہدی علی صاحب کو یہ خط لکھا ہے اسی متانت اور صاف دلی سے اس تحریر پر بھی ترجمہ فرمادینگے آپ مجھ کو مذہبی سطح الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور ملت ٹیچر میری طرف منسوب فرماتے ہیں اور مذہب کا انقلاب دینے والا قرار دیتے ہیں اور اسی سبب سے مجھ سے نفرت رکھتے ہیں میں ان

باتوں سے کچھ ناراض نہیں ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے اس مطلب پر غور نہیں فرمایا ہے *

آپ کو یہ الفاظ فرماتے اُس وقت مناسب تھے جب کہ میری کوئی تحریر یا تقریر اسلام کے برخلاف دیکھی ہوتی یا اسلام پر میں نے اعتراضات وارد کیئے ہوتے حالانکہ جب میری تمام تحریر و تقریر کا منشاء اور مآل یہ ہے کہ جو اعتراض معترضوں نے اور مخالف مذہب والوں نے اسلام پر کیئے ہیں وہ درحقیقت اسلام پر وارد نہیں ہوتے تو ایسی حالت میں میں حامی اسلام ہوا یا ملحد و مرتد *

فرض کر کہ میری تمام تحریر غلط تھی مگر میں اپنی اُس تحریر سے جب پریت اسلام کی معترضین کے اعتراضوں سے اپنی دانستہ میں ثابت کرتا ہوں تو آپ کو ایسے الفاظ ایک مسلمان حامی اسلام کی نسبت کہنے کیونکر زیبا ہیں ہاں البتہ یہ آپ فرما سکتے ہیں کہ غلط اصول پر جواب دیا ہے جواب دینے میں غلطی کی ہے مگر اُس مجیب کو مرتد و دھریہ و نیچرل است کیونکر فرما سکتے ہیں *

مثلاً کوئی شخص ایک نہایت خوبصورت کی نسبت یہ کہتا ہے کہ وہ کالا تل جو اُس کے چہرہ پر ہے اُس سے وہ چہرہ نہایت بد صورت ہوگیا ہے اب دو شخص اُس برائی کے رفع کرنے کو موجود ہوئے ہیں ایک شخص نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ اُس خوبصورت چہرہ پر کالا تل ہی ہے نہیں اور دوسرے شخص نے اس بات کو تسلیم کیا کہ تل تو ہے مگر یہ بات ثابت کرنی چاہی کہ اُس تل سے اُس کے حسن کو اور زیادہ خوبی اور چہرہ کو نہایت ہی خوبصورتی ہوگئی ہے پس اب ان دونوں میں سے کس شخص کو آپ اُس خوبصورت چہرہ کا دشمن اور بدخواہ قرار دینگے غالباً دونوں شخصوں کو اُس معترض نے جو عیب لگایا ہے اُس کو رفع کرنے والا سمجھینگے پس یہی حال میرا اور میرے مخالفوں کا مذہب اسلام کی نسبت ہے *

میری یہ رائے ہے کہ عوام جدیدہ ہندوستان میں اور تمام اسلامی ملکوں میں روز بروز پھیلتے جا رہے ہیں اگر کوئی ہزار تدبیریں اُن کے روکنے کی کرے رک نہیں سکتے اور یہ بھی میں اپنی رائے میں (خواہ وہ غلط ہو یا صحیح) یقینی سمجھتا ہوں کہ جب وہ عوام ہندوستانی پھیل جا رہے تو تمام مذاہب کے اور نیز مذہب اسلام کے سرسبز و شاداب ہونے جل کر پرہا ہو جا رہے ہیں اُن عوام کے سامنے صرف اسی مذہب کا چودہ سرسبز و شاداب رہیگا جس نے

حکمت جدید کی توجہ دہندہ کرکے آسمان مہبط عالم کو ثابت کریں اور قرآن مجید کی تصدیق فرمادیں تو میرے اور آپ کے منشاء میں کچھ فرق نہ ہوگا پس کس طرح ہم ایک دوسرے پر الفاظ سخت مذہبی کا اطلاق کرسکتے ہیں *

یا میری سمجھ میں کسی وجود خارجی فیو محسوس کا مغربی لائن ہونا مخالفت ہے ہی — میں اس مسئلہ کا حل اس طرح پر کرتا ہوں کہ قرآن مجید سے بھی اُس کا وجود خارج من الانسان ہونا ثابت نہیں پس اس میری تفسیر کا منشاء گروہ غلط ہو حمایت و تصدیق قرآن مجید ہی یا برخلاف اُس کے *

یا میری رائے میں مخالفین کی وجوہات نسبت برائی غلامی کے ایسی ہیں جو رفع نہیں ہوسکتیں میں کہتا ہوں کہ اسلام نے بھی اس برائی کو مٹا دیا ہی پس یہ کہنا حمایت اسلام پر مبنی ہی یا اُس کی مخالفت پر *

میں نے دیکھا ہی کہ شیعوں کا اعتراض جو حدیث قرطاس کے معاملہ میں حضرت عمر پر ہی بعض لوگوں نے اُس حدیث کو تسلیم کرکے اُس کا جواب دیا ہی اور بعضوں نے اُس حدیث ہی سے انکار کیا ہی پس کیا اُن میں سے کوئی مخالف حضرت عمر کا قرار پاسکتا ہی *

پس اب آپ ان سب باتوں پر خیال فرماکر تہذیب الاخلاق کی نسبت اور میری نسبت جو رائے چاہیں قائم کرا لیں مگر اتنا ضرر یاد رکھیں کہ بہت جلد زمانہ آنے والا ہی جو لوگ سمجھیں گے کہ میری کتاب خطبات احمدیہ اور میرا تہذیب الاخلاق مسلمانوں کے لیئے کیسی رحمت تھا *

بہر حال یہ نصہ تو ہو چکا اور ہوتا ہی رہیگا آپ جو چاہیں سمجھو اور میرے تہذیب الاخلاق کو فرمادیں مگر مدرسۃ العلوم کی کمیٹی میں شریک ہو جائیں اور اللہ فی اللہ مسلمانوں کی بھلائی پر کوشش فرمائیں آپ کے سبب سے مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوگا اور کمیٹی میں بھی آپ عمدہ تجویزیں بتلا سکیں گے پس تمام خیالات کو درر کیجیئے اور دین دنیا کی خوبی حاصل فرمائیں زیادہ بجز تسلیم کے اور کیا عرض کروں — والسلام *

میرے اُن علوم کا مقابلہ کیا ہوگا اور یا تو اُن علوم کے مسائل مخالف اسلام کو ڈھا دیا ہوگا یا خود اسلام کے مسائل کو اُن علوم کے مطابق کر دکھایا ہوگا *

یہ بات کچھ نئی نہیں ہی جب مسلمانوں میں فلسفہ یونانی نے رواج پایا تو اُس وقت بھی علمائے اسلام کو یہی کرنا پڑا کہ یا حکمت یونان کے مسئلہ کو جو مخالف اسلام تھا باطل کیا یا مسائل اسلام کو مطابق حکمت یونان کر دکھایا اور ایسا کرنے میں دیکھ دیکھ اور ضعیف ضعیف تالیفوں کے بھی مرتکب ہوئے جیسیکہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے فلک پیسپھرون کی تفسیر میں کی ہی رقص علی هذا *

میں یہ سمجھا ہوں (خدا میری سمجھ غلط ہو یا صحیح) کہ وہی زمانہ ہلکے اُس سے بھی زیادہ مشکل اب آ گیا ہی اور میں فرض سمجھتا ہوں کہ جو لوگ لکھ پڑھے ہیں (میں اپنے تئیں لکھ پڑھوں میں نہیں سمجھتا) وہ حال کے علوم جدیدہ کا مقابلہ کریں اور اسلام کی حمایت میں کھڑے ہوں اور مثلاً علماء سابق کے یا تو مسائل حکمت جدید کو باطل کر دیں یا مسائل اسلام کو اُن سے مطابق کر دیں کہ اس زمانہ میں صرف یہی ضرورت حمایت اور حفاظت اسلام کی ہی *

ان خیالات کے باعث میں مذہب اسلام کے مسائل سے بھٹ کر رہا ہوں اور جو مسئلہ حکمت جدید کا میری رائے میں توجہ دہندہ کے قابل نہیں ہی تو مذہب اسلام کے مسئلہ کو تطبیق دیتا ہوں اب فرض کرو نہ میں نے اُس تطبیق میں بسبب اپنی جہالت و بے علمی کے غلطی کی ہو مگر ایسا شخص جو تمامہ حمایت اسلام میں مصروف ہو اُن الفاظ کا مستحق ہی جو آپ ساتین آدمی (جس سے قوم کو نظر کرنا چاہیئے اور قوم کو اُس سے بہبودی کی امید کرنا چاہیئے) ارشاد فرماتا ہی *

آپ خیال فرمائیئے کہ میری رائے میں یہ مسئلہ حکمت جدید کا کہ ”تمام کوائف کرات معلق ہیں فضائے بسیط میں“ ایسا مستحکم ہی کہ اُس کی تردید کسی طرح نہیں ہوسکتی فرض کرو کہ میرا ایسا یقین کرنا ہی نفسہ غلط ہو مگر مجھے یقین ہی اب میں صرف ہنظر حمایت اسلام یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید سے بھی آسمان مجسم محیط اطراف عالم کا ہونا ثابت نہیں فرض کرو کہ میرا یہ قول ہی ہی نفسہ درست نہ ہو مگر جس منشاء سے میں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہی میں مثبت قرآن و مصدق و حامی اسلام ہوں یا نیچرل اسٹ و مرتد — اگر آپ کو خدا نے زیادہ علم دیا ہی اور آپ اُس مسئلہ

THE MAHOMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE FUND COMMITTEE.

The Secretary to the above Committee has drawn out a Circular in order to raise subscriptions in England for the benefit of the Mahommedan Anglo-Oriental College, and has requested his friends in England to form a Committee having

The Right Honourable Lord Lawrence, G. C. B. G. C. S. I., as President, and the following Noblemen and Gentlemen as Members.

The Marquis of Salisbury.

The Earl of Derby.

The Right Honourable Lord Stanley of Alderly.

Sir Bartle Frere, G. C. S. I.

Sir Charles Trevelyan, K. C. S. I.

Sir Lawrence Peel.

Sir Robert Montgomery, K. C. S. I.

Edward Thomas, Esquire, F. R. S., Secretary.

The Secretary has also written personally to Lord Lawrence, Lord Stanley of Alderly, Sir Bartle Frere, Sir Charles Trevelyan, Sir Robert Montgomery, Edward Thomas, Esquire, and others, and thus it is hoped that the scheme will prove advantageous to the cause, and there can be no doubt that if a Committee is formed in England for the purpose it will do immense good.

His Grace the Duke of Argyll, Secretary of State for India, has been duly informed by the Secretary to the Committee of this step.

The Circular above alluded to is as follows :—

CIRCULAR.

FROM THE MAHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE
FUND COMMITTEE.

Registered under Act XXI, 1860.

BENARES, N. W. P., INDIA.

Ever since the fall of the Mogul Empire in India, the Musalmans have steadily been losing ground, not only in wealth and influence, but also in education. For some years after the advent of the English rule, they continued to study Oriental Sciences and literature—chiefly Arabic and Persian—and often held the highest offices open to the natives of India under the rule of the late East India Company. Of late, however, the English language having become an indispensable requirement for any office under the English Government, the Musalmans have most remarkably

نمبر ۱۳۹

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

سکرٹری کمیٹی خزانۃ البضاعة نے انگلستان میں بھی مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیٹم چندہ جمع کرنے کو ایک سرکیولر روانہ کیا ہے اور اپنے دوستوں سے جو انگلستان میں ہیں اس بات کی درخواست کی ہے کہ وہاں بھی چندہ جمع کرنے کے لیٹم ایک کمیٹی بنائی جاوے اور یہ بھی درخواست کی ہے کہ رایت آنریبل لارڈ لارنس جی . سی . بی . جی . سی . ایس . آئی اُس کمیٹی کے ہر ممبر کے لئے

مار کرٹیس آف سالس بری

ارل آف ڈربی

لارڈ اسٹینلی آف ایڈلرلی

سربارٹ فریر جی سی ایس آئی

سربارٹس ٹریوینن کے سی ایس آئی

سرلارنس پیل

سربارٹ منٹگمری کے سی ایس آئی اُس کمیٹی کے ممبر

اور ایڈورڈ ٹامس صاحب ایف آر ایس اُس کمیٹی کے

سکرٹری ہوں *

سید احمد خاں نے اس درخواست کی منظوری کے لیٹم جناب لارڈ لارنس اور لارڈ اسٹینلی اور سربارٹ فریر اور سربارٹس ٹریوینن اور سربارٹ منٹگمری اور ایڈورڈ ٹامس صاحب کو بطور نفع کے چھٹیائیاں لکھی ہیں امید ہے کہ یہ تدبیر کارگر ہوگی اور اگر لندن میں مذکورہ بالا امراء نے کمیٹی کا پڑانا منظور کر لیا تو مدرسۃ العلوم مسلمانان کے چندہ کو بہت بڑی مدد ملے گی سید احمد خاں سکرٹری نے اپنی اس تدبیر سے حضور عالی ہزگریس ڈیرک آف آرگنل ریزر اعظم ہندوستان کو بھی اطلاع دی ہے *

جو سرکیولر کہ سید احمد خاں نے لندن روانہ کیا ہے وہ یہ ہے *

سرکیولر

از عارف مجلس خزانۃ البضاعة لتأسيس مدرسۃ العلوم للمسلمین

جسکی رجسٹری ہو چک ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع کے ہو چکی ہے

مقام بنارس واقع اضلاع شمال و مغرب ہندوستان

جب سے سلطنت مغلیہ کا ہندوستان میں زوال ہوا اُس وقت سے مسلمانوں کی صرف دولت اور اختیار گھٹی کر تنزل نہیں ہوا بلکہ اُن کی تعلیم میں بھی بہت کچھ تنزل ہو گیا ہے — ہندوستان میں انگریزی سلطنت کے شروع ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک مسلمان مشرقی علوم اور

fallen off from the list of the Government appointments. In some provinces, the number of Musalman officials, as compared with the Hindus, is actually so low as three per cent—a circumstance regarded as a great political and social evil for India. Poverty and crime—the inevitable results of the want of education—have also most deplorably increased among the Mahammedans, and it is supposed that nothing but education can remedy the evils from which they are now suffering.

The system of education, which the Government of the country is obliged to adopt owing to the strong religious prejudices of the people, though founded upon liberal and impartial principles, is not suited to the domestic and social requirements of the Musalman community. The want of sufficient encouragement to Oriental languages and Literature, teaching high science only through the English language, and the attempt to make one kind of education suit all classes of people, make the Government system of public instruction unfit to satisfy the want of the Musalmans, who are very fond of their own languages and literature and can never be induced to exchange them for any other. The attendance of Mahammedan children in Government Colleges and schools has consequently been very small, and although the Government of India, in conjunction with the provincial Governments, has, of late, attempted to remedy the causes which keep Mahammedan parents from sending their children to Government educational institutions, it appears most desirable that the Musalmans themselves should take an active step in the matter. Some of the intelligent and leading members of the community have accordingly joined to found a good College after the system of Oxford and Cambridge, combining instruction with residence under a certain discipline. The mode of life in India as it now is, is not adapted to any kind of serious study, and the introduction of the system of residence is calculated to remedy this great defect. Residence in College, which is considered so essential at the sister Universities of England, is even more indispensable in India where home influences among the wealthier classes are by no means favorable to learning. The foundation of a College, after the system of Oxford and Cambridge, will inspire altogether a new spirit into the minds of the students,

مشرقی علم ادب خصوصاً فارسی و عربی پڑھتے رہے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی عہداری میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے ہندوستانیوں کو ملنے ممکن تھے اُن پر مسلمان ممتاز نہ ہوتے تھے لیکن بالکل جب سے انگریزی زبان کا جائزہ گورنمنٹ کی ملازمت کے لیئے ایک امر ضروری ہو گیا ہی تب سے سرکاری عہدہ داروں کی فہرست میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے — بعض اضلاع میں مسلمان عہدہ داروں کی تعداد بمقابلہ ہندوؤں کے اس قدر کم ہے کہ فی صدی تین مسلمان ہیں اور یہ بات ہندوستان کے لیئے پولیٹیکل اور سوشیئل دونوں طرح پر نہایت بڑی خرابی کی سمجھی جاتی ہے — نہایت انسوس ہے کہ انکس اور جرایم جو جہالت کے ضروری نتیجے ہیں مسلمانوں میں بڑے گئے ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ سب خرابیاں جس میں آج کل مسلمان مبتلا ہیں صرف عمدہ تعلیم ہی سے دور ہو سکتی ہیں *

جو سلسلہ تعلیم کا گورنمنٹ نے اس ملک کے لوگوں کے سخت تعصبات کے سبب سے بمجبوری اختیار کیا ہے کہ وہ نہایت فیاضی کے اصول پر مبنی ہے جس میں کسی کی طرفداری نہیں ہے تو بھی مسلمانوں کی خانگی اور سوشیئل ضرورتوں کے لیئے کافی نہیں ہے — مشرقی زبان اور مشرقی علم ادب کی کافی ترقی کا نہرنا — اعلیٰ درجہ کے عوام کی تعلیم کا صرف انگریزی زبان کے ذریعہ سے ہونا — ایک ہی سی تعلیم کا تمام لوگوں کے لیئے مقرر ہونا — یہ سب ایسے اسباب ہیں جن کے باعث سرکاری سلسلہ تعلیم سے مسلمانوں کی (جو اپنی زبان اور اپنے علم ادب کو پسند کرتے ہیں اور اُن کی تبدیلی پر راغب نہیں ہوتے) تمام ضرورتیں رفع نہیں ہوتیں — مسلمان طالب علموں کی تعداد اب تک گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں نہایت کم ہے اور گو گورنمنٹ ہند نے بصلاح و مشورہ اپنے ماتحت کی گورنمنٹوں کے اُن موانع کے ذریعہ کی بھی کوشش کی ہے جن کے باعث سے مسلمان اپنے لڑکوں کو سرکاری مدرسوں میں تعلیم کے لیئے نہیں بھیجتے تاہم نہایت مناسب معامہ ہوتا ہے کہ خود مسلمانوں کو اس امر میں کوشش کرنی چاہیئے — چند نہایت لائق اور معزز مسلمانوں نے متفق ہو کر انسپورٹ اور کیمبرج کے قاعدہ کے موافق ایک عمدہ مدرسۃ العلوم کے قیام کرنے کی تجویز کی ہے اور یہ تجویز کیا ہے کہ تعلیم کے ساتھ طالب علم مدرسہ میں رہیں اور اس لیئے چند قاعدے بھی + بنائے ہیں — جو طریقہ زندگی کا بالکل ہندوستان میں ہی رہا کسی قسم کی عمدہ تحصیل علم کے لیئے مناسب نہیں ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مدرسہ میں رہنے کا قاعدہ اُس بڑے نقصان کا علاج ہوگا — جس قدر کہ انگلستان + اس سے اشارہ اُن قاعدوں کی نسبت ہے جو ۱۰ فروری سنہ ۱۸۷۳ ع کے اجلاس میں سپریم کورٹ نے پیش ہوئے تھے —

and cannot fail to attract the higher classes of the Mahammedans. The scheme has met with favour from the Government of India and liberal support and assistance has been promised.

A subscription has been on foot for about a year, and large sums have been contributed, His Excellency Lord Northbrook, the Viceroy and Governor-General of India, subscribing not less than £1,000 to the fund. The Musalmans ask either their own co-religionists or the British nation for subscriptions. They think that they have a special claim upon England as the rulers of India and the well-wishers of mankind.

The Musalmans form a population of about thirty millions of British subjects in India and may be said to be an important section of the community. The attempt which they are now making, is to lay the foundation of a University which may, hereafter develop itself, and spread its influence all over India through a system of Colleges and schools imparting education suited specially to the Musalmans and their present relations with the English nation.

The chief subjects of instruction are to be European Sciences,—Physical and Mental—taught through the medium of the Hindustani language, which are much needed in this country and without which no real national progress can be made. The other subjects of study, in the proposed College, are to be English literature and the classical languages combined with Oriental Literature. By such a course, it is expected that the Mahammedans, while keeping up their own national education, will pay greater attention to the English language—now the *sine qua non* of any kind of appointment under the British Government—and reconcile themselves more to the English rule in India. They have hitherto regarded the English language and sciences as at best the means for getting into Government employment, and the wealthier classes have consequently avoided the Government Education. What some of the leading Mahammedans now desire is, that the English language and literature, as well as European Sciences, should be looked upon in quite a different light, that they should not be regarded as merely for getting livelihood under the English rule, but as in themselves real objects of study for the enlightenment and refinement of the mind and intellect.

There is no doubt that, if the present attempt to regenerate the Musalmans meets with success, the

کی یونیورسٹیوں میں مدرسہ میں رہنا ضروری سمجھا جاتا ہے
ہندوستان میں اُس سے بھی بہت زیادہ ضرور ہی اس لیے کہ
ہندوستان کے دولت مند لوگوں کے گھر کی باتوں کا اثر تعلیم کے لیے
نہایت ہی مضر ہے — اسفورت اور کیمبرج کے قواعد کے موافق مدرسۃ العلوم
قائم ہونے سے طالب علموں کے دلوں میں ایک نئی روح بھر جائیگی
اور اعلیٰ درجہ کے مسلمانوں کو بھی اپنی طوف راغب کرلیگی — اس
تجربیز کو گورنمنٹ ہند نے بھی بہت پسند کیا ہے اور نہایت فیاضی
سے امداد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے *

ایک برس کے قریب ہوا جب سے چندہ جاری ہے اور بہت سا
روپیہ لوگوں نے اس چندہ میں مرحمت فرمایا ہے حضور عالی جناب
لارڈ نارتھ بروک صاحب ویسراے اور نواب گورنر جنرل بہادر
ہندوستان نے بھی ایک ہزار پونڈ یعنی دس ہزار روپیہ چندہ دینا
کیا ہے — مسلمان خود اپنے ہم مذہبوں یعنی مسلمانوں سے اور
انگریزوں سے اس چندہ کی درخواست کرتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے
ہیں کہ انگلستان کے لوگوں پر جو ہندوستان کے حاکم اور انسان کے
خیر خواہ ہیں ہمارا ایک خاص استحقاق ہے — ہندوستان میں
گورنمنٹ کی رعایا میں مسلمانوں کی تعداد تین کروڑ ہے بالفعل
اُن کی یہ کوشش ہے کہ ایک یونیورسٹی کی بنیاد ڈالیں جو بعدہ خود
ترقی پائے اور اُن کالجوں اور اسکولوں میں ایسی تعلیم ہو جو خاص
مسلمانوں کی حالت اور اُس نسبت کے جو مسلمانوں اور انگریزوں
میں ہے مناسب ہووے *

وہ خاص علوم جنہیں تعلیم ہرگیز وہ مغربی علوم ہونگے جو عام
مابعدیات اور علم قرآن انسانی کہلاتے ہیں جنکی اس ملک میں نہایت
ضرورت ہے اور جنکی بغیر کسی قوم کی اصلی ترقی نہیں ہوسکتی اور
ان علوم کی تعلیم بذریعہ ہندوستانی زبان کے ہرگیز اور اُن علوم جو
مہجوزہ مدرسۃ العلوم میں سکھائے جارہے ہیں وہ یہ ہیں انگریزی
عام ادب اور قدیم زبانیں جنکی ساتھ مشرقی علم ادب بھی ہوگا —
اس سلسلہ تعلیم سے یہ امید ہے کہ مسلمان اپنی قومی تعلیم بھی
پاویں گے اور انگریزی زبان کی طرف بھی زیادہ تر متوجہ ہونگے جو کہ
سرکار انگریزی کی عملداری میں ہر قسم کی نوکری کے لیے ایک
ضروری شرط قرار دی گئی ہے — یہ لوگ آج تک انگریزی زبان اور
انگریزی علوم کو سرکاری نوکری حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں
اور اس سبب سے دولت مند لوگ جو نوکری کی خواہش نہیں رکھتے
سرکاری سلسلہ تعلیم سے پرہیز کرتے ہیں — مگر بالفعل اکثر معزز
مسلمانوں کی یہ خواہش ہوئی ہے کہ انگریزی زبان اور انگریزی
عام ادب اور مغربی علوم کو لوگ اب اُن نظر سے دیکھیں اور
انگریزی عملداری میں اُس کو پیٹ پالنے کا ذریعہ نہ سمجھیں
بلکہ روشن ضمیری اور فہم و فراست کے لیے اُنکو حاصل کریں *

اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں کی ترقی کے لیے جو
بالفعل کوشش ہو رہی ہے اُس میں اگر کامیابی ہو تو انگلستان

political and social relation between England and India will become firmer and more intimate. The English nation being the successors of the Mahammedans in the supremacy over India, are apt to be regarded more as rivals than as friendly rulers. The leading and most intelligent Musalmans, however, are fully convinced of the great advantages which the enlightened rule of England confers upon India, and, with a view to raise their co-religionists from their present state of ignorance and degradation, have begun to organize a system for imparting genuine and sound education calculated to make the future generations of Mahammedans better citizens and better British subjects.

The College, which it is now proposed to establish is to be situate at a small town which, from its central position is easily accessible from all parts of the Musalman population of India. The system of combining instruction with residence is intended also to facilitate students coming from distant parts of India for receiving education at the institution.

A Committee has been formed by the Mahammedans for the purpose of raising subscriptions. It is expected that the capital required for the proposed College, sufficient to cover the expenses of building &c., and of endowing the institution with scholarships will amount to about £1,50,000, of which about a fifteenth part has already been raised. It is proposed that those who subscribe sums large enough to found a fellowship or Scholarship or a Prize, will have liberty to direct their subscriptions to be so used, and that special means will be adopted to keep the memory of those who contribute £100 or more towards the College fund.

The reputation which England enjoys for its wealth, munificence and charity, as well as the intimate relations in which Providence has placed her with India, encourage the Musalmans to seek for a helping hand, in such a distant region, from people of a different race and creed. It is most sanguinely hoped that the British nation, ever ready to countenance the cause of humanity and good to mankind in general, will not refuse to come forward to assist those who live in such a close political connection with them—possessing all the rights and privileges of British subjects, but barred from enjoying them on account of the want of enlightenment and civilization.

SYUD AHMED KHAN, BAHADUR, C. S. I.,

Life Hony. Secy. Mahammedan Anglo-

Oriental College Fund Committee.

P. S.—Subscriptions in England may be paid to Messrs. Henry S. King and Co., 65 Cornhill, London.

اور ہندوستان کے باہم جو پولیٹیکل اور سوشیئل رشتے ہیں وہ آؤر زیادہ مستحکم اور دوستانہ ہو جاوینگے — جو عظمت مسلمانوں کو ہندوستان میں حاصل تھی اور اُن کے بعد وہ عظمت انگریزی قوم کو حاصل ہوئی ہی اسلیئے انگریزوں کو رقیب سمجھنے پر مسلمانوں کی طبیعت مایل ہوتی ہی لیکن نہایت لایق اور معزز مسلمان بشریہ واقف ہیں کہ انگلستان کی شایستہ حکومت نے ہندوستان کو بڑے بڑے فائدہ بخشے ہیں اور یہہ ارگ اپنے ہم مذہبوں کو جہالت اور ذات کی حالت سے جو بالفعل اُنکے ہی نکالنے کے لیئے ایک ایسا سلسلہ اصلی اور پختہ تعلیم کا بنانا تجویز کر رہے ہیں جس سے مسلمانوں کی ایندہ نسل کے لوگ شایستہ باشندے اور گورنمنٹ کی بہتر رعایا ہوں * مدرسہ معجزہ ایک چھوٹے شہر میں قائم ہونے والا ہی اور چونکہ یہہ شہر ایک مقام متوسط میں واقع ہی اسلیئے ہندوستان کے مسلمان ہر ایک حصہ ہندوستان سے بآسانی وہاں پہنچ سکیں گے — تعلیم کے ساتھ مدرسہ میں رہنے کا قاعدہ جاری کرنے سے یہہ بھی فرض ہی کہ جو طالب علم ہندوستان کے دور دراز حصہ سے اس مدرسہ میں تعلیم کے لیئے آویں اُنکو کچھ دقت نہو *

مسلمانوں نے چندہ فراہم کرنے کے لیئے ایک کمیٹی مقرر کی ہی اور خیال کیا جاتا ہی کہ اس مدرسہ کی عمارت وغیرہ اور تقرر اسکالرشپ کے لیئے ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ درکار ہونگے جس کے پندرہویں حصہ کے قریب چندہ ہرجنا ہی اور یہہ تجویز ہی کہ جو لوگ استدر چندہ دیں جو نارشپ یا اسکالرشپ یا انعام کے لیئے کافی ہو اُنکو اختیار ہوگا کہ اسپات کی ہدایت کریں کہ ہمارا چندہ اُسی کام میں لگایا جاوے اور یہہ بھی تجویز ہی کہ جو لوگ مدرسہ کے لیئے سو پونڈ یا اُس سے زیادہ چندہ دیں اُنکی یادگاری کے لیئے خاص تدبیریں کی جاویں *

جو ناموری کہ انگلستان کو اُسکی دولت مندگی اور فیاضی اور سخاوت کے سبب سے حاصل ہی اور جو خاص تعاقب انگلند کو ہندوستان کے ساتھ خدا نے قائم کیا ہی اُس کے سبب سے مسلمانوں نے ایسے دور دراز ملک میں اور ایسے لوگوں سے جو بلحاظ قومیت اور مذہب کے بالکل مختلف ہیں مدد مانگنے کی جرات کی ہی اور اُمید ہی کہ انگلستان کی قوم جو ہمیشہ انسانیت اور انسان کی عام بھلائی کے کاموں میں مدد کرنے کو مستعد رہتی ہی ایسے لوگوں کی مدد کرنے سے انکار نہ کریگی جو اُسکے ساتھ نہایت قریب رشتہ پولیٹیکل کا رکھتے ہیں اور جنکو انگریزی رعایا کے بالکل حقوق حاصل ہیں مگر بیادمت نہونے شایستگی اور تہذیب کے اُن سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے + *

دستخط سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

لیف انریری سکریٹری کمیٹی خزانۃ البضاعة

لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين

+ واضح ہو کہ جو لوگ لندن میں چندہ دینا چاہیں وہ اپنا چندہ لندن میں مسٹرز ہنری ایس کنگ اینڈ کو کی کوٹھی مہاجنی میں جو کارنل میں پنمبر ۶۵ واقع ہی جمع کرسکتے ہیں *

بمقام علیحدہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم [یکم جلدی الذانی سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی] نمبر ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب و کچھہ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھہ روپیہ بطور توثیق کے مایہ فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بھارس بھیجنا جاریہ غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڈہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی مالکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دربار یا تین بار جیسا کہ تمنا سے مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ متعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ بہار آنے سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۵۰

امید کی خوشی

اے آسمان پر بھروسے والوں میں بھائی کی طرح چمکنے والی دھنک — اے آسمان کے تاروں تمہاری خروشما چمک — اے بلند پہاڑوں کی آسمان سے باتیں کرنے والی دھندلی چوٹیوں — اے پہاڑ کے مالیشان درختوں — اے اونچے اونچے ٹیلوں کے دلکش بیل بوٹیوں تم بہ نسبت ہمارے پاس کے درختوں اور سرسبز ٹھیکڑوں اور لہراتی ہوئی نہروں کے کیوں زیادہ خوشنما معلوم ہوتے ہو — اس لیئے کہ ہم سے بہت دور ہو اس دوری ہی نے تمکو یہہ خوبصورتی بخشی ہے — اس دوری ہی سے تمہارا نیلارنگ ہماری آنکھ کو بھایا ہے، تو ہماری زندگی میں بھی جو چیز بہت دور ہی رہی ہمکو زیادہ خروش کرنے والی ہے *

وہ چیز کیا ہے، کیا عقل ہی جسکو سب، سب سے اعلیٰ سمجھتے ہیں کیا وہ ہمکو آئندہ کی خوشی کا یقین دلا سکتی ہے؟ ہوگز نہیں، اسکا میدان تو نہایت تنگ ہے، بڑی دور دھوپ کرے تو نیچر تک اسکی رسائی ہی جو سب کے سامنے ہے *

اے نورانی چہرہ رائے یقین کی ایکلوتی خوبصورت بیٹی، امید، یہہ خدائی روشنی تیرے ہی ساتھ ہے، تو ہی ہمارے آگے وقتوں میں ہمکو تسلی دیتی ہے، تو ہی ہمارے آگے وقتوں میں ہماری مدد کرتی ہے، تیری ہی بدولت نہایت دور دراز خوشیاں ہمکو نہایت ہی پاس نظر آتی ہیں، تیرے ہی سہارے سے زندگی کی مشکل مشکل گھاٹیاں ہم طے کرتے ہیں، تیرے ہی سبب سے ہمارے خوابیدہ خیال جاگتے ہیں، تیری ہی برکت سے خوشی خوشی کے لیئے نام آوری نام آوری کے لیئے بھاری بھاری کے لیئے فیاضی فیاضی کے لیئے مہذب مہذب کے لیئے نیکی نیکی کے لیئے طیار ہے، انسان کی تمام خوبیوں اور ساری نیکیاں تیری ہی تابع اور تیری ہی نورماں بردار ہیں *

وہ پہلا گنہگار انسان جب شیطان کے چنگل میں پھنسا اور تمام نیکیوں نے اُسکو چھوڑا اور تمام بدیوں نے اُسکو گھیرا تو صرف تو ہی اُس کے ساتھ رہی تو ہی نے اُس نا امید کو نا امید ہونے نہیں دیا تو ہی نے اُس موت میں پھنسنے دلوں مرنے نہیں دیا تو ہی نے اُسکو اُس ذلت سے نکالا اور پھر اُسکو اُسی اعلیٰ درجہ پر پہنچایا جہاں کہ فرشتوں نے اُسکو سجدہ کیا تھا *

اُس ٹیک نبی کو جس نے سیکڑوں برس اپنی قلم کے ہاتھ سے مہذب اُٹھائی اور مار پیٹ سہی تیرا ہی خوبصورت چہرہ تسلی دینے والا تھا — وہ پہلا نا خدا جب کہ طوفان کی موجوں میں بہا جاتا تھا

اور بجز مایوسی کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا تو تیری اُس طوفان میں اُس کی کشتی کھینچنے والی اور اُسکا بیوا پار لگانے والی تھی — تیرے ہی نام سے جو دی پہاڑ کی مبارک چوٹی کو عزت ہے — زیتون کی ہری ٹہنی کو جو وفادار کبوتر کی چرنچ میں وصل کے پیغام کی طرح پھرنچھی جو کچھہ پونک ہے تیری ہی بدولت ہے *

اے آسمانوں کی روشنی اور اے نا امید دلوں کی تسلی امید تیرے ہی شاداب اور سرسبز باغ سے ہر ایک محنت کا پھل ملتا ہے تیرے ہی پاس ہر درد کی دوا ہے — تبھی سے ہر ایک رنج میں آسودگی ہے — عقل کے ویران جنگلوں میں پھٹکتے پھٹکتے تنہا ہوا مسافر تیرے ہی گھنہ باغ کے سرسبز درختوں کے سایہ کو ڈھونڈتا ہے وہاں کی ٹھنڈی ہوا خوش الحان جانوروں کے راگ بھتی نہروں کی لہریں اُس کے دلکو راحت دیتی ہیں اُس کے مرے ہوئے خیالات کو پھر زندہ کرتی ہیں — تمام فکریں دل سے دور ہوتی ہیں اور دور دراز زمانہ کی خیالی خوشیاں سب آ موجود ہوتی ہیں *

دیکھہ نادان بے بس بچہ گھوارے میں سرتا ہے اُسکی مصیبت زدہ ماں اپنے دھندے میں لگی ہوئی ہے اور اُس گھوارے کی ڈوری بھئی ہلاتی جاتی ہے — ہاتھ کام میں اور دل بچے میں ہے اور زبان سے اُسکو یوں لوری دیتی ہے — سورہ میرے بچے سورہ — اے اپنے باپ کی صورت اور میرے دلکی ٹھنڈک — سورہ — اے میرے دلکی کرنیل — سورہ — اور پھول پھول — تبھیہ پر کبھی خزاں نہ آئے پاورے — تیری ٹھنڈی میں کوئی خار کبھی نہ پھوٹے — کوئی ٹھنڈی کھڑی تبھیہ نہ آوے کوئی مصیبت جو تیرے ماں باپ نے پھٹکتی تو ندیکھے — سورہ میرے بچے — سورہ — میری آنکھوں کے نور اور میرے دلکے سرور میرے بچے سورہ تیرا مکھڑا چاند سے بھی زیادہ روشن ہوگا تیری خصلت تیرے باپ سے بھی اچھی ہوگی تیری شہرت تیری لیانت تیری محبت جو تو ہوتے کریم آخر کار ہمارے دلکو تسلی دینگی تیری ہنسی ہمارے اندھیروں کو گھرا ارجالا ہوگی تیری پیاری پیاری باتیں ہمارے غم کو دور کرینگی تیری آواز ہمارے لیئے خروش آئندہ راگنیاں ہونگی — سورہ میرے بچے — سورہ اے ہماری امیدوں کے پودے — سورہ — ہرلو جب اس دنیا میں ہم تم سے جدا ہو جاوینگے تو تم کیا کرگے — تم ہماری پیچھا لاش پاس کھڑے ہوگے تم پوچھوگے اور ہم کچھہ نہ بولینگے تم روگے اور ہم کچھہ رحم نہ کرینگے — اے میرے پیارے رونے والے تم ہمارے ڈھیر پر آکر ہماری رنج کو خروش کرگے — آہ ہم ٹھونگے اور تم ہماری یادگاری میں آنسو بہاؤگے — اپنی ماں کا محبت ہوا چہرا اپنے باپ کی نورانی صورت یاد کرگے — آہ ہمکو بھی رنج ہے کہ اُسوقت ہماری محبت یاد کرکر تم رنجیدہ ہوگے — سورہ میرے بچے — سورہ — سورہ میرے والے — سورہ *

جبکہ بھلائی سی چمکنی والی تلواریں اور سنگینیں اُسکی نظر کے سامنے ہوتی ہیں اور بادل کیسی کزکنہ والی اور آتشیں پہاڑ کیسی آگ بوسانے والی توپوں کی آواز سنتا ہی — اور جبکہ اپنے ساتھی کو خون میں لتھڑا ہوا زمین پر پڑا ہوا دیکھتا ہی تو اے بہادروں کی قوت بازو اور اے بہادری کی ماں تیرے ہی سبب سے فتح مندی کا خیال اُنکے دلوں کو تقریب دیتا ہی اُنکا کان نثارۃ میں سے تیرے ہی نغمہ کی آواز سنتا ہی *

وہ قومی بھلائی کا پیاسا اپنی قوم کی بھلائی کی فکر کرتا ہی دن رات اپنے دل کو جلاتا ہی ہر وقت بھلائی کی تدبیروں ڈھونڈتا ہی اُنکی تلاش میں در دراز کا سفر اختیار کرتا ہی یگانوں یگانوں کا ملتا ہی ہر ایک کی بول چال میں ایسا مطلب ڈھونڈتا ہی مشکل کے وقت ایک بڑی مایوسی سے مدد مانگتا ہی جنکی بھلائی چاہتا ہی اُنہیں کو دشمن پاتا ہی شہری وحشی بتاتے ہیں درسہ آشنا دیراندہ کہتے ہیں — عالم فاضل نفر کے فتنوں کا تر دکھاتے ہیں بھائی ہند عزیز اقرب سب سمجھاتے ہیں اور پھر یہ شعر پڑھ کر چپ ہو رہتے ہیں —

وہ بھلا کس کی بات مانے ہیں

بھائی سید تو کچھ دیرانے ہیں

ساتھی ساتھ دیتے ہیں مگر ہاں ہاں کوکر محنت اور دلسوزی سے دور رکھ کر — بہت سی ہمدردی کرتے ہیں پر کڑھی کٹھلے سے الگ کر کے — دل ہر وقت بیقرار ہی کیسیک اپنا سا نہیں پاتا کسی پر دل نہیں ٹھرتا مگر اے بیقرار دلوں کی راحت اور اے شکستہ خاطرہ کی تقویت تو ہی ہودم ہمارے ساتھ ہی تو ہی ہمارے دل کی تسلی ہی ترہی ہماری گنہ منزاوں کی ساتھی ہی تیری ہی تقریب سے ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچینگے تیرے ہی سبب گوہر مواد کو پادینگے اُو ہمارے دل کی عزیز اور ہمارے پیارے مہدی کی پیاری ”امید“ تو ہمیشہ ہماری دل کی تسلی رہے *

ای ہمیشہ زندہ رہنے والی امید جب کہ زندگی کا چراغ تم ٹماتا ہی اور دنیاوی حیات کا آفتاب لب بام ہوتا ہی ہاتھ پاؤں میں گرمی نہیں رہتی رنگ نق ہو جاتا ہی مونہ پر مودنی چھاتی ہی ہوا ہوا میں پانی پانی میں مٹی مٹی میں ملنے کو ہوتی ہی تو تیرے ہی سہارے سے وہ ٹٹن گھڑی آسان ہوتی ہی *

اُس وقت اُس زرد چہرے اور آہستہ آہستہ ہلتے ہوئے ہوشوں اور بے خیال بند ہوتی ہوئی آنکھوں اور غفلت کے دریا میں توبتہ ہوئے دل کو تیری یادگاری ہوتی ہی تیرا نورانی چہرہ دکھائی دیتا ہی تیوی صدا کان میں آتی ہی اور ایک نئی روح اور تازہ خوشی حاصل

یہ امید کی خوشیاں ماں کو اُس وقت تھیں جبکہ بچہ غریب غریب نہیں کرسکتا تھا مگر جب وہ ذرا اور بڑا ہوا اور معصوم ہنسی سے اپنی ماں کے دل کو شاد کرنے لگا اور اماں اماں کہنا لگا اُس کی پیاری آواز ادھر سے لفظوں میں اُس کی ماں کے کان میں پہنچنے لگی اُنہوں سے اپنی ماں کی آتش مصیبت کو بھڑکانے کے قابل ہوا پھر مکتب سے اُسکو سروکار پڑا رات کو اپنی ماں کے سامنے دن کا پڑھا ہوا سبق غمزہ دل سے سناتے لگا — اور جبکہ وہ تاروں کی چھاؤں میں اڑتے دھاتھ منہ دھو کر اپنے ماں باپ کے ساتھ صبح کی نماز میں کھڑا ہونے لگا — اور اپنے بے گناہ دل بے گناہ زبان بے ریا خیال سے خدا کا نام پکارنے لگا تو امید کی خوشیاں اُوڑ کس قدر زیادہ ہو گئیں اُس کے ماں باپ اُس معصوم سینہ سے سچی ہمدردی دیکھ کر کتنے خوش ہوتے ہیں اُو ہماری پیاری امید تو ہی ہی جو مہد سے لحد تک ہمارے ساتھ رہتی ہی *

دیکھو وہ بدھا آنکھوں سے اندھا اپنے گھر میں بیٹھا روتا ہی اُسکا پیارا بیٹا بھینٹوں کے ریزوں میں سے غایب ہو گیا ہی وہ اُس کو ڈھونڈتا ہی پر وہ نہیں ملتا مایوس ہی پر امید نہیں ٹوٹی — لہو بھرا دانٹوں پھٹا کرتا دیکھتا ہی پر ملنے سے نا امید نہیں ناٹوں سے خشک ہی غم سے زار نزار ہی روتے روتے آنکھیں سفید ہو گئی ہیں کوئی خوشی اُس کے ساتھ نہیں ہی مگر صرف ایک امید ہی جس نے اُسکو رصل کی امید میں زندہ اور اُس خیال میں خوش رکھا ہی *

دیکھو وہ بیگناہ قیدی اندھیرے کمرٹیوں میں سات تھہ خانوں میں بند ہی اُسکا سورج کا سا چمکنے والا چہرہ زرد ہی بے یار و دیار غیر قوم غیر مذہب کے لوگوں کے ہاتھ میں قید ہی بدھے باپ کا ضم اُس کی روح کو مدد پہنچاتا ہی عزیز بھائی کی جدائی اُنکے دل کو غمگین رکھتی ہی قید خانہ کی مصیبت اُس کی تنہائی اُس کو گھر کا اندھیرا اور اُس پر اپنی بیگناہی کا خیال اُسکو نہایت ہی رنجیدہ رکھتا ہی اُس وقت کوئی اُسکا ساتھی نہیں ہی مگر اے ہمیشہ زندہ رہنے والی امید تجھی میں اُس کی خوشی ہی *

وہ دلاور سپاہی لڑائی کے میدان میں کھڑا ہی کوچ پر کوچ کرتے کرتے تھک گیا ہی ہزاروں خطرے درپیش ہیں مگر سب میں تقویت تجھی سے ہی — لڑائی کے میدان میں جبکہ بہادروں کی صفیں کی صفیں چپ چاپ کھڑی ہوتی ہیں اور لڑائی کا میدان ایک سن سان کا عالم ہوتا ہی دلوں میں مصیبت قسم کی خوف ملی ہرٹی جرأت ہوتی ہی — اور جبکہ لڑائی کا وقت آتا ہی اور لڑائی کے بلک کی آواز بہادر سپاہی کے کان میں پہنچتی ہی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہایت بہادری سے بالکل بے خوف ہو کر لڑائی کے میدان کو دیکھتا ہی — اور

دیگر علوم دنیوی بشمول علوم دینی پڑھائے جاویں گے اس پر جو ہر مسلمان یا متمصب دیندار یا متکشف رہا ہی اعتراض کرتے ہیں اور اُسکو کوسٹانی مدرسہ ٹھراتے ہیں اور اس سبب سے لوگوں کو اُس میں چندہ دینے سے منع کرتے ہیں تو عربی مدرسہ دیوبند میں جس میں پڑھائے مسلمان کے اور کچھ نہیں ہی اور جس میں وہی پڑانے علوم پڑھائے جاتے ہیں جنکو مسلمان چاہتے ہیں بڑے بڑے مسلمانوں نے ضرور مدد کی ہوگی مگر رپورٹ کے دیکھنے سے ہمکو نہایت مایوسی ہوئی بڑے سے بڑا چندہ فہرست میں آٹھ روپیہ پانچ آنہ ماہواری کا ہی اور اُس کے بعد پانچ روپیہ ماہواری کا اُس کے بعد چار روپیہ ماہواری کا اور اُس کے بعد تین روپیہ ماہواری کا اور یہ چاروں قسم کے چندے غیر وصولی ہیں بعضوں پر در در برس اور بعضوں پر ایک ایک برس کا باقی ہی اُس کے بعد بہت تھوڑے چندے دو روپیہ اور ایک روپیہ ماہواری کے ہیں اور اُس کے بعد تو پھر روپیہ دو روپیہ تین روپیہ آٹھ آنہ چار آنہ سال پر نو روپے پانچ گنی اور وہ بھی بآسائش وصول نہیں ہوتا بہ مجبوری مہتمم نے تجویز کی ہی کہ چندہ اُرگاہانے لے لیئے ایک آدمی نوکر رکھو چارے — پس یہ کارروائی ہمارے لیئے قطعی ثبوت اس بات کا ہی کہ جو لوگ اپنے تئیں مقدس اور متقی اور پکا مسلمان ظاہر کرکو مدرسۃ العلوم مسلمانان میں شریک نہونے کی وجہ اپنی دینداری ظاہر کرتے ہیں صرف سٹن ساختہ اور حیلہ نامشروع ہی ورنہ کیا وجہ ہی کہ اُن لوگوں نے مدرسہ عربی دیوبند میں جس میں بجز مسلمان کے اور کچھ نہیں ہی کیوں مدد نہیں کی حقیقت میں مسلمانوں پر نہایت انوس ہی کہ ایسے مدرسہ میں بھی جیسا کہ دیوبند کا عربی مدرسہ ہی اور جس میں جناب مولوی محمد قاسم صاحب سا فرشتہ سیرت شخص نگراں ہی اور مولوی محمد یقرب صاحب سا شخص مدرس ہی کچھ مدد نکریں — دیکھو اس کا سبب صرف یہی ہی کہ ہماری قوم کی تعلیم و تربیت اچھی نہیں ہی — جس طرح کہ ہم مجوزۃ مدرسۃ العلوم میں تعلیم و تربیت دینا چاہتے ہیں اگر ہماری قوم نے اسطرح پر تعلیم پائی ہوتی تو تم دیکھتے کہ اس مذہبی مدرسہ دیوبند میں کسطرح روپیہ کی مدد پہونچتی اور کسطرح یہی مذہبی مدرسہ جو اب ایسا غریب ہی جس کا حال دیکھ کر اور مسلمانوں کے مذہبی مدرسہ کا نام سنکر رونا آتا ہی کسقدر رونق اور ترقی ہو رہتا — پس جو لوگ ہمارے مجوزۃ مدرسۃ العلوم کے برخلاف جوش مذہبی ظاہر کرتے ہیں درحقیقت سچائی سے نہیں ہی بلکہ صرف ایک غلط حیلہ مخالفت کا ہی *

دوم بلحاظ استقلال مدرسہ کے — تمام رپورٹ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدرسہ خود اپنے پر یا مسلمانوں کی ہمدردی

ہوتی ہی اور ایک ٹٹی لازوال زندگی کی جسمیں ایک ہمیشہ رہنے والی خوشی ہوگی اُمید ہوتی ہی *

یہ تکلیف کا رقت تیرے سبب سے ہمارے لیئے موسم بہار کی آمد آمد کا زمانہ ہو جاتا ہی اُس لازوال آنے والی خوشی کی اُمید تمام دنیوی رنجوں اور جسمانی تکلیفوں کو بہلا دیتی ہی اور غم کی شام کو خوشی کی صبح سے بدل دیتی ہی گو کہ موت ہر دم جتاتی ہی کہ مونا بہت خوفناک چیز ہی *

اگر ہماری آنکھوں سے چڑھی ہوئی درسی دنیا جسمیں ہمکو ہمیشہ رہنا ہی جہاں سوچ کی کرن اور زمانہ کی لہر بھی نہیں پہونچتی تیری راہ تین چیزوں سے علی ہوتی ہی ایمان کے ترشہ اور اُمید کے ہادی اور موت کی سواری سے مگر ان سب میں جسکو سب سے زیادہ فرت ہی وہ ایمان کی خوبصورت بیٹی ہی جسکا پیارا نام 'اُمید' ہی *

اگر کہتے ہیں کہ بے یقینوں کو موت کی ٹٹوں گھڑی میں کچھ اُمید نہیں ہوتی مگر میں دیکھتا ہوں کہ تیری بادشاہت وہاں بھی ہی — قیامت پر یقین نہ کرنے والا سمجھتا ہی کہ تمام زندگی کی تکلیفوں کا اب خاتمہ ہی اور پھر کسی تکلیف کے ہونے کی توقع نہیں ہی وہ اپنے اُس بے تکلیف آنے والے زمانہ کی اُمید میں نہایت بردباری سے اور رنجوں کے زمانہ کے اخیر ہونے کی خوشی میں نہایت شادمانی سے یہ شعر پڑھتا ہوا جان دیتا ہی *

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را
دویدن رفتن استلن نشستن خفتن و مردن

رات —

سید احمد

نمبر ۱۵۱

عربی مدرسہ دیوبند

اور

مسلمانوں کا جھوٹا دعویٰ دینداری

مولوی رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ عربی دیوبند نے اس مدرسہ کی رپورٹ سالانہ بابٹ سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہمارے پاس بھیجی ہی جس کے دیکھنے سے ہمکو نہایت ہی رنج ہوتا ہی اور مسلمانوں اور مسلمانوں کی حالت پر کسقدر انوس آتا ہی اب ہم اُس رپورٹ پر متعدد طرح پر نظر ڈالتے ہیں *

اول بلحاظ مسلمانوں کے جوش مذہبی کے — ہم سمجھتے تھے کہ جو مدرسہ ہم قائم کرنا چاہتے ہیں اور جسمیں علوم انگریزی اور

سرم بلحاظ نتائج دینی و دنیوی کے جنکے حاصل ہونے کی اس
مدرسے سے توقع کی جارے — اس مضمون پر کچھ لکھنے سے پہلے
کچھ حال طالب علموں کا اور بعد امتحان سالانہ جو انعام تقسیم ہوا
کچھ اُسکا حال لکھنا مناسب ہوگا — معارف ہوتا ہی کہ اس مدرسے
میں ایکسو پینتالیس طالب علم ہیں جنہیں سے ترسی خاص دیوبند
کے رہنے والے ہیں اور باسٹھ پیرونجبات کے ہیں اُن میں سے سات طالب
علم تو ایسے ہیں جو اپنے پاس سے روٹی کھاتے ہیں اور پچھن رہے ہیں
جو دیوبند کے رہنے والوں سے یا مدرسے سے روٹی پاتے ہیں کسیکو کچھ
پڑا اور جارے میں رضائی بھی ملتی ہی *

تقسیم انعام کی کیفیت رپورٹ میں یہ لکھی ہی کہ ”صورت تقسیم
انعام یوں تجویز ہوئی کہ طلبہ مکتب قون میں جو اعلیٰ دو حافظ
اور ادنیٰ دو لڑکے کل چار مستحق انعام ہوئے اُن کے لیئے ڈیڑھ روپیہ
تجویز ہوا اور طالبہ فارسی ادنیٰ جو سات تھے اُن کے گیارہ انعام
کے لیئے ایک روپیہ چھ آنے تجویز کیا کہ تھمیں اُن انعام کے موازی
دو آنے ہوئے اور فارسی کے طلبہ اعلیٰ کو جو چھ تھے سات انعام ملے
پس حساب فی انعام پانچ آنے کل دو روپیہ تین آنے مقرر ہوئے اور عربی
میں ادنیٰ درجہ کے چوبیس طالب علموں کو تریپس انعام ملے پس حساب
فی انعام پانچ آنے اُن کا کل روپیہ سولہ روپے نو آنے ہوئے اور اوسط
کے گیارہ طلبہ کو اکیس انعام اُن کو فی انعام سات آنے تھمیں کیئے
کل نو روپیہ تین آنے ہوئے اور طلبہ اعلیٰ عربی کے اُنیس قابل انعام
ہوئے اور چھیاسٹھ انعام اُنہوں نے پائے فی کتاب چودہ آنے تھمیں
کیئے تو کل روپیہ اُن کا ستاون روپیہ بارہ آنے ہوا “ *

اول تو ہم مسلمانوں کی اس حالت پر افسوس کرتے ہیں کہ اُنکی
قوم کا مسلمانی مدرسہ اور ایسی خراب اور محتاج حالت میں ہی
کہاں ہیں بڑے بڑے دینداری کا دعویٰ کرنے والے اور کیوں مذہب اسلام
کے مدرسے کو ایسی حالت میں ڈال رکھا ہی مگر پھر ہم نہایت
مضبوط اور استقلال سے کہتے ہیں کہ یہ خراب حالت مسلمانوں کی
ہمیشہ ایسی ہی رہیگی اور اُن کی کسی بات کو خرافہ دینی ہو یا
دنیاوی کبھی ترقی نہیں ہونے کی اور کبھی ذلت کی حالت سے نہیں
نکلنے کے جب تک کہ اُس طرح پر اُن کی تعلیم و تربیت نہو جسکی
بنیاد ہم نے ڈالی ہی دیکھ لو تمہارے ہی ملک میں ایک تربیت
یافتہ قوم یعنی پادریوں کے مذہبی مدرسے ہیں اُن کی تائید بھی
نہایت غریب آدمی اور بیوہ عورتیں زیادہ تر کرتی ہیں اور خورہ
انصاف کر کہ اُن دنوں میں کیا فرق ہی اس کا سبب صرف یہی
ہی کہ اُس قوم میں تعلیم و تربیت عمدہ ہی اُن کے سب کام اچھے
ہیں ہماری قوم میں تعلیم و تربیت نہایت خراب ہی کر تعلیم تو

پر قائم نہیں ہی بلکہ صرف ایک شخص کی ذات پر اس کا مدار ہی
مولوی محمد قاسم صاحب درحقیقت نہایت بزرگ و نہایت نیک مادر
زاد ولی ہیں تمام ضلع سہارنپور اور میرٹھ و مظفر نگر میں لوگ اُن
کو مصداق اس حدیث کا کہ عامة امتی کا نبیاء بنی اسرائیل سمجھتے
ہیں اور اُن کے سبب سے یہ چمک رہا ہوتا ہی ورنہ ایک مسلمان ایک
ٹکا بھی نہ دیتا *

درسرا بڑا سبب مولوی محمد یعقوب صاحب کا ہی جو مدرس
اول اس مدرسے کے ہیں اور اُنہوں نے صرف پینتالیس روپیہ ماہواری مدرسہ
سے لینا قبول کیا ہی اور قناعت و زہد سے اس قدر قلیل میں اوقات بسر
کرتے ہیں اگر وہ نہیں تو کیا درسرا کوئی شخص اس ذلیل مشاہرہ
پر اُن علم کے پڑھانے کو ملیگا جو اُس میں پڑھانے جاتے ہیں —
پس یہ مدرسہ صرف ان دو بزرگوں کی دعا پر قائم ہی جس دن
یہ دونوں بزرگ خدا کے کھر یا خدا کے پاس تشریف لیجاویں گے اُسی
دن مدرسہ کا خاتمہ ہی *

کیا افسوس ہی مسلمانوں کی عقاوں پر کہ دیوبند میں بلاضرورت
مسجد بناتے ہیں اور ہزاروں روپیہ خرچ ہوتا جاتا ہی اور اس زندہ
خانہ خدا کا خیال نہیں کرتے اگر مسجد نہ بناتے اور اُس روپیہ سے
اس مدرسہ کے لیئے مستقل آمدنی کی جائداد پیدا کرلیتے تو کیسا
کچھ مسامانی کو فائدہ ہوتا اگرچہ مسلمانوں کی نیک ذاتی سے یقین
تھا کہ چند ہی سال میں وہ جائداد متولیوں کے صرف میں آجاتی *

اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ مسلمان جو یہ دعویٰ
کوتے ہیں کہ ہم خالصاً کوئی کام کرتے ہیں یہ محض غلط ہی
بلکہ ہر شخص اپنی خواہش نفسانی یا رسمی خوشی میں مبتلا ہی
مسجد کے بننے کے لیئے روپیہ دینے سے اس لیئے خوشی ہوتی ہی کہ
لوگ دھننے اور جولاہے سے اور بھٹیاریے جو سنتے ہیں اُس کو نہایت
دیندار اور نیک کام کرنے والا سمجھتے ہیں اور یہ اپنے دل میں
خوش اور مژدور ہوتے ہیں اور اگر عقل ہوگی تو غالباً سمجھتے ہونگے
کہ جس کام کے لیئے سید احمد روپیہ مانگتا ہی حقیقت میں وہ تو
اس زمانہ میں مسجد بنوانے سے بھی زیادہ ثواب کا کام ہی مگر جو
کہ اُس میں روپیہ دینے سے عام لوگ ایسا نیک اور ثواب کار نہیں
سمجھتے اور نہ مرام میں ایسی نیکنامی کا شہرہ ہوگا جسے مسجد
بنانے میں اسلیئے اُس میں روپیہ نہایت ہزاروں حیلہ کریں گے کہ میاں
اُس میں تو انگریزی پڑھائی جاویگی الھاد سکھایا جاویگا حالانکہ خود
اُنکا دل جانتا ہی کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں غلط ہی اور مسلمانوں کے
حق میں وہی بہتر ہی جو سید احمد کہتا ہی *

برائے نام ہو الا تربیت کا تو نام بھی نہیں اور اسی سبب سے ہمارے سب کام کیا دینی اور کیا دنیوی سب خراب اور برباد و فکیل ہیں *

یہ تو پرچہ کہ ان لوگوں سے دین کی کچھ حمایت ہوسکتی ہے اگر ابھی ایک جیالجبی جاننے والا موجود ہو اور بموجب قواعد اور تجربہ جیالجبی کے مذهب اسلام پر اور قرآن مجید پر اعتراض کرنے شروع کرے یا ایک نیچرل اسٹ اصول نیچر کے موافق اعتراض پیش کرے یا ایک کسٹری جاننے والا کسٹری کے قواعد سے مسلمات مذهب اسلام کی تردید شروع کرے یا ایک جدید ہیڈ داں قرآن مجید کے بیانات پر شبہات قائم یا جیسا کہ اس زمانہ میں برابر ہو رہا ہے کہ پادریوں اور مسلمانوں سے مذہبی مباحثہ ہو تو یہ لوگ کیا حمایت دین اسلام کی کرسکتے ہیں اسلئے کہ ان علوم سے مطابق واقف نہیں ہیں پادریوں سے بھی گفتگو کرنے کے لیئے انگریزی زبان کا جاننا اور انگریز اسٹیکل ہسٹری سے واقف ہونا یونانی اور عبری زبان سے واقف ہونا واجبات سے ہی پس جب یہ لوگ ان باتوں سے واقف ہی نہیں ہیں تو کیا کرسکتے ہیں پس صرف اس تعلیم سے جو ہو رہی ہے ہوکر دین اسلام کی حمایت کی بھی کچھ ترقع نہیں ہے *

جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ لوگ خود آپ اپنے لیئے کچھ مفید ہونگے تو اُس کی بھی ہوکر کچھ ترقع نہیں ہوتی کوئی فن انہوں نے نہیں سیکھا کوئی ہنر اُنکر نہیں آتا روٹی کمانے اور کھانے کا کوئی ذریعہ اُنکے پاس نہیں ہے پس وہ کیا اپنی بہتری آپ کرسکتے ہیں اور یہ تصور کرنا کہ تمام لوگ عابد و زاہد اور فائقہ کش اور خدا رسیدہ ہو جارینگے ایک ہنسی اور دل لگی کی بات ہے مولوی محمد قاسم صاحب کس کس کو اپنا سا پٹالینگہ اور آج تک کتہ آدمیوں نے انہوں نے اپنا سا پٹا لیا ہے جلی و چلید تو اپنا سا کسیر نہ بناسکے تو یہ کیونکر ترقع ہوسکتی ہے کہ ہزاروں مسلمان ایسے ہی دنیا سے آزاد ہو جارینگے جیسیکہ مولوی محمد مظفر حسین صاحب مرحوم تھے یا جیسیکہ مولوی محمد قاسم صاحب ہیں ایسے خیالات ہونے درحقیقت ٹھیک ٹھیک دھمکی مسلمانوں کی قوم کے ساتھ ہے — ہاں ایک بات بے شبہ اس قسم کی تعلیم سے ہونے والی ہے کہ کھل اور مال مردم خوروں کا گروہ بڑھتا جاوے گا آج اُس مسجد میں اگر مسلمان خیرات کی روٹی کھانے والے موجود ہیں تو کل بیس ہو جارینگے اور اگر آج نالی کانوں کی جو بازار میں دو ملانے بے مہنت کی روٹی کھانے والے اُترے ہوئے ہیں تو کل چار موجود ہو جارینگے اُنکی صورت سے کانوں کا چرہ دھری کانپ جاوے گا اور اُسکا سیر پھر عرس خشک ہو جاوے گا دور سے ملانے کی صورت دیکھ کر اپنی بیوی سے کہے گا کہ اری کلرا کی ماں ایک اور آیا اُس کے لہئے بھی کچھ روٹی نکرا دے دے *

اب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے قوم کو دینی بہلائی کیا پہونچنے والی ہے اس زمانہ میں مسلمانوں کو دنیاہات میں نماز روزہ حج زکوة نکاح طلاق میراث کے مسائل کے دربانہ کرنے کی البتہ حاجت ہوتی ہے اکثر مسائل خود لوگوں کو معلوم ہوتے ہیں اور جنکو دریافت بھی کیا جاوے تو ان علماء سے اُس سے زبا بتانے کی ترقع نہیں ہے جو ایک اُردو خواں چند مذہبی کتابیں پڑھا ہوا بتا سکتا ہے انصاف سے اور ایمان سے دریافت کر کہ ان لوگوں نے جو بڑی بڑی کتابیں حدیث و تفسیر کی پڑھی ہیں صرف بطور تپوک پڑھی ہیں یا درحقیقت اپنے علم سے اُنکی تحقیقات و تنقیح کے بعد اُن پر عمل کرنے کے لیئے پڑھی ہیں پس ہمیں ایسی مثال ہی کہ پٹاری

بھلائی اُسی میں ہی جس کی ہم راہ بتاتے ہیں اور جب تک اُس طرح پر مسلمانوں کی تعلیم و تربیت نہ ہوگی اور مدرسۃالعلوم قائم نہ ہوگا جس میں تمام علوم دینی اور دنیاوی پڑھائے جارہے اور جس میں سے ایسے لوگ تعلیم ہوکر نکلیں گے جو بعض اسکے کہ خود خیالات کی روٹی کھا دیں دس کو کھاسکیں اور علوم دین سے اپنی مانتیت درست کریں اور علوم و فنون دنیاوی سے عام لوگوں میں منقبت پھیلایں کسی قسم کی دینی یا دنیوی بھلائی مسلمانوں کو نصیب نہ ہوگی جو لوگ کہ ہماری تدبیروں کی مخالفت کرتے ہیں وہ پکے دشمن اسلام کے اور مسلمانوں کے ہیں تمام باتیں اُنکی ظاہری اور محض جھوٹی ہیں اپنے مطالب پر وہ باتیں کرتے ہیں جو ایک ادنیٰ دنیا دار بھی نہیں کرتا کیا اس زمانہ کے لوگ واقف نہیں ہیں کہ اپنی فرض پر مولوی دنوں بسر اور مزاروں سین ہسر اور مولوی میم ہسر اور مولوی عین ہسر وغیرہ نے کیا کیا کیا جو لوگ ہماری تکفیر کا فتوے دیتے ہیں ذرا اُنکو شرم کوئی چاہیئے اور اپنے گریبان میں مونہ ڈالنا چاہیئے کون سی انبیٰ پریش کے مولوی صاحب ہیں جنکے حال اور کثرت ہم واقف نہیں *

خدا! مسلمانوں کو ہدایت کرے اور توفیق نیک دے *

رات—

سید احمد

نمبر ۱۵۴

کتاب الرحلة

الموسوم

بالواسطة الى معرفة مالطا

و كشف المختبأ عن فنون اوربا

یہ کتاب جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے ایک سفر نامہ ہے جس میں جزیرہ مالٹا کا حال اور یورپ کے علوم و فنون کی کیفیت لکھی ہے — لکھنے والا اُس کا ابراہیم شیف احمد انندی ہے جس کا گھر غالباً تونس میں ہے وہ مصاحب سید حسین امیرالامراء پریسیدنٹ مجلس انتظامیہ تونس کا تھا جب یہ امیرالامراء تونس کی سیر کو گیا اور پیرس دارالسلطنت فرانس میں وہاں کے حالات دریافت کرنے کے لیے قہرا تب یہ شیف بھی سفر کو نکلا اور مالٹا اور لندن اور پیرس وغیرہ یورپ کے شہروں میں بیس برس تک سیاحت کرتا رہا اور توریت کے ترجمہ کرنے کی خواہش سے بہت دنوں تک ڈانٹر لی کے ساتھ کیوبا میں رہا — اس شیف نے اپنے زمانہ سیاحت میں یورپ کے حالات اور وہاں کے علوم و فنون اور لوگوں کے

کیا ایسی حالتوں میں ہم کو توقع ہے کہ ہماری قوم میں کچھ نیکی بڑھے گی ہرگز نہیں مفاسی تمام گناہوں کی جو ہے اسکی اتنی بڑی شان ہے کہ خدا نے بھی مفاسی کی حالت کو ممنوع القلم کیا ہے پس ان لوگوں سے بچو اسکے کہ ہزاروں قسم کے جرایم اور گناہ سرزد ہوں اور کیا توقع ہو سکتی ہے جیسا کہ اب بھی ہوتا ہے اور خود جناب مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب اپنے اضلاع کے حالات سے بشرف واقف ہونگے کہ مسلمانوں کی فیکٹوں کا اُنکے حالات کا اُنکے معاملات کا اُنکی ایمانداری کا جھوٹی گراہی دینے کا جھوٹے حلف اُٹھانیکا کیا حال ہے اور کیا ہوتا جاتا ہے یہ تمام باتیں صرف نتیجہ اسکا ہے کہ ہماری قوم میں تعلیم و تربیت نہایت خراب درجہ پر ہے خود مذہبی تعلیم بھی ایسے خراب فائدہ پر ہے کہ وہ دلی نیکی جو خود انسان کو اُس کے برے کاموں کو جتلاتی رہتی ہے اور جسکو انگریزی میں کانسنس کہتے ہیں انسان میں سے معدوم و مفقود ہو جاتی ہے *

ہاں بلاشبہ ان لوگوں سے اسباب کی توقع ہے کہ جب کوئی شخص دلی ہمدردی اور مصعبت قومی اور حب ایمانی اور خالص مشق اسلامی سے اپنی قوم کی بھلائی میں کھڑا ہو جس کے خیالات پانچوروں ان تاریک خیالات سے مختلف ہونگے تو اُس کی نسبت کفر کے فتوے دینے کو موجود ہونگے جناب مولوی نذیر حسین صاحب بھی سید احمد کے کفر پر مہر ثبت فرما رہے ہیں اور مولوی محمد سعد اللہ صاحب بھی تکفیر کے فتووں پر مہریں کر رہے ہیں اور اس بات کو بھول جا رہے ہیں کہ اُن دنوں صاحبوں نے کیسے کیسے فتوے پر مہریں کی ہیں جس سے سچے مسلمان کا ایمان کانپ جاتا ہے تو روزی سی دنیا کی توقع میں کس طرح خدا کے احکام کو تعریف کیا ہے — مگر اُن بزرگوں کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اُن فتووں سے کیا ہوتا ہے بقول مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب کے کہ گزشتہ کے برابر یہ کچھ رقم نہیں رکھتے وہ خود تو مسلمان ہو لیکن جب دوسروں کی تکفیر کریں —

اور خویشتن گم است ترا رہبری کند

ہماری غرض اس تمام تھریز سے مسلمانوں کو اسباب کی غیرت دلانا ہے کہ اُنکے دنوں کام دین دنیا کے سب خراب و ابتر ہیں اُنکو شرم آئی چاہیئے کہ اُنکے مدرسہ اسلامی دیوبند کا کیا حال ہے سیکر چاہیئے کہ اُس مدرسہ کی ایسی مدد کریں اور ایسی اعلیٰ ترقی پر چھوڑ جائیں جو اسلام کی رونق و شان کا نمونہ ہو *

دوسرے ہمارے اس تمام تقریر سے یہ مطلب ہے کہ تمام مسلمان عرب یقین کر لیں کہ ان مدرسوں سے جیسا کہ اب ہیں قومی عزت و قومی ترقی یا اسلام کی رونق و شوکت ہرگز ممکن نہیں ہے اصلی

حال و چلت اور امیروں و غریبوں کے گذر کرنے کے طور و طریقوں کی ایسی تحقیقات کی جیسا کہ کوئی طالب علم علوم کی تحقیقات کرتا ہو اور پوجہ اپنی عزت اور وقعت کے لیے ایسا موقع بھی ملا کہ وہ یورپ کے امیروں کا بلکہ نوابوں کا مہمان ہوا اور اُن کے عام اور خاص اور سرکاری جلسوں میں شریک ہو سکا اور اُن کے اخلاق اور عادات اور خیالات سے بھری واقفیت حاصل کی پھر یورپ کے مدرسوں اور بڑی بڑی یونیورسٹیوں اور دیگر کارخانوں میں بھی اُن کے حالات تحقیق کرنے کے لیے گیا اور وہاں مدتوں رہ کر اُن کے اصول و فروع سے واقف ہوا بعد اس کامل تجربہ کے اور اعلیٰ درجہ کی تحقیقات کے اس نامور عالم نے یہ کتاب لکھی ہے اس کتاب کے دیکھنے سے ہم کو رنج بھی ہوا اور خوشی بھی — رنج تو اس بات کا ہوا کہ جو عادات اور خراب خصلتیں ہم ہندوستان کے مسلمانوں میں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہی ہو جو اُن ملکوں کے مسلمانوں میں بھی ہیں جہاں اس وقت تک اُن کی سلطنت قائم و برقرار ہے اور خوشی اس خیال سے ہوتی ہے کہ اُن ملکوں کے رہنے والے مسلمان بھی خراب و غفلت سے جاگنے لگے ہیں اور بعض شخص اپنی قوم کی بھلائی پر آمادہ ہوئے ہیں اور ایک تربیت یافتہ قوم سے اپنی جہالت کو مقابلہ کر کے اُس کے در کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں — استنبول اور مصر کے حالات تو اخباروں اور سیاحوں کی زبانی ہم سنا کرتے ہیں اور جو ترقیاں وہاں کے مسلمانوں کو رہے ہیں اُس کی کچھ کچھ کیفیت بھی معلوم ہوتی رہتی ہے مگر تونس کے نام سے بہت کم مسلمان واقف تھے اب وہ کتابوں کی بدولت جو ہم نے پائیں ہم کو کہ صرف تونس کے نام سے واقف ہوئی بلکہ وہاں کے وزیر اور امیروں کے عمدہ حالات بھی ہم کو معلوم ہو گئے اور جو اسباب مسلمانوں کے تنزل اور ادبار کے ہمارے ذہن میں تھے اُس کی تائید ہوئی اور جو غلط خیال اور بے ہودہ اوہام مسلمانوں کے دلوں میں سما رہے ہیں اور جن کو ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں سے نکلیں اُس میں ہم کو اُن سے مدد ملی اُن دو کتابوں میں سے ایک کتاب اقوم المسالک ہے جو امیر الامرا سید خیر الدین وزیر تونس نے لکھی ہے اور جو جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کی عالی ہمتی سے اردو میں توجہ ہو کر چھپ رہی ہے اور دوسری یہ کتاب ہے جس کا اب ہم کچھ انتخاب لکھتے ہیں — یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے جس کی عبارت نہایت فصیح اور مستحکم ہے اور جس سے قابلیت اور اعلیٰ درجہ کی استعداد علم معانی و بیان میں اُس کے لکھنے والے کی ظاہر ہوتی ہے الفاظ قلیل مطالب ثنیر اور مبالغہ اور تضارعی سے مبرا — بہت کم کتابیں عربی

کی مثال اس کتاب کے تالیف ہوئی ہوگی اس کتاب کا وہ حصہ نہایت دلچسپ اور پڑھنے کے لائق ہے جہاں مؤلف نے انگریزوں کے اخلاق اور عادات کا تذکرہ کیا ہے اور اپنے ملک کے لوگوں سے اُس کا مقابلہ کر کے اپنے ملک کی حالت پر انوس کیا ہے * مؤلف نے اس کتاب کو سنہ ۱۲۷۹ ہجری میں تمام کیا اور سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں مطبع تونس میں چھاپی گئی اُس کے دو حصہ ہیں ایک حصہ ۶۶ صفحہ کا ہے جس میں فقط مالٹا کا بیان ہے دوسرا حصہ ۳۲۰ صفحہ میں ہے جس میں یورپ کے علوم و فنون اور وہاں کے مختلف حالات کا ذکر ہے *

اس کتاب کو شیخ موصوف نے اس فرض سے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو یورپ کے حالات اور اہل یورپ کے خیالات سے واقفیت ہو تاکہ وہ جانیں کہ اُن میں اور اہل یورپ میں کس قدر فرق ہے کیا بلحاظ علوم و فنون کے اور کیا بنظر اخلاق اور عادات کے — بعد تالیف کے یہ کتاب امیر الامرا سید خیر الدین وزیر تونس کی حضور میں پیش کی گئی وزیر موصوف نے (جو کہ ایک نامی عالم اور بڑا مدیر اور منتظم اور مسلمانوں میں ایک مشہور امیر ہے اور جس نے خود ایک عمدہ کتاب اقوم المسالک اسی قسم کی لکھی ہے) جب اس کتاب کو دیکھا تو مؤلف کی بڑی قدر کی اور ایک عمدہ خلعت سے اُس کا دل خوش کیا جس میں ایک بیش قیمتی ہیروے کی ایسی انگوٹھی تھی جو بادشاہوں کے لائق ہو — اس کتاب کے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنی نہایت سچی دے بہ نسبت یورپ اور وہاں کے علوم و فنون اور طریق تمدن کے ظاہر کی ہے اور جو خیال اُس کا بہ نسبت کسی چیز کے برائی بھلائی کے گذرا اُسے ویسا ہی ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا ہے بغاوت یا تکلف کو ذرا بھی دخل نہیں دیا شیخ موصوف اپنی کتاب کے صفحہ ۳ میں لکھتا ہے کہ خدا جانتا ہے کہ باوجودیکہ میں نے یورپ کے شہروں میں اثرات سے عجیب و غریب چیزیں دیکھیں اور بہت سے دل کے بھلانے والے اور جی کے خوش کرنے والے مشغلے پائے مگر میں ہمیشہ غمگین اور مغمض رہا کوئی جلسہ خوشی کا میں نے نہ دیکھا جس میں مجھے رنج نہ ہوا ہو اور کوئی خبری اور عمدگی میری نظر کے سامنے نہ آئی جس نے میرے دل کو نہ دکھایا ہو کیونکہ جب میں وہاں ایسی نعمتیں دیکھتا ہوں ایسی عزت اور خوشی کے سامانوں پر نظر کرتا ہوں وہاں کے طرز معاشرت اور طریق تمدن پر خیال کرتا تو رنج اس بات کا ہوتا کہ ہمارے مسلمانوں کے شہر ان باتوں سے خالی ہیں نہ ہمارے شہروں میں یہ سامان ہیں نہ ہم لوگوں کے ایسے عمدہ چال و چان ہیں نہ کسی علم و فن میں ہماری ہمت ہے + مگر ہاں ایک بات سے کچھ دل

کو تسلی ہوئی کہ ہمارے ملک کے لوگ خرش اخلاق اور سطحی ہیں خصوصاً اپنی ضرورتوں کی نسبت بڑی غیرت رکھتے ہیں مگر جب پھر میں یورپ کے شہروں کے انتظام اور وہاں کے رہنے والوں کی زندگی بسر کرنے کے سامان اور اُن کی عزت اور شہرت اور صنعتوں اور مفید کاموں پر خیال کرتا تو پھر مجھے پریشانی ہوتی اور حسرت مہرے دل کو گھیر لیتی اور یہی حال میرے دوست امیرالامرا سید حسین پریسیڈنٹ مجلس انتظامیہ ٹرنس کا تھا مگر شکر خدا کا ہی نہ اُنہوں نے مدتوں پیرس میں رہ کر واقفیت حاصل کی اور پھر شہر ٹرنس میں جاکر یہاں کے انتظام جاری کیئے مگر مجھے سے کیا ہو سکتا ہی حوالے اس کے کہ میں اس کتاب کو لکھتا ہوں تاکہ اور مسلمان پرائیگپتہ ہوں اور اُن کو طریق تمدن و حسن معاشرت میں ترقی کرنے کی فکر ہو *

اس کتاب کے پہلے حصہ میں مالٹا کا بیان ہی اور وہ اس خوبی سے لکھا گیا ہے کہ ایک اچھے جغرافیہ نویس کے شایاں ہو یہ حصہ اس قابل ہے کہ ہم مسلمان اُس کو کسی شہر یا کسی ملک کے حالات لکھنے کے لیئے نمونہ ٹھہرا لیں ہم اس وقت اُس کا انتخاب نہیں لکھ سکتے مگر دوسرے حصہ سے کچھ باتیں منتخب کرتے ہیں *

دوسرے حصہ میں مؤلف نے اپنے سفر کا حال لکھا ہے جو کہ سنہ ۱۸۲۸ ع میں اُس نے مالٹا سے کیا مالٹا سے لندن میں پہونچنے تک جو سیر اُس نے دیکھی اور جو واقعات اُس کی آنکھ سے گذرے اُن سب کو لکھا ہے اور جن شہروں اور نلعوں اور ٹھروں اور دریاؤں کا ذکر کیا ہے اُن کی مختصر تاریخ بھی نہایت خوبی سے بیان کی ہے بعد اس کے چند صفحات میں اس کتاب کے لندن کے حالات اور اُس کی پرانی تاریخ اور حال کی آبادی اور ترقی کا ذکر ہے پھر انگلستان کے چند دیہات کی کیفیت لکھی ہے جہاں اس شیخ کو جانے کا اتفاق ہوا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اُن دیہات میں کوئی مددگی اور خوبی نہیں پائی کیونکہ بلاد شام کے دیہات سے اُنکو کچھ فرتیہ نہیں دی بلکہ اپنی تکلیف کا جو کھانا نہ ملنے سے ہوئی اُن دیہات کی نسبت بڑی رائے دی ہے *

دیہات کی پیداوار اور ہونے جوتنے کے طریقوں اور غلہ اور ترکاری اور میوہ کی قسموں کو جو وہاں پیدا ہوتی ہیں اچھی طرح بیان کیا ہے اور نیز تعجب ظاہر کیا ہے کہ وہ جسم اور وزن میں ہمارے ملک سے زیادہ ہوتے ہیں اور وہاں کے پالتو جانوروں اور اُن کی تربیہ اور جسامت کی بھی بہت تعریف کی ہے — پھر لندن کے سواد اور چراگاہوں اور شکار گاہوں کا بیان کیا ہے اور فرانس کے سواد اور چراگاہوں سے اُن کو اچھا خیال کیا ہے اور اُس کے ساتھ اُن کے

محصل اور آمدنی اور اخراجات اور مصارف کا بھی ذکر لکھا ہے — لندن اور اُس کے مقامات اور قریات کی خوبیوں میں سب سے زیادہ یہ خوبی بیان کی گئی ہے کہ وہاں نہ صائب ہی نہ بچھو نہ گرم نہ گیدڑ نہ مچھر نہ پسور اور اگر کہیں ہیں تو نہایت کم — پھر لندن کے مکانات اور عمارات اور اُس کی خوبیوں کا بیان کیا ہے لکڑی کی صفائی اور شیشوں کی چمک اور فرش فروشی سے آراستگی کی خوبی کی زیادہ تعریف کی ہے بلکہ ایک مقام پر لکھا ہے کہ میں ایک امیر کے ہاں مہمان ہوا وہاں رنج ضرورت کے لیئے مجھے ایک مکان بتا دیا گیا اُس کی زنگار دیواروں اور آراستگی نے مجھے ایسا متحیر کیا کہ میں سمجھا کہ یہ امیر شاید مجھے سے ہنسی کرتا ہے اور وہ اس طرز سے بنایا گیا تھا کہ میں اُس کے کھولنے اور اندر جانے سے عاجز رہا اس مقام پر لندن کی تعمیرات کی قدیمی تاریخ اور حال کی نئی نئی ایجادوں کا حال بھی نہایت خوبی سے لکھا ہے — صفحہ ۸۶ میں مولف نے بڑی تعریف لندن کے رہنے والوں کی اس باب میں کی ہے کہ وہ اپنے مکانات کو نہایت خوبی سے آراستہ کرتے ہیں یعنی اول تو جو ضروری چیزیں انسان کو چاہیئیں وہ سب اُن کے مکان میں ہوتی ہیں دوسرے اس ترتیب اور قرینہ سے سجائی اور لگائی جاتی ہیں کہ جس سے زیادہ اچھا ہونا ممکن نہیں ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ساری دنیا میں انگریزوں سے بڑھکر اس کی لیاقت کسی میں نہیں ہے اور یہ ایک عادت ہے جو اُن کے خمیر میں ملی ہوئی ہے دوسرا آدمی اُس کا پرتو کر نہیں سکتا نہ اُس طرح پو استعمال کر سکتا ہے اور چونکہ وہ اُس کے عادی ہو رہے ہیں اسلیئے بے ایسی ترتیب اور سبھارت کے وہ خرش نہیں رہ سکتے اگر وہ لوگ مسلمانوں کے شہروں میں جاریں تو ایک دن بھی آرام اور خوشی سے نہ رہیں اس کے بعد مؤلف لندن کے دریاؤں اور میناروں اور بھری نشانوں کا حال اور اُن کی تاریخ اور تعداد اور اُن کے مصارف کا ذکر کرتا ہے اور ایسے موقع پر دنیا کی نہایت عجیب سات مہارتوں کی کیفیت لکھتا ہے *

صفحہ ۸۹ میں انگریزوں کی جسمانی طاقت اور اُن کی عمر کا تذکرہ ہے جس میں مؤلف نے لکھا ہے کہ خاص انگلستان اور ویلز میں تین برس کے اندر ۲۶۶ آدمی ایسے مرے کہ جن کی عمر سو برس سے زیادہ تھی اور جن کے حواس بشربی صحیح اور جن کی طاقت اچھی طرح باقی تھی بلکہ ایک آدمی ایک سو تیرہ برس کی عمر کا ہو کر مرا اور کبھی اپنی زندگی میں ایک دن کو بھی بیمار نہوا تھا اور ستر برس کی عمر تک تو اکثر آدمی انگلستان کے ایسے جوان رہتے ہیں کہ پڑھاپا اُن کی ضرورت پر معلوم نہیں ہوتا اور

یہاں تک کہ وہ لکھتا ہے کہ اگر کوئی اُن مورتوں کو دیکھے جو خدمتگاری کرتی ہیں تو یہی خیال کرے کہ کوئی امیر زادی ہی ہے اور اُن کی سادگی کی تعریف کرتا ہے کہ نہ وہ مہندی لگاتی ہیں نہ مسی سرمہ سے اپنے دانتوں اور آنکھوں کو سیاہ کرتی ہیں نہ رنگہ رنگ کے ٹیلے پہلے پٹے پہنتی ہیں بلکہ جیسا خدا نے بنا دیا ہے ویسی ہی صورت رکھتی ہیں سارا تکلف اُن کا بالوں کے گوندھنے اور لپڑوں کی تلاش اور وضع میں ہی جو ہزار زیور اور جواہر سے زیادہ خوشنما ہوتا ہے — پھر مؤلف اُن مورتوں کی قفاصت اور اپنے مردوں کی فرمانبرداری اور خانگی انتظام کی تعریف کرتا ہے خصوصاً اُن کی اس خوش اخلاقی کی کہ اگر کوئی ادنیٰ تحفہ بھی اُن کو دیا جاتا ہے تو بہت خوشی سے قبول کرتی ہیں اور دینے والے کا زبان سے شکر ادا کرتی ہیں اور ایسے مقام پر وہ اندوس کرتا ہے کہ زبان سے شکر کرنے اور تھینک ادا کرنے کی عادت عرب اور مسلمانوں میں نہیں ہے اور اُن کا سکوت ایسے موقع پر جب کہ انگلستان کے لوگوں کے تھینک کہنے سے مقابلہ کیا جارے تو نہایت ہی برا معلوم ہوتا ہے *

انگلستان کی مرام مورتوں کی جہالت اور اُن کی فال و فوجہ اور رمل اور سحر وغیرہ پر اعتقاد رکھنے کی بڑی برائی بیان کرتا ہے اور ایسے جاہلانہ خیالات میں ایک ہزارہا مرام مورتوں کو پھنسا ہوا بیان کرتا ہے — صفحہ ۱۱۳ میں بیان کیا ہے کہ مورتیں قصبیات اور دیہات کی اکثر پاندامن اور صاحب عصمت ہوتی ہیں اور وہ بہ نسبت شہریوں کے زیادہ خوش رہتی ہیں مگر کیا دیہات اور کیا شہر دونوں جگہ مورتوں میں عصمت و معیت کا بڑا خیال ہے اور وہ بہ نسبت فرانس کی مورتوں کے زیادہ بارنا اور صاحب عصمت اور حاضر و غایب یکساں رہتی ہیں *

صفحہ ۱۱۲ میں مؤلف نے لکھا ہے کہ اکثر دیہاتی مرد و مورت جاہل اور بے پڑے ہوتے ہیں یہاں تک کہ سنہ ۱۸۵۵ ع میں انڈیس لاکھ پچاس ہزار چار سو ستر آدمیوں کا نکاح ہوا جس میں سے فیصدی چالیس مورتیں ایسی تھیں کہ جو اپنا نام لکھنا نہ جانتی تھیں اور جنہوں نے بچائے نام کے رجسٹر میں صلیب کا نقش کھدایا اور بی صدی ۲۹ مرد بھی ایسے تھے اور باقی جنہوں نے اپنے نام لکھے اُن میں سے دو تہائی ایسے تھے کہ جن کو پڑھا لکھا کہنا آیا نہیں تھا *

پھر صفحہ ۱۱۵ میں مؤلف نے شریف مورتوں کی خوبیاں اور اُن کے انتظام خانہ داری کی صفحہ بیان کی ہے یہاں تک کہ وہ لکھتا ہے +

+ یہ حال اٹھارہ برس پہلے کا تھا اب اب عام تعلیم میں بہت ترقی ہوگئی ہے —

سبب اس کا مؤلف نے یہ بیان کیا ہے کہ بڑے سبب پڑھانے کے غم اور تکلیف اور خوف ہیں خصوصاً بے اطمینانی جو حاکموں اور عاملوں کی طرف سے ہوتی ہے جیسا کہ ہم مسلمانوں کی سلطنتوں میں ہی انگلستان میں اگر کسی کے پاس درور روپیہ ہو تو اُسے نہ ملکہ کا خوف ہے نہ کسی حاکم کا بلکہ ملکہ اور حاکموں کو اُن کی دولت پر اُڑ نظر ہوگا کیونکہ وہ اپنی رعیت کی دولت کو اپنی دولت اور اپنے ملک کی عزت جانتے ہیں سوائے اس کے سامان خروشی کے اور جلسے ہمیشہ و طوب کے انگلستان میں اس قدر ہیں کہ ادنیٰ ادنیٰ آدمی دلی خروشی حاصل کر سکتا ہے خلاف ہمارے ملکوں کے کہ کوئی ایسا سامان نہیں اسی واسطے اکثر آدمی روکھے ترش رو کشیدہ خاطر ہوتے ہیں پھر لندن کے بہار کے موسم اور وہاں کے لوگوں کے کھیلوں اور وہاں کے میلوں اور لوگوں کے خروشی کرنے کا بیان کیا ہے اور ہرف کے گرنے اور دریاؤں کے جم جانے اور اُس پر آدمیوں کے درزنے اور طرح طرح سے دل بھلانے والی باتوں کا ذکر ہے *

صفحہ ۹۲ میں جہاں ہرف اور سردی کا بیان اس مؤلف نے کیا ہے وہاں ایک خوش طبعی بھی کی ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر یہاں کے رہنے والے مسلمان ہوتے تو جنس کی صفات سنکر اُس کی تمنا نہ کرتے کیونکہ جب کوئی انسان ہرف اور سردی میں مبتلا ہو تو وہ کب اُس مقام کی آرزو کریگا جہاں پانی بہتا ہو اور گھنے سایہ دار درخت ہوں اور تھنڈی ہوا چلتی ہو ہاں وہ جب خروشی ہوتے اگر جنس کی تعریف دے رہے ہوں کہ اُس میں خوب آگ روشن ہے اچھے اچھے آتشدان بنے ہوئے ہیں پڑے ہوئے تعمیر چلانے کی لکڑیوں کے لگے ہوئے ہیں نہ کبھی وہاں کی آگ بجھتی ہے نہ آتش خانے سرد ہوتے ہیں پس تاہر جہاں تک تاپا جارے اور گرم ہو جہاں تک گرم ہوا جارے *

پھر چند صفحوں میں انگلستان کی کانوں اور معدنیات کا حال اور اُن کی پررانی تاریخ کو بتفصیل بیان کیا ہے اور لکھتا ہے کہ کوئلہ اور ارہ کی کان اُن کے حق میں چاندی سونے کی کان سے زیادہ مفید ہے اور انگلستان کی دولت کی ترقی کا بڑا ذریعہ ہے چنانچہ صرف کوئلہ کی کان پر کام کرنے والے مزدور بیس ہزار سے زیادہ ہیں *

پھر دھانی گاڑیوں اور آہنی سوکڑوں کا بیان اور اُن کے تاریخی حالات اور اُن کے منافع اور ناقدوں کا بیان کیا ہے اور یورپ میں جہاں جہاں یہ آہنی سوکڑیں جاری ہیں اُن کی تفصیل لکھی ہے * صفحہ ۱۰۸ سے کچھ بیان مورتوں اور اُن کی ظاہری بامانی خوبیاں کا ہے اول تو مؤلف اُن کے جسن و جمال کی صفحہ کرتا ہے

ہی کہ حق یہہ ہی کہ جس نے کسی انگلستان کی عورت سے شادی کر لی اُس نے سارا عیش پالیا اور سب رنجوں سے چھوٹ گیا یہہ ضرور نہیں کہ وہ زیادہ مالدار اور صاحب دولت ہی ہو تب خوش رہے بلکہ تہذیبی سی آمدنی میں عورتیں اپنی لیاقت سے ایسا انتظام کرتی ہیں کہ گھر بھی پائیزہ اور صاف اور ستھرا رہتا ہی اور ساری ضروری چیزیں بھی مہیا کر لی جاتی ہیں کفایت شعاری سے خرچ بھی کیا جاتا ہی آمدنی پر بھی ہمیشہ نگاہ رہتی ہی اور اپنی عزت اور غیرت کا تو خیال کسی وقت نہیں جاتا یہہ سب عورتوں کی خوش انتظامی کا نتیجہ ہی — اس کے بعد مؤلف نے انگریزوں کے اخلاق کا ذکر کیا ہی اور وہاں کے لوگوں کو پانچ طبقوں پر تقسیم کیا ہی پہلے طبقہ میں دیہک اور لارڈ اور خاندانی امیروں کو داخل کیا ہی دوسرے طبقہ میں اُن رئیسوں کو شمار کیا ہی جو موروثی جائداد رکھتے ہیں نہ صرف اپنی ذاتی تجارت سے بلکہ خاندانی عزت سے ممتاز ہیں تیسرے طبقہ میں اُن لوگوں کو داخل کیا ہی جو کہ پتہ حیثیت سرکاری یا مذہبی کاموں کے اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں چوتھے میں معزز و ممتاز تاجروں اور نوکری پیشوں وغیرہ کو شمار کیا ہی پانچویں میں باقی عام تجارت کرنے والوں اور اہل حرفہ اور عملوں وغیرہ کو لکھا ہی *

یہہ بھی اُن کی عادت ہی کہ اگر کوئی کسی سے ملنے آئے اور اُس کے پاس کوئی عورت بیٹھی ہو تو وہ کبھی نہیں پوچھتے کہ یہہ کون ہی برخلاف ہم لوگوں کے کہ اگر ایسا موقع ہو تو پہلا سوال یہی کریں کہ یہہ کون ہی کہاں سے آئی ہی تم سے کیونکر شناسائی ہوئی — یہہ لڑک حاسد بھی نہیں ہرتے اور کسی کی امارت یا علم یا عزت پر حسد نہیں کرتے بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں کہ کوئی شخص اُن کی قوم کا عالم یا امیر یا معزز ہو برخلاف ہمارے شہروں کے کہ ایک آدمی بھی ایسا نہ ملیگا جو حسد کی پیماری سے خالی ہو *

پھر یہہ بھی عمدہ صفت اُن کی ہی کہ کسی کی عزت اور علم کو نہیں چھپاتے بلکہ اُس کے ترقی دینے کی فکر کرتے ہیں اور ہر طرح سے اُس کی مدد کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی عزت اور علم اور فن کو پڑھارے اور اُڑ لوگوں کو اُس کی پیروی کرنے کی رغبت ہو برخلاف ہمارے شہروں کے کہ اگر کسی شخص نے تہذیبی سی عزت حاصل کی یا کسی علم و فن میں کمال پیدا کیا تو سب جل جاتے ہیں کوئی اُسے دغا باز کوئی گدھا کوئی خود غرض کہتا ہی — یہہ بھی اُن کی عادت ہی کہ ایک دوسرے سے وحشیانہ برتاؤ نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی نوکر اپنے آقا پر طعنہ نہیں کرتا نہ اُس کی برائیاں پچھتے بیان کرتا ہی گو وہ کیسا ہی اُس سے ناراض ہو برخلاف ہم لوگوں کے شہروں کے کہ کسی نوکر کو کوئی ایسا نہ پاریگا جو اپنے ہی مالک کا شای نہ ہو اور اُس کی برائیاں نہ بگلا پھرے — وہ اپنے نوکروں بلکہ خدمتگاروں سے بھی تہذیب کی کتک کرتے ہیں اور (سر) کہہ کر بولتے ہیں یہاں تک کہ اگر پانی مانگینگے تو کہینگے (سر) میں اُمید کرتا ہوں آپ سے پانی ملنے کی اگر آپ کو تکلیف نہ ہو وہ بھی

ہی کہ حق یہہ ہی کہ جس نے کسی انگلستان کی عورت سے شادی کر لی اُس نے سارا عیش پالیا اور سب رنجوں سے چھوٹ گیا یہہ ضرور نہیں کہ وہ زیادہ مالدار اور صاحب دولت ہی ہو تب خوش رہے بلکہ تہذیبی سی آمدنی میں عورتیں اپنی لیاقت سے ایسا انتظام کرتی ہیں کہ گھر بھی پائیزہ اور صاف اور ستھرا رہتا ہی اور ساری ضروری چیزیں بھی مہیا کر لی جاتی ہیں کفایت شعاری سے خرچ بھی کیا جاتا ہی آمدنی پر بھی ہمیشہ نگاہ رہتی ہی اور اپنی عزت اور غیرت کا تو خیال کسی وقت نہیں جاتا یہہ سب عورتوں کی خوش انتظامی کا نتیجہ ہی — اس کے بعد مؤلف نے انگریزوں کے اخلاق کا ذکر کیا ہی اور وہاں کے لوگوں کو پانچ طبقوں پر تقسیم کیا ہی پہلے طبقہ میں دیہک اور لارڈ اور خاندانی امیروں کو داخل کیا ہی دوسرے طبقہ میں اُن رئیسوں کو شمار کیا ہی جو موروثی جائداد رکھتے ہیں نہ صرف اپنی ذاتی تجارت سے بلکہ خاندانی عزت سے ممتاز ہیں تیسرے طبقہ میں اُن لوگوں کو داخل کیا ہی جو کہ پتہ حیثیت سرکاری یا مذہبی کاموں کے اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں چوتھے میں معزز و ممتاز تاجروں اور نوکری پیشوں وغیرہ کو شمار کیا ہی پانچویں میں باقی عام تجارت کرنے والوں اور اہل حرفہ اور عملوں وغیرہ کو لکھا ہی *

مؤلف لکھتا ہی کہ پہلے طبقہ کی عادتیں کسی طبقہ سے کچھ مناسب نہیں رکھتیں اور عوام کے طبقہ سے تو اس قدر کلی مبالغہات ہی نہ خیال میں نہیں آسکتا کہ یہہ دونوں طبقے ایک ہی قوم اور ایک ہی ملک کے ہیں لیکن قومی معصیت اور ملکی فخر کا جوش جب کے دلوں میں یکساں ہی *

مؤلف نے طبقہ آخر کی بے عزتی اور خود غرضی کی نہایت شکایت کی ہی مگر طبقہ اعلیٰ کے اخلاق و عادات اور مالی دماغی اور بلند نظری اور تواضع کی اس درجہ ثنا و صفت کی ہی کہ انسانوں کے طبقہ سے بھی اُن کو بڑھا دیا ہی *

صفحہ ۱۲۵ سے مؤلف نے عام اخلاق اور عادات اور ملانہ جاننے کا طریق بیان کرنا شروع کیا ہی وہ لکھتا ہی کہ جب کوئی کسی سے بات چیت کرتا ہی تو نہایت نرمی سے کرتا ہی کچھ عذر نہ آسکی آواز میں نہیں ڈالتی جاتی اور عورتوں کی آواز میں تو خاص ایک قسم کی نرمی ہوتی ہی اگر غیظ و غضب میں بھی کسی سے خطاب کریں تب بھی سوائے [سر] کے اُڑ کچھ نہیں کہتیں خطروں میں بہت اختصار (لقاب و آداب میں کوئی نہیں تہذیب ہی بے فرق سے مغایرت اور مساوات اور معصیت اور یکجہتی کے درجہ ظاہر کوئی ہیں مثلاً عام (لقاب سر ہی اور جس سے کم شناسائی ہو اور لائق عزت کے ہو

اور اس طرح ہر سوال و جواب کر آتی ہیں کہ گویا اپنے کسی عزیز کے پاس گئیں تھیں مگر ہمارے مشرقی شہروں میں جنکو خدا بچاتا رکھے یہہ حال ہی نہ اگر صورت کسی ہر قنداز یا چرکیدار سے بھی رات کو بولے تو وہ پہلے اُس نیکبخت کا ہاتھ پکڑیگا اور اپنی طرف کھینچ کر اُسکی بیہوشی کرے گا اور پھر کیا مجال ہی کسی کی کہ اُس ہر قنداز یا چرکیدار سے بول سکے *

مرف کتاب کا اس بیطرفی کی نسبت اپنی یہہ رائے لکھتا ہے کہ ایسی بیطرفی سے وہاں کے لوگوں کے نوائے جسمانی شگفتہ دہتے ہیں اور عقل بڑھتی جاتی ہے اور ضعیفی اور بڑھاپا دیر کرنے آتا ہے کیونکہ وہ چھٹین سے خوف اور دہشت کے مادی نہیں ہوتے اور چھوٹے بچے کے دلمیں دعب اور خوف کا سامنا ایسا ہی جیسا کہ ایک نرم اور نازک پودے پر باد صرصر کا تند چھو کا — ہم لوگوں کے شہروں میں اول تو حاکموں کا دوسرے ظالم نوکروں کا تیسرے بددیانت آدمیوں کا خوف چھٹین ہی سے ہوتا ہے مادرائے اس کے ہم لوگوں کے ہاں بچوں کی مائیں اُن کے دلوں میں بھرت پلید دیو جن کا ایسا خوف کالدیتی ہیں کہ جو جوانی کے زمانہ میں بھی اُن کے دل سے نہیں نکلتا اور سچ یہہ ہے کہ اگر مشرقی لوگوں خصوصاً مسلمانوں کی طبیعتوں میں مقدر پر اتمام نہوتا تو کسی ایک پر بھی اُن میں سے مردی اور انسانیت کا اطلاق کرنا زیبا نہوتا *

انگریزوں کی عادتوں میں سے یہہ بھی ہے کہ یہہ معتقد اور ادب کے ساتھ اپنے مخاطب سے کلام کرتے ہیں مثلاً اگر کسی چھوٹے کو اپنے بڑے سے کچھ کہنا ہو تو یوں کہتا ہے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ مجھے پرمیروں فلاں حاجت کے بولنے سے احسان کریں گے اور میں آپ کا شکو گزار ہونگا اور اس مختصر با ادب انسانیت کی تقریر سے اُن کو وہ نصرل اور لمبی چوڑی خوشامد کرنے کی حاجت نہیں ہوتی جس کا رواج ہم لوگوں میں ہے کہ جب کسی سے خطاب کریں گے تو کہیں گے کہ یا بدوالکمال یا بھوالنوال وغیرہ وغیرہ جس تقریر کا خاتمہ چند سادہ تک بھی نہیں ہوتا — پھر وہ بڑا جس سے چھوٹے نے اپنی حاجت عرض کی ہے بھوات اُس کے یوں کہتا ہے کہ میں آپ کے کام کرانے میں کوشش کروں گا اور آپ کو جلد خبر دوں گا اور اس سے اُن کو اس کہنے کی حاجت نہیں رہتی جو ہم لوگ کہتے ہیں کہ بسر و چشم میں آپ کا کام کردوں گا آپ کا نفع تو میں میرا نفع ہی اور آپ کا کام خرد میرا ہی کام ہی آپ اطمینان رکھیں ضرور یہہ کام کو دیا جارے گا حالانکہ انگریزوں میں سے جو کوئی کوشش کرنے کا بھی اقرار کرتا ہے وہ اُس حالت میں جب کہ وہ کرسکے ورنہ صاف کہہ دیتا ہے کہ آپ مجھے معاف کیجئے میں

نہایت ادب سے سر جھکا کر تعمیل کرتا ہے اور خفگی اور گالی گلاچ کا تو کیا ذکر ہی مگر نہ کہی آنا خدمتکار سے ہنسی کرتا ہی نہ بے ضرورت اُس سے بات کرتا ہی نہ اُسے موندہ لگاتا ہی برخلاف ہمارے امیروں کے کہ کہی تو ایسے خفا ہونگے کہ گالیاں دینگے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اُس کو اپنا یار بنائینگے *

ان لوگوں میں عادت غمازی اور غیبت کی بھی نہیں ہے نہ باہم پیہودہ یک یک کرنے کی عادت رکھتے ہیں برخلاف ہم لوگوں کے شہروں کے کہ جہاں چار آدمی بیٹھے ہوں تو ایسی تیل و قال کریں گے کہ معلوم ہوگا کہ جن بول رہے ہیں — پاک طبعی بھی ان لوگوں کا خمیر ہی اور یہی سبب ہے کہ ایک دوسرے پر کچھ شک و شبہ نہیں کرتے چنانچہ ملکہ نے اپنی بیٹی یعنی شاہزادی کے ہاتھ کا بنا ہوا رمال کسی فوجی افسر کو جب کہ وہ لڑائی میں مصروف تھا بھیجا کسی نے سوائے نیکی کے برا خیال نہ کیا اگر ہمارے ملک میں کوئی امیر زادی کسی کو ایسا تعذیب بھیجتی تو طرح طرح کے خیال لوگوں کو پیدا ہوتے اور صہیروں اُس کے چرچے رہتے *

مدد عادات سے ان لوگوں کی ایک یہہ ہے کہ اپنی اوقات کے نہایت پابند ہوتے ہیں ہر کام کے لیئے اُنکا ایک وقت ہے اور ہر ایک وقت کے لیئے ایک خاص کام یہاں تک پابندی رکھتے ہیں کہ اگر کوئی کسی سے بے وقت ملنے جاوے تو وہ نہایت نرمی سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ مجھے معاف فرمائیئے مجھے اس وقت اور ضرورت ہے اور وہ سننے والہ واپس چلا جاتا ہے اور کچھ برا بھی نہیں مانتا برخلاف ہماروں کے کہ نہ کسی کام کا کوئی وقت ہے نہ کوئی وقت کسی بات کے لیئے مخصوص ہے پیہودہ نصرل ملاقاتوں میں تمام عمر گذر جاتی ہے اور ملاقاتی جائزہ تک بھی پیچھا نہیں چھوڑتے *

ان لوگوں کی مدد عادتوں میں سے ایک یہہ بھی ہے کہ اپنی عورتوں سے بدگمانی بھی نہیں رکھتے مثلاً اگر کوئی آدمی باہر سے آوے اور اپنی بی بی کو کسی مرد سے بات چیت کرتا پاورے تو اُسکی خیانت اور فسق پر کچھ شبہ نہ کریگا لیکن اگر خیانت عورتوں کی معلوم ہو جاوے تو اُسکے بعد پھر رحم نہیں کرتے اور سوائے چھری یا زہر کے دوسرا بدلا نہیں لیتے — بیطرفی بھی جو ایک نتیجہ مدد انتظام کا ہے ان لوگوں میں پائی جاتی ہے چھوٹے چھوٹے لڑکے رات دن گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں نہ پولیس کا اُنکو ڈر ہے نہ فرج کا نہ کسی جرنیل کا نہ کسی مجسٹریٹ کا بلکہ بادشاہ تک کی بھی ہیبت اُن پر نہیں ہوتی لڑکیاں جو دس برس تک کی عمر کو نہیں پہنچیں آدھی رات کے بعد پولیس اور کتوالی میں چلی جاتی ہیں

نہیں ولد آدم بشرًا کہولامالبشر و متی نعرف الحق الواجبة لنا و علمنا
اتصال ان التمدن معناه ان يكون الناس في مدينة و فيها ذباب و سباع
کلا ثم لا جدران اجتماع الضروف والذئب في مومي واحد ایوجب علی
الیهودان یومنوا بمسیح یعنی کس سے شکایت کی جارے اور
کس سے مدد مانگی جارے کہ ہاے انسوس ہم بنی آدم کب انسان
ہونگے مثل ان انسانوں کے اور کب ہم پہچانیں گے اپنے حقوق کو اور
غیروں کے حقوق کو کیا خیال کیا جا سکتا ہی کہ تمدن کے یہہ معنی
ہیں کہ آدمی ایسے شہر میں رہے جس میں بھیڑیئے اور دولڈے ہوں
ھرگز ھرگز نہیں حق یہہ ہی کہ بکریوں اور بھیڑیوں کا ایک چراگاہ
میں جمع ہونا واجب کر دیتا ہی یہہ پر کہ وہ بھی مسیح کے آنے
پر ایمان لے آویں *

بعد اس کے پھر مؤلف نے لڑکوں کی تعلیم و تربیت کا حال لکھا
ہی اور جس کشادہ پیشانی سے وہ لڑکوں کو پالتے ہیں اور اُن کو
خوش رکھتے ہیں اور اُن کے جذبات کی شگفتگی کے ٹھیل کھلاتے ہیں
اور آخر کو اُن کو عمدہ تعلیم دیتے ہیں اُس کی تعریف کی ہی اور
چوڑھے لڑکوں کا پھول کی طرح خوبصورت ہونا اور اُن کی خوشنما
پوشاک کی جو دیکھنے والے کو نہایت ہی بھلی معلوم ہوتی ہی
تعریف کی ہی *

صفحہ ۱۵۷ میں مؤلف نے انگریزوں کی وناداری کا حال لکھا
ہی اور اُس محبت کا ذکر کیا ہی جو اُن کو اپنے ملک سے ہی اور
اُس عزت اور خرد داری کی تعریف کی ہی جو اُن کے مزاج میں ہی
یہاں تک کہ جو لوگ اُن کو مغرور کہتے ہیں اُن کے کہنے کو غلط
ٹھہرایا ہی اور یہہ لکھا ہی کہ اُن کی خرد داری اور وقعت اور عزت
جس کا خیال ہر بات میں وہ رکھتے ہیں لوگوں کو غرور معلوم ہوتا
ہی ورنہ حقیقت میں وہ غرور کچھ نہیں رکھتے بلکہ جس کسی کو
اُن سے محبت اور دوستی کرنا ہو چاہیئے کہ وہ بھی اپنی آپ عزت
کوے اور اُن کے ساتھ خرد داری سے پیش آدے اور اُن پر یقین
کرا دیوے کہ وہ اُن سے کسی ذاتی فرض کے سبب سے نہیں ملتا اور
اپنی عادتوں کی نسبت اُن کو مطمئن کرا دیوے کہ وہ ایک جنٹلمین
کی سی خصلتیں رکھتا ہی تب اُس کو اُن سے دوستی اور محبت کا
خیال کرنا چاہیئے *

فضول باتوں کے پرچھٹے سے اُن کو ایسی نفرت ہی کہ کبھی کوئی
دوست کسی دوست کا مذہب اور اعتقاد نہیں پرچھتا برخلاف ہم
لوگوں کے کہ پہلا سوال مذہب اور اعتقاد ہی سے ہوتا ہی پھر پرورش
آمدنی و خرچ کی پھر خانگی حالات دریافت کیئے جاتے ہیں اور دل
کے بھید پرچھ جاتے ہیں پھر علم و فضل کی کیفیت دریافت کی جاتی

معذور ہوں آپ کا کام سمجھ سے نہیں ہوسکتا اور اگر وعدہ کیا تو
اُس سے زیادہ کوشش کرتا ہی جو اُس سے کہا ہو اور پھر فوراً اُس
کے ہمسے و نیست کا جواب دیدیتا ہی برخلاف ہمارے شہروں کے کہ
اُس چیز کا وعدہ کردیتے ہیں کہ جس کو وہ خود جانتے ہیں کہ
اُن کے اختیار سے خارج ہی اور پھر کبھی خیال نہیں کرتے کہ اُس کے
پورے کرنے میں کوشش کریں یا اُس بیچارے کو صاف جواب دیں
تاکہ وہ اپنی فکر کرے اُس شخص کا کام تمام ہو جاتا ہی مگر اُنکا
وعدہ تمام نہیں ہوتا یہاں تک کہ ہم لوگوں کے امرا کی یہہ عادت
ہی کہ اُن سے اگر کوئی نذر کی کا طالب ہو تو جواب دینا نہیں جانتے
فوراً یہہ کہتے ہیں کہ یا حبذا آپ سے بڑے کو لایق دوسرا شخص کون
ہی بلاشبہ سمجھ بھی آپ سے بڑے کو کوئی دوسرا آدمی نہ ملیگا
لیکن آپ چند روز صبر کیجیئے سمجھ ایک ضرورت ہی وہ رفع
ہو جارے تب میں آپ کو نوکر کراؤنگا پس اس وعدہ کی دسی میں
پاندھے رہتا ہی اور جب کبھی وہ متناضی ہو تو کوئی حیلہ کر دیتا
ہی یہاں تک کہ اخیر کو وہ مہرورم اپنی قسمت کو روتا ہوا پھر جاتا
ہی مگر انگریز کبھی ایسی باتوں کے پاس نہیں پھٹکتے اور اسی لیئے
اُن کی بے اعتباری نہیں ہوتی *

انگریزوں کی دیانت کا یہہ حال ہی کہ اگر کوئی چیز کسی کے
پاس امانت رکھی جارے تو وہ اپنی چیز سے زیادہ اُس کی حفاظت
کرتا ہی اور یہہ دیانت صرف مال و اسباب ہی میں نہیں ہی بلکہ
ہر چیز میں اس کا اثر پایا جاتا ہی مثلاً کوئی کسی کا خط نہیں
کھولتا اور اگر کسی کی معرفت خط آوے تو وہ مکتوب الیہ تک
پہونچانے میں کوشش کرتا ہی یا تاک گھر واپس کر دیتا ہی *

یہہ ایک عمدہ عادت اُن کی ہی کہ اگر کسی کے مانے کو کوئی
جارے تو ھرگز اُسکی کسی چیز یا کتاب یا خط یا کاغذ پر ہاتھ نہیں
پڑھاتا نہ اُسے دیکھتا ہی برخلاف ہمارے شہروں کے جن کو خدا
بچاتا رکھ کہ جب کسی سے مانے کو جائینگے کو ملاقات بھی نہو مگر
پہلے ہاتھ اُس کے کاغذ اور کتاب کی طرف بڑھائیینگے اور بے پردہ
دیکھنے لگیں گے یہاں تک کہ جتنے اُس مجلس میں بیٹھے ہونگے
خدا کی عنایت سے سب کے پاس ہاتھوں ہاتھ وہ پہونچینگا اور ایک
دوسرے سے چھیونگا اور اس کو بڑی بے تکلفی سمجھینگے حالانکہ
انگریزوں میں کوئی ایسا کرے تو پھر کبھی اُس سے بات نہ کریں اور
احمق سمجھ کر نکال دیں *

یہہ مؤلف ایسی قسم کی اپنے ملک کی بد عادتوں اور انگریزوں
کی عمدہ خصلتوں کا مقابلہ کرتے کرتے اخیر کو نہایت درد و حسرت
سے لکھتا ہی و الی من المشتکی و این النصیر فیالیست شہری متی نصیر

مبعوث ہوا ہی پس اس خیال ہی سے وہ اُس کی اتنی خاطر داری کرینگے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا اور اُن کو فوراً یقین ہو جاوے گا کہ ضرور یہہ اپنے وطن میں لوٹ کر عورتوں کی تعلیم و تربیت کی فکر کریگا مگر اُن نیکبختوں کو یہہ خبر نہیں ہی کہ یہہ حضور مشرقی اپنے دل میں اُسی وقت کہتے جاتے ہیں کہ تم بڑی بیوقوف عورتیں ہو کہ میرے نوب میں آئی ہو آخر عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں انوسوس کہ ہزاروں کتابیں تمہارے کتب خانوں میں ہیں اور صدہا قصے مکر و فریب کے اُن میں لکھے ہوئے ہیں اور تم نے دیکھے بھی ہونگے مگر پھر بھی تم میرے دوسروں میں آگئیں اور تم نے نہ جانا کہ میں یہہ باتیں صرف تمہارے خوش کرنے کو کرتا ہوں مگر پھر حال وہ اشراف زادیاں اُس کے اس کہنے پر اُس کی اس قدر عزت کرینگے کہ کوئی چام کا پیالہ اپنے ہاتھ سے بڑھا دیکر کوئی رات کے کھانے کی دعوت کرینگے *

الغرض اس مؤلف نے نہایت تفصیل سے ہر قسم کی باتوں کا اس کتاب میں بیان کیا ہی کہاں تک اُس کا انتساب اس چھوٹے سے پرچہ میں کیا جاوے اگر کوئی مسلمان نصیحت کا طالب ہو اُس کے لیئے یہہ بھی بہت ہی ورنہ دقت کے دقت رکھنا بھی ضرور ہی *
رازم

مہدی ملی

نمبر ۱۵۳

ترقی تعلیم مسلمانان

گورنمنٹ نے جو فرمان نسبت ترقی تعلیم مسلمانان کے ۱۳ جون سنہ ۱۸۷۳ ع کو جاری فرمایا ہی اُس سے مسلمانوں کو نہایت شکر گزار ہوتا چاہیئے در حقیقت گورنمنٹ نے بہت زیادہ قرجہ نسبت ترقی تعلیم مسلمانوں کے فرمائی ہی اور جہاں تک کہ ممکن تھا گورنمنٹ نے اُن کی تعلیم کے ذریعوں کے قایم کرنے کی اجازت دی ہی — نہایت خرسی کی بات ہی کہ گورنمنٹ عالی نے ہماری کمیٹی کو بھی ایک عمدہ ذریعہ ترقی تعلیم مسلمانان کا تصور فرمایا ہی چنانچہ اُس فرمان میں یہہ فقرہ مندرج ہی ”بنارس میں مسلمانوں کی ایک عمدہ کمیٹی اپنے ہم مذہبوں میں عام کو ترقی دینے کے واسطے ایک اینگلو اورینٹل کالج قایم کرنے کی تجویز کر رہی ہی “ در حقیقت اصل بات یہہ ہی کہ اگر مسلمان خود اپنی تعلیم کی تدبیر آپ کرینگے تو گورنمنٹ کی ہزاروں تدبیروں سے زیادہ مفید ہوگی پس ہم اپنے ہموطنوں سے التجا کرتے ہیں کہ اپنی قوم کی ترقی تعلیم کی طرف خود متوجہ ہوں اور دینی و دنیاوی فائدہ حاصل کریں *

رازم
سید احمد

ہی اور پھر یہاں تک سوال کو مارل ہوتا ہی کہ یہہ پرچہ لکھتے ہیں کہ آپ بدہ کے دن اذتے کھاتے ہیں یا نہیں فرض کہ جو سوال ہوتا ہی وہ درستی کے خلاف اور انسانیت کے مخالف ہی *

پھر مؤلف مصروف صفحہ ۱۵۸ میں انگریزوں کی دیانت اور صفائی قلب کا بیان کرتا ہی وہ لکھتا ہی کہ جب وہ کسی سے دوستی کرتے ہیں اور اُس کے چال و چلن کو اچھا جان لیتے ہیں تو وہ یہاں تک بے تکلف ہو جاتے ہیں کہ اپنی بی بی اور اپنی بیٹیوں کا بھی امین سمجھتے ہیں اور بے روک ترک اُس کے ساتھ اُن کو آنے جانے دیتے ہیں اُن کو اپنے دوست پر یہاں تک بھروسا ہوتا ہی کہ اگر کوئی دوست اُن کا کسی شخص کو ملاقات کی چٹھی لکھ دیتا ہی تو وہ اُس پر بھی ویسا ہی بھروسا کرتے ہیں جیسا کہ اپنے دوست پر ہزار کوئی اُس کی طرف سے شکایت کرے وہ کبھی نہیں سنتے کیونکہ اُنکو بھروسا ہوتا ہی کہ اُن کے دوست نے اُس کی سفارش نہ کی ہوگی جب تک کہ اُس نے اطمینان اُس پر نہ کرلیا ہوگا ایسے شخص کی اس ندر وہ خاطر کرتے! یہی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا مگر یہہ خاطر داری و عزت اُسی وقت تک ہی جب تک کہ وہ شخص خود غرضی یا بد چلنی ظاہر نہ کرے اور چونکہ وہ خود صاف باطن ہوتے ہیں اس لیئے اپنے ملنے والوں کو بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں یہہ نیک نیتی اور دل کی صفائی نہ صرف مردوں میں ہوتی ہی بلکہ اشراف عورتوں میں بھی اس کا پورا پورا اثر پایا جاتا ہی وہ اپنے ملنے والے کو ہر بات میں جو وہ کہے سمجھا جانتی ہیں اور اگر کوئی ہمدردی سے عورتوں کی بھلائی کی بات کہے تو اُس پر جی جان سے ندا ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی ہم میں سے اُن شریف عورتوں سے یہہ کہے کہ سبحان اللہ انگلستان کی عورتیں کیسی تربیت یافتہ اور خرس اخلاق اور نیک خصلت والیاں ہیں اور انوسوس ہی کہ ہماری عورتیں جاہل بے پڑھی لکھی ہوتی ہیں نہ اُن کو خدا کے حقوق کی خبر ہی نہ بندوں کے حقوق کی ہم لوگوں کی صحبت عورتوں کے ساتھ ایسی ہی جیسی دو دشمنوں کی ہوتی ہی اور نہایت دل بستگی اور کشیدگی سے ہم لوگوں کی گذر عورتوں کے ساتھ ہوتی ہی کاش! تم ہماری عورتوں پر رحم کرو اور اُن کی تعلیم و تربیت اور تہذیب اخلاق کے لیئے مدرسہ بنوا دو اور مثل اس کے جو اُتر باتیں عورتوں کی بھلائی سے متعلق ہوں کی جاوے تو وہ اشراف زادیاں اُس کہنے والے کو یہہ سمجھیں کہ یہہ کوئی پیغمبر ہی جو خدا کی طرف سے آیا ہی اور واسطے دور کرنے جہالت اپنی قوم کی عورتوں کے

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۰]

یکم رجب سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

[جلد چہارم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بتذمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب و کچھہ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھہ روپیہ بطور قونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر ان کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب ان کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی مالکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کیا جاویگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہی اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں ان کو اختیار ہی کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ تقاریر مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے ان کو کچھہ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اس کو نی پرچہ چار آنہ معہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۵۴

احسان عام

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنتم فضلاً

غليظاً القلب لا نفصوا من حواك

(۱) اپنے ہمجنسوں سے شفقت اور نرمی برتنی تمامی بنی نوع سے غیر انڈیشی کرنی اُن کا بھلا چاہنا بلکہ اپنی منفعت پر غیر کی منفعت کو مقدم رکھنا اپنے دشمنوں مخالفوں اور بدخواہوں سے احسان و مروت اور عموماً دوستی کرنا بلکہ اپنے مخالفوں کی خطاؤں سے در گذر کرنا اپنے دشمنوں کی بدخواہیوں کو معاف کرنا اُن کی عداوت اور رنج دہی پر صبر کرنا اور برائی کے عوض ہمیشہ بھلائی کرنا یہ مدہ اور افضل معائن اخلاق ہیں جو ہمارے اسلام اور قرآن نے ہم کو سکھائے ہیں — ہر چند کہ حکماء سابقین کئی زمانوں کے تجربہ اور مرصہ دراز کی فکر و غور سے ایسے معائن اخلاق کے قریب قریب پہنچے تھے اور نہ کوئی ایک ہی حکیم تھا جس نے یہ سب مدہ مکارم اخلاق کی باتیں سکھلائی ہوں بلکہ مختلف اور متعدد حکیموں اور فیلسوفوں نے بہت کچھ سرد و گرم زمانہ دیکھ کر اُنہیں انسانی خیالات تھے جنکا تھیک تھیک ہر ملک و مزاج کی مختلف طبیعتوں کے اندازہ کے موافق ہونا اُن حکیموں کی عقل کی دوراندیشی سے باہر تھا اور خیالات انسانی افراط و تفریط سے بھری خالی نہ تھے لہذا اُن پر وثوق کلی اور اعتماد قطعی بغیر وحی کے انکشاف کے ممکن نہ تھا — چنانچہ وہ وحی الہی جسکا انکشاف تمام عالم پر قرآن کے ذریعہ سے ہوا اس وحی کامل نے اُن سب اخلاق حسنہ کو تمام و کمال ہر ایک زمانہ اور ملک کے مناسب حال اور اندازہ کے موافق ہمار کوں پر ظاہر و منکشف کیا *

(۲) اِس بارے میں جو احکام ہم کو قرآن شریف کے ذریعہ سے ملے ہیں وہ ایسی وضع اور صورت میں نہیں ہیں کہ کسی خاص صورت یا وقوع میں بھیشیت مجبوری جمع کر کے رکھا ہو جو کہ تصنع اور تکلف سے خالی نہ ہوتا اور جس سے کہ ایک طرح کے دکھلائی کی ترکیب اور ظاہری بندش پائی جاتی بلکہ تمام مصحف میں اُن پاک احکام اور مدہ اخلاق کو ہر ایک قسم کے ذکر میں ایسی سچی مصلحت سے متفرق بیان کیا ہی کہ پڑھنے اور سننے والوں کو ہر وقت اور ہر مضمون کے ساتھ اُن نیکیوں اور اخلاق کی تہذیب اور یاد دہانی ہوتی رہی اور اِس وحی کے جس مقام کو بھلا قصد اور بلا تعین پڑھا جارہے وہیں پر اُن میں سے کوئی نہ کوئی نصیحت ضرور پائی جارہے *

(۳) ہم کو قرآن مجید یہ بات سکھاتا ہی کہ ہم کو لازم ہی کہ بدی کے عوض میں نیکی کریں اور خدا کا یہ حکم مضبوط ہی کہ ہم اپنے دشمنوں سے برائی کے عوض میں بھلائی کریں *

۱ و یدرؤن بالھسنۃ السیئۃ اولئک لہم عقبی الدار — (رمد — ۲۰)
جو لوگ برائی کے عوض میں بھلائی کرتے ہوں اُن ہی لوگوں کے لیئے دار آخرت ہی *

۲ اولئک یؤتوں اجر ہم مرتبین بما صبروا — ویدرؤن بالھسنۃ السیئۃ (قصص — ۵۴)

اُن لوگوں کو دھرا اجر میلگا اسلیئے کہ اُنہوں نے صبر کیا اور بھلائی کرتے ہیں برائی کے بدلے *

۳ ادفع بالتی ہی احسن — (ہومنوں — ۳۸)
بری بات کا جواب دے کہ جو کہ بہتر ہی *

یہ مدہ صاف سی بات ہی کہ قرآن مجید نے ہم کو محض حکماً یہ بات سکھادی یا ہم اُس کو بھلا تصدیق محض ایمان کی راہ سے تسلیم کرلیں — نہیں بلکہ ایسی نیکی کرنے کی بدیہی دلیل اور صریح نتیجہ بھی بتلا دیا *

بینک و بینہ عداوة کائنہ والی حمیم و ما یلقھا الا الذین صبروا و ما یلقھا الا ذو حظ عظیم — (حم سجدہ)

برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں تو کہ اس سے بہتر پھر تو دیکھے کہ جسمیں تجھ میں دشمنی تھی جیسے دوست دار ناتے والا اور یہ بات ملتی ہی اُنہیں کہ جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات ملتی ہی اُس کو جسکی بڑی نعمت ہی *

۴ پھر قرآن ہم کو یہ بھی سکھاتا ہی کہ بدلا لینا کو معروف یا مقتضای عدالت ہو اور ایسا کرنا سہل بھی ہی مگر اس کے کریمانہ اخلاق کا یہی حکم ہی کہ مخالفوں کی خطاؤں اور برائیوں کو معاف کرو اور عموماً در گذر کرو *

و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلاً فمن عفی واصلح فاجرة علی اللہ — (شوری — ۳۸)

برائی کا بدلا برائی دینی ہی پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے تو اُسکا ثواب ہی اللہ کے ذمہ *

و ان عاقبتہم فاعبادا بمثل ما عاقبتہم بہ ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین — [نحل]

اگر بدلا لو تو بدلا دو اُسی قدر جتنی تم کو تکلیف پہونچے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہی صبر کرنے والوں کے لیئے *

اس میں صاف سمجھا دیا کہ چونکہ تم اپنے گنہگاروں خطا کاروں دشمنوں اور مخالفوں سے ایسا شیوہ غفر و غفران کا اختیار کرو گے تو خدا بھی تمہاری خطاؤں سے درگزر کریگا *

اس نقرہ میں ”الا تعجبون ان یغفر اللہ لکم“ بڑی حکمت بھری ہے — اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہماری خطاؤں کو معاف کرے تو لازم ہے کہ ہم بھی اپنے خطاکاروں کی تقصیریں معاف کریں اگر ہم توقع رکھتے ہیں کہ خدا ہمکو بخش دے تو ضرور ہی کہ ہم بھی اوروں کی خطائیں بخش دیں — یہہ آپس ہمکو صاف یہہ سکھلاتی ہے کہ ہم ہمیشہ خدا سے یہہ دعا کریں کہ جیسے ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں ویسے ہی خدا بھی ہماری تقصیریں معاف کرے *

۷ باہم کی معاشرت میں [خراہ ہمارے اہل معاشرت مسلمان ہوں یا غیر مسلمان دوست ہوں یا مخالف] عدل اور احسان پرتنا اور انصاف مدنظر رکھنا ایک حکم معکم اور امر لازم ہے *

ان اللہ یا امر بالعدل والاحسان — [نہل]
اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کو اور بھلائی کرنے کو *

و تعارفوا علی البذر والتقوى ولا تعارفوا علی الاثم والعدوان — [مائدہ]
آپس میں مدد کر نیک کام پر اور پڑھیزکاری پر اور نہ مدد کر پھر اس سے بھی واضح کر کے صاف سمجھا دیا کہ کسی قوم کی مدارت تمکو عدل کرنے سے نہ باز رکھے اور کسی جماعت کی دھمکی تمکو انصاف کرنے سے نہ روکے — تم سب سے اپنے دوستوں سے اور دشمنوں سے عدل اور احسان اور انصاف برابر قائم رکھو *

یا ایہا الذین آمنوا کوئبو قوامین اللہ شہداء بالقسط ولا یجبرمنکم ہذا قوم علی ان لا تعدوا اعداؤا ہو اقرب للتعوی — [مائدہ]
اے ایمان والو کہڑے ہو جایا کر اللہ کے لئے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دھمکی کے باعث عدل نہ چھوڑو عدل کر یہی بات لگتی ہے تقوی سے *

۸ بعض نکتہ چیں ظاہر بین مخالفان اسلام نے ان ظاہر اور روشن احکام سے تغافل کر کے ایسا گمان کر لیا کہ گویا قرآن ایسے احکام مفر عام بخشش تام اور معاسن اخلاق سے خالی ہے اور نہ اسبقدر پر انہوں نے اتفاقاً بلکہ اور بھی ترقی کر کے یہہ سمجھے کہ قرآن میں بعض احکام ان نیکیوں کے برخلاف ہیں — کبریت کلمۃ تطرح من افواہہم ان یقولون الاکذبا *

تمام معاسن اخلاق کے پیشوا اور سب نیکیوں کے نمونے ہمارے پیغمبر خدا ہیں — ولکم فی رسول اللہ اسراۃ حسنۃ — اور ہمکو اُن

ولمن صبر و غفر ان ذلک من مزم الامور — [شوری]
اور ایسے جس نے صبر کیا اور معاف کیا بیشک یہہ ہم سے کام میں *
فامفرو و اصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ — [بقرہ]
سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم *
فامف منہم و اصفح ان اللہ یحب المہسنین — [مائدہ]
سو معاف کرو اور درگزر کر اُن سے اللہ بیشک دوست رکھتا ہے نیکی والوں کو *

فامف منہم و قل سلام — [زحرف]
سو تو درگزر کر اُنکی طرف سے اور کہہ سلام *
ان آیات محکمات میں قرآن نے کئی طرح پر ہمکو نصیحت کی کہ برائی کرنے والوں کو معاف کر بدلا نہ کر بلکہ صبر کر بخشش دو در گزر کرو اور مخالفوں سے نیکی کرو اُنپر احسان رکھو *
۵ اور اس سے زیادہ اور بھی صاف صاف کہ دیا ہے *

یا ایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم و اولادکم عدولکم فاحذرواہم و ان تعفروا و تصفحوا فان اللہ غفور الرحیم — [تغابن]
اے ایمان والو بعضی تمہاری جوروں اور اولاد دشمن ہیں تمہاری سو اُن سے بچتے رہو اور اگر معاف کر اور درگزر کر اور بخشش تو اللہ ہی بخشنے والا مہربان *

دیکھو یہہ اس میں دشمنوں کے حق میں بھلائی اور احسان کے واسطے کیسی تاکید سے الفاظ فرمائے ہیں معاف کرنا درگزر کرنا بخشش دینا اور اس پر بھی اخیر میں اشارہ کیا ہے کہ خدا غفور و رحیم ہے پس تم بھی اپنے دشمنوں سے ایسی خصلت بخشش اور رحم کی اختیار کرو *
۶ قرآن نے ہم کو یہہ بات بھی اچھی طرح سے واضح کر دی کہ ہماری یہہ خصلت کہ ہم اپنے دشمنوں سے مہربانی کریں اُنکی برائیوں سے در گزر کریں کیوں پسندیدہ ہے اور ہم کیوں ایسی رعایتیں اور مہناتیں اپنے مخالفوں سے کریں چنانچہ لکھا ہے *

ولیعفوا والیصفحوا الا تعجبون ان یغفر اللہ لکم + — [نور ۶۳]
اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ معاف کرے تمکو *

+ العفو والصفح من المہملی حسن مندوب نزدہا وجب ذالک — ولوام یحب علیہ الا ہذہ الایۃ لکفی — الا نری الی قولہ الا تعجبون ان یغفر اللہ لکم فملق الغفران بالصفح — ومنہ علیہ السلام من لم یقبل صدر المتفضل کا ذبا کان اوصادقا لم یود علی حوضی یوم القیمۃ — ومنہ علیہ السلام افضل اخلاق المسلمین العفو والصفح و منہ ایضاً ینادی منذ یوم القیمۃ الا من کان لہ علی اللہ اجر فلیقم الا اہل العفو ثم تلا فہن مفی و اصاح ناجرۃ علی اللہ — ومنہ علیہ السلام ایضا لایکون المبد ذافضل حتی یصل من تملعہ و یعفو من ظلمہ و یعطی من حرمة — تقصیر کبیر

پہر قزاق جنگ و قتال کے متعلق مقالاتیں مخالفین کی نسبت پہلے حکم دیا کہ جو لوگ مسلمانوں سے دین کی بابت لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہیں اُن سے ایسی حالت میں دوستی نہ کی جائے کیونکہ حالت جنگ اور قتال میں نامناسب ہی نہ مسلمانوں کے گروہ کے آدمی مخالفین اور مقالین سے مصافحہ کر کے اپنے ضعف اور شکست کا باعث ہوں مگر صاف صاف کہہ دیا کہ جو دشمن اور مخالف تم سے دین کی بابت قتال نہیں کرتے اُن سے نیکی اور انصاف کرنے کو خدا منع نہیں کرتا بلکہ حکم دیتا ہی مخالفوں سے نیکی اور انصاف کرو کیونکہ خدا نیکی کرنے والوں اور انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہی — صرف اُنہیں لوگوں سے ایسی حالت میں دوستی منع کی گئی ہی جو کہ دین کی بابت مسلمانوں سے لڑتے تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کو گھر سے نکالا اور اس پر ایک دوسرے کی مدد کی *

لَا يَنْفَعُهُمْ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ لَمْ يَتَّقُوا أَنَّهُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوا كَمَ
مِنْ دِيَارِهِمْ أَنْ تَبْرُوا هُمْ وَتَسْمُرُوا إِلَيْهِمْ أَنَّ اللَّهَ يَهْدِي الْمُتَّقِينَ -
أَمَّا يَنْفَعُهُمُ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ قَاتَلُوا كَمَ فِي الدِّينِ وَخَرَجُوا مِنْ دِيَارِ
كَمْ وَظَاهَرُوا عَلَى اخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَ مِنْ يَتَوَلَّوْهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ

اللہ تمکو منع نہیں کرتا اُن سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تمکو تمہارے گھروں سے کہ اُن سے کرو بھلائی اور انصاف کا ساوک اللہ چاہتا ہی انصاف والوں کو — اللہ صرف منع کرتا ہی تمکو اُن سے جو لڑے تم سے دین پر اور نکالا تمکو تمہارے گھروں سے اور مدد کی تمہارے نکالنے پر کہ اُن سے کرو دوستی اور جو کرئی اُن سے دوستی کرے تو وہ لوگ ہیں گنہگار *

پس جنگ و قتال کی حالت کا ایک خاص قاعدہ ہماری معاشرت کا دستور العمل نہیں ہے بلکہ ہماری حسن معاشرت کا حکم عام ہے۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

(۱) فاصفح عنهم وقل سلام

سو در گذر اُن سے اور کہہ سلام ہی *

کے افعال کا کیا اچھا نمونہ ملا ہی کہ وہ اپنے سب دوستوں اور دشمنوں سے کمال نرمی، شفقت اور رحمت سے پیش آتے ہیں اور یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہی بلکہ اُسکی دلیل بھی بدیہی موجود ہی کہ اگر پیغمبر خدا کے اخلاق ایسے نہ ہوتے تو یہ جتنا لوگ اُن کے ساتھ جمع ہوئے تھے اور مخالفین تھے اُن سے ٹوٹ کر آملے تھے اُن میں سے ایک بھی نہ آتا کسی بد مزاج خشونت کرنے والے کے پاس کوئی نہیں آتا بلکہ یہ شفقت اور اخلاق نرم دلی اور کینت ہی جو سب کو اپنا ہو یا بیگانہ کہینچ لاتی ہی — دیکھو وہ آیت قرآن جو ہمارے مضمون کی زینداد عنوان ہی اُس پر پور نظر کرو اور پڑھو نہ خدا پیغمبر سے فرماتا ہی *

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ ظَالِمًا غَالِيًا لَلَبْتَ لِنْتَهُمْ أَمِنَ

حوالہ نافع عنہم واستغفر لهم —

یہہ تجھہ خدا ہی کی مہر ہی کہ تو اُنکو نرم دل ملا اور اُنکو
تو سخت اور ستمدل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے سر تو
اُنکو معاف کر اور اُن کے لیے دعا مغفرت کر *

پس ہم کو قرآن کے احکام اور پیغمبر کے نمونہ سے بھی واجب و لازم ہی کہ ہم اپنے دشمنوں اور مخالفین سے بھی یہ نرمی و مہربانی پیش آدیں ان سے بھی نیکی اور بھلائی کریں اور باہم برادرانہ برتاؤ ہو جائے *

۹ مگر اس میں شک نہیں کہ فرق مراتب ضرور ہی ہو گا۔ ہر کو عام محبت کا حکم ملا ہی مگر یہہ مراد نہیں کہ جو اخلاص اور محبت خاص اہل ایمان سے کی جاتی ہی اور جس کا موثر عام محبت سے زیادہ ہی رہی ہی محبت اور اخلاق غیر ایمان والوں سے بھی برتے جاریں — چنانچہ جو شدت نفاذ کی سرزنش اور تنبیہ میں اُنکے مصیبت نافرمانی فساد اور ناخدا ترسی کی وجہ سے (مگر وہ بھی نرمی اور سلامتی کے ساتھ) اُن سے برتی جاتی ہی اور جو محبت ایمانی اور خاص دوستی جس کے ایمان کی حیثیت سے مومنین مستحق ہیں (علاوہ اُس عام دوستی کے جو مقتضای فطرت الہی ہر ایک انسان کو باہم کرنی چاہیئے) ان دونوں باتوں کی نفاذ پر اس آیت میں اشارہ ہوا ہی —

معه الرسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم —

محمد رسول اللہ کا اور جو اُسکے ساتھ ہیں زور آور ہیں کا زور
 پر اور نرم دل ہیں آہستہیں *

اس میں فرق اور امتیاز ہی جواب مندرجہ بالا اور اسکے
مضمون میں بیان ہوا ہے اور اسی فرق اور امتیاز کے اعتبار

۵ اتبع ما اوحی الیک من ربک لاله الاہور و امراض من المشرکین —
(انعام)

تابع داری کر تو خدا کے بھیجے ہوئے حکم کی جسکا کوئی شریک نہیں ہی اور منہ التفات کر مشرکوں کی طرف *

۶ انا انک تکرہ الناس حتی یكونوا مومنین — (یونس)
اب کیا زور کریگا تو لوگوں پر کہ ہو جاویں بالیمان *

۷ و ما ائت علیہم بعباد نذکر بالقران من یشاف و مید — (ق)
اور تو نہیں اُن پر زور کرنے والا سو تو قرآن سے اُس کو جو
ڈرے میرے و مید سے *

۸ املیہ واللہ و املیہ والرسول فان تولیتہم فانا علی رسولنا الابلغ
المبین — (تغابن)

کہا مانو اللہ کا اور رسول کا پس اگر وہ پھر جاریں تو ہمارے
رسول کا ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہی *

۹ ان ہذہ تذکرۃ من شاد اتخذ الی ربہ سبیلاً — (دھر)
یہ ایک نصیحت ہی پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ
اختیار کرے *

۱۰ لکم دینکم ولی دین — (کانرون)

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین *

۱۱ لا اکراہ فی الدین

دین میں کچھ زبردستی نہیں (بقرہ)

۱۲ یہ سب آیات محکمات ہیں جو مکہ اور مدینہ میں ظاہر
ہوئیں یعنی اُس زمانہ کے لیئے ہیں جب اسلام میں ضعف تھا اور
اُس وقت کی بھی ہیں جب اسلام کو تمکنت اور شوکت حاصل ہوئی
مگر چونکہ کسی حالت میں جبر و اکراہ جایز نہیں رکھا گیا اسلیئے
وہی ایک بات ہر جگہ صاف صاف بیان کی گئی — اور ایسا ہی
برتا بھی گیا چنانچہ عین جدال و قتال کی حالت میں بھی باوجود
طرفین کی مخالفت کے جو مشرک طلب گار امن ہو کر جماعت اسلام کی
طرف چلا آتا تو اُس کو صرف قرآن کے پاک احکام اور نصایح سنا دینے کا
حکم تھا اور جب وہ سن چکے تو اُس کو وہیں پہنچا دیں جہاں
اُس کے امن کی جگہ ہی — حالانکہ یہہ موقع اکراہ و جبر کا تھا
مگر ایسی بات تو کبھی قرآن میں روا نہیں رکھی گئی *

و ان احد من المشرکین استجارک فاجرة حتی یسمع نداء اللہ تم اہلغہ

ما منہ — ذلک پا نہم قوم لا یعلمون (براقہ — ۵)

۱ اذا خالطہم البہاملون قالوا اسلاما — (فرقان)

اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھہ لوگ تو کہیں صاحب
سلامت *

۳ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ و جادلہم
بالبیہی احسن — (نحل)

بلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور نصیحت کر کر
پہلی طرح اور بحث کو اس طرح جو احسن ہو *

۴ و لاتجہارا اہل الکتاب الا بالبیہی احسن —

نہ جھگڑو تم اہل کتاب سے مگر اس طرح سے جو سب سے بہتر ہو *

۵ و اعرض عنہم و عظام و قل لہم فی انفسہم قولاً بلیغاً — (نساء)
اور اُن سے در گذر اور اُن کو نصیحت کر اور اُن کے حق میں
پکی بات کہہ *

ان آیتوں کے حکم سے ہم کو لازم ہی کہ جب ہم اہل معاصی اور
کفار سے سرزنش کریں اور اُن کے فساد اور ناخدا ترسی پر ملامت کریں
تو اس کو نیک طریقہ سے نرمی کے ساتھ پکمال اخلاق سمجھا دیں
۱۱ اس مقام پر ہم کو مسئلہ اکراہ کا بیان بھی ضرور ہی کہ
آیات قرآن مجید میں تو مخالفوں سے ایسی نیکیاں اور نیک سلوک
کرنے کا حکم ہی اور نرمائش اور سرزنش میں بھی اخلاق کی رعایت
پر ضرور ہی تو ایسی صورت میں مسلمان ہونے پر مجبور کرنا کیونکر
جایز ہو سکتا ہی — مگر ہمارے پاس ایک ذخیرہ عدم اکراہ کے
احکام کا موجود ہی جس سے یہہ شبہ دور ہی نہیں سکتا کہ مذہب
کے باب میں زبردستی کا حکم ہوا ہو یا کبھی جبر کیا گیا ہو *

۱ نذکر انما ائت مذکورست علیہم بمصیطار — (غاشیہ)

پس تو سمجھا تیرا کام سمجھانا ہی تو اُن پر کردار نہیں *

۲ قل املیہ واللہ و املیہ والرسول فان تولوا فانا علیہ ما حمل و علیکم
ما حملتم و ان تلحقوا فاعلموا ان رسول اللہ الابلغ المبین — (نور)
تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ
پھیرو گے تو اُسکا ذمہ ہی جو اُس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہی جو تم
پر رکھا اگر اسکا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہیں مگر
پہنچا دینا *

۳ فان تولوا فانا علیہ الابلغ

پھر اگر وہ پھر جاریں تو تیرا ذمہ صرف پہنچا دینا ہی *

۴ من اطمع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فاما اولماک علیہم
حفیظاً — (نساء)

جس نے حکم مانا رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو
اُٹا پھرا تو منہ تجھ کو نہیں پہنچا اُن پر نگہبان *

اگر کوئی مشرک تجھے پناہ مانگے تو اُس کو پناہ دے جب تک وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچادے اُس کو جہان وہ نذر ہو یہہ اسواسطے کہ وہ لوگ جانتے نہیں *

یہہ آخری فقرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اُن لوگوں کو اسلام کے مہمان اور قرآن کے مکارم اخلاق کی خبر نہیں اسلامیہ وہ جانتے نہیں ہیں کہ اسلام کیا چیز ہے پس اُن کو مسلمان کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اُن کو قرآن سنایا جاوے اور اُس کی اذہل تعلیم اور عمدہ نصایح سننے والے کے دل میں اثر کریں *

۱۳ یہاں ذکر مقاتلات اسلامی کا آگیا اور ہم کو اُس کے ضمن میں یہہ لکھنا مناسب معلوم ہوگا مقاتلات اسلامی کی منشاء صرف مدافعت تھی اور یہی غرض تھی کہ مشرکین کے ظلم و عدوان سے صغیر مسلمین کو نجات ملے اور اُن کو بے روک ٹوک خدا کی عبادت کا موقع ملے اور متخالفوں کی زیادتی اور موذی کفار کا ظلم و ستم دور کیا جاوے اور اُن کی لڑائی بند ہوجاوے — یہہ غرض نہیں ہے کہ وہ جبراً مسلمان ہوجاویں *

لو لا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع و صلاۃ و مساجد (حج)

اگر نہ ہڈایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے سب ٹکٹے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں *

ما لکم لا تقا تلون فی سبیل اللہ و المستضعفین من الرجال و النساء و الودان یقولون ربنا اخرجننا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا (نساء)
کیا وجہ ہے کہ تم خدا کی راہ میں نہ اڑو حالانکہ کمزور مرد اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں کہ یا رب ہم کو اِس شہر سے جسکے لوگ ظالم ہیں نکال لے *

سے ان یکف باس الذین نفروا — [نساء]

قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی کانروں کی *

اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مدافعت کی لڑائی میں ابتدا متخالفوں کی طرف سے ہوئی چاہیئے کیونکہ انہیں کے ظلم و عدوان پر بنا چاری مدافعت کی ضرورت پڑی اور یہی بات قرآن میں بھی منصوص ہے *

ہم ہڈوئم اول مرة — اور مسلمانوں کو حکم ہوا تھا کہ تم ہرگز ابتدا نہ کرو ولا تعدو — [بقر]

۱۴ متخالفوں سے تو علی العموم قرآن میں ایسی ٹیکیاں اور

وہ شفقت اور کریمانہ ہوتا ہے جو سرورہ ہرماۃ کی پانچویں آیت سے نقل کیا گیا کہ جو مشرک مسلمانوں کی پناہ میں آوے اُس کو قرآن کے احکام و نصایح سناکر یہاں تک اُس سے رعایت کی جاوے کہ جہاں اُس کی امن کا مقام ہو وہاں اُسے بغیر و عافیت پہنچا دیا جاوے اب لڑائی کے بعد مغلوب اور مقید و متخالفوں کے واسطے عام حکم دیدیا کہ یا انہیں احسان رکھ کر مفت چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو *

حتی اذا اشتد لہم فساد الوثق فاما مذا بعد و اما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا ذلک و لو یشاء اللہ لا یتصور منهم و لکن لیبطل بعضهم ببعض (مائدہ)

پھر جب خوب قتال کرچکو تو قید کولو اور بعد اس کے یا احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو جب تک کہ لڑائی بند ہوجاوے پھر خدا چاہے تو بدلا لے اُن سے مگر وہ تم کو چاہتا ہے *

غرض کہ مقید کر لینے کے بعد کا معاملہ منحصر ہے احسان رکھ کر چھوڑ دینے میں یا فدیہ لیکر چھوڑ دینے میں — اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے اُنکو غلام بناکر رکھنا نہ ان کو قتل کرنا چھانچہ ضمیمہ آیت اسی نکتہ پر اشارہ کرتا ہے کہ اگر خدا چاہے تو اُن قیدیوں سے بدلا لیدوے یعنی انہیں قتل کر دیئے جانے کا حکم دیوے مگر ترک مکافات پر ہر جگہ توغیب دی گئی ہے اس لیئے وہ تم کو اسی معاملہ میں آزماتا ہے کہ کون احسان رکھ کر چھوڑتا ہے اور کون فدیہ لیکر چھوڑتا ہے *

(بعض علما نے اس آیت میں یہہ دراندیشی کی ہے کہ قیدیوں کو اگر چھوڑ دیں تو وہ پھر جاکر وہی مفسدہ پردازی اور مسلمانوں کی اذیت شروع کرینگے اس لیئے انہیں قتل ہی کیا جاوے مگر یہہ رائے تو صاف اس حکم کے خلاف ہے اور اس اندیشہ سے یہہ تئید بھی مناسب نہیں ہے بلکہ اس کا علاج تو پہلے ہی قرآن میں فرمادیا ہے و ان تعودوا بعد (انفال) یعنی اگر تم پھر وہی ظلم و زیادتی شروع کررگے تو ہم پھر اپنا بچاؤ کرنے کو تمہاری زیادتی دفع کرینگے اور تمہیں روکینگے) *

غرض کہ قرآن کا اخلاق تمام اور احسان معیم ہر ایک شخص سے مفر اور بخشش اور درگزر کرنے کا ہے اور خصوصاً متخالفوں کو معاف کرنا علی الخصوص حالت جنگ میں بھی رعایت اور بعد جنگ بھی کمال عنایت اسلام کا طریقہ پسندیدہ ہے — اور ایسی الہامیہ تعلیم اور انسان کی ہر حالت اور حاجت کی مقدار اور اندازہ کے موافق اس تفصیل سے اسی شریعت کاملہ میں ہیں اور بس *

نمبر ۱۵۵

روٹداں

اجلاس مجلس خزانۃ البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين منعقدة ۱۵ اگست

سنہ ۱۸۷۳ع

نمبر ۱۸

صدر انجمن

مرزا محمد رحمۃ اللہ بیگ صاحب *

ممبران موجودہ

مولوی محمد عارف صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

منشی محمد یار خاں صاحب *

سکرٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

اجلاس شروع ہوا اور روٹداں اجلاس منعقدہ ۲۹ جولائی سنہ

۱۸۷۳ع نمبر ۱۷ جو بدستخط سکرٹری مرتب و کتاب روٹداں میں

مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

سکرٹری نے اطلاع کی کہ ایک کتاب متضمن حمایت الاسلام جسکو

ایک بہت بڑے مشہور عالم گاندھی ہیگنس نے انگریزی میں تھریز

کیا تھا اُس کا ترجمہ میں نے اپنے خرچ سے اُردو میں کیا ہے اور اپنے

خرچ سے مطبع صدیقی بریلی میں چھپوایا ہے پانسو کتابیں اُس کی

چھاپی گئی ہیں جنکو میں فروخت کر کے اپنا زر لاگت اور نیز منافع

جو اُن سے حاصل ہو وصول کرانگا اور آئندہ کو حق تصنیف اُس کا

یہ وجہ ایک ۲۰ سنہ ۱۸۲۷ع میرا رہیگا مگر میں اپنے اُس

حق کو کمیٹی خزانۃ البضاعة کو بھیجتا ہوں اب وہ اُس کی مالک ہے

اور آئندہ اُس کے چھاپنے اور اُس سے نفع اُٹھانے کا حق کمیٹی موصوفہ

کو حاصل ہوگا *

مرزا محمد رحمۃ اللہ بیگ صاحب نے سکرٹری کے اِس طریقہ کا

شکر کیا اور کہا کہ ہم تمام ممبروں کو یقین ہے کہ آپ ہر طرح پر ترقی

سرمایہ کمیٹی خزانۃ البضاعة کے لیئے سامی ہیں اور اپنے نفع سے اُس کا

نفع مقدم سمجھتے ہیں اور اُسی تقریب پر یہ بات کہی جاتی ہے

کہ اگر آپ اپنی لاگت جو اِس کتاب کے ترجمہ و چھاپنے میں لگی ہے

کمیٹی سے لے لیں اور یہ کتاب مطبوعہ بھی آپ کمیٹی کو دے دیں تو

امید ہے کہ اُس کی فروخت سے کمیٹی کو کئی سو روپیہ کا فائدہ

ہو جائیگا کیونکہ یہ کتاب اِس قسم کی ہے کہ بہت جلد فروخت ہوگی

اور انٹر لوگ بوفیت اس کو خرید کرینگے *

سید احمد خاں نے کہا کہ میں دل سے کمیٹی کی اِس درخواست

کو منظور کرتا ہوں *

ممبران کمیٹی نے سید احمد خاں کا شکریہ ادا کیا اور یہ تجویز

ہوئی کہ جو اخراجات اِس کتاب کے ہوں وہ منافع جائداد کے صیغہ سے

دیئے جائیں اور اُسکی فروخت سے جو آمدنی ہو وہ بھی اُسی صیغہ

میں جمع کی جاوے *

بعد اِس کے سکرٹری نے اطلاع کی کہ اسوقت کوئی کتاب تاریخ

ہندوستان اور جغرافیہ اُردو زبان میں اِس لائق نہیں ہے جو تعلیم

میں داخل ہو اور پورا پورا فائدہ دے بہر جب رزولوشن ہفتم کے جو

اجلاس ۳ مئی سنہ ۱۸۷۳ع میں منظور ہوا تھا منشی محمد

ذکاء اللہ صاحب نے ایک کتاب تاریخ ہندوستان اور ایک جغرافیہ

تالیف فرمایا ہے اور میں نے دہلی میں بزرگ اہتمام منشی صاحب

مرصوف اُس کے چھاپہ ہونے کا انتظام کیا ہے تاریخ ہندوستان کے

قریباً چھ سو صفحہ ہونگے اور تصمیناً پانسو چالیس روپیہ پانسو

کتابوں کے چھپنے میں لاگت لگے گی اور جغرافیہ کے قریباً چار سو

صفحہ ہونگے اور پانسو کتابوں کے چھپنے میں تصمیناً تین سو

ساتھ روپیہ لاگت لگیگی پس میں اِس انتظام کی منظوری کمیٹی سے

چاہتا ہوں *

ممبران موجودہ نے بالاتفاق منظور کیا اور یہ تجویز ہوئی کہ

ان دونوں کتابوں کے چھپنے کے اخراجات صیغہ منافع جائداد سے دیئے

جائیں اور اُنکی فروخت سے جو آمدنی ہو وہ بھی اُسی صیغہ میں

جمع کی جاوے *

سکرٹری نے اطلاع کی کہ منشی صاحب مرصوف نے اپنی فیاضی سے

اِس بات کی بھی اطلاع کی ہے کہ وہ حق تصنیف ان دونوں کتابوں

کا کمیٹی کو دے دینگے *

تمام ممبروں نے منشی صاحب کی اِس عنایت کا شکریہ ادا کیا *

مولوی محمد عارف صاحب نے اسبات کی تھریز کی کہ کمیٹی

اسبات کی بھی اجازت دے کہ جو منشاء کمیٹی کا ان کتابوں کے

تالیف کرانے اور چھپانے سے ہے وہ بھی بطور یاد داشت اِس رویداد

میں مندرج ہو اور وہ منشاء یہ ہے کہ بالکل یہ کتابیں دو غرض

سے چھپوائی جاتی ہیں *

اول یہ کہ ان کتابوں کے فروخت ہونے سے منافع ہوگا اور

اُس منافع سے سرمایہ کمیٹی کی ترقی ہوگی *

ہی کہ ”اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی“ پانی دھو مسائل شرعی اس بات سے ہر کوئی واقف ہی کہ میں ایک جاہل آدمی ہوں جس طرح اور عام لوگ شد بد جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں جو لوگ کہ میرے ذمہ کے ساتھ مولوی کا لفظ لکھتے ہیں وہ بعض غلطی کرتے ہیں اور غلط صفت میری نسبت لگاتے ہیں ہذا بہتان عظیم بعض مسائل شرعی کی نسبت جو میں بھٹ کرتا ہوں میری واقفیت یا میرا اجتہاد انہیں مسئلوں پر محدود ہی ایہی مجتہد عام ہونے کا رتبہ میرا نہیں ہوا خدا کا یہ بھی شکر ہی کہ میں مراد ہی ہوں نہ قاضی نہ مفتی پس میں مسائل شرعی مستفسر کا جواب نہیں دے سکتا شرعی مسائل کے جواب دینے کو بہت سے مولوی موجود ہیں *

ملاوہ اس کے ہمارا تہذیب الاخلاق اس لیے موضوع نہیں ہوا ہی کہ ہر قسم کے سوالوں کا جواب اور ہر قسم کے مسائل کی بھٹ اس میں مندرج ہر بلکہ وہ پوچھ سمجھنے اپنی دانست میں اپنی قومی تہذیب کے لیے جاری کیا ہی پس جن مسائل مذہبی کے بھٹ کرنی ہم مناسب سمجھتے ہیں اور اس بھٹ کو تہذیب قومی سے کچھ تعلق جانتے ہیں اس کو مندرج کرتے ہیں اور ایسا ہی مضامین کا حال ہی کہ عام مضامین اس میں مندرج نہیں ہوتے اور مضامین خاص بھی وہی مندرج ہوتے ہیں جن سے اس کے پانیوں کی رائے میں لوگوں میں کسی قسم کی تہذیب کی ترقی متصور ہو اور اگر ہم اپنے تئیں عموماً لوگوں کے سوالوں یا استفتوں کے جوابوں کے لکھنے پر مصروف کریں تو ہمارا وقت بالکل ضایع ہو جائے اور ہمارے پوچھ تہذیب الاخلاق کا جو منشاء ہی رہا باقی نہ رہے پس ہم ان بزرگوں سے جنہوں نے ہمارے پاس خطوط اور مضامین بھیجے ہیں ان کو تہذیب الاخلاق میں مندرج نہونے کی معافی چاہتے ہیں *

راقم
سید احمد

اشتہار

کتاب حمایت الاسلام

واضح ہو کہ مسٹر گان فری ہیگنس صاحب نے سنہ ۱۸۲۹ ع میں مسلمان مذہب کی حمایت میں ایک کتاب بڑی انگریزی تصنیف کی تھی یہ صاحب بہت مشہور عالم تھے اور انہوں نے اس کتاب میں ان تمام اعتراضات کے جواب لکھے ہیں جو عیسائی اکثر مذہب اسلام اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی نسبت کیا کرتے ہیں چنانچہ اس کتاب کو سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی نے اردو میں ترجمہ کراکر مطبع صدیقی بریلی میں چھپوایا ہی اور ہونے آٹھ جز کی کتاب ہی اور قیمت اس کی فی جلد ایک روپیہ اور دو آنہ معصوم قاک قرار پایا ہی جس شخص کو اس کی خریداری منظور ہو ایک روپیہ دو آنہ سید احمد خاں صاحب کے پاس بمقام بئارس بھیج کر کتاب مذکور طلب فرما لے *

دوسرے یہ کہ اس وقت اردو زبان میں کتابیں قابل درس موجود نہیں ہیں اور کمیٹی امداد کرتی ہی کہ جو کتابیں وہ تالیف ہونا چاہتی ہی وہ قابل درس ہوگی لیکن یہ کہ سمجھنا چاہیے کہ یہی کتابیں بعینہ و بجنسہ ہمارے مدارس میں پڑھائی جارہی ہیں بلکہ بعد چھپ چکنے ان کتابوں کے یہ کتابیں اور جو آئندہ تالیف ہوں بہت سے مسلمانوں کی نگاہ سے گزریں گی اور ہماری کمیٹی کے ممبر و نیز عموماً ہر مسلمان کو اختیار ہوگا کہ اگر کوئی مضمون ان کتابوں میں ایسا ہو جسکو مسلمان ناپسند کرتے ہوں تو وہ لوگ اس کی اطلاع بذریعہ خطوط کے خواہ بذریعہ اخبارات کے خواہ بذریعہ تھریو ریویو کے کمیٹی کو دینے اس وقت کمیٹی خواہ مجلس مدیران تعلیم اس پر ترجیح کریگی اور ان مضامین کی اصلاح و درستی پر سعی فرمائیگی *

اس گفتگو کو بالاتفاق مدیران نے پسند کیا اور یہ تجویز ہوئی کہ روئداد میں مندرج کی جاوے *

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکرٹری کمیٹی

اطلاع

ہمارے پاس بہت سے خطوط اور مضامین بے نام و نشان آتے ہیں خطرات میں تو بعض سوالات ہوتے ہیں اور کبھی مسائل شرعی پوچھے جاتے ہیں اور یہ درخواست ہوتی ہی کہ تہذیب الاخلاق میں سے جواب چھاپ دیئے جاویں اور مضامین بھی جو آئے ہیں وہ ہماری اور ہمارے مدرسۃ العلوم کی حمایت اور ہمارے مخالفین اور ہمارے ذاتی افعال سے الزامات مخالفین کی تردید میں ہیں اور یہ درخواست ہی کہ تہذیب الاخلاق میں چھاپ دیئے جاویں ان سب بزرگوں کا جنہوں نے اس قسم کے خطوط خواہ مضامین بھیجے ہیں ہم دل سے شکر ادا کرتے ہیں اور جو کہ بے سبب نہ معام ہونے نام و نشان کے ہم ان کو جواب نہیں بھیج سکتے اس لیے عدم تھریو جراب کا عذر کرتے ہیں باقی رہا ان کا مندرج ہونا تہذیب الاخلاق میں اس میں بھی ہمکو چند عذر ہیں ہمارا دستور نہیں ہی کہ کوئی بے نام مضمون تہذیب الاخلاق میں چھاپیں اور نیز کوئی ایسا مضمون جو ہمارے ذاتی افعال کی حمایت میں ہو ہمکو اپنے پوچھ تہذیب الاخلاق میں چھاپنا پسند نہیں ہی اس لیے کہ ”من آنم کہ من دانم“ جو باتیں ہمارے مخالف ہماری نسبت منسوب کرتے ہیں ہم اس سے زیادہ الزام کے لائق ہیں فرض کرو کہ وہ باتیں ہم میں نہیں مگر اور باتیں ان سے بھی زیادہ بدتر ہیں پس ہمارے ذاتی افعال کی حمایت سے کیا فائدہ ہی ہماری تو وہی مثل

بمقام علیگتہ — مطابع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۱]

۱۵ رجب سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی

[جلد چہارم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیامت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے مٹایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فطرت اور مصلحت اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جمہور روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی مالکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا *

جن دوستوں نے شریک ہو کر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُس کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا *

یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تیس بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھاپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۵۷

التماس

بخدمت حضرت کاشف الغطا و
کشاف حقیقت

چند پرچے اخبار نور الانوار کے جنمیں میں میرا حال یا میری بعض تھریروں کا جواب تھا میرے پاس پہونچے معلوم نہیں کہ یہ منایٹ اڈیٹر صاحب کی ہی یا مہربانی اُن کے کارسپانڈنٹ کی بہر حال میں درنوں کا شکر کرتا ہوں خصوصاً اُن تہذیب بھرے فقروں کا جن سے اُن کی ملینٹ کی پائی ایسی ہی ظاہر ہوتی ہی جیسے آئینہ سے عکس غالباً اُن کے بھیجنے سے ہمارا آگاہ کرنا ہی کہ تمام مسلمانوں کو ہماری تھریروں پر توجہ اور ہمارے حال پر مہربانی کی نگاہ ہی اور یقناً یہ بھی مقصود ہوگا کہ اُسکا کچھ جواب دیا جاوے مگر جہاں تک اُن تھریروں کو ہمارے ذاتی خیالات سے تعلق ہی اُسکا جواب شکر ہی کیونکہ جسقدر برائیاں ہم میں ہیں اُن میں سے، تو کچھ بھی بیان نہیں کیوں باقی جسقدر دارالعلوم اور تہذیب الاخلاق سے متعلق ہیں وہ ہماری دلی خوشی کا سبب ہیں اُن تھریروں سے اندازہ اُس قوت اور مضبوطی کا ہوتا ہی جو ہماری راہوں کو یہ نسبت مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اُنکی تعلیم و تربیت کے ہی اور جس کے سبب سے ہم کو اُن میں ایک عظیم تبدیلی کی ضرورت معلوم ہوتی ہی جس شخص نے اُن تھریروں کو دیکھا ہوگا وہ ضرور اُس راے کو تصدیق کریگا جو اندین ابزرر نے نسبت مسلمانوں کے دی ہی *

ہمنے وہ قدرے بھی دیکھے جو لکھنؤ کے مولوی صاحبوں نے نسبت دارالعلوم کے لکھے ہیں مگر انسوس ہی کہ اُس پر اُننے دستخطا ہتک نہیں ہوئے جتنے کہ ہندی کے دتتر ہرجانے اور فارسی کے آٹھ جانے کی نسبت ہوچکے ہیں کیا ان مولوی صاحبوں سے اس سے زیادہ اور کسی قتری کی امید تھی — ہمارا رونا تو اسی موجودہ حالت کے دیکھنے پر ہی اور دارالعلوم کی تجریز ایسے ہی تنگ و تاریک خیالات کے مٹانے کے واسطے ہی کیا کوئی دانشمند منصف آدمی ان قتروں کو بھی دیکھے کہ مسلمانوں کے حال پر آٹھ آٹھ آنسوس سے نہ روکیگا *

ہم نے وہ اہتمام بھی دیکھا جو پورچہ ذوالاناق ارفع الظلمۃ اهل النفاق کے جاری کرنے کی غرض سے مشتہر کیا گیا ہی اس اہتمام نے ہم کو خوش کیا اور بہت خوش کیا کیونکہ اُس کا صرف اُس العاد کے روکنے کے لیئے جاری کیا جانا مقصود ہی جو تہذیب الاخلاق کے ذریعہ سے پھیلتا جاتا ہی ہم کو اُمید ہی کہ اچھے قریب پاتہ عالم اُسکی

مدد کرینگے اور اپنے علم کے جوہر دکھا دینگے اور ہمارے العادی پورچہ کو بھی اُس سے فائدہ ہوگا کیونکہ پھول کی خوبی اُس وقت تک ظاہر نہیں ہوتی جب تک کہ کوئی خار اُس کے پھول میں نہ ہو *
اب میں اپنے پرانے دوست کاشف الغطا اور اپنے نئے مہربان کشاف حقیقت سے نہایت دلی دود سے ایک بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں اگر وہ تھوڑی دیر کے لیئے اپنے دل کو نرم کرلیں اور چند لمحہ کے واسطے منصف بنجاریں —

سر کڈم شکوہ اگر تاب شانیدن داری

سینہ پشکام اگر طائف دیدن داری

اے حضرات جامعان فضل و کمال — اگر آپ کو اپنی تھریروں سے صرف تھوڑی دیر کے لیئے دل خوش کرنا اور چند لفظ کے لیئے مجلس کو گرم کرنا ہی تو خیر ہم منع نہیں کرتے آپ کی خوشی کو رک نہیں سکتے آپ شوق سے ذاتی میوب کو لوگوں کے کھولنے اور رشک سردا بننے لیکن اگر اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی مقصود ہی اور تہذیب الاخلاق یا دارالعلوم سے مذہبی یا اخلاقی یا اور کسی قسم کی عرابیوں کا خیال ہی تو نہایت خوبی کی بات ہی کہ آپ اُس پر بھٹ فومائیں مگر قبل مخالفت کے مخالفت کا وہ مضمون جو تہذیب الاخلاق میں چھپا ہی کسی وقت کا وظیفہ چھوڑ کر فور سے پڑھ لیجئے کیونکہ میں نہایت انسوس سے کہتا ہوں کہ ہنوز آپ لوگوں کو مخالفت کرنی بھی نہیں آتی *

آپ یقین کیجئے نہ ہم آپ کی مخالفانہ تھریروں کو بہت فور سے پڑھینگے اور نہایت انصاف سے دیکھینگے اور لوگوں کو بھی ہماری راہوں کا آپ کی تھریروں سے مقابلہ کرنے کا مددہ ذریعہ ملیگا *

غالباً آپ اسے تسلیم کرینگے کہ عموماً لوگوں نے مبادلہ اور مکابہ کو مباحثہ سمجھ رکھا ہی اور بجائے تحقیق حق کے مخالف پر الزام اور تہمت لگانے اور اُس کی تمام باتوں کو غلط اور باطل ٹھہرانے کو مایہ ناز ٹھہرایا ہی صدھا کتابیں شیعوں نے سنیوں کے رد میں ہزارہا رسالے سنیوں نے شیعوں کے جواب میں لکھ ڈالے مگر یہی غلط خیال دونوں کو تحقیق حق یا تسلیم حق کا مانع رہا آخر سب و شتم کی وہ نوبت پہونچی کہ مذہب بھی اُن گالی دینے والوں پر لعنت کرتا ہوگا پس جب تک یہ خیال آپ لوگ اپنے دل سے نہ نکال ڈالینگے بجائے فائدہ کے خود اپنی قوم کا آپ نقصان کرینگے *

میں تسلیم کرتا ہوں کہ بلا شبہ تہذیب الاخلاق نے بڑی تبدیلی خیالات میں پیدا کی ہی اور ایک ایسا انقلاب پیدا کرنے کا سامان جمع کر دیا ہی جو پہلے سے کبھی کسی کے خیال میں نہ تھا اور

ظاہر کرنا پڑتا ہی اور پھر بھی اب نہایت لاچار ہو کر میں یہ لکھتا ہوں کہ موجودہ حالت مذہب کی قوی مانع ہر قسم کی ترقیات کی ہی اور اسے میں ثابت کرتا ہوں *

مسلمان خیال کرتے ہیں کہ مذہب کی رو سے کافروں سے معصیت کرنا اختلاط رکھنا منع ہی — میں خیال کرتا ہوں اگر یہ سچا مسئلہ شریعت کا ہی تو مسلمانوں کو چارہ نہیں ہی سوائے اس کے کہ یا تو اُن سے جزیروہ اندمان بھرا جارے یا وہ شمالی افریقہ کے حصہ کو چاکر آباد کریں کیونکہ وہ کسی ہندو سے صاف نہیں مل سکتے وہ کسی انگریز کو اچھا جان نہیں سکتے وہ اُن سے صاف ملینتی اور سچائی اور معصیت سے اختلاط و ارتباب نہیں رکھ سکتے تو پھر وہ اُن ملکوں میں جہاں غیر قوموں کے اختلاط و ارتباب بغیر ایک دن زندگی کی کوئی ادنی ضرورت بھی پوری نہیں ہو سکتی کیرنکر رہ سکتے ہیں اُس حالت میں کہ وہ اپنے مذہب پر بھی قائم رہیں *

اب میں زمانہ گذشتہ اور زمانہ حال پر نظر کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اس کی نسبت کیا خیال کیا اور کیسا برتاؤ کیا سو ارل میں اپنے ہادی اور ساری دنیا کے ہادی روحی فدا کا یہ معاملہ دیکھتا ہوں کہ جب نبیؐ کے ایسا ہی ائمہ جنکا مذہب رومن کیتھولک تھا تو آپ نے خود اُن کی خدمت کی اور صحابہ کی درخواست پر فرمایا کہ انہوں نے میرے یاروں کی خدمت کی تھی میں اُس کی تلافی چاہتا ہوں خاص مسجد نبوی میں رومن کیتھولک عیسائیوں کو نماز پڑھنے کی اجازت دی — کیا یہ دہی برتاؤ ہی جو مسلمان نسبت غیر مذہب والوں کے از روئے اپنے مذہب کے خیال کرتے ہیں — پھر حال کے زمانہ پر نظر کرتا ہوں تو سلطان روم کو معہ علماء فضلہ کے پیرس میں شاہنشاہ نپارلین کے ساتھ ایک میز پر بیٹھا ہوا کھانا کھاتے اور ملکہ معظمہ اور ولی مہد سلطنت کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتے پاتا ہوں کیا یہ لوگ کافر نہیں ہیں ضرور ہیں اگر مسلمان ہوتے تو شاہ ہتھار یا خان خیرا کی طرح اپنے وحشیانہ برتاؤ سے ساری دنیا میں روسیاء ہوتے مسلمانوں کو آدمیت اور انسانیت سے کیا علاقہ اُن کو کسی کے اختلاط ارتباب سے کیا سوکار *

ان حالات پر بھی ہم نظر نہیں کرتے کیونکہ اگلی حالتوں کو صدہا بوس گذر گئے کون جانے کیا سچ ہی کیا غلط روم میں بھی جو ہزارہا کرس درو ہی اللہ کو خبر ہی کہ یہ معاملہ صحیح ہی یا جھوٹا ہم خود ہندوستان کے حال پر نظر کرتے ہیں اور نہ اور لوگوں بلکہ خود اپنے کانہ کہنے والوں کے حال پر تو کیا ہاتے ہیں کوئی کسی باپ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باغ کی سیر کر رہا ہی کوئی کسی سینٹھ کا پگڑی بدل بھائی ہونے پر ناز کرتا ہی کسی کا ہاتھ اُس کی ہڈی میں

دارالعلوم کی تجریز بھی ایک نئی دنیا قائم کرنے کی تجریز ہی جسکا نقشہ عموماً مسلمانوں کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا مگر دیکھنا چاہیئے کہ اُس کا اثر کیا اور کیسا مسلمانوں پر ہوگا *

تہذیب الاخلاق کا اثر ظاہر ہی کہ اُس نے اپنی ہر زور نصیح تحریروں سے ایک طرف تو غیر قوموں کو دکھا دیا کہ اسلام اُس پسند اور تاریکی کی حالت میں نہیں ہی جو وہ خیال کرتے تھے بلکہ وہ ایک روشن آفتاب ہی جو سیاہ بدلیوں میں چھپا ہوا تھا دوسری طرف مسلمانوں کو ہرشیار کردیا کہ وہ اُس گھرے معیق تاریک بے تہاہ گڑھے کے کنارے آگے ہیں جس میں گرنے سے جان کا اندیشہ ہی *

ہاں اُس نے ایک اُن مردہ دلوں میں ایک کھلبلی قال دی ہی جن کو لوگ زندہ جانتے تھے اور اُن طبیبوں میں ایک شور پیدا کردیا ہی جن میں کسی قسم کی تحریک کی قوت باقی نہ تھی اُس نے رسم تقلید تعصب ساری برائیاں کے کھونے کی بھی جز قائم کر دی ہی اُس نے لوگوں کے خیالات میں بھی ایک تبدیلی پیدا کرنے کی راہ نکالی ہی اور جہاں تک خیال کیا جارے مقصود اُس کا مسلمانوں کی بھلائی کے سوا کچھ نہیں *

اگر آپ کو اُس کے بعض یا کل مضمون مضر معلوم ہوں اُن سے علمی اخلاقی مذہبی برائی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اُس کی غلطیاں پتائیئے اور اصلاح کیجیئے دل ما شاد چشم ما روشن *

اگر آپ کو اُس کے مذہبی مضامین سے رنج ہوتا ہو جسے ہم بھی جانتے ہیں کہ ضرور رنج ہوتا ہوگا مگر ذرا انصاف کیجیئے اور ہم کو پتا دیجیئے کہ وہ کونسا مذہبی مضمون لکھا گیا ہی جو کتاب و سنت سے مدال نہو اور جس کو نہایت مضبوط دلیلوں سے ثابت نہ کیا ہو اور جس میں بڑے بڑے عالموں محققوں کے قول کی سند پیش نہ کی گئی ہو اب رہا یہ امر کہ من حیث المجموع کل یا بعض مضامین میں غلطی ہی ہوئی ہو تو کیا اس سے اکیلے ہم کافر ہو سکتے ہیں بلا شبہ قبل اس کے کہ آپ کا کفر کا فتویٰ ہم تک پہنچے اُن پر ہم سے پہلے پہونچیکا جو ہم سے پہلے ہمارا ساتھ دے گئے ہیں *

آپ یقین فرمادیں کہ ہم کو ہوگز منظور نہ تھا اور نہ ہی کہ ہم مذہبی مضامین اس طرح میں لکھیں مگر کیا کیجیئے —
ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگر

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ہر امر میں معاشرت کی تمدن کی تعلیم کی تربیت کی مذہبی مزاحمت ہوتی ہی اور اس لئے اُس کی تحقیق کی ضرورت پڑتی ہی اور ہم پوری اُن غلطیوں کا جن سے اصل مذہب پر الزام آتا ہی

ہیں اور اُن خلیفۃ اللہ ظل اللہ کو جنگا خطبہ مکہ کے ارنچے میں
پو صبح شام پڑھا جاتا ہی کرسٹن بتائیے جو فرانس اور لندن اور
اسٹریا کے بادشاہوں کے ساتھ ہم نوالہ اور ہم پیالہ رہتے ہیں جب
ان سب کی تکفیر سے کچھ کفر بچے تو خیر بنارس اور مرزا پور بھی
بھیج دیجئے مگر مجھے تو اُمید نہیں ہی کہ کچھ بچے کیونکہ کیا وہ
لوگ محروم رہ جاویں گے جو بس پرستوں کے پگڑی بدل بھائی بن کر
اُن کی جھوٹی پورییاں چٹ اور چمار حلوائیوں کے مکد کے لڈو فٹ
نومایا کرتے ہیں اُن کے لیئے بھی تو کچھ آخر حصہ چاہیئے *

اے حضرات ذرا کردن جھکائیئے کچھ تو انصاف کیجئے کہ کیا
دل میں ہی اور کہا زبان پر کہتے کیا ہو کرتے کیا ہو حال کیا ہی
اور نصیحت کیا ہی اقامتوں الناس بالبروتنسون انفسکم و انتم تلون
الکتاب افلا تعقلون *

میں اسوقت زیادہ لکھ نہیں سکتا صرف مصعب اور ارتباط پر
اس مضمون کو ختم کرتا ہوں آئندہ انشاء اللہ چند مریضے اسی کے
متماق اور لکھونگا *

راقہ
مہدی ملی

نمبر ۱۵۸

مہمان و میزبان

مہمانی اور میزبانی کی عربیاں اور ہرکتیں ایسی صریح اور صاف
ہیں کہ اُن کے بیان کی کچھ حاجت نہیں ہی — آپس میں مصعب
اور ارتباط بڑھانے کے واسطے یہ رسم بہت ہی موثر ثابت ہوئی ہی
اس رسم سے غیر بھی اپنے ہوجاتے ہیں بلکہ دشمن بھی دوست بن
جاتے ہیں اور اُسی کے جاری نہ رہنے سے قریب تر عزیزوں کی قدرتی
مصعب میں بھی کمی آجاتی ہی — پس جو شی اسقدر مفید ہو
مناسب ہی کہ وہ ہر ایک قسم کے نقصانات اور خرابیوں سے پاک و
صاف رہے ورنہ اُس کے تمام فائدے پر باد ہوجاویں گے — لیکن جس
طریقہ پر اس عرصہ میں ہم لوگوں میں مہمانی اور میزبانی ہوتی
ہی وہ کچھ مفید نہیں ہی بلکہ امتراض کے قابل ہی اور کچھ شبہہ
نہیں کہ موجودہ رسم و رواج کے سبب سے اثر اوقات مہمان اور میزبان
دونوں کو تکلیف ہوتی ہی اسلیئے ضرور ہی کہ مسلمان موجودہ طریقہ
مہمانی اور میزبانی پر غور کریں اور اسقدر اصلاح اُس میں ضروری
ہو وہ مل میں لڑیں *

اب ہم اُن خرابیوں کا بیان کرتے ہیں جو قابل امتراض ہیں
سب سے بڑی غلطی جو اثر مہمانوں کی طرف سے ہوتی ہی وہ یہ ہی

ہی جو ابھی کالی کی پوجا کر کے آیا ہی کسی کی مسند اُس کے قدموں
کے واسطے خالی ہو رہی ہی جس کے ہاتھ کی گرد مندر کے طواف
سے بھری ہوئی ہی ہندوؤں کے ساتھ دوستی ہی اختلاط ہی ارتباط
ہی تو کیا یہ سب مسلمان مسلمان نہیں ہیں بلاشبہ کانہ ہیں
کیونکہ اُن کے دل میں وہ بات نہیں ہی جسکا برتاؤ وہ ظاہر میں
کرتے ہیں — ہندوؤں کو بھی جانے دو انگریزوں ہی کے ساتھ جو برتاؤ
ہی اُسپر نظر کر جن کے ساتھ کسی قسم کا اختلاط رکھنا ہی کفر
سمجھا جاتا ہی — بڑے بڑے مسلمانوں کی مسلمانی اُس وقت معلوم
ہوجاتی ہی جبکہ کسی سڑیل انگریز کے ساتھ کچھ تعلق ہوجاتا ہی
اُن کی خورشاد چاندوسی عاجزانہ بات چیت پر اسلام کا نور چمکتا
ہی اور اگر کسی سے دوستی ہوگئی تب تو اُس مسلمان کی قدر و وقت
کی اور اپنے فخر و ناز کی کوئی حد باقی نہیں رہتی — چنانچہ
مجھے یاد ہی کہ جب شاہزادہ ایدن برا کو کانپور میں ایڈریس دیا
گیا تھا تو ہمارے ایک مولانا قبلہ نے اُسے نہایت خوشی سے پیش کیا
تھا اور یہ کہ تھا کہ ایسے مہمان کے قدم ہمارے سر پر ہماری
آنکھوں پر — اُس وقت اس کہنے پر اسلام نے ضرور اُنکا مرنہ جنم
کی شکر سے بھر دیا ہوگا باقی رہی عام دوستی انگریزوں سے وہ ظاہر
ہی کہ اُسکا سبب نہ مسلمانوں کا اسلام ہی بلکہ اُن کی ذلیل حالت
کہ انگریز اُن کو دوستی کے لائق ہی نہیں جانتے ورنہ مسلمان اپنی
طرف سے ہر طرح کی خدمت کرنے کو حاضر ہیں چہ جائے دوستی و
مصعب وہ خداوند کہنے پر مستعد ہیں ہاتھ جوڑنے کو موجود ہیں
رکوع کرنے اور قدموں کے چومنے تک کو طیار ہیں *

کیوں جناب کاشف الغطا اور کشف حقیقت ان حالات پر نظر کر کے
بینی و بین الہ یہ فرمادیجئے کہ یہی اصلی اسلام ہی اور کیا ایسے
ہی لوگ مسلمان ہوتے ہیں اور ایسے ہی اسلام کو آپ قائم رکھنا
چاہتے ہیں اور اسی سے مسلمانوں کی عزت کی توقع ہی حاشا ثم حاشا
یہ وہ باتیں ہیں کہ مسلمان نہ شنوہ کانہ مبیہاد *

پس ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق کا قصور ہی تو یہ ہی کہ وہ
سچائی سکھاتا ہی اور دل اور ظاہر کو یکساں رکھنے کی نصیحت کرتا
ہی ہاں کانہ مسلمان بننے کو منع کرتا ہی *

بڑا بھاری کفر جو آپ سے اُٹھائے بھی نہیں اُٹھتا وہ کیا ہی
انگریزوں کے ساتھ کھانا سو اول تو آپ اُن اصحاب رسول کو کانہ
بتائیے جنہوں نے بیت المقدس کے کرجے میں عیسائیوں کی دمرت کھائی
ہی پھر اُن مسلمان نظر اسلام بادشاہوں کی تکفیر کیجئے جنہوں
نے صیدا اور شقیق کے عیسائی امیروں کو اپنے ساتھ کھلایا تھا پھر اُن
تمام مسلمان ترکوں پر لعنت کیجئے جو روز مرغیاں چٹ نوراتے

میں باہم نہایت ہوسٹی نہو مگر یہ خیال غلط ہی اس لیے کہ یہ ایسے امور ہیں جو بطور واقعات کے پیش آتے ہیں جنہوں زیادہ درست ہونے یا نہ ہونے کو کچھ مداخلت نہیں ہے *

بہی اس بے خبر آنے کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اصل مقصود فوت ہو جاتا ہے جس سے ملنا مقصود ہوتا ہے وہ مکان پر نہیں ملتا اور زیادہ انروس اُسرت ہوتا ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی یا ابھی آپ کے تشریف لانے سے تہڑی عی دیر بعد وہ نال مقام کو سوار ہو گئے اور تب حسرت کے ساتھ وہاں سے لوٹ جانا ہوتا ہے اور یہ ایک کافی سزا اپنے بلا اطلاع آنے کی اُسرت آنے والے کو مہجاتی ہے *

اس بے خبر آنے کے علاوہ چند اور خرابیاں بھی بیان کے لائق ہیں جنہوں سے ایک یہ ہے کہ بعض میزبانوں کے مزاج میں تکلف اس قدر ہوتا ہے کہ انکا مہمان بھی تنک آجاتا ہے ان تکلفات کی وجہ سے کھانا انٹر دیر میں ملتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے اور میزبان کو بھی زیادہ عرصہ تک اپنے عزیز مہمان کا قیام ناگوار معلوم ہونے لگتا ہے اور اُس کے آنے کی وہ ساری خوشی اُس کی موجودگی ہی میں جاتی رہتی ہے *

سعدی علیہ الرحمۃ کسی مقام پر اپنے ایک دوست کے ہاں مہمان ہوئے اُن کے دوست نے بہت اہتمام سے اُن کی مہمانداری کی بہت تکلف کے کھانے پکوائے اور بڑی شان کے ساتھ دسترخوان چٹا کیا شیخ نے جب یہ سامان دیکھے تو بے اختیار اُس کی زبان سے یہ نکلا ہاے دموت شیراز صاحب خانہ نے یہ سمجھا کہ دموت کے اہتمام میں کچھ کمی رہی اس لیے اُس نے دوسرے تیسرے وقت میں بیش از پیش اہتمام کیا لیکن ہر مرتبہ شیخ نے وہی انروس ظاہر کیا آخر شیخ نے جب دیکھا کہ اب میزبان کو بہت تکلیف ہوتی ہے تو اُس نے اپنی اقامت کو مختصر کیا اور میزبان سے رخصت ہوا — کچھ عرصہ بعد اُن کے اُس میزبان کا گذر شیراز میں ہوا اور شیخ کے ہاں اُترا اور دل میں اس بات سے بہت خوش تھا کہ اب شیراز کی دموتوں کے اہتمام دیکھنے میں آدینگے جب کھانے کا وقت آیا تو شیخ گھر میں گیا اور وہاں سے وہی روزمرہ کا سیدھا سا کھانا لے آیا اور اپنے دوست کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ بسم اللہ کیجیئے — اُس وقت شیخ کے دوست کو بہت ہی حیرت ہوئی اور اُس نے آہستہ آہستہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کر دیا شیخ نے اُس کی حیرت کو دیکھ کر کھانا کھا چکنے کے بعد اُس سے کہا کہ اے دوست دموت شیراز سے میرا یہی مطلب تھا تم نے میرے واسطے بہت سا تکلف کیا جسکا نتیجہ یہ تھا کہ اگر میں زیادہ قیام کرتا تو تم کو سطح ناگوار گذرتا اور میری

کہ وہ اپنے میزبان کو پہلے سے اپنے آنے کی خبر نہیں کرتے حالانکہ اس بے خبر وارد ہونے سے میزبان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور خود مہمان کو بھی تکلیف اڑھائی پڑتی ہے علاوہ اس کے اس طرح پر بے خبر کسی کے مکان پر بطور مہمان کے وارد ہونا خلاف تہذیب بھی ہے *

انٹر یہ ہوتا ہے کہ گھر والے کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں اُس کے بعد مہمانوں کی آمد ہوتی ہے اور اُس وقت ایک تازہ تشریف پیش آتی ہے ادھر تو کھانے کا کچھ سہ انجام نہیں ہوتا اور اردھر یہ خیال ہوتا ہے کہ مہمانوں کے واسطے کھانے میں دیر نہ ہو — فرکر حاکر جنکو در بارہ دیر چولہ چھونکنا پڑتا ہے جدا دل میں ناخوش ہوتے ہیں اور اگر کبھی رات کو نارت یہ مہمان داری پیش آگئی تو اُوڑ زیادہ مصیبت آتی ہے اور یہ آفت خاص کر اُن مقامات میں زیادہ آتی ہے جو ریل کے اسٹیشنوں سے قریب ہیں اب یہ ہوتا ہے کہ رات کے گیارہ یا بارہ بج گئے ہیں یا رات قتل گئی ہے اور پچھلا پھرہ ہی سب لوگ اپنے آرام کی نیندیں لے رہے ہیں کہ یکا یک دروازہ پو سے آوازیں آتی شروع ہوئیں [کواڑ کھولو کواڑ کھولو] پھر بعض سونے والے ایسے فٹل سوتے ہیں کہ مشکل سے جاگتے ہیں یا دروازہ سے بہت فاصلہ سے ہوتے ہیں یا جازوں کے موسم میں مکانوں کے اندر کواڑ بند کر کے سوتے ہیں ایسی صورت میں بے خبر آنے والے مہمان کو گھڑیوں پکارتے پکارتے اور چلاتے چلاتے اور کواڑ کھٹکھٹاتے اور زنجیروں ہلاتے گذر جاتے ہیں اور جب ان تمام مشکلات کے بعد کواڑ کھلے اور صاحب خانہ بھی پڑی بے لطفی اور تکلیف کے ساتھ جگایا گیا تو اب خیال کر لینا چاہیئے کہ اُس قریب پر اُس وقت کیا گذرتی ہوگی — پھر کبھی یہ ہوتا ہے کہ مکان مختصر ہے یا اُس میں پہلے سے اور مہمان نورکش ہیں اور مکان میں زیادہ جگہ نہیں ہے یا صاحب خانہ کسی ایسی تشریف میں ہے کہ اُس کو اپنے مہمانوں سے باطمینان و خوشی ملنے کی فرصت نہیں ہے ان تمام باتوں کے لحاظ سے ضرور ہے کہ اپنے آنے سے قبل اپنے میزبان کو حتی الامکان اطلاع دی جائے اور نہایت صفائی قلب اور درستگی کی بات یہ ہے کہ اگر کسی وقت میزبان یہ اطلاع دے کہ مجھ کو ملنے کی فرصت نہیں ہے تو بغیر کسی ملال خاطر کے اپنے ارادہ کو ملتوی کرنا چاہیئے میں بعض اوقات یہ بھی دیکھا ہے کہ ایسے میزبان نے اپنی تکلیف پھانے کے واسطے یا مہمان کے آرام کی نظر سے مہمان کو کسی اور مکان میں اوتارا تو مہمان نے دل میں بہت ہی برا مانا حالانکہ میزبان کا یہ ہرگز کسی طرح اعتراض کے لائق نہیں ہوتا بلکہ بڑی عمدہ بات خیال کی جاتی ہے *

بعض لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ جن خرابیوں کا ذکر اس مضمون میں ہے وہ صرف اُس حالت سے متعلق ہیں جب کہ مہمان اور میزبان

مہمانی خوشی کی جگہ ملال سے تبدیل ہو جاتی اسی لیے مہمان اس وقت مجبور ہو کر اپنی مدت اقامت کو مختصر کیا اور جس غرض سے میں وہاں گیا تھا وہ بھی پوری نہ ہوئی نہ میں اچھی طرح وہاں ٹھوسکا نہ سیر کرسکا اور جلدی سے رخصت ہوا یہاں اب آپ جس قدر مدت تک چاہیں قیام کریں جتنے روزوں آپ رہیں گے میری خوشی بڑھتی جاوے گی *

میرا مطالب اس حکایت سے یہ نہیں ہے کہ اپنے دوستوں کی مہمانی کے زمانہ میں اُن کی خوشی خاطر کے لیے مطلق ترجمہ نہ کیا جاوے نہیں بلکہ میرا یہ مطالب ہے کہ جو کچھ کیا جاوے ایسے اعتدال سے کیا جاوے جو آئندہ نبھ سکے اور مہمان کے قیام سے سوائے خوشی کے دوسری بات حاصل نہ ہو *

ان تکلفات کے علاوہ ایک اور اہتمام بھی جو اکثر عمل میں آتا ہے مہمان اور میزبان دونوں کے لیے سخت تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور وہ مہمان اور میزبان کا ساتھ کھانے پر اصرار کرنا ہے اگر اتفاق سے اُن میں سے کوئی باہر کو چلا گیا اور آنے میں دیر ہوئی تو دوسرے صاحب اُن کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے اور جب زیادہ دیر ہوتی ہے توجہ میں نہایت تنگ ہوتے ہیں — تلاش کے واسطے چاروں طرف کو آدمی دوڑائے جاتے ہیں اور جب بڑی سی دیر کے بعد دوسرے صاحب آئے تب کھانا نصیب ہوتا ہے اگر اتفاق سے کسی صاحب خانہ نے بلا انتظار اپنے مہمان کے کھانا کھا لیا اور مہمان صاحب بعد کو آئے تو بہت کم مہمان اس مزاج کے ہوتے ہیں جو میزبان کے اس پرتاؤ سے برا نہ مان جاتے ہوں — مینم خرد ایک دفعہ یہ دیکھا ہے کہ ایک مہمان جو باہر کو گئے ہوئے تھے جب وہ ایک بچے تک بھی نہ آئے اور صاحب خانہ نے ظہر کی نماز بھی پڑھ لی تب مجبور ہو کر بلا انتظار مہمان کے کھانا کھا لیا اُس کے بعد مہمان صاحب سیر کر کے پھوکے پیاسے واپس تشریف لائے اور توہم کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ آج تو مر رہا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ بھرک بھی اُنکو لگی ہوئی ہے اور بشرہ سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا تھا لیکن جب اُنہوں نے یہ حنا کہ صاحب خانہ نے کھانا کھانے میں میرا انتظار نہیں کیا تو فہامیت ہی برا مانا یہاں تک کہ کھانا بھی نہ کھایا اور یہ صبر کر دیا کہ میں بھی کھانا کھا چکا ایک دوست مل گئے تھے اُنہوں نے بغیر کھانا کھانے نہ اُٹھنے دیا — اب غور کرنا چاہیے کہ ان حماقتوں کا کیا نتیجہ ہوگا کیا اس مہمانی اور اس میزبانی سے کچھ محبت اور خوشی بڑھ سکتی ہے *

ایک اور خراب طریقہ یہ ہے کہ مہمان کو کوئی موقع تظاہر اور آرام کا نہیں ملتا اور یہ خرابی دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے اول

اس لیے کہ ہمارے مکانات کا طرز خواب ہوتا ہے دوم ملانہ جالنے کا طرز بھی اچھا نہیں ہے ہمارے مکانات اس طرح پر ملبہ ملبہ حصوں میں تقسیم نہیں ہوتے کہ ہر ایک شخص کے لیے بغیر اسکے کہ اوروں کو تکلیف ہو آرام کے ساتھ تظاہر ممکن ہو ایک ہی کھانا مکان ہوتا ہے وہی اپنے بیٹھنے اُٹھنے کا وہی مہمانوں کے قیام کا — اگر کوئی بیمار ہے تو اُسی مکان میں ہی چوتھرے کے نیچے نل بھپکا بھی اُسی کے سامنے چڑھا ہوا ہے ایک طرف کو ملاں لڑکے بھی اُسی مکان میں بڑھا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ اور اس لیے صاحب خانہ مجبور ہوتا ہے اور اپنے مہمان کے لیے کوئی مرقع تظاہر کا آسانی سے موجود نہیں کر سکتا — اس خرابی کا دور کرنا بالفعل قریب اور مترومطالعات شخصوں کے اختیار سے باہر ہے لیکن امراء کو اطراف توجہ کرنا ضرور ہے چنانچہ بعض امراء اپنے نو تعمیر مکانات میں اس قسم کی رعایتیں اب ملحوظ رکھتے ہیں یا اُنکے متعدد مکانات ہوتے ہیں جنکی وجہ سے یہ دقتیں اُن کو کمتر پیش آتی ہیں لیکن اکثر امراء کو اب تک بھی اس طرف توجہ نہیں ہے اور اُن کی پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ روپیہ کی عمارتیں اب تک بھی انٹر اُسی پرانہ نقشہ پر بنائی جاتی ہیں جنہیں نہ سردی کا آرام نہ گرمی کا نہ مہمان کے لیے کوئی تظاہر ممکن نہ اپنے لیے پس اگر امراء اس طرف توجہ کریں تو آخر کار مترومطالعات شرف بھی اُن کی پیروی کریں اور رنٹہ رنٹہ خرچہ بھی حتی الامکان اُنہیں کی تقلید کرنے میں سامی ہوں *

ایک اور تکلیف مہمان اور میزبان کے طرز ملاقات سے پیدا ہوتی ہے جس وقت مہمان کسی اپنے دوست یا عزیز و قریب کے مکان پر وارد ہوا صاحب خانہ اور اُس کے اور عزیز و اقارب اور دوست و آشنا سب اُس مہمان غریب کے گرد ہونے اور گھڑیوں اور گھنٹوں بلکہ پھروں اُس کے پاس بیٹھنا شروع کیا ایک صاحب اُنہیں تشریف لے گئے تو در صاحب اُڑ آ موجود ہوئے غرض ہر وقت یہ جلسہ اُس کے پاس رہنے لگا اب جتنا کوئی مہمان کسی کو عزیز ہوا اُسی قدر یہ اہتمام زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ عزیز کی مٹی زیادہ خوار ہوتی ہے — بہت ہی کم ہم سے وال ایسے بے تکلف مہمان ہوتے ہیں جو اس جم فغیر کا کچھ ادب اور لحاظ نہیں کرتے اور اپنے آرام میں خلل نہیں ڈالتے — اور میزبان بھی ایسے بہت کم ہیں جو اپنے مہمان کی تکان داف اور صوابات سفر کے لحاظ سے اُس کے آرام و آسائش کا خیال کرتے ہوں اور بخوشی خاطر اُن کو ایسا موقع دیتے ہوں کہ جب تک وہ چاہیں آرام کریں اور خط و کتابت وغیرہ کا جو کچھ شغل وہ چاہیں تظاہر میں اطمینان کے ساتھ کرسکیں — ایک اور بڑی مشکل یہ ہے کہ مہمان بھی چونکہ ہماری ہی جنس سے ہوتے ہیں اور

نہ آنا بہتر تھا دنیا کے کام چلے ہی جاتے ہیں یہاں آپ کب کب آتے ہیں — المختصر یہاں تک اُس مہمان کو تنگ کیا جاتا ہی کہ وہ سخت رنج میں مبتلا ہو جاتا ہی اور اپنے دل میں کہتا ہی کہ الہی میں کس مذاب میں آگیا اور کیونکر اس سے نجات ہوگی اور اپنے آنے پر نہایت افسوس کرتا ہی اور قہر درویش پر جان درویش ایک دو مقام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہی — پھر کیا یہ قیام فریقین میں کچھ مصیبت اور خوشی کو بڑھاسکتا ہی — نہیں ہوگز نہیں بڑھاسکتا بلکہ برعکس اُس کے دلوں کو رنجیدہ کر دیتا ہی *

اگر کوئی شخص بے حیا مہمان ہوا اور اُس نے ذلالتی سے اپنے شفیق میزبان کے اصرار پر کچھ خیال نہ کیا اور سمجھانے والوں کی بات بھی نہ مانی اور چلنے کا ارادہ مصمم ہی کر لیا تو اب یہ جنجال کسی طرح اُسکا پیچھا نہیں چھوڑتا کہ کھانا کھا کر جانا ہوگا اور یہ اصرار خاص کر اُن مقامات میں مہمانوں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہی جہاں ریل کے اسٹیشن قریب ہیں اور مسافروں کو ریل کے ذریعہ سے سفر منظور ہوتا ہی انٹر یہ ہوتا ہی کہ اثناء سفر میں کوئی دوسرا اپنے دوست سے ملنے کے واسطے جو کسی اسٹیشن سے قریب ہوتا ہی اُترا اور یہ ارادہ کر لیا کہ دوسرے وقت کی ریل میں چلا جائیگا ایسے مسافروں سے بھی جب وہی معمولی تکلف آمیز جھگڑے اور قصے پیش آتے ہیں تو اُنکو سخت حیرانی ہوتی ہی *

اودھر ریل کے وقت میں صرف ایک گھنٹہ یا تیرہ گھنٹہ باقی ہی یہاں صاحب خانہ کے ہاں نوکر بازار سے گرشٹ لیکر بھی نہیں لوٹا مہمان کہتا ہی کہ بڑے خدا مجھ کو رخصت کیجیئے لیکن صاحب خانہ اس میں اپنی نہایت ذلت سمجھتے ہیں کہ بغیر کھانا کھائے یا کھانا ساتھ لیئے مہمان گھر سے رخصت ہو — اب نوکر بھی بازار سے آگیا اور ریل کا وقت بھی بہت نزدیک پہنچا اور مہمان پر ایک سخت اضطراب کی حالت طاری ہوئی کبھی وہ اپنے اس خوف کو کہ ریل چلی جاویگی اور میں وہ جاوونگا شرم سے ضبط کر کر چپکا ہو رہا اور کچھ دیر کے بعد گھبراہٹ اور کئی دفعہ چلنے کے قصد سے اڑھٹا چلا مگر صاحب خانہ نے نہ اٹھنے دیا آخر جب وقت بہت ہی نزدیک آ گیا اور صاحب خانہ کو بھی کچھ ندامت سی ہوئی تو وہ بھی جلدی سے اُٹھ نوکر بازار کو پھر بھاگا گیا کچھ مٹھائی بازار سے آئی کچھ آدھا کچا آدھا پکا کھانا میزبان صاحب گھر میں سے لائے اور ہزار سروس و شتابی مہمان نے دس پانچ لمحہ کھائے اور تھوڑا سا کھا کر اُٹھ کھڑا ہوا — میزبان صاحب اب بھی مصر ہوئے نہ آپ نے کچھ نہ کھایا اور کھائیئے غرض جس طرح سے ہوا وہ کبھی مہمان صاحب خانہ سے رخصت ہوا سوک پر دور کر خدمتکار نے پان دیا اب مہمان صاحب بھاک بھاک

اسی قسم کے تپاک اور طرز ملاقات کے مادی ہوتے ہیں اسلامیہ ایسا بھی انٹو ہوتا ہی کہ اگر کوئی میزبان یا میزبان کا کوئی عزیز و قریب اپنے مہمان کے پاس زیادہ حاضر نہ رہے تو مہمان صاحب بھی برا مان جاتے ہیں اور حماقت سے یہ سمجھ کر کہ ہماری کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی خود اپنی نظاروں میں حقیر اور تھوڑے تھوڑے ہونے لگتے ہیں اس لیئے صاحب خانہ اپنے مہمان کے سر پر ہر وقت ایک بک بک کرنے والا پھرہ متعین کرتے ہو مجبور ہو جاتا ہی — اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیسی کچھ دقت اور تکلیف کی بات ہی اور چونکہ ہم خواہ بھیشیت مہمان اور خواہ بھیشیت میزبان اس قسم کی تکلیفیں جھیلنے کے مادی ہو رہے ہیں اور اپنے بیش بہا وقت کو رائگانہ کرنے میں نہایت مشاق ہیں اسلامیہ یہ پرتاؤ ہم کو کچھ زیادہ ناگوار نہیں گذرتا ورنہ وہ شخص جو اپنے وقت کی کچھ بھی حفاظت کرتا ہو ایک دن کے واسطے بھی کبھی کسی کے ہاں اس طرح مہمان ہو کر یا ایسے کسی طمّہ شاہ کا میزبان ہو کر خروش نہیں رہ سکتا *

مہمانی اور میزبانی کی ان تمام مذکورہ بالا مصیبتوں کے علاوہ اور بہت سی ایسی ہی بدہودہ باتیں ہیں جو ہم لوگوں میں رائج ہیں اور جنکے بیان کرنے کے واسطے ایک مستقل رسالہ مرتب ہونا چاہیئے اس لیئے میں اُن کی طرل و طریق تفصیلات میں پڑنا ضروری نہیں سمجھتا اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ بڑی بڑی خرابیاں جنکا مینے اوپر ذکر کیا رنج ہو جاویں تو اور چھوٹی چھوٹی خرابیاں بھی جو اُنہیں بڑی خرابیوں سے پیدا ہوتی ہیں خود بشرد رنج ہو جاویں گی لیکن ختم مضمون پر اُس تازہ مصیبت کا تذکرہ البتہ مناسب ہی جو مہمان کو رخصت کے وقت نورمان راجب الاذعان آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت سے پیش آتی ہی *

مہمان نے اب قرتے قرتے اور نگاہیں نیچھی کر کے صاحب خانہ سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی مگر صاحب خانہ نے صاف انکار کیا مہمان ہر چند منہ کرتا ہی اور اپنی سخت سخت ضرورتیں بیان کرتا ہی لیکن صاحب خانہ راضی نہیں ہوتے اُس مجلس میں اور جس قدر صاحب موجود ہوتے ہیں وہ بھی اپنا فرض یہی سمجھتے ہیں کہ صاحب خانہ کی تائید کریں وہ بھی مہمان کو قیام کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور اُس بیکی کے گھنٹے میں ایک متنفس بھی ایسا نہیں دکھائی دیتا جو خدا لگتی ہوئی کچھ اور مہمان کی بیکی پر بھی رحم کرے کوئی صاحب نرماتے ہیں کہ ابھی آپ کہاں جاویں گے کوئی نرماتے ہیں کہ خاں صاحب حرف رخصت سے جدا تیرہری چڑھائے ہوئے نرماتے ہیں کہ کبھی نہ کبھی تو آپ تشریف لائے اور آتے ہی جانے کی سنائی آپ کے اس آنے سے

تا کہ مہمانی اور میزبانی کی خوشیاں اور زیادہ ہوں اور مہمان یا میزبان کسی کو تکلیف نہر اور وہ اصلاحیں جیسا ہم نے اُدھر مفصل بیان کیا ہی مفصل ذیل مراتب میں دونا چاہیئے *

اول حتی الامکان بلا اطلاع کسی کے ہاں آنے سے احتراز کرنا چاہیئے کہ باہم کیسی ہی بے تکلفی اور یگانگت ہو جہاں تک ممکن ہو اس قدر پہلے اطلاع دی جارے کہ جواب بھی آسکے ورنہ کم سے کم ایک دن پہلے میزبان کو اطلاع ہو جارے اگر بدجہ مجبوری یہ بھی نہ ہو سکے تو رات کے وقت حتی الوسع کسی کے مکان میں پہونچنے سے نفارہ کیا جارے مگر جب ایسی کوئی سخت ضرورت پیش آجائے *

دوم دعوت میں اس قدر تکلف نہ کرنا چاہیئے جس سے اپنے عزیز مہمان کا قیام آخر کار ناگوار معلوم ہونے لگے بیچ بیچ کی چال ہمیشہ بہتر ہوتی ہی و خیر لاہور ارسطو *

سوم یہ خیال بھی کہ میزبان و مہمان عموماً ساتھ ہی کھانا کھائیں ترک کرنا چاہیئے کھانے کے معمولی وقت پر اگر کوئی فریق غیر حاضر ہو تو اس کی حاضری کا انتظار نہ کیا جارے اور فریق غیر حاضر کو دوسرے فریق کی اس کارروائی سے آزرہ نہ ہونا چاہیئے *

چہارم تظلیہ کے موقع کا بھی جہاں تک ممکن ہو خیال رکھنا چاہیئے تاکہ مہمان اور میزبان دونوں کو آرام ہو ہر وقت کے پاس اُٹھنے اور بیٹھنے سے تکلیف بھی ہوتی ہی اور ملاقاتوں سے بھی جی کھیرا جاتا ہی — اور اُمراء طرز عمارت کا بھی خیال کریں *

پنجم آمدن بہ ارادت رتن بہ اجازت کے غلط اصول کو بھی مذکور کرنا چاہیئے اور دونوں باتیں آنے والے ہی کی مرضی پر منحصر کرنی چاہیئیں تاکہ ہر شخص اپنے کچھ و مقام کا انتظام ٹھیک ٹھیک کر سکے *

واقعہ

مشائق

از مقام علیگڑہ

اسٹیشن کو چلے راستہ میں ریل کی آواز سنائی دی اُڑ بھی اداں خطا ہوئے گاڑی والے سے تقاضہ ہوا کہ جلدی چلو اور کچھ دیر پہونچکر انعام کا بھی وعدہ کیا گیا اُس نے بھی بے تھاشہ گاڑی دروازے اور ریل چھوڑنے سے بھی پہلے اسٹیشن پر پہونچا دیا اور کرایہ اور انعام لیکر علیحدہ ہوا اسٹیشن کے مزدور چلائے کہ پہلی گھنٹی ہو چکی ہی جلدی چلو ٹکٹ کور میں پہونچکر جلدی سے ٹکٹ لیا اقلے میں دوسری گھنٹی بھی ہوئی میاں اور مزدور دروازے جب ہی اسٹیشن کے اندر کے چہرترہ پر آئے تیسری گھنٹی ہوئی سیٹی بجی اور ریل نے آہستہ آہستہ آگے کو بڑھنا شروع کیا اب مہمان کمبض حیران کھڑا ہی اور حسرت کے ساتھ ٹرین کی اُس نرم نرم رفتار کو دیکھ رہا ہی ادیاب والے مزدوروں نے سمجھایا کہ میاں آپ ہی نے دیر کر دی جانا تھا تو گاڑی بھر پہلے سے آئے ہوتے اب چار دوسرے وقت کی ریل پر جانا یہ سنکر مہمان غریب اوتا اور پھر گاڑی کرایہ کر کے میزبان صاحب کے مکان پر آیا راستہ میں سو سو طرح کے غمگین خیالات نے اُس کو رنجیدہ کیا جب مہمان صاحب مکان پر آئے تو میزبان صاحب در سے دیکھتے ہی بے اختیار ہنس پڑے اور فرمانے لگے کہ کہیئے ریل پر ہو آئے آپ نے تو کمال کر دیا تھوڑی ہی دیر میں پہونچ بھی گئے اور پھر چلے بھی آئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ آج نہ جاؤ ہمارا کھانا نہ مانا یہ اُس کی سزا ہی *

اب ہم اپنے اہلئے جنس سے اس طریق مہمانی اور میزبانی پر انصاف چاہتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ طریقہ تبدیل اور ترمیم کے لائق ہی یا نہیں کیا ایسے برتاؤ کی حالت میں کوئی مہمان خوشی سے کسی اپنے درست کے پاس آنے کا ارادہ کریگا — یہ کونسی آدمیت ہی کہ اپنے عزیز مہمان کی تمام ضرورتوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کر قیام پر جائلانہ اصرار کیا جارے ایسی مصیبت کی حالت میں سفر کرنے والوں کو انواع و اقسام کی تکلیف ہوتی ہی وہ اپنے کوچ و مقام کا کوئی انتظام اپنے اختیار سے نہیں کر سکتے نہ اپنے رتوں کی تقسیم پر قادر ہو سکتے ہیں اور اس کے علاوہ بہت سے ہرج اور نقصان جو اس قسم کی مزاحمت سے پیدا ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں اُن کی وجہ سے بجائے ملاقاتوں کی خوشی کے ایک قسم کا ملال اور رنج پیدا ہو جاتا ہی پس ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والے ہمارے اس مضمون پر انصاف سے غور کریں اور جو رسم و رواج اصلاح کے قابل ہیں اُس میں مناسب اصلاح کریں

بمقام علیگڑہ — مطبع : انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ
محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم [یکم شعبان سنہ ۱۲۹۰ ھجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی] نمبر ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرینش کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام ہذا رس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڈہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امداد و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراج بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کھا جاویگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے ليئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۵۹

روٹداں

اجلاس سب کمیٹی مدرستہ اسلامیہ علیگڑہ
واقع ۳۱ اگست سنہ ۱۸۷۳ ع

شرکاء کمیٹی

- محمد منایہ اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور *
- راجہ سید محمد باقر علیشاہ صاحب رئیس پنڈرول *
- کنور محمد لطیف علی خاں صاحب رئیس چھتاری *
- نواب محمد علیشاہ صاحب رئیس جھانگیر آباد *
- کنور محمد مسعود علیشاہ صاحب رئیس دانپور *
- کنور محمد معشرق علیشاہ صاحب رئیس چکاتھل *
- کنور محمد امراؤ خاں صاحب رئیس چکاتھل *
- محمد عبدالرحمن خاں صاحب رئیس دھرم پور *
- سید محمد محمد صاحب بیروسترات لا *
- حافظ محمد محمد خاں صاحب رئیس رھس پور *
- مولوی محمد اطفائہ صاحب مدرس اول مدرستہ عربی علیگڑہ *
- مولوی حافظ محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ *
- خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ *
- مرزا عابد علی بیگ صاحب منصف ہاتھرس رئیس مواد آباد *
- قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل *
- سید عاشق علی صاحب رئیس جلالی *
- سید محمد نضاحق صاحب رئیس اترولی ضلع علیگڑہ *
- منشی محمد سعید خاں صاحب تھرتہ ماسٹر مدرستہ انگریزی علیگڑہ *
- منشی قلام حیدر خاں صاحب تحصیلدار اترولی *
- محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرم منصفی ہاتھرس *
- منشی محمد مشتاق حسین صاحب نائب تحصیلدار *
- محمد منصرم علی خاں صاحب نائب تحصیلدار ہاتھرس *

سکرٹری

مولوی محمد سعید اللہ خاں صاحب *

مولوی محمد سعید اللہ خاں صاحب بہادر جج ماتھ کی کرٹھی
پور روسہ اور موٹڈ ضلع علیگڑہ اور بلند شہر کے جمع ہوئے اسپتات پر
غور کرنے کے واسطے کہ مسلمانوں کو اپنی تعلیم کے واسطے اس ضلع میں
انتظام کرنا چاہیئے *

مولوی محمد سعید اللہ خاں صاحب نے تھریک کی کہ محمد
منایہ اللہ خاں صاحب اس جلسہ کے صدرانجمن ہو رہیں کنور محمد
لطیف علی خاں صاحب اور راجہ سید محمد باقر علیشاہ صاحب نے اس
تھریک کی تائید کی اور کل جلسہ کے اتفاق سے خانصاحب موصوف نے
صدرانجمن کی کرسی پر اجلاس فرمایا اور مولوی محمد سعید اللہ خاں
صاحب سکرٹری ہوئے *

صدرانجمن نے مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اُس منایہ
کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس وقت مجمع کی طرف سے میزبانی
بنانے میں ہوئی ہے اور اُسکے بعد میں چند لفظ کہنا چاہتا ہوں
اور وہ یہ ہیں کہ جن عمدہ مطالب اور مقاصد کی غرض سے یہ
کمیٹی منعقد ہوئی ہے اُس پر آپ سب صاحب غور کریں یعنی
مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے کسی مدرستہ کی ضرورت ہے یا نہیں
پس جو اغراض اور مقاصد اس مدرستہ کے اجرا سے ہیں وہ مولوی
محمد سعید اللہ خاں صاحب مفصل بیان کریں گے *

بعد اسکے مولوی محمد سعید اللہ خاں صاحب بھڑے ہوئے اور
مفصلہ ذیل گفتگو کی *

اے رُحماے ضلع علیگڑہ اور بلند شہر سب سے پہلے میں آپ کی اُس
منایہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میوہ درخراست کو قبول کر کے
آج اس کمیٹی میں آنے کی تکلیف اپنے اوپر گزارا کی اسکے بعد جس
کام کے واسطے یہ کمیٹی منعقد ہوئی ہے اور جس کا آغاز اس وقت
صدرانجمن نے کیا اُس کی بابت میں کچھ کہنا چاہتا ہوں *

اے صاحبوں — جب سے مسلمانوں کا آغاز ہوا چھ سو سات سو
بیس تک اُنکی قوم میں علم و فنون کی ایسی ترقی ہوئی کہ اُسکی
وجہ سے مسلمان دنیا کی قوموں میں اعلیٰ تربیت یافتہ و شایستہ قوم
بھی بن گئے تھے — اس وقت جو قوم ہمارے اوپر حکمرانی کرتی ہے اور
شایستگی اور تربیت میں مشہور ہے اُس نے بھی مسلمانوں سے اکثر
انتساب علم و فنون کا کیا ہے اور اس لحاظ سے مسلمان اُنکے اُستاد
بھی جاسکتے ہیں جس کے کہنے سے اب شرم آتی ہے لیکن اُس کے
بعد اُن میں کالہی و سستی کی بیماری پھیلی جس سے ایضاد و ترقی
کی قوت کو روز بروز زوال ہوتا گیا یہاں تک کہ آج یہ حالت پہنچی
ہے کہ اُس قوم کو وحشی و نصف وحشی کہا جاتا ہے اور زیادہ تر
افسوس یہ ہے کہ وہ ایسے نا تربیت یافتہ و جاہل ہو گئے کہ اُنکو
کسی طرح بھی اپنی اس حالت پر تنبہ نہیں ہوتا ہے وہ کچھ تمیز
نہیں کرتے کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے بلکہ اس وقت تک یہ خیال
کرتے ہیں کہ دنیا کی لیاقت اور دین کی خیر کونسی ہے جو ہم میں
موجود نہیں ہے جیسے جلد اس قوم نے ترقی کی تھی ویسا ہی

تَنَزَل کیا میں اُن کے ہر زمانہ کے تَنَزَل کا ذکر کرنا نہیں چاہتا اسلئے کہ اُس میں بہت طوالت ہوتی ہے لیکن اسی پچھلی صدی کے نصف اول کی حالت کو کہ یہ ہے زمانہ گورنمنٹ انگریزی کی سلطنت کا اس ملک میں ہے اور جس سے انڈیا صاحب رائف ہیں ایک مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں اور اُنکی سب حالتوں میں سے بھی صرف ایک حالت کا ذکر کرتا ہوں جو نہایت سریع الفہم اور مختصس مثال ہے پچھلی صدی کے نصف حصہ اول میں دنیا کی عزت گویا مسلمانوں کا حصہ تھا گورنمنٹ انگریزی نے معزز مہدوں اور اعلیٰ منصبوں کے واسطے بطور دستور العمل کے گویا اسباب کو قرار دیا تھا کہ جو مہدے معزز ہوں وہ مسلمانوں کو دیئے جائیں سب مہدوں پر خصوصاً حکومت کے منصبوں پر مسلمان مقرر کیئے جائیں آپ کو یاد ہوگا کہ جسقدر مہددار کیا دیوانی کیا فوجداری کیا کلکٹری جہاں تک تلاش ہو سکتے تھے وہ سب مسلمان تھے اور گورنمنٹ کے انگریزی مہددار نہایت عظمت و رقت سے مسلمانوں کے ساتھ میل جول رکھتے تھے اور کچھ شک نہیں ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اُس وقت ان مہدوں پر مامور تھے اُن کی لیاقت نہایت عمدہ تھی اور اُنہوں نے اپنی عمدہ لیاقتوں کے ذریعہ سے اُن مہدوں کے لایق اور اُس کا مستحق اپنے تئیں ثابت بھی کر دیا تھا اور جو لیاقت اُس زمانہ میں اُن مہدوں کے واسطے لازم تھی وہ اُن میں بہت وجہ موجود تھی اسی وجہ سے وہ اپنی مقابل قوم سے جو قدیم اس ملک کی تھی نہایت ممتاز تھے اور دوسری قوم اُن پر رشک کرتی تھی جملہ عوام کیا مقامی و کیا نقالی جہاں تک نہ اُس وقت میں مروج تھے اُن سے عموماً معزز اشخاص کامل طور سے واقفیت رکھتے تھے اپنی اولاد کی تربیت میں ہمیشہ مصروف تھے دور دور وطن سے تحصیل عوام کے ایئے بھیجتے تھے اور وہاں جائز اُن کی اولاد تکمات عوام کا کرتی تھی دین کے عوام کی اور عالموں کی یہ کیفیت تھی کہ اگر اُس زمانہ کے عالموں کو آج کل کے انڈیا مواری صاحبوں سے مقابلہ کیا جائے اور اُس کے نسبت نکالنے کا سوال خود اُنہیں مواری صاحب کو حل کرنے کو دیا جائے تو جب جواب نکالینگے سفر ہی نکالینگا اسی ہندوستان میں ایک شاہ عبدالعزیز صاحب کا دہلی میں خاندان تھا پورب میں بڑے بڑے عالموں کا گروہ تھا اُڑ بھی اطراف ملک میں متفرق علما منتشر تھے کہ جن کی تصانیف اگر کوئی مواری صاحب تمام رات مطالعہ کر کے سمجھ لیں تو بڑے عالم کہلاتے ہیں اور اگر دوسرے کو سمجھا بھی دیں تو تو مارے غصہ کے پھول نہیں سماتے ہیں علمائے سابقین ہمیشہ اس باب میں سامی تھے کہ کفار کو دایرہ اسلام میں لائیں آجکل جو مولوی صاحب کہلاتے ہیں وہ مسلمانوں کو دایرہ اسلام سے

خارج کرنے پر افتخار کرتے ہیں اور خاص اسی کام کے واسطے بڑی بڑی مہرین جو ہرگز دیرہ دیرہ انتہہ سے کم نہیں بھر دوائی ہوئی تیار رکھتے ہیں دوسری قوم نے تو رشک کیا کہ اپنی حالت کو زمانہ کے مناسبت بنانے میں کوشش کی اور ہمنے روز و شب اپنی کالہی و سستی و جہالت و غفلت میں ترقی کرنی شروع کی ان دنوں کا اسی تہوڑے زمانہ میں یہ نتیجہ ہوا کہ معاملہ بالکل منعکس ہو گیا عوام مسلمان اس کا الزام گورنمنٹ پر لگا کے اپنے تئیں بڑی کرتے ہیں مگر میں یقینی کہتا ہوں کہ وہ شکایت اُن کی محض بیجا ہے شاید یہ بات کسی قدر سخت معلوم ہوگی لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ ہرگز مسلمان اس لایق نہیں رہے ہیں کہ جو طرز سلطنت گورنمنٹ کی اب ہے اُس کے لحاظ سے یہ کچھ بھی گورنمنٹ کی عنایت کے لایق ہوں ترقی کرنا تو درکنار اُنہوں نے اپنی پچھلی صدی کی لیاقت کے قایم رکھنے میں بھی کوشش نہیں کی پہلے کیسے کیسے بڑے عالم و صاحب استعداد عمدہ دار تھے اب جو لوگ اُن کی جگہ ہیں وہ روپکار کے عنوان میں تو اپنے نام پر مولوی کا لفظ نہایت اصرار سے لکھواتے ہیں مگر جب حضرت سے کچھ پوچھئے تو حقیقت معلوم — کیا یہ ہماری حالت رونے کے لایق نہیں ہے کیا ہم کو اپنی اس حالت پر ملامت و نفریں کرنا زیبا نہیں ہے کیا ہمارا یہ مونہ ہے نہ ہم اپنی بے لیاقتی کو تو نہ دیکھیں اور گورنمنٹ پر جھوٹا اور بیجا الزام لگاریں — در چیزیں انسان کی عزت کا باعث شمار ہوتی ہیں ایک دولت دوسرا علم اول نظر میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دولت سے عزت ہوتی ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ دولت سے جھوٹی عزت البتہ ہوتی ہے اصلی عزت ہرگز نہیں ہوتی دولت ایک بے ثبات چیز ہے جو در حقیقت کسی ذاتی صفت کا سبب نہیں ہو سکتی عزت بذاتہ ایک صفت مستقل ہے اُسکا سبب بھی مستقل ہونا چاہیئے بہت سے بڑے بہت سے بنیئے بہت سے اُڑ اہل حرنہ دولت مند ہیں لیکن لیاقت سے بے بہرہ آپ سب صاحب جائتے ہیں کہ اُن کی اُس دولت کے سبب سے کسی کا دل اُن کی عزت نہیں کرتا — علم ہی ایسی چیز ہے جس کی دولت لا زوال ہے اور جس کی عزت ہر انسان کا دل کرتا ہے عالم کی اصلی عزت انفس کی حالت میں بھی دلوں سے نہیں جاتی اہل کمال کیسا ہی بے حیثیت ہو پھر اُس کی عزت ہر انسان کا دل کرتا ہے اور یہ کمتر بات ہے کہ جو علوم کار آمد سے بہرہ ور ہوں اُن کو انفس صدمہ پہونچا دے اس واسطے کہ یہ بڑے حکیموں کا قول ہے کہ علم و دولت جدا نہیں ہوتی علم کے ساتھ ہمیشہ دولت چلتی ہے جس قوم نے ترقی پائی ہے اُس نے علم کی بدولت ترقی پائی ہے دیکھئے انگریز جو اس وقت

املی قوم دنیا کی مشہور ہیں اُس کا سبب بجز ترقی علوم کے اور کچھ نہیں ہے اُس پس یہی عمدہ صفت مسلمانوں نے کھری دی بڑا انسوس یہ ہے کہ یہ صفت اس قوم میں موجود تھی اور اُن سے اوروں نے سیکھی اور یہ اُس کی حفاظت بھی نہ کر سکے اور اپنے ہاتھ سے کھری بیٹھے — اس بات پر میں بہت بھٹ کر سکتا ہوں کہ دنیا کی عزت کا مدار صرف علم ہی پر ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی صاف و بدیہی بات ہے جس پر دلائل کی ضرورت نہیں ہے لہذا اس تقریر کو میں طرالت دینا نہیں چاہتا — انسوس ہی کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ دنیا رہی نہ دین نہ مذہبی علوم سے اُن کو آگہی ہے نہ دینی علوم کو وہ سیکھتے ہیں معلوم نہیں کس خراب فطرت میں وہ پڑے سرتے ہیں جو کسی طرح سے ہوش میں نہیں آتے بہتیرا اُن کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے جگاتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے مذہب اُن کے نزدیک ہندوؤں کی طرح باپ دادا کی مراسم کا نام ہو گیا ہے اور عقائد اُن کے وہ ہیں جو اُن کے چوہن میں اُن کی پالنے والی ماما نے کہانی میں اُن کے سامنے باتیں کہیں کہیں *

اے صاحبزادے میرے جو گذشتہ زمانہ کا ذکر کیا اور اُس کی حالت پر انسوس دلایا اُس سے میری اصلی فرض کچھ اُس زمانہ پر انسوس دلانے کی نہ تھی اس لیے کہ گذشتہ حالت برباد کر کے انسوس کرنے سے بذاتہ کوئی نتیجہ نہیں ہوتا ہے اس سے میرا متصور یہ ہے تھا کہ اپنی پہلی حالت یاد کر کے یہ دیکھنا چاہیئے کہ جو کچھ اب تک ہوا وہ تو ہر چکا اب آئندہ ہم سب کو آمادہ ہو کر اپنی آئندہ نسلوں کے شایستہ بنانے کے واسطے جو اسباب تنزل ہیں اُن کو دور کرنا اور اسباب ترقی کا مہیا کرنا چاہیئے تاکہ جو بد نصیبی کا دن ہماری قوم پر منقریب آتا معلوم ہوتا ہے وہ نہ آئے — جو لایق و شایستہ قومیں دنیا میں ہیں اُن میں سے کوئی ہم کو پورا وحشی اور کوئی آدھا وحشی کا خطاب دیتی ہیں کیا یہ ہم کو سننا اچھا معلوم ہوتا ہے کیا ہمارا اُس کے سننے سے دل کباب نہیں ہوتا کیا وہی انسان ہیں ہم انسان نہیں جیسی عقل خدا نے اُن کو دی ہے ذہن دیا ہے قوائے ظاہری و باطنی دیئے ہیں ایسے ہی ہم کو پھوپھ دیئے ہیں کیا ہم وہی انسان اور اُن کی نسل نہیں ہیں جو سات سو برس پہلے دنیا کی اعلیٰ قوم شمار ہوتے تھے — بلکہ پہلے زمانہ میں جس قدر ہماری قوم کو مشکلات تحصیل علوم و انتساب فنون میں پیش آئی ہیں اُن میں سے بیسواں حصہ بھی ہم کو دیا نہیں ہے جیسا تیار مادہ اب ہم کو مل سکتا ہے اُن کو کہاں میسر تھا ہر قسم کا کھانا ہمارے واسطے تیار موجود ہی صرف کھا لینے کی

دیر ہی اس لیے کہ ایک اعلیٰ درجہ کی شایستہ قوم ہمارے ملک میں حکمران ہے جس سے ہم نہایت آسان ذریعوں سے ہر قسم کے علوم و فنون سیکھ سکتے ہیں جن لوگوں نے دنیا کی قوموں کے حالات ترقی و تنزل سے واقفیت حاصل نہیں کی اور اُنہوں نے انتساب کے ذرائع و تبادیل کو نہیں جانا اُنہوں نے اپنی قوم کے تنزل کے علاج کو اپنی بے ہمتی سے ناممکن خیال کر کے لفظ تقدیر کو حیلہ پکڑا ہے جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش کرو اُن کی ترقی کی فکر کرو اپنے تئیں جنگلی نہ کہو اُس داغ کو اپنے اوپر سے اٹھاؤ معلوم سیکھو اور اپنی اولاد کو سکھانے کے واسطے تدبیر کرو کیسے ذلیل و خوار ہو گئے ہر لیانت حاصل کرو تو وہ جواب دیتے ہیں کہ علم و عزت سب تقدیر پر منحصر ہے ہمارے کیئے سے کچھ نہیں ہوتا جو تقدیر میں ہے وہ ہوتا تقدیر سے کچھ نہیں ہوتا ہے اور زیادہ کہیئے تو خفا ہو کے فرماتے ہیں کہ کیا ہم نے گستاخ بھی نہیں پڑھی بھخت و دولت پکار دانی نیست * جز بتائید آسمانی نیست گفتار تر یہ ہے اور عمل جو حضرت کا دیکھیئے تو یہ ہے کہ مہینوں تک کوئی تر بامید محرومی کلکتر صاحب کی کوٹھی پر صبح سے دس بجے تک جب تک وہ کچھری نہ جاویں اور پھر چار بجے سے شام تک جب تک صاحب ہوا خوری کو نہ نکلیں حاضر رہتے ہیں کوئی پانچ روپیہ کی چپراس کے واسطے منصف صاحب یا ڈپٹی صاحب یا تحصیلدار صاحب کے سامنے کمر بستہ و دھما بستہ حاضر ہیں جب کمر کے میں تقدیر پر کیدوں شاکر نہیں ہو تو کہتے ہیں کہ میں تم کو احمق ہو شرط عقل اس جستن از در ہا

جن کے اقوال یہ اور افعال یہ کیا اُن کو کوئی کھہ سکتا ہے کہ اُنہوں نے تقدیر پر اطمینان کیا ہے اور نہ یہ تقدیر کے معنی ہیں نہ آدمی کوئی تدبیر کر نہ کرے اور پا شکستہ دست بستہ مرنے کھول کر بیٹھ جاوے — اگر ہمارے اکابر جو دین کی اشاعت کے باعث ہوئے اور ہمارے علمائے سابقین جن کے سبب سے ہماری قوم اعلیٰ قوم شمار ہوتی تھی تیرہریں صدی کے مسلمانوں کی سی عقل کے ہوتے اور ایسے ہی ہا ہمت و غیور اور ایسے مضمرن کی تقدیر پر شاکر ہوتے تو شاید پہلی ہی صدی میں اسلام اور مسلمانوں کی قوم کا خاتمہ ہو جاتا پس در حقیقت تقدیر ایک پہانہ ہے اصل ہماری کاہلی سستی بے غیرتی و بے ہمتی ہے تھوڑا عرصہ ہوا کہ مسلمانوں نے اپنی اس بڑی حالت پر مطلع ہو کر اپنے تنزل کے اسباب پر غور کیا ہے اور بڑے بڑے مباحثات کے بعد یہ امر منقح ہوا ہے کہ اصلی سبب ہمارے تنزل کا ہماری بے علمی ہے یہ تو طے ہو گیا لیکن جو تدبیر کہ اس کے واسطے سچی گئی وہ یہ ہے کہ جہاں تک

ممکن ہو تعلیم پر اپنی قوم کی توجہ کی جارے اور میڈری رائے
بالتفصیل یہ قرار پائی ہی کہ سب سے اول رؤساء و معزز اشخاص
اہل اسلام کی تعلیم کی تدبیر ہوئی چاہیئے کہ اُس کے ذریعہ سے
تہذیب جلد اور عمدہ طریقہ سے عام قوم کے شایستہ ہونے کی امید
ہی مینے اس بات پر بہت دنوں سے توجہ کی ہی کہ سب سے اول
اس کام کے انجام ہونے کے واسطے اٹھارہ ضلعوں میں سے ممالک
مغربی و شمالی کے ضلع علیحدہ ہی لایق ہی یہی وہ ضلع ہی جہاں کے
رئیسوں نے اپنی فیاضی کو قومی ہمدردی میں ثابت کر دیا ہی یہی وہ
ضلع ہی جہاں مسلمان لایق رئیسوں کا ایک مجتمع ہی یہی وہ ضلع ہی
جہاں کے رؤساء قومی ہمدردی اور اپنی آئندہ نسلوں کی بھلائی میں اپنے
روپیہ کا صرف کرنا اپنی نازش کا باعث جانتے ہیں اور بمقابلہ ہمدردی
قومی کے روپیہ کی کچھ حقیقت نہیں جانتے ذاتی لیاقتیں دماغی روشنی
اُن کی مسلم ہی اُن کے مصارف ہمیشہ نیک ہیں ہمدردی کا جوش
اُن کے دلوں میں بھرا ہوا ہی چنانچہ اس بات میں کہ جس کا
میں ذکر کر رہا ہوں قبل اس سے کہ میں پوری تحریک کروں وہ خود
اس بات پر مصر ہوئے کہ تعلیم کی تدبیر کرنی ضرور ہی لیکن چونکہ
یہ گفتگو مجھے میں اور اُن میں متفرق طور پر تھی لہذا مینے عام
وائے لینے کے واسطے آج یہ کمیٹی منعقد کی اور آپ صاحبوں کو تکلیف
دی ہی اور آپ سب صاحبوں کا اس وقت اس مجتمع میں تشریف لانا
اس بات کو اس وقت بشربی ثابت کرتا ہی کہ آپ کے دلوں میں قومی
ہمدردی اور اپنی آئندہ نسلوں کی بھلائی بیٹھی ہوئی ہی پس اب
میڈری دای آرزو یہ ہی کہ ضلع علیحدہ میں آپ لوگوں کے اعتماد سے
ایک مدرسہ قائم ہو اور اُس میں عام معاد جو ہمارے مذہبی علوم
ہیں اور عقبی کی نجات کے ذریعہ اور عام معاش جو ہمارے دنیا
کی عزت و معاشرت موقوف ہی سکھائے جاویں *

کہ جو لڑکا دس برس کی عمر یا آٹھ نو سال کی عمر سے - کارہی
انگریزی اسکول میں داخل ہوا اور بیس برس کی عمر تک اُسے
وہی تعلیم پائی تو پورا حصہ اُسکی تعلیم کی عمر کا تو اُس میں
ختم ہو گیا اور جس قدر ہمت و شوق تھا وہ تمام ہو گیا اب وہ اپنی
مذہبی تعلیم کے واسطے زمانہ کہ اُس سے لڑ گیا اور کیرنکر وہ ایسی عمر
کے بعد اپنی حالت کو ابتدائی حالت بنانے دوسری زبان اور اُن
علوم کو جو پہلی زبان اور پہلے علوم سے ہرگز آسان نہیں تحصیل
کر گیا اور جب انگریزی علوم کی آزادی کے خیالات جو ہر عقلی علم کا
خاصہ ہی اُس کے خیالات کا دوسرا ڈھنگ پیدا کر دینگے تو اُس سے
مذہبی خیالات کی غرر اور اُنکے سمجھنے اور سیکھنے اور پڑھ کر کے کی
امید بالکل بے بنیاد خیال اور بے اصل امید ہو گئی پس جب یہ حال
ہوا کہ وہ عقاید سے واقف ہوئے نہ اصول مذہب پر مطلع ہوئے نہ
انہوں نے فرایض کو جانا نہ واجب کو سمجھا نہ ارکان اسلام سے
خبر ہوئی تو وہ مسلمانوں کا گروہ و جماعت نہ ہو گئی بلکہ فلسفی
طبیعیات کی جماعت ہو گئی جن کے خیالات اسلام کے خیالات سے
بالکل مباعد ہونگے لہذا ضرور ہی کہ مسلمانوں کا مدرسہ جداگانہ
ہو جس میں دینی و دنیوی علوم کی تحصیل ہو اور وہ تہذیب زمانہ
میں اُن میں کامیاب ہو جاویں - یہ بھی شاید بعض رؤساء کے خیال
میں گذرتا ہوگا کہ اپنی اولاد کو اپنے سے جدا کر کے ہم کو تعلیم کرانے
کی کیا ضرورت ہی کیوں ہم اپنی اولاد کو اپنے گھر پر دینی و دنیوی
تعلیم نکرا دیں لیکن میں اسکو بھی رنج کرنا چاہتا ہوں اس لیے
کہ میڈری یہ قطعی رائے ہی اور میں اپنے ذاتی تجربہ اور عام واقعات
سے کہتا ہوں کہ ممکن نہیں ہی کہ اس طرز سے عمدہ تعلیم ہو سکے
اس وقت انگریزی علوم و اُسکی زبان کو چھوڑ دیجیئے اس لیے کہ وہ تو
ایک نا آشنا اور غیر صائوس زبان ہی عربی فارسی مروجہ علوم و
زبانوں کا حال کہتا ہوں کون صاحب رئیسوں میں سے ایسے ہونگے
جنکی یہ خواہش نہ کہ ہماری اولاد تربیت پڑے اور علوم دینی و
دنیوی میں لایق و لایق نہوجارے اور کون ہوگا جس نے اسباب میں
پوری کوشش نہ کی ہوگی اصلیت کہ اولاد سے زیادہ اذعان کسی کی بھلائی
نہیں چاہتا مگر تمام رئیسوں میں سے کوئی بھی ایسا مجھکر معلوم
نہیں ہوتا ہی جسکی اولاد نے پوری تو کیا نصف بھی کامیابی حاصل
کی ہو - مدارس کی تعلیم میں جو اثر ہی وہ کبھی خانگی تعلیم
میں ممکن نہیں ہو شخص کو ایسے مدرسہ کہاں بہم پہنچ سکتے ہیں
جو مدارس میں موجود ہوتے ہیں مختلف استعداد مختلف طبیعتوں
کے طالب علم ہم جماعت ہوتے ہیں اور آپس میں میل جول رکھتے
ہیں آپس کی بات چیت میں جس قدر مدرسہ میں طالب علم سیکھے

شاید کسی صاحب کے خیال میں یہ گذرتا ہو کہ کارہی مدارس
جو اس وقت اضلاع میں مقرر ہیں کیوں تعلیم کے واسطے کافی نہیں اور
مسلمان اپنی اولاد اور قوم کی تربیت اُن کے ذریعہ سے اگر کریں تو
کیا خرابی ہی لہذا میں اس بات کا اطمینان کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ
خیال اور یہ رائے درست نہیں ہی اول تو جو تعلیم انگریزی
زبان کی اور دیگر علوم مروجہ کی مدارس میں ہوتی ہی بعد
یہ سے مباحث کے یہ طے ہو گیا ہی کہ وہ عمدہ طرز سے نہیں
ہوئی جس قدر زمانہ اُس میں صرف ہوتا ہی اُس قدر اُس سے
فائدہ نہیں ہوتا اس کے علاوہ جو ہماری غرض ہی اُسکے پورا کرنے کو
تو وہ بالکل ہی ناکافی ہی وہ غرض ہماری مذہبی تعلیم ہی
جس کا نام بھی مدارس میں نہیں لیا جاتا آپ صاحب فرور فرمادیں

ظاہر ہے کہ ایسی تدابیر کا پورا کرنا صرف ایک شخص کا کام نہیں ہے بلکہ ایک ایسے جلسہ کا کام ہے جس میں قومی مصلحتوں اور ہمدردی کا جوش ہے اور جس میں ہمہ بات تسلیم نہیں کرتا کہ پورانی تعلیم مسلمانوں کی ناقص اور خراب ہے بلکہ صحیح و یقین ہے کہ پہلے معلوم بھی نہایت عمدہ ہیں مگر چونکہ اُن کے قواعد و ترتیب خواندگی میں نقصان اگیا ہے اور جو ضروری علوم ہیں وہ اس میں شامل نہیں ہیں اس لیے وہ ناقص معلوم ہوتا ہے پس اگر اُس کی اصلاح کی جائے تو وہ نہایت عمدہ ہو جاتے ہیں اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ معلوم دین کی ترقی بغیر دنیوی ترقی کے نہیں ہو سکتی پس ضرور ہے کہ سب لوگ اس باب میں کوشش کریں اور دنیا کی ترقی کی اس لحاظ سے خواہش کریں کہ وہ اُن کے ذہن کی رونق اور ترقی کی بامقصد ہوگی نہ اس لحاظ سے کہ دنیا ہی اصلی مقصد اور دین اُس کا تابع ہے اور اس سے زیادہ کہنے کی صحیح ضرورت نہیں ہے کیونکہ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب صحت کچھ بیان فرما چکے ہیں *

اس کے بعد منشی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے کھڑے ہو کر ایک بحث ہی فصیح مضمرات بیان کیا اور اُنہوں نے مسلمانوں کی پچھلی ملکی فتوحات کی رسم کو بیان کیا اور پھر مسلمانوں کے پہلے علوم کی ترقی کو یاد دلایا اور اُس وقت کی حالت کو اس وقت سے مقابلہ کر کے موجودہ حالت پر بحث کچھ انوسر ظاہر کیا پھر اُنہوں نے فرمایا کہ اگر کوشش کی جائے تو مسلمان اب بھی سب کچھ کر سکتے ہیں اور اس کے ثبوت میں اُنہوں نے مولوی سید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی کی طرف اشارہ کیا کہ کس طرح سے اُنہوں نے زر خطیر صرف کر کے اپنے بیٹے سید محمد محمود صاحب کو تہذیبی طور پر معر میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم کرائی اور سید محمد محمود صاحب کے اُس پر نظر نتیجہ امتحان کا ذکر کیا جو انڈیا میں زبان انگریزی میں اپنے کل کالج پر فائز رہے اُنہوں نے حاصل کیا تھا پھر اُنہوں نے سید محمد محمود صاحب کی اُس آمدنی کا ذکر کیا جو پیرستری کے ذریعہ سے اُن کو عموماً زیادہ ملتی جاتی ہے اور حاضرین جلسہ کو اس طرف متوجہ کیا کہ جو کچھ خرچ اُن کی تعلیم میں ہوا وہ بمقابلہ ایسی روز افزوں آمدنی کے بہت کم تھا پھر اُنہوں نے فرمایا کہ ہم میں سے ایسا کوئی نہیں ہے جو اپنی اولاد سے ایسی ہی محبت نہ رکھتا ہو جیسی سید احمد خاں صاحب کو اپنے پیارے بیٹے سے ہے اور بہت سے مسلمان رئیس اس قدر مقدور رکھتے ہیں کہ کافی روپیہ اپنی اولاد کی تعلیم میں صرف کر سکیں لیکن سمجھتے اور شوق درکار ہی آخر میں ان صاحب نے فرمایا کہ قومی

لیتا ہے وہ بہت زیادہ اُس سے ہوتا ہے جو خرد پڑا کر دیا کرے۔ کچھ طبیعت میں جو جودت و ندرتیں مدرسہ میں آتا ہے وہ کبھی خانگی تعلیم میں ممکن نہیں اس کے علاوہ یہ تجربہ سے متعلق ہے اور ثابت بھی ہو سکتا ہے کہ طالب علم کا گھر سے جدا رہنا اُس کی تعلیم و تربیت میں اثر مضیم رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ کسی ہی خانگی تعلیم پر آمادہ ہوں ہمارا بچہ مدرسہ کے تعلیم یافتہ اُن کے کی برابر ہرگز لائق نہیں ہوتا — پس مولوی بالکل قطعی رائے ہے ہے اور جو اس پر پوری توجہ کریگا وہ مولوی رائے سے متفق ہوگا کہ تعلیم ہمیشہ مدارس میں ہونی چاہیئے *

میں بہت دیر تک آپ صاحبوں کی سامع خراشی کی اب اخیر میں میں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا ہوں کہ اس ضلع میں آپ کے اہتمام سے ایک مدرسہ قائم کیا جائے اور ایک مقام اُس کے واسطے تعمیر کیا جائے جس میں ہماری آئندہ نسلیں علم و دولت و عزت حاصل کریں *

اس کے بعد مولوی محمد لطف اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ عربیہ الیگندہ کھڑے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہ جو کچھ جناب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے بیان فرمایا سب صحیح اور درست ہے۔ میں بھی اُس کی تائید کرتا ہوں فی الواقع بسبب شایع ہونے چاہے کہ مسلمانوں کے امور دینی اور دنیوی دونوں میں قدر ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ دین و دنیا کی اصلاح کی فکر کریں اور یہ اصلاح بغیر علم حاصل کرنے کے نہیں ہو سکتی اور علم ہوجہ کامل بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتا کہ کوئی بڑا مدرسہ جس میں علم دینیہ اور فنون متعلقہ بہ دنیا کی تعلیم ہو مقرر کیا جائے اور ایسا بڑا مدرسہ جس میں عام مسلمانوں کی تعلیم ہو بغیر حسن ترجمہ رؤساء کے اور ارباب استطاعت کے مقرر نہیں ہو سکتا پس صاحبان استطاعت کو بنظر خرابی حال مسلمانان لازم ہے کہ اس مدرسہ تعلیم مسلمانان میں دل سے شریک ہوں اور تا بمقدور سعی فرمادیں *

بعد اس کے مولوی محمد اسماعیل صاحب کھڑے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب اور مولوی محمد لطف اللہ صاحب نے جو کچھ اس وقت بیان فرمایا وہ نہایت مفصل اور مشروح تھا اُس کے بعد میرا کچھ بیان کرنا بعینہ ایسی مثال رکھتا ہے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ جلانا لیکن چونکہ اس جلسہ کی بنا ایک قومی ہمدردی پر ہے اس لیے میں بھی اس باب میں کچھ ہرج نہیں سمجھتا کہ کوئی نغمہ خیر کہوں — یہ بات سب مسلمان تسلیم کرتے ہیں کہ جہاں تک اسلام کی ترقی اور معاونت کے ذریعہ ہیں اُن سب کو فراہم کرنا اور جو اُس کے تنازل کے اسباب ہیں ان کو دفع کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے لیکن یہ بات بھی

حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کام کو دل کے جوش اور خوشی سے کیا جائے تو تھوڑے آدمیوں کی مدد سے بھی یہ کام باسانی ہو سکتا ہے اور یہ خیال بھی نہ کرنا چاہیئے کہ ہر ایک شخص اپنی تعلیم خود کرسکتا ہے حقیقت میں جب تک کہ قومی تعلیم اور ملکی بہبودی کا ارادہ نہ کیا جاوے گا تب تک کچھ مددہ نتیجہ حاصل نہیں ہوگا *

اس کے بعد سید محمد معتمد صاحب پیرسترات لاہور نے فرمایا *

اے صاحبزادے ایک ایسے موقع پر جب کہ اس مجلس میں ایسے بڑے بڑے رئیس جمع ہیں اور علی الخصوص ایسی حالت میں جب کہ ایسے لائق لائق شخص گفتگو کرچکے ہیں مجھے سے اس بات کی توقع نہیں ہو سکتی کہ میں کوئی سودمند بات یا کوئی کارآمد نصیحت آپ کے سامنے بیان کرسکوں گا البتہ میرا تجربہ اس باب میں آپ سے زیادہ ہے کہ آپ میں سے اکثر مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں کہ میں نے اپنی عمر میں صرف ہندوستان ہی کے مختلف حصوں کو نہیں دیکھا ہے بلکہ میں نے تحصیل علم کی غرض سے یا ان ملکوں کی ترقی کے سامانوں کی سیر کی غرض سے یا شاید اس لئے بھی کہ ان معلومات کے ذریعہ سے اپنی قوم کی جس قدر ممکن ہو مدد کرسکوں اور ملکوں کو بھی دیکھا ہے جو بہت دور ہیں اور جن کا آپ نام ہی سنتے ہیں ان ملکوں کی سیر اور تدابیر و عادات و طرز معاشرت دیکھ کر البتہ میرے جی میں اس بات کا یقین ہو گیا ہے اور یہ وہ یقین ہے جس کی ابتداء بچپن ہی میں ہو گئی تھی کہ ہماری قوم جو اپنی سفارت اور شجاعت اور ذکاوت پر فخر کرتی ہے حقیقت میں وہ سب اقوام ہند سے اور سب میں ذلیل سے ذلیل رتبہ کے لوگوں سے بھی بدتر ہے جس وقت ہم ادنیٰ کسان کی قوم پر نظر ڈالتے ہیں اور یہ کہ اُس کا کیا کام ہے اور کس طرح وہ دن بھر مصیبت اور مشقت کرتا ہے اور رات کو واجبی آرام لیکو صبح کو پھر اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس مصیبت و مصیبت سے وہ اُس ناچ کو پیدا کرتا ہے جس سے نہ صرف اُس کی اور اُس کے بال بچوں کی پرورش ہوتی ہے بلکہ ہم سب کی زندگی کا وہی ذریعہ ہے اور پھر جس وقت ہم اُسی مثال میں اپنے اوپر غور کریں کہ کیا ہم اُسی دیانت سے اپنا کام کرتے ہیں تو وہی کسان خاص اس امر میں ہم سے بہت زیادہ شرافت رکھتا ہے — کیا صبح سے شام تک فضول عیش و عشرت میں صرف کرنا صبح کو دیر کر اٹھنا حقہ پینے اور پان کھانے میں بہت سا وقت صرف کرنا ایسی ہی عزت کا پام ہے جیسا کہ کسان کا کام — نہیں ہرگز نہیں وہ جستدر اپنا فرض ادا کرتا ہے اُس کا نتیجہ ہم سب کے واسطے مفید ہوتا

ہمدردی اور خیر اندیشی اور اولاد کی مصیبت کا سچا جوش یہی ہے کہ سب صاحب ایسے ایک مدرسہ کے جاری کرنے میں صرف ہمت کریں جس کی تحریک مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے فرمائی ہے *

اس کے بعد مرزا اہد علی بیگ صاحب نے بھڑے ہو کر مضمون ذیل گفتگو کی *

جن صاحبوں نے اس وقت گفتگو کی اُس کو میں کافی جانتا ہوں اور خاص کر اس وجہ سے کہ ابھی میرے دروس سید محمد معتمد صاحب کو بہت کچھ کہنا ہی میں صرف چند فقرہ کہنا چاہتا ہوں — مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے جو مسلمانوں کی حالت تنزل میں گورنمنٹ کی نوکریاں نہ ملنے کا ذکر فرمایا اُس کا مقصود صرف یہی نہیں ہے کہ یہ تنزل صرف اسی امر میں ہے اور نہ صرف گورنمنٹ کی نوکریاں حاصل کرنے کے ذریعہ تلاش کرنا مقصود ہیں بلکہ حقیقت میں مسلمانوں کا تنزل گورنمنٹ کی ملازمت میں ایک بدیہی بات ہے اس لئے مولوی صاحب نے بطور مثال کے صرف اُسی کا ذکر کیا ہے ورنہ اگر غور سے دیکھا جائے تو مسلمان ہر طرح حالت تنزل میں ہیں — انسانوں کی معاش چار چیزوں پر محدود ہے زراعت تجارت حرفت خدمت سر مسلمانوں کی حالت ان سب باتوں میں جب کسی درجہ قوم سے مقابلہ کیا جائے تو نہایت حالت تنزل میں پائی جاتی ہے دیکھو علم نالخت کو جیسا کہ چاہیئے کوئی مسلمان نہیں جانتا تجارت کے اصول کی بالکل لاعلمی ہے پیشہ کا حال تو صریح ظاہر ہے جب ہم دوسرے ملک کی چیزیں اہل حرفہ کی ہڈی ہوئی دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں خدمت کا حال مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب نے مفصل بیان فرما دیا ہے *

علم کی بابت بھی مجھکو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اُس کا حاصل کرنا لازم ہے — علم دین کی رونق اور ترقی بجز علم دنیائی کے نہیں ہو سکتی اور علم دنیا جو خلاف شرع نہر وہ عین دین ہے حقیقت میں بہر جب شمع کے ہم لوگوں کا دین و دنیا ایک ہی اور دین کا بقا بالکل ترقی دنیا پر موقوف ہے اور اسی غرض کے حاصل کرنے کے واسطے یہ مدرسہ تجویز کیا جاتا ہے — ایک امر یہ کہنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے جو سرمایہ ہونا چاہیئے وہ بہت بھاری خیال کیا جاتا ہے لیکن جب غور سے دیکھئے تو کچھ بھی مشکل بات نہیں ہے — میں دیکھتا ہوں کہ لوگ امر خلاف شرع میں بہت بہت فیاضیاں کرتے ہیں اس ضاع میں بھی اور دوسرے اضلاع میں اس کی مثالیں بہت موجود ہیں اور

ہی اور ہم جن باتوں میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں اُس سے مور
ذرا بڑا ہونے کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں نکلتا *

میں نے بہت سے مالکوں کو دیکھا ہے مگر دوسرے ملک کا حال
بیان کرنے سے پہلے یہ مناسب ہے کہ میں اپنے ہی ملک کے مختلف
حصوں کا کچھ حال بیان کروں — دو مہینے کے قریب عرصہ ہوا
جو میرے والد نے میرے پاس اُن انگریزی کاغذات کا ایک بڑا بٹل
بھیجا جو گورنمنٹ مدراس و بنگال و بمبئی سے خاص کر درباب
قلمی تدابیر تعلیم مسلمانوں کے اُن کے پاس پہنچے تھے اور مجھے سے
یہ درخواست کی کہ ان سب کا خلاصہ کر کے تہذیب الاخلاق کے واسطے
گورنمنٹ کے شکریتہ کا مضمون لکھوں — میں آپ کو یقین دلاتا ہوں
کہ جتنا جتنا میں اُن کاغذات کو پڑھتا جاتا تھا اپنی قوم کی حالت
سے مجھے ایک رنج پیدا ہوتا تھا یہاں تک کہ میں اکثر ابدیدہ
ہو ہو گیا — کوناٹک کے حال میں وہاں کے صاحب کلکٹر نے یہ
لکھا ہے کہ ”تعلیم کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے
مسلمان پچیس برس پہلے انگریزی کو نفرت جانتے تھے مگر اُس وقت
سے انگریزی حکومت کو قوت ہوتی گئی اور انگریزی زبان کو رسم
ہوتی گئی یہاں تک کہ وہ مسلمانوں جن کے باپ انگریزی پڑھنے
کو نفرت جانتے تھے اب انگریزی کو کار آمد تسلیم کرتے ہیں میں نے
سب رئیسوں کو جمع کیا تاکہ وہ اپنی اولاد کو مدرسہ میں
بھیجیں مگر سب سے بڑا صدر ان رئیسوں کی طرف سے یہ تھا کہ
مسلمانوں کی اولاد کے پاس کپڑے نہیں ہیں اور اس لیے وہ اپنی
اولاد کو فیرت کے سبب سے مدرسہ میں نہیں بھیج سکتے حالانکہ امیر
سے امیر ہندود ہوتی باندھ کر اپنی اولاد کو مدرسہ میں بھیج دیتا ہے“
یہ بات رونے کے قابل ہے مسلمان اب نام کے حریف رہ گئے ہیں اور
اصلی عزت اور دولت حاصل کرنے کی کچھ نگر نہیں کرتے اور دن بدن
ذلیل ہوتے چلے جاتے ہیں خیال کیجئے کہ جن کی اولاد کے پاس اب
کیڑا تک نہیں رہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کرتا ٹک کو قطع کیا
تھا یہی وہ لوگ ہیں جنکے روزرو ہزاروں مہاجن دست بستہ حاضر
رہتے تھے یہی وہ لوگ ہیں جنکے سامنے ہزاروں فرج صف باندھے حاضر
رہتی تھی اور اب یہی وہ لوگ ہیں جو اُسی رعایا اور اُنہیں مہاجنوں
کے مقروض اور کپڑوں تک کو محتاج ہیں *

اب سہارن پور کے ضلع کی حالت پر غور کیجئے جہاں تحقیق معلوم
ہوا ہے کہ گذشتہ پندرہ برس میں جو جائداد ارضی مسلمانوں کے ہات
میں تھی اس عرصہ میں اُس میں سے تین چوتھائی مسلمانوں کے ہات
سے نکل گئی اور زمین کے ہات سے نکل جانے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ
پچوڑا وہ لوگ ملک سے نکلتے جاتے ہیں مسلمانوں کے ہات میں اگر زمینیں

نہیں تو کر کیسی ہی باتیں بنائیں لیکن وہ اس ملک سے نکل جانے کی
دراپہ ہونکے مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب جو ہائی کورٹ کے کام
سے بہت زیادہ واقف ہیں وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ سو مقدمات
متفرقہ اجرا دیکھ کر جو ہائی کورٹ میں دائر ہوتے ہیں اُن میں کم سے
کم نوے مدیون ڈگری مسلمان ہوتے ہیں پس اب بھی اگر مسلمان
کچھ فکر کریں گے تو ایک دن یہ ہوگا کہ ہمارے ہات سے زمین نکل
جاریگی یعنی ہم ملک سے نکال دیئے جائیں گے معاش کے ذریعوں کی
طرف سے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ سمندر میں رہنا اور مگر سے
بہر مچھلیاں ہیں اور مگر سے لڑائی اگر اس مولداری میں رہنا اور
مزت سے رہنا منظور ہے تو اپنی اولاد کی تعلیم اس زمانہ کے مناسب
کرنا چاہیئے *

محمد سعید خاں صاحب نے جو مجھے سے ناچیز آدمی کا ذکر
کیا میں اُس کا شکریتہ ادا کرتا ہوں مگر اُن کا خیال یا کسی اور کا
خیال صرف میری نسبت شاید ٹھیک نہ ہوگا اور اگر بالفرض میں نے بہت
سے کام کیئے تو وہ کوئی ایسے بڑے کام نہیں ایسے کام جب لوگ قصد
کریں تو سب کر سکتے ہیں لیکن میں البتہ اس بات کی نقی آپ
صاحبوں کو دلا سکتا ہوں کہ میرے باپ نے جتنا روپیہ جس طرح سے
میرے اوپر صرف کیا اُس قدر روپیہ سے میری طرح کوئی عزت سے زندگی
بسر نہیں کر سکتا میری یہ رائے ہے بلکہ میرا ایمان ہے اور شاید
موتے دم تک رہے کہ دینی اور دنیاوی چال چلن بالکل دنیاوی حال
پر منحصر ہے اور اگرچہ شاید بعض شخص اس سے متفق نہ ہوں لیکن
میں اسکو بالکل صحیح جانتا ہوں کہ دین میں نیک چلن ہونا دنیا
کی معاش پر منحصر ہے اگر آدمی معاش سے تنگ نہ ہوگا چوری کرے گا
اور آڑ ایسے ہی ذلیل گناہوں سے بچے گا اسکی صداقت آپ کو اس سے
معلوم ہوگی کہ مجرم اکثر فریب ہوتے ہیں پس اگر ہم بھی غریب
ہو جائیں تو ہمارے بڑے افعال پڑھتے جائیں گے ہر شخص جو دہلی
گیا ہے اس بات سے واقف ہے کہ وہاں ایک پراٹا قلعہ ہے جسکو لوگ
تغلق آباد کہتے ہیں اس قلعہ میں مسلمان رہتے ہیں جن میں سے
کسی کا نام ہے نصیر الدین خاں کسی کا ظہیر الدین خاں کسی کا
سراج الدین خاں اور ان ناموں کے ساتھ جب اُن کے کاموں کو دیکھا
جاتا ہے تو کام ہی گھاس کھردنے کا — آڈر الصنادید جب میرے والد
نے لکھی تو اُس وقت اس بات کا تصفیہ ہو گیا کہ یہ سب لوگ محمد
تغلق کی اولاد ہیں جو ہندوستان کا بادشاہ تھا جب تغلق کی اولاد کا
یہ حال ہو گیا تو کیا پچاس برس کے بعد آپ کی اولاد کے لیئے اور
کچھ ترغیب ہو سکتی ہے یہ ایک حساب کا سوال ہے جسکو مدرسہ
کا پڑھنے والا سات برس کی عمر کا بچہ بتا سکتا ہے کہ پانچ لاکھ روپیہ
کی جائداد پانچ پانچ بیٹوں پر تقسیم ہو کر ایک ایک لاکھ کی رہ جائے گی

کام کریں بلکہ یہ سوجھتا ہی کہ جس کام کو کوئی ایک شخص قومی بھلائی کی نظر سے کرنا چاہے اُس میں ہر طرح سے رخنہ انداز ہوں ہم میں جوش مذہبی یہ رہ گیا ہی کہ ہم سنی تم شیعہ ہم بدعتی تم وہابی جب متحرم ہو تو پانسو ہندوؤں کا سر توڑا جاوے جب یہ ادبار ہماری قوم پر آ رہا ہی تو اب ترقی کی کیا توقع ہوا اور قومیں جو اپنے دل کی شجاعت اور علم ہمتی سے گھوڑدرز کی طرح اپنی ترقی کر رہی ہیں کیا ہم کو کچھ عزت کی نگاہوں سے دیکھیں گی اگر مسلمانوں نے اس وقت کچھ کوشش نہ کی اور دنیاوی ترقیات میں اپنے آپ کو اپنی اور ہمسر قوموں کے مقابلہ میں ذلیل ہونے دیا تو کیا اسلام باقی رہ جاوے گا کوئی مورخ اس بات سے انکار نہ کریگا کہ اگر یہی حال رہا تو پچاس برس بعد خدا نخواستہ مسلمانوں کا مذہب شیخ سدو کے بکروں پر اور مدار کی چھڑیوں پر رہ جاوے گا پس جو لوگ انجام پر نظر کرتے ہیں وہ بے شک اس نتیجہ پر آتے ہیں کہ دین کی بقا دنیا کی ترقی پر بالکل منحصر ہی اس وقت ہماری قوم تباہی کے دریا میں ہی اگر ہم کوشش کریں تو ابھی تیرہ اُس سے نکل سکتے ہیں صرف پچاس برس کا عرصہ ہماری اولاد کو ملے کرنا ہوگا لیکن اگر اس وقت کچھ کوشش نہ ہوئی تو میں اپنے ایمان سے یقین کرتا ہوں کہ آج سے دس برس کے بعد اس ڈوبتی حالت کے نکلنے کے واسطے ہم میں تیر نے کی قوت بھی بقی نہ رہیگی غدر سے پہلی حالت کو دیکھیں اُس وقت پچاس ہزار روپیہ فراہم ہو جائے کیسی ذرا سی بات تھی اور اب وہی کس قدر مشکل ہی اور اسی پر قیاس کر لیجیئے کہ آئندہ کیا حالت ہوگی *

رلایت کا یہ حال ہی کہ کوئی مدد مدرسہ گورنمنٹ کی جانب سے قیام نہیں ہی تمام عالی درجہ کے مدارس طالب علموں کی فیس وغیرہ کے ذریعہ سے قائم ہیں جس دارالعلوم میں مینے تعلیم و تربیت پائی ہی اُس کی سالانہ آمدنی اُس ملک کے اُمراء کی توجہ سے لاکھوں روپیہ سال کی ہی ابتدا میں ایک فریب رئیس نے اپنی اولاد کو پوری تعلیم دے چکنے بعد اُن سے کہا کہ تمکو عزت سے اپنی زندگی بسر کرنے کے واسطے بشوہی حاصل ہیں اب مجھکو اپنی قوم کے ساتھ بھلائی کرنا چاہیئے اور اپنی قوم کی بھلائی کیا ہی اُس کے لیئے عام تعلیم کا پندرہ سو کرنا ہی پس اُس نے اپنی جائداد اُس فرض سے وقف کی وہ جائداد اُس وقت صرف پانسو روپیہ سال کی تھی اُسکے بعد اور لوگوں نے بھی دیکھا دیکھی اُس کام کے واسطے جائدادیں دیں اور ایک بادشاہ کی ماں نے کثیر آمدنی کی جائداد دی یہ ذکر اُس وقت کا ہی جب ہندوستان کے تھنڈ پر اکبر جاوس کرتا تھا اب رفتہ رفتہ وہی جائداد اپنے منافع کی ترقی اور اُڑ لوگوں کی فیاضی سے ایک رجراجہ کی آمدنی کے

اور اسی طرح پانچویں پشت میں بالکل ندارد کے قریب ہو جاوے گی اور اتنی دیر بھی اُس حالت میں ہوگی جب کہ جائداد موروثی بالکل قائم رہے اور اب ایک اور بات سمجھو کہ جائداد کے تقسیم ہونے کے بعد ہر بیٹا اپنے باپ کی پوری ثقل کرتا ہی اور جو صرف اُسکا باپ پوری جائداد میں کرتا وہ اپنے منقسمہ حصہ میں سے ویسا ہی صرف کرنا چاہتا ہی یہاں تک کہ انٹر امیر سے امیر کی اولاد بالکل متروضی اور مفلس ہو جاتی ہی اور میں یہ کہیں بیان کروں اور آسانی سے یوں ہی کہیں نہ کہوں کہ جب وسیلہ معاش محدود اور کھانے والے غیر محدود ہوں تو آخر اُسکا نتیجہ اگر مفلسی اور ذلت نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا *

اب میں کچھ اور ملکوں کی حالتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جہاں عرصہ تک وہ کر سب کچھ مینے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی میں یقین دلاتا ہوں کہ انگریزوں کی قوم جس کو اب عالم اور فاضل نلوں میں سب سے فائق تار کا موجد ہندوستان کا حکموں کھلانے کا حق ہی اُس نے صرف چندہ کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہی یہی وہ قوم ہی جس نے گورنمنٹ سے کبھی مدد کی درخواست نہیں کی جب میں ولایت میں تھا تو اُن روزوں میں تجویز ہوئی کہ اباہجروں کے لیئے کوئی مقام اور کام تجویز کرنا چاہیئے جہاں وہ اپنی زندگی بغیر کسی ذلت کے بسر کریں مینے اُس کے اشتہار کو پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ ہر شخص سے اس کام میں مدد کی توقع ہی لیکن کسی شخص سے ایک پیسہ سے زیادہ کی درخواست نہ تھی تین برس بعد اُڑر ایک اشتہار آیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ایک پیسہ کے چھوٹے سے چندہ کی بدولت لکھو کھا روپیہ جمع ہو گیا تھا ایک دن میرے جی میں آیا کہ ہماری قوم کے مدرسۃ العلوم کے واسطے پندرہ لاکھ روپیہ یا کسی شاخ مدرسہ کے لیئے پچاس ہزار روپیہ کا سر انجام کس طرح ہو سکتا ہی مینے مودم شماری کے حساب سے گھروں کا حساب کیا کہ اگر ہر مہینے میں ہر ایک گھر سے ایک پیسہ لیا جاوے تو ماہواری آمدنی کم سے کم پچاس ہزار روپیہ کی ہو سکتی ہی پس اب جس قدر شکایات بے استقامتی کی ہی بالکل غلط ہی فرض کیجیئے کہ جس قدر روپیہ ایک سال میں ضرور کاموں میں ناچ رنگ میں دعوتوں کی مجلسوں میں ہوا ہی قوم صرف کو دیتی ہی اگر سب جمع ہو تو کیا اس میں کچھ شک ہی کہ اُس سے ہمیشہ کے لیئے ضروری روپیہ آسانی حاصل ہو سکتا ہی خرابی یہ ہی کہ ہمارے آپس میں اتفاق نہیں ہی اور اسی لیئے ہمیشہ ہندوستان چرتی خورا رہا ہی ایک ایسے زمانہ میں جبکہ باپ بیٹے کی کچھ نکر نہیں کرتا بھائی بھائی کی خیر نہیں لیٹا ہر شخص کو اپنی عزت تھامنا دھرار ہی تو ہمکو یہ نہیں سوجھتا کہ سب ملکر

برابر ہی تین ہزار طالب علم وہاں تعلیم پاتے ہیں امیر کا بیٹا ہو
خواہ غریب کا سب اُسی ذریعہ سے تعلیم پاتے ہیں اور وہاں ایسے اسباب
بھی موجود ہیں جنکی وجہ سے ایک جوتلے کا بیٹا بھی سات
پرس کی عمر سے سٹائیس پرس کی عمر تک بلکہ تمام عمر بغیر کسی
سے مدد مانگے ہوئے اپنے آپ کو تعلیم میں مصروف رکھ سکتا ہے
اس لیے کہ ہر ایک لائق اور مہتممی طالب علم وہاں بڑے بڑے وظیفہ
پاتا رہتا ہے۔

اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے کوششیں کامیاب
ہوں تو صرف چندہ دینے والے افراد ہی کو فائدہ نہ پہونچے گا جیسا
کہ بعض کا خیال ہے بلکہ اُس سے مفلسوں کو بھی تعلیم ہوسکیگی
اور اب ایک یہ امر بھی ذکر کے لائق ہے — کیا اب وہ وقت نہیں
آتا ہے جو ہم سب ملکر عام کریں کہ آخر ہماری زندگی کا نتیجہ
کیا ہونا چاہیئے کیا وہ نتیجہ ہے کہ کسی روز سب لوگ ملکر
اس مملداری کو اُٹھارینگے یا یہ ہے کہ سب توکل کریں گے اور اپنی
کامیابی سے اپنی اولاد کو مصیبت میں ڈال دیں اور گنہگار ہوں میں
سچ کہتا ہوں کہ ہر شخص جو خوشی خوشی شادی کرتا ہے اور
اولاد کی تعلیم کی کچھ نہ کرنا نہیں کرتا اور اُن کے لیے ایسے وسیلہ
بیم پہونچانے کی فکر نہیں کرتا جس سے وہ آئندہ نسل عزت سے اپنی
زندگی بسر کرسکے وہ خدا کا گنہگار ہے ہمارے اور آپ کے افعال پر
آئندہ نسلوں کی بھلائی پرانی منحصر ہوتی ہے پس ہم کو اپنے وقت
میں فوض ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم کے واسطے کوئی معقول بندوبست
کریں — علیحدہ اور بلند شہر ہی کے لوگ جہاں بہت سے مسلمان
رہیں اور تعلقہ دار ہیں اگر اس کام میں مدد نہ کریں گے تو اُڑ
ضلعوں والے کیا کریں گے کیا پچاس ہزار روپیہ کچھ مشکل ہیں کیا
دس آدمی پانچ پانچ ہزار روپیہ یا پانچ آدمی دس دس ہزار روپیہ
یا سانی نہیں دے سکتے ہیں صرف ایک مہینے کی آمدنی سے پچاس
ہزار نہیں بلکہ ستر ہزار جمع ہو سکتے ہیں — ہاں اگر کسی کی
یہ رائے ہو کہ کسی ایسے مدرسہ کی ضرورت نہیں تو وہ رائے کا
اختلاف ہوتا لیکن جب آپ سب صاحب اُس ضرورت کو تسلیم کرتے
ہیں اور پھر کچھ اُس کا بندوبست نہیں کرتے تو نہایت نادانی ہے
اور مجھ کو نظر آ رہا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ مسلمانوں کی
موسر قوموں نے اُن کو اُن کے عہدوں اور منصب اور زمینوں سے
بیدخل نہیں کیا بلکہ اُن کے مرنے میں سے اُن کی زبان نکالنا چاہتی
ہیں یعنی عربی و فارسی کی مورتی کی فکر میں ہیں اگر مسلمانوں
نے اپنی حالت کو درست نہ کیا تو ضرور وہ زمانہ آنے والا ہے
جس کا ذکر ہم لوگوں میں مشہور ہے کہ مسلمان الحمد کو الحمد
پڑھنے لکینگے پھر اُس وقت دین کی کیا عزت ہوگی اور اسلام کیا پائی
رہیگا *

اُڑ ملک والوں کی فیاضیوں کا حال اس لیے تھوڑا سا اور بیان
کرنا ضرور ہے کہ آپ کو معلوم ہو جاوے کہ وہ لوگ صرف اپنی ہی
قوم اور اپنے ہی مذہب والوں کے علوم کی قدر نہیں کرتے بلکہ غیر
قوموں اور غیر مذہب والوں کے علوم پر بھی یکساں توجہ کرتے ہیں —
اس وقت ایک انگریز نے عربی لغات کی ایک کتاب چھاپی ہے جو
شاید سولہ جلدوں میں ہوگی اور ہزار ہا روپیہ اُس میں صرف ہوا
ہے اور ہوگا — انریبل سرورلیم میور صاحب کے بڑے بھائی ڈاکٹر
جان میور صاحب نے اپنی تمام عمر کی کمائی ایک مدرسہ کو صرف
اس لیے دیدی کہ اُس کی آمدنی ایٹن برا کے کالج میں سنسکرت
کے مدرسوں کی تنخواہ میں اور وظیفوں میں صرف ہو — جب اُڑ
قوموں کو نہ صرف اپنے بلکہ اُڑوں کے علوم کی طرف یہاں تک توجہ
ہو اور جس زمانہ میں ہم شمع سھری کی مانند اپنی حالت بسر کرتے
ہوں تو یہ ہم کو اپنے اوپر انسوس کرنا نہیں چاہیئے اور کیا ہم کو
ایسا بندوبست کرنا مناسب نہیں ہے جس سے یہ خرابی رفع ہو
اور جو عزت پہلے وقتوں میں مسلمانوں کو حاصل تھی اب پھر وہ
اپنے آپ کو اُس کا مستحق ثابت کریں *

اب میں آپ لوگوں کی نہایت منت کرتا ہوں کہ آپ مولوی
محمود سمیع اللہ خاں صاحب کی کوشش میں شریک ہو جائیں ورنہ
یاد رکھیئے کہ آپ ہی کی اولاد آپ پر ہزاروں لعنت کریگی اور میں
خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو وہ دن نہ دکھلاوے *

ان سب گفتگوؤں کے ختم ہونے کے بعد مولوی محمود سمیع اللہ
خاں صاحب پھر کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے سب حاضرین کی طرف
مخطاط ہوکر فرمایا کہ اب میں آپ سب صاحبوں سے یہ پوچھتا
ہوں کہ اس وقت کے یہ بیان آپ کی رائے میں پسندیدہ ہیں یا نہیں
اگر پسندیدہ ہیں تو آپ صاحب مدرسہ کے جاری کرنے پر آمادہ ہیں
یا نہیں *

صدر انجمن اور راجہ سید محمود باقر علی خاں صاحب اور کثور
محمود لطف علی خاں صاحب نے فرمایا کہ جو رائے مدرسہ کے جاری کرنے
کی اس وقت بیان ہوئی ہے اس سے بہتر اور عمدہ کوئی بات ہماری
آئندہ بہبودی اور ترقیات کے واسطے خیال میں بھی نہیں آسکتی اور
جمہ حاضرین نے بالاتفاق یہ خواہش ظاہر کی کہ ضرور ایک ایسا
مدرسہ علیحدہ میں قائم ہو اور اُس کے سرمایہ کے واسطے علیحدہ اور
بلند شہر کے لوگوں سے چندہ جمع کیا جاوے اور چونکہ آج سب رئیس
موجود نہیں ہیں اس لیے چندہ کے واسطے سکریٹری صاحب کوئی
اور مناسب تاریخ مقرر کر کے سب رئیسوں کو اطلاع دین پھر سب
رئیسوں نے جو اس وقت کمیٹی میں موجود تھے اس بات کا وعدہ
بھی کیا کہ ہم اپنے اڑوں کو بھی جو مدرسہ میں آنے کے قابل ہونگے
بخشیں اس مدرسہ میں بھیجینگے تاکہ یہاں اُن کی تعلیم و تربیت
پرچہ احسن عمل میں آوے *

بعد اس کے خدا کا شکر ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی *

محمود سمیع اللہ

سکریٹری

بمقام علیحدہ — مطابع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم [یکم رمضان سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی] نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیہب اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونیشن کے منایہ فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اُمتصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوار بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوینگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساٹھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساٹھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ قعاق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ نمہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۶۰

مسائل متفقہ

باجود اتحاد قلبی کے پیارے مہدی کو ہم سے متعدد مسائل میں اختلاف ہی جیسا کہ ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق کے ناظرین کو اُنکی تحریروں سے ظاہر ہوا ہوگا مگر مفصلہ ذیل وہ مسائل ہیں جن میں ہمارے منظوم مولوی مہدی علی صاحب نے بھی ہم سے اتفاق ہی — شیطان کا منہ کالا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اور مسائل میں بھی بعد تحقیق و تدقیق وہ متفق ہونگے *

۱ لا تعریف فی الکتاب المقدس الا بمعرفہ *

۲ ایس الاسترقاق فی الاسلام *

۳ لاجورد اللہ وراثت جسہ انبیاء *

۴ ماکان الطوفان عامہ *

۵ الاجماع ایس بحجۃ *

۶ التقلید ایس بواجب *

۷ نل الفاس مجتہدون لا فہم فیہم فیما لم یخص فی الکتاب والسنت *

۸ کل ما نزل من القرآن فہو ما بین الدتین *

۹ مانسخت ذلک ایتہ من آیات القرآن *

۱۰ ایس الذبح فی القرآن *

۱۱ ایس خلافت النبوت بعد النبی صلعم *

راقم

سید احمد

نمبر ۱۶۱

تکفیر مسلمانان

دہلی اور اکھنڈ اور رامپور اور بھوپال کے مولوی صاحبوں کے نفور کے نثری جر اخبار نورالانوار کانپور میں چھپے میں نے دیکھے جن میں چند اقوال کے سبب سے ایک سچے پکے ٹھیک مسلمان آل رسول اولاد بتول یعنی سید احمد کو کانور اور ملحد اور مرتد ٹھرایا ہی کثرت کلمۃ تخرج من افراہم ان یقولون الا انہا اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ جن اقوال کے سبب مولویوں نے سید کو کانور کہا وہ اقوال صرف سید ہی کے ہیں یا اگلے بزرگوں نے بھی وہ باتیں کہی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ان نادان مولویوں نے ایک سید کی تکفیر سے کس کس کو کانور اور مرتد اور ملحد ٹھرایا ہی — وہ کلمات کفر جو سید کی نسبت منسوب کیئے گئے ہیں یہ ہیں *

پہلا کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہی کہ متعدد مسائل میں اُن کو مسلمانوں سے اختلاف ہی *

بلاشبہ یہ سید کا قول ہی مگر جو اختلاف کہ اُنکو متعدد مسائل میں اس زمانہ کے مسلمانوں سے ہی آئیں سے سب سے بڑا اختلاف یہ ہی کہ وہ کسی کامہ کو کسی قول و فعل کے سبب کانور نہیں کہتے اور اس زمانہ کے پکے مسلمان ذرا ذرا سی بات پر لوگوں کو کانور بتلاتے ہیں اُنکا ایمان اس حدیث نبوی صلعم پر ہی من انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل — الحدیث رواہ ابوداؤد *

دوسرا اختلاف بھی یہی بڑا ہی کہ وہ سوائے خدا و رسول کی سچی اور ثابت اور صحیح بات کے اور کسی کی بات ماننے کو کسی پر واجب نہیں جانتے نہ کسی کے قول یا رائے کی مخالفت کو کچھ بھی نقص ایمان کا سبب سمجھتے ہیں کانور ارجالاً و نھن رجال و الامر بیننا و بینہم سجال اُن کا قول ہی اور ہمارے زمانہ کے پکے مسلمان کسی قرآن خواں کو جب تک وہ عقاید نامہ یا شرح عقاید پر ایمان نہ لارے اور کسی مہمادی کو تارقنیکہ وہ اپنے آپ کو ماتریدی یا اشعری نہ ٹھہراوے مومن ہی نہیں جانتے — اس اختلاف کے سبب اگر سید احمد کانور ہیں تو اُن کے ساتھ امام حجتہ الامام فزالی بھی کانور ہیں جو سات سو برس پہلے کہے چکے ہیں کہ ”جو ارک ماتریدی اور اشعری مذہب سے مخالفت کو کفر کہتے ہیں وہی کفر کے قویب ہیں“ اور ابن قیم بھی کفر سے نہیں بچ سکتے جنکا یہ قول ہی کہ وہ مامند

المتکلمین و غیر ہم فہو فی القرآن اصح تقریر و احسن تفسیراً فلیس عند ہم الا التطویل و التعمید الخ احیاء کا یہ فقرہ کہ و منها ان یکرن اعتمادہ فی علومہ علی بصیرتہ و ادراکہ اصفیٰ قایہ لاعلیٰ الصنف و الکتاب ولا علی تقلید ما سماعہ من غیرہ حقیقت میں خلاصہ ہمارے تہذیب الاخلاق کا ہی *

دوسرا کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہی کہ جو مذہب نیچور یعنی اصلی حالات فطرت انسانی کے برخلاف ہی وہ صحیح نہیں ہی اور جو نیچور کے مطابق ہی وہ صرف ایک مذہب ہی جسکو وہ ٹھیک اسلام کہتے ہیں *

یہ کہنا کہ مذہب سچا وہ ہی جو فطرت انسانی کے مطابق ہو اور وہ صرف ایک مذہب اسلام ہی درحقیقت کمال ایمان ہی نہ کہ میاذباللہ کفر ہاں اندیشہ اُسکے نفور کا ہی جسکا یہ قول ہو کہ

ہونگی جو عقل صاف اور روح پاک کو اُس کی رغبت یا اُس سے نفرت ہو۔ (تقریر داپنیر) مولوی حاجی محمد قاسم اور مولوی حاجی محمد یعقوب صاحب ہی کفر میں سید کے ساتھی نہیں ہیں بلکہ اگلے تمام معتقد عالم اُن کے ساتھی ہیں۔ سب محقق مفسرین اور دانا عالموں نے حکمت کے لفظ کی جو آیت من یوت الحکمة نقد ارتی خیراً نشیراً میں مذکور ہے یہی تعریف کی ہے کہ ”العلم بحتایق الاشیاء“ یعنی ہر چیز کی فطرت اور نیچر کو جاننا اسی حکمت ہے کہ جس کو خدا یہی دیتا ہے تو اُس کو بہت سی نیکیاں ملتی ہیں پس شرم ہو اُن جاہل مولویوں کو جو مذہب اسلام اور نیچر کو مطابق کہنے والے کو کافر ٹھہراتے ہیں اور خرد قرآن کے منکر ہوتے ہیں *

پھر یہی امر کہ مذہب اسلام کی کوئی بات عقل اور نفس الامر کے برخلاف نہیں ہے وہ بات ہے جس کا دعویٰ سب دانا مسلمانوں نے کیا ہے بلکہ علم نلام کی بنیاد اسی دعویٰ کے ثابت کرنے کے لیئے قالی کئی ہے اور یہی وہی بات ہے جس کو سید نے ان لفظوں سے بیان کیا ہے کہ اسلام نیچر یعنی فطرت کے مطابق ہے اگر یہی بات سید کی جو واقع میں وہی ہے جسے سب دانا مسلمان کہتے آئے ہیں کفر ہے تو انفسرس ہی کہ زندقہ اور مردہ محققوں میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ٹھہریگا *

میں مبارکی دیتا ہوں سید کو کہ اُسکے لیئے جنت میں یا دوزخ میں فرض نہ جو کچھ ہو مولوی صاحبوں نے وہ جگہ تجویز کی ہے جنہاں امام غزالی صاحب تشریف رکھتے ہیں کیونکہ وہ سات سو برس پہلے یہی لکھ کئے ہیں کہ معقول اور منقول کو جو کوئی متخالف سمجھے وہ اندھا ہے اور یہی ٹھیک ٹھیک وہی ہے جو سید کہنا ہے کہ جو نیچر اور مذہب اسلام کو متخالف جانے وہ پاگل ہے قال الامام فی الاحیاء و ظن من یظن ان العلوم العقلیة منافضة للعلوم الشرعیة و ان الجمع بینہما غیر ممکن ہو ظن صادر من معی فی میں البصیرة نہرن باللہ منہ *

یہی نہ خیال ہو کہ ایک امام غزالی ہی (جن کے کفر کے تقویٰ بہتری مولویوں نے اس سے بڑے کو دیئے تھے جیسے اب دیسی مولوی سید کی نسبت دے رہے ہیں) سید کے ساتھی ہیں بلکہ اُڑ ایک بڑے امام صاحب بھی سید کے لیئے اپنی مسند صاف کر رہے ہیں یعنی امام فخر الدین رازی جنہوں نے ہر شے کی حقیقت اور اصلی فطرت کے دریافت کرنے یعنی نیچر کی تحقیق کرنے ہی کو اصل ایمان ٹھہرایا ہے کہما قل فی تفسیرہ ان اللہ تعالیٰ امر بالنظر فقال انلا یتدبرون

مذہب اسلام فطرت انسانی کے برخلاف ہی کیونکہ یہی خلاف ہی ایک محکم اور صریح نص کے قال اللہ تعالیٰ فاقم وجہک للدين حنیفاً فطرة اللہ التي فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذاک الدین القیم ولكن انذر الناس لایعلمون *

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”قاوم رکھ اپنے تئیں دین پر سچے دل سے پیروی کر خدا کی بنائے نیچر کی جس پر پیدا کیا ہے اللہ نے انسان کو اول بدل کرنا نہیں ہے خدا نے بنائے نیچر میں یہی ہے مضبوط دین لیکن اثر آدمی نہیں جانتے“ * شاید کوئی اعتراض کرے کہ ہم نے ترجمہ صحیح نہیں کیا اس لیئے شاہ ولی اللہ صاحب کا ترجمہ اس مقام پر لکھتے ہیں اور وہ یہی ہے ”پس راست کن روئے خود را براے عبادت ضعیف شدہ پیروی کن دین خدا را کہ پیدا کرد مردمان را بروئے بدل کردن نبود دین خدا را این است ین درست و لیکن اثر مردمان نمی دانند“ *

اس ترجمہ میں فطرت اللہ کا ترجمہ دین خدا کیا ہے اور پھر لکھا ہے کہ اُسی دین پر آدمیوں کو پیدا کیا ہے پس اللہ کا دین اور فطرت یعنی نیچر انسانی دونوں مطابق ہیں پس یہی قول در اصل خدا کا قول ہے کہ جو مذہب نیچر کے مطابق ہے وہ صحیح ہے اور جو اُس کے برخلاف ہے وہ صحیح نہیں اور جو کہ ٹھیک مذہب اسلام سمجھا مذہب ہی اس لیئے وہ نیچر کے مطابق ہے اور اسی لیئے وہ سچا ہے *

سید کی تکفیر کیا کرتے ہو اس زمانہ کے جو مقتدا ہیں اور جن کو ہم بھی علماء امتی کنبیاء بنی اسرائیل کا مصداق سمجھتے ہیں اور جن کی برکت سے دیوبند و سہارنپور کے مسلمانان مدرسے قائم ہیں یعنی جناب حافظ مولوی حاجی محمد قاسم صاحب اور جناب حافظ مولوی حاجی محمد یعقوب صاحب بھی یہی کہتے ہیں پس اگر سید کافر ہے تو وہ اُس سے بھی بڑے کافر ہیں چنانچہ اُن کے یہی قول ہیں جو ہم نقل کرتے ہیں *

قرلہما ”اُس کی (یعنی خدا کی) متانت اور دائائی سے یہی بعد ہے کہ عقل کو اپنی طرف سے اپنی مخلوقات پر حاکم بنائے اور ہر بات میں قوانین حکمرانی عطا فرمائے جب وہ کسی قضیہ میں اُن قوانین کے موافق حکم لگائے تو اُس کے خلاف اور کسی کے مات کھلا بھجرائے اس صورت میں بیشک اگر خدا کی طرف سے کوئی حکم آتا ہوگا تو اُسی کے کرنے نہ کرنے کا آنا ہوگا کہ جسے عقل صائب اور ذہن ثائب فانی یا مضر بتلائے“ *

قرلہما ”اس جگہ سے یہی بات بھی ثابت ہوئی کہ بھلائی برائی ہر شے کی ازلی ہے اور دین حق کے کرنے نہ کرنے کی باتیں وہی

اولم یظنوا فی ملکوت السموات والارض الی قوله و تل ذلک یدل علی وجوب النظر والاستدلال والتفکر و ذم التقليد نعم دعی الی النظر والاستدلال کان علی وفق القرآن و دین الانبیاء و من دعی الی التقليد کان علی خلاف القرآن و علی وفق دین الکفار پس سید کیا کہتا ہی سوائے اس کے کہ قرآن پر غور کرو آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت سرچو جو کچھ موجودات اور معلومات سے تمہارے سامنے ہی اُس کی نظارت دریافت کرو بے سوچے سمجھے کسی کی بات کو نہ مانو تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ صرف مذہب اسلام ہی اصلی نظارت یہی نیچر کے مطابق ہی جسکے دریافت کرنے کی قرآن نے ہر تہی تاکید کی ہی اب اس مضمون کو سید کے چاہر النظر فی ملکوت السموات والارض کہو چاہے تطبیق معتول و منقول سے تعبیر کرو چاہے ادراک حقایق اشیاء اُس کا نام رکھو بات وہی ہی جو سید نے کہی ہی کہ مذہب اور نیچر ایک ہی — یہہ تحریر میزبان غالباً اُن مولوی صاحبوں کو جنہوں نے پوچھا ہی کہ نیچر کیا بلا ہی بتا دیگی کہ وہ بلا ہی جو بڑے بڑے اماموں اور عالموں کے پیچھے پڑی ہوئی تھی اور جسکے سبب سے کوئی حجت الاسلام اور کوئی فخر الدین ٹھہرا اور جس سبب اپنے ایک مسلمان کامل الایمان سید کے کفر کا فتویٰ لکھا *

تیسرا کلمۃ الکفر — سید کا یہہ قول ہی کہ بدعات محدثات ٹھیک اسلام نہیں ہی *

نور بالہ منہ اس قول پر نفر کا فتویٰ یہہ تو قول جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰت کا ہی ان پانچ مولویوں کو جنہوں ہو گیا ہی کہ رسول خدا کے مقولہ پر بھی فتویٰ جاری کرتے ہیں من جابر رضی اللہ عنہ قال قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الہدی ہدی محمد و شوالامرر محدثاتہا و تل بدعة ضلالة — رواہ مسلم *

امام صاحب نے احیاء میں اُس سے کچھ کہ نہیں کہا جو سید کہتا ہی وہ فرماتے ہیں و منها ان یکرہ شدید الترقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمهور الی قوله ذللاعتما د علی الكتب و التصانیف ابعد بل الكتب و التصانیف محدثہ *

ابن قیم سید سے کچھ کہ نہیں ہی اس کہنے میں کہ ان ماعداء (ای ماعداء القرآن) من كتب الناس و انہم و معقولا تمہیں ہمارے لاشعہ بہا و بین ظنون کا ذبہ لا یعنی من الحق شیئاً ان سبکو جانے دو ان نادان مولویوں نے تو حضرت ابن عمر کے مقولہ پر بھی

فتویٰ نفر کا دیدیا کیونکہ وہ بھی قرآن و حدیث کے سوا سبکو ہلاکت کا سبب بتاتے ہیں قال ابن عمر لجاہز ابن زید ذلک من قہم البصرۃ فلا تقع الا بقران ناطق ارسنة ماضیۃ فانک ان فعلت غیر ذلک ہلکت و اہلکت *

چوتھا کلمۃ الکفر — سید کا یہہ قول ہی کہ غلط خیال اجماع کا ٹھیک اسلام نہیں ہی *

یہہ قول بلاشبہ سید کا ہی اور بالکل ٹھیک اور ٹھیک مسلمانوں کا سا ہی *

اجماع جیسا کہ ہم حقیقت اُس کی + چند مرتبہ لکھ چکے ہیں ایک غلط خیال ہی کیونکہ جو امر نص صریح یا حدیث متواتر یا مشہور یا صحیح سے ثابت ہو اُس کے لیئے وہ نص اور حدیث حجت ہی نہ اجماع اور جو امر منصرص نہیں ہی اُس پر اجماع کا دعویٰ ہی ایک غلط دعویٰ ہی اس لیئے کہ کوئی غیر منصرص مسئلہ آج تک ایسا نہیں ہی جسپر اجماع ہوا ہو من ادعی فلیعہ الیہان اور اگر غیر منصرص مسائل کی نسبت اجماع کے انکار سے سید کانر ٹھہرایا گیا ہی تو اُن سے بڑے کانر اُنکے ہم نام امام احمد ٹھہریں گے جنکا قول ہی من ادعی الاجماع فهو کاذب *

لو میں ایک اور بڑے کانر کا نام بتاتا ہوں جس نے سید سے بھی بڑے کر لکھا ہی یعنی امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید اُندلسی قال الامام دعویٰ الاجماع فی غایۃ الفساد لانہ یبطل علیہم جمہور احوالہم ویلزہم ان لا یلزموا ذکرۃ الاحیث ارجحہا الاجماع و لانریضۃ حجج او صلوۃ الاحیث صح الاجماع علی رجحانہا و لاسر الزنا لا حیث جمہور الامۃ انہ زنا و من لزم هذا المذهب خرج من دین الاسلام بلا شک *

ہم یہ سبیل تسلیم و تنزل اب یہہ کہتے ہیں کہ اگر اجماع ثابت بھی ہو کسی غیر منصرص مسئلہ میں تو وہ ایک امر ظنی ہوگا نہ یقینی اور ظنی مسئلہ ٹھیک اسلام کا مسئلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام امر یقینی ہی نہ ظنی اسی لیئے امام الحرمین ابراہیم علی نے فرمایا ہی کہ کیف تکفر من خالف الاجماع و نحن لانکفر من رد اصل الاجماع اس آخری زمانہ کا ایک پیچکار مولوی بھی سید کا ساتھی ہی جس نے اپنی کتاب دراسۃ میں لکھا ہی کہ ایس فی نفس اجماع الامۃ بمجربۃ عندي مایوجب القطع *

+ دیکھو مضمون تقلید و عمل بالحدیث جلد دوم اور اجماع جلد سوم تہذیب الاخلاق —

پانچواں کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہے کہ قیاس ٹھیک اسلام

نہیں ہے *

بلاشبہ ٹھیک اسلام وہ ہے جس کے من اللہ ہونے میں ذرا بھی شک نہ ہو اور جو کہ قیاس ایسا نہیں ہے اس لیے یہ ٹھیک اسلام بھی نہیں اگر یہ قول نادر ہے تو تمام حنفیہ (نعمت باللہ منہا) کافر ہیں کیونکہ کوئی بھی قیاس کو امر یقینی نہیں کہتا نورالانوار میں لکھا ہے ”ان قیاس ظنی“ اور امر ظنی ٹھیک اسلام نہیں ہو سکتا انوسوس ہے ان کلمہ ملاؤں پر کہ ”ان قیاس ظنی“ بھی کہتے ہیں اور جو اُسے ٹھیک اسلام نہ کہے اُسے کافر بھی ٹھہراتے ہیں اس پر یہ دعویٰ

الاطلس وان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً *

پھر سب سے بڑا کفر امام شافعی کافر ہیں (و حاشا جنابہ من

نسبۃ الکفر) جن کا یہ قول تھا کہ من استحسن ذلک اراد ان یکون

شارعاً و لاحیة فی قول احد دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ان

ذکرنا لا فی قیاس و لا فی شی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی

طرف سارے قیاسات اصول بزدلی اور منار اور اشیاء و نظایر کے

منسرب کیئے گئے ہیں اور جن کا واقع میں اُن سے منقول ہونا بھی

پیشروں کی ثابت نہیں خود فرمایا کرتے تھے کہ ”ہذا رای النعمان بن ثابت“

شعبی سب سے بڑا کافر ہے (و نعمت باللہ منہ) جس نے قیاس کے

ذکر و سناؤں کی ثروت سے مسجد کا جانا چھوڑ دیا تھا اور اصحاب الراے

کے سبب سے مسجد کو پاخانہ سے بدتر کہتا تھا (و نعمت باللہ منہ)

فیہ المشعبي لا یحضر المسجد فقال لقد ابغض الی ہر لاد هذا المسجد

حتی صار ابغض الی من کناۃ داری فقیہ لہ من ہر لاد یا ہا ہر فقال

اصحاب الراے امام شافعی کو تو میں بھول ہی گیا جو کفر میں سید

کا شریک ہے حیف قال لایقوم معہ [اے مع الرحمن] حجة و لا قیاس

میرے نزدیک باوجود اس کے کہ خود مجتہدین کبار نے قیاس کو

اصول دین سے نہیں ٹھہرایا اور نہ اپنی راے اور سمجھ کو کوئی حجت

سمجھی اور سارے قیاسات و اصول کا یہ ثبوت بھی نہیں کہ وہ

ائمہ کبار کے قول ہیں اور سارے اصولی بلکہ نل مقلدین بھی قیاس

کو امر ظنی کہتے ہیں سید قیاس کو ٹھیک اسلام نہیں کہتا تو اُس کے

کفر میں کیا شعبہ ہے و کفر اذہ لا یومن علی کل سرہار متشدق سماء

لشبابہ الناس و اراذلہم عالم و ام یمشی فی العلم یوماً سالماً *

چھٹا کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہے کہ اصول فقہ قواعد

مجتہدین ہیں ٹھیک اسلام نہیں ہے *

اس قول کا کلمۃ الکفر ہونا بھی عجیب ہی ہے نہیں جانتے کہ

کسی شخص نے آج تک قواعد موضوعہ اصول فقہ کو منصوص من الشارع

سمجھا ہو علماء اسلام نے بلحاظ قواعد و طریقہ بیان عربی کی زبان

کے اور بلحاظ اقسام دلائل کے جو صرف عقلی ہیں چند قواعد ایسے

پناتے ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے کتاب و سنت سے احکام استخراج کرتے

ہیں اور وہ قواعد کچھ کتاب و سنت ہی سے خصوصیت نہیں رکھتے

بلکہ ہر ایک مضمون سے جو زبان عربی میں لکھا ہو اور ہر ایک

نظام سے جو زبان عربی میں بڑا جارے علاقہ رکھتے ہیں جیسا کہ

نورالانوار میں لکھا ہے ”امام ان اصول الشرع ثلثة * * * و انما

یتل اصول الفقہ لان ہذا الاصول نما انہا اصول الفقہ فذلک ہی

اصول الکلام ایضا“ ملا مبین علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ”ہر علم بقواعد

یتوصل بہا الی استنباط مسئل الفقہ اے استخراج الاحکام الفقہیۃ

ای مسائلہا من دلائلہا التفصیلیۃ“ پس یہ ضرور نہیں ہے کہ جو مسئلہ

اُن اصول پر نکالا جارے وہ بالکل صحیح ہی ہو بلکہ احتمال ہی کہ غلط

استدلال کیا گیا ہو اور اس لیے اُس کو ٹھیک اسلام نہیں کہہ سکتے

اگر اصول فقہ ٹھیک اسلام سمجھے جارہیں تو بڑی مشکل ہو شافعیہ

حنفیوں کو حنفی شافعیوں کو کافر سمجھیں اسلامیہ کہ اُن کے اصول

فقہ باہم مختلف ہیں پس اسلام بھی ہمارے زمانہ کے مسلمانوں کا

ایک عجیب اسلام ہے کہ انہیں باتوں کو جن کا ہوا اور ٹھیک اسلام نہ ہونا

خود اُن کے امام و مجتہد کہتے ہیں اور جس کے ٹھیک اسلام کہنے سے

اُن کے مانے ہوئے امام اور بزرگ کافر ہوئے جاتے ہیں جبکہ سید کے

مردم سے نکلتے ہیں تو کفر ٹھہراتے ہیں *

اگر اصول فقہ کو قواعد موضوعہ کہنا اور اُس کو من اللہ نہ جانتا

اور مثل ایات منصوصہ کے واجب القبول نہ سمجھنا کفر ہی تو بڑے کافر

سید کے ہمنام امام احمد ہیں (و نعمت باللہ منہ) جن کی نصیحت یہ

ہی لا تقلدنی و لا تقلدن مالکاً و لا لوزاعی و لا النظمی و لا غیرہم

و خذا الاحکام من حیث اخذہ من الکتاب و السنۃ *

ابن حزم پیچھا رہے بھی کفر میں سید کا ساتھی ہی جس کا یہ

قول ہے کہ لا یتصل لاحد ان یأخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و سلم بلا برہان اور یہ بات ظاہر ہے کہ اصول فقہ میں سے کوئی

اصول من اللہ یا من الرسول نہیں ہے *

ساتراں کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہے کہ خطائے اجتہادات

ٹھیک اسلام نہیں ہے *

اس کلمۃ الکفر میں بھی تمام مسلمان اور تمام حنفی داخل ہیں

کیونکہ اجتہادات کو کوئی حنفی امر یقینی نہیں سمجھتا بلکہ ظنی

سمجھتے ہیں اور امر ظنی تمہیک اسلام نہیں ہوتا اس لیے کہ اسلام امر یقینی ہی نہ امر ظنی قرار انرار میں لکھا ہے ” و حکمہ الاصابة بغالب الراى ای حکم الاجتهاد لذكره قريبا و حکم القياس لذكره فى الاجمال اصابة الحق بغالب الراى ہوں الیقین حتی قلنا ان المجتہد یضل و یریب “ پس کون شخص ہی جو خطای اجتہادات کو تمہیک مذہب اسلام سمجھتا ہی ہم نہایت اندرس سے کہتے ہیں کہ سید کی تکفیر کے قدری نے لاکھوں مسلمانوں اور عالموں اور مجتہدوں اور اماموں کو کا فر بنا دیا *

آپہاں کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہی کہ اکثر عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت غلطی کی ہی *

یہ قول سید کا سچ اور سچا سچ ہی اور کوئی منصف مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت ایسی ایسی غلطیاں کی ہیں کہ اگر وہ قول غلط نہ مانے جاویں تو ضرور قرآن کا غلط اور غیر منزل من اللہ بلکہ مصدرف ہوتا اس کا ماننا پڑیگا اگر سید اس قول سے کانٹا ٹھرتا ہی تو زہی نصیب اس کے بعض عالموں نے قرآن کی نسبت ایسی روایتیں لکھی ہیں کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ قرآن موجودہ نہ جامع ہی نہ مانع *

میں جامع نہ ہونے کی نسبت چند اقوال نقل کرتا ہوں علامہ سیوطی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہی کہ قال (ابن عمر) لا یقر ان احد نم قد اخذت القرآن نلہ و ما یدریہ ما کنت قد ذهب منه نثر اور حضرت عائشہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہی کہ قالت کنت سورۃ الاحزاب بقرأتی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماتی آیتہ فلما کتب عثمان المصاحف لم تقدر منہا الا علی ما هو الان اور ابی ابن کعب سے نقل کی گئی ہی کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت قرآن مجید سے نکل گئی ہی اذا زلزل الشیخ والشیخۃ فارجموا ہما البتۃ ذلک من اللہ واللہ عزیز حکیم اور ابو موسیٰ اشعری کی طرف سے یہ روایت نقل کی گئی ہی کہ ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے کہ اب اس میں سے صرف یہ ایک آیت یاد رہ گئی ہی کہ یا ایہا الذین آمنوا لم تقرانوا مالا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم مینے تیسوں ہمارے دیکھے یہ آیت نہ ملی خدا جانے چھاپے والے بھول گئے یا حضرت جبرئیل بھیہر لیگئے علامہ اس کے اڑر بہت سی لغو روایتیں جن سے قرآن کا جامع ٹھہرنا پایا جاتا ہی کتابوں میں بھری ہوئی ہیں *

قرآن کا مانع ٹھہرنا بھی حضرات علما کی مہربانی سے بشوہی ثابت ہی عبداللہ ابن مسعود کی طرف سے روایت کی گئی ہی کہ وہ سورۃ

فاتحہ اور معوذتین کو قرآن نہ سمجھتے تھے کہا قال الامام فخر الدین الرازی ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ الفاتحۃ والمعوذتین من القرآن اور وہ اپنے قرآن میں ان سورتوں کو لکھتے بھی نہ تھے اخرج احمد و ابن حبان سنہ (اے من ابن مسعود) انہ کان لا یکتب المعوذتین فی مصحفہ پھر ان عالموں کو اسی پر سیڑی نہ ہوئی کہ عبداللہ بن مسعود کے انکار اور اپنے ہی قرآن میں ان سورتوں کے نہ لکھنے پر قضاہ فرماتے بلکہ یہ بھی لکھ دیا کہ عبداللہ بن مسعود جس قرآن میں ان سورتوں کو لکھا پاتے مٹا دیتے تھے من ابن یزید النضمری کان عبداللہ بن مسعود ینکب المعوذتین من المصحف و کان عبداللہ لا یقر اہما *

ایسے عالموں کے قولوں پر جنہوں نے قرآن کو ثقہ کے دیوان سے بھی زیادہ غیر جامع مانع بنا دیا اگر سید نے کہا کہ اکثر عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت غلطی کی ہی تو بلا شبہ بڑا کفر کیا مگر وہ محقق عالم بھی سید کے ساتھی ہیں جنہوں نے ایسی روایتوں کو باطل غلط اور پوچ اور راویوں کو چھوڑا ٹھرایا ہی اور کہا ہی کہ یہ اقوال عبداللہ بن مسعود پر تہمتیں ہیں *

مگر اندرس کہ ہمارے زمانہ کے کٹھ ملاؤں کی طرح اگلے زمانہ میں بھی یہ حمایت قرآن کی سند نہ ہوئی بلکہ راویوں کی حمایت پر آمادہ ہوئی جیسا کہ ابن عمر نے فرمایا کہ قدصح من ابن مسعود انکار ذلک اور علامہ سیوطی نے لکھا کہ اسانیدھا صحیحۃ اور اسی ابن عمر نے یہ بھی لکھا کہ فقول من قل انہ کذب علیہ مردود والمان فی الروایات الصحیحۃ لا یقبل بل الروایۃ صحیحۃ *

پھر بعض عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت ایسی غلطی کی ہی کہ جس سے ہرگز قرآن کا قرآن ٹھہرنا ثابت ہی نہیں ہو سکتا اور فصاحت کے اعجاز کا دعویٰ بھی باطل اور خدا کا بندوں سے توارف ثابت ہوتا ہی — اکثر عالموں نے لکھا ہی کہ فلاں صحابی نے فلاں بات کہی پھر اسی طرح انہیں لفظوں اور اسی عبارت سے خدا نے آیت نازل کر دی اگر یہ بات مان لیجائے تو کہاں رہتا ہی نزول قرآن کا خدا کی طرف سے اور کہاں باقی رہتا ہی دعویٰ اعجاز کا — اگر کسی کو اس جنس کی روایتیں دیکھنا ہو تو وہ اتفاق اور درمنثور وغیرہ عمدہ کتابوں کو اٹھائے خرمس کے خرمس اور تفسیر کے تفسیر اس نایاب متاع کے جس نے کفر کو بھی ارزاں کر دیا ہی وہ پاریکا نہر نہ اس کا میں دکھاتا ہوں ابن ابی حاتم کی سند سے حضرت عمر سے روایت کی گئی ہی کہ انہوں نے فرمایا کہ منجملہ ان باتوں کے

سمجھتے ہیں اور امر ظنی تمہیک اسلام نہیں ہوتا اس لیے کہ اسلام امر یقینی ہی نہ امر ظنی قرار انرار میں لکھا ہے ” و حکمہ الاصابة بغالب الراى ای حکم الاجتهاد لذكره قريبا و حکم القياس لذكره فى الاجمال اصابة الحق بغالب الراى ہوں الیقین حتی قلنا ان المجتہد یضل و یریب “ پس کون شخص ہی جو خطای اجتہادات کو تمہیک مذہب اسلام سمجھتا ہی ہم نہایت اندرس سے کہتے ہیں کہ سید کی تکفیر کے قدری نے لاکھوں مسلمانوں اور عالموں اور مجتہدوں اور اماموں کو کا فر بنا دیا *

آپہاں کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہی کہ اکثر عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت غلطی کی ہی *

یہ قول سید کا سچ اور سچا سچ ہی اور کوئی منصف مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت ایسی ایسی غلطیاں کی ہیں کہ اگر وہ قول غلط نہ مانے جاویں تو ضرور قرآن کا غلط اور غیر منزل من اللہ بلکہ مصدرف ہوتا اس کا ماننا پڑیگا اگر سید اس قول سے کانٹا ٹھرتا ہی تو زہی نصیب اس کے بعض عالموں نے قرآن کی نسبت ایسی روایتیں لکھی ہیں کہ جس سے ثابت ہوتا ہی کہ قرآن موجودہ نہ جامع ہی نہ مانع *

میں جامع نہ ہونے کی نسبت چند اقوال نقل کرتا ہوں علامہ سیوطی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہی کہ قال (ابن عمر) لا یقر ان احد نم قد اخذت القرآن نلہ و ما یدریہ ما کنت قد ذهب منه نثر اور حضرت عائشہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہی کہ قالت کنت سورۃ الاحزاب بقرأتی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماتی آیتہ فلما کتب عثمان المصاحف لم تقدر منہا الا علی ما هو الان اور ابی ابن کعب سے نقل کی گئی ہی کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت قرآن مجید سے نکل گئی ہی اذا زلزل الشیخ والشیخۃ فارجموا ہما البتۃ ذلک من اللہ واللہ عزیز حکیم اور ابو موسیٰ اشعری کی طرف سے یہ روایت نقل کی گئی ہی کہ ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے کہ اب اس میں سے صرف یہ ایک آیت یاد رہ گئی ہی کہ یا ایہا الذین آمنوا لم تقرانوا مالا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم مینے تیسوں ہمارے دیکھے یہ آیت نہ ملی خدا جانے چھاپے والے بھول گئے یا حضرت جبرئیل بھیہر لیگئے علامہ اس کے اڑر بہت سی لغو روایتیں جن سے قرآن کا جامع ٹھہرنا پایا جاتا ہی کتابوں میں بھری ہوئی ہیں *

میں جامع نہ ہونے کی نسبت چند اقوال نقل کرتا ہوں علامہ سیوطی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہی کہ قال (ابن عمر) لا یقر ان احد نم قد اخذت القرآن نلہ و ما یدریہ ما کنت قد ذهب منه نثر اور حضرت عائشہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہی کہ قالت کنت سورۃ الاحزاب بقرأتی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماتی آیتہ فلما کتب عثمان المصاحف لم تقدر منہا الا علی ما هو الان اور ابی ابن کعب سے نقل کی گئی ہی کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت قرآن مجید سے نکل گئی ہی اذا زلزل الشیخ والشیخۃ فارجموا ہما البتۃ ذلک من اللہ واللہ عزیز حکیم اور ابو موسیٰ اشعری کی طرف سے یہ روایت نقل کی گئی ہی کہ ہم ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے کہ اب اس میں سے صرف یہ ایک آیت یاد رہ گئی ہی کہ یا ایہا الذین آمنوا لم تقرانوا مالا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم مینے تیسوں ہمارے دیکھے یہ آیت نہ ملی خدا جانے چھاپے والے بھول گئے یا حضرت جبرئیل بھیہر لیگئے علامہ اس کے اڑر بہت سی لغو روایتیں جن سے قرآن کا جامع ٹھہرنا پایا جاتا ہی کتابوں میں بھری ہوئی ہیں *

قرآن کا مانع ٹھہرنا بھی حضرات علما کی مہربانی سے بشوہی ثابت ہی عبداللہ ابن مسعود کی طرف سے روایت کی گئی ہی کہ وہ سورۃ

قرآن مجید کی حالت کی نسبت غلطی کی ہی پس اگر سید اُن کے غلط کہنے پر کافر نہ بنے تو وہ جنت میں خدا کے پاس اپنے اپنے جگہ کیونکر بنارے سبحان اللہ کیا اسلام ہی کہ جو ارگ قرآن کو نہ جامع مانیں نہ مانع نہ ہندوں کے توار سے ساتھ خدا کے شرمادیں اور حدیثوں اور تفسیروں کی کتابوں میں ایسی لغو اور پوچھ رراتیں اپنی سادہ لوحی سے بھر دیں اور اُن پر ایمان و اعتقاد رکھیں گو سارا کار خانہ اسلام کا جسکا مدار صرف قرآن پر ہی درہم بڑھم ہو جائے وہ تو امام اور فقیہ اور محدث اور عالم ٹھہریں اور جو قرآن کی حمایت کرے وہ مولویوں کے کفر کے فتویٰ کا نشانہ بنے انکفروں الذی یعتقد ان القرآن کتاب منزل لایاتیمہ الباطل من بین یدیک و لامن خلفہ و لا یؤمن علی من یحرف الکلم من مواضعہ و ینطق فی القرآن بظبطہ و جہلہ *

ہاں ایک بات تو میں بھول گیا کہ ہمارے زمانہ کے علما قرآن مجید کے اُس غلطنامہ کی نسبت نعرہ بالہ منہا کیا فرماتے ہیں جو بڑے بڑے عالموں نے مرتب کیا ہی اور جس سے تفسیریں اور بڑی بڑی کتابیں بھری ہوئی ہیں کہ اُس کے دیکھنے سے معارف ہوتا ہی کہ بعض مسلمان عالموں نے قرآن مجید کو کس قدر غلط اور مصحح اور غیر صحیح ٹھہرایا ہی نہونہ اُس کا لکھتا ہوں *

جن سے خدا نے میری موافقت کی ایک یہہ ہی کہ جب آیت اقدخاقتنا الانسان من سلالة من طین نازل ہوئی مینے کہا کہ فتبارک اللہ احسن المصالحین پس خدا نے اُسے ویسا ہی نازل کر دیا کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین سعد ابن قتادة کی طرف نسبت کیا گیا ہی کہ حضرت عائشہ کی تمہمت کی نسبت اُنہوں نے کہا کہ سبحانک هذا بہتان عظیم پس بھنسنہ انہیں لفظوں سے خدا نے یہہ آیت نازل کر دی کہ سبحانک هذا بہتان عظیم مصعب بن عمیر کی طرف سے روایت کی ہی کہ جب جنگ احد میں اُنکے ہاتھ کٹ گئے اور پیغمبر صاحب کے شہید ہونے کی خبر آئی تو وہ اُڑتے جاتے تھے اور یہہ کہتے تھے کہ ما محمد الرسول قد خلت من قبلہ الوسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم بعد چند روز کے انہیں لفظوں سے یہہ آیت نازل ہوئی حضرت عمر کی موافقت خداسی اس آیت میں مشہور ہی کہ اُنہوں نے ایک یہودی سے کہا کہ من کان عدواً للہ و ملائکۃ و رسلہ و جبریل و میکال فان اللہ عدو للکافریں اور پھر نازل ہو گئی یہہ آیت اُسی طور پر جسطور پر کہ حضرت عمر کی زبان سے نکلی تھی سید کہتا ہی کہ یہہ تمام روایتیں اور نیز ایسی ہی اور بہت سی باتیں جو قرآن کی طرف منسوب ہیں محض غلط ہیں اور اُن عالموں نے

صحیح آیت جو قرآن سے رلا گئی	غلط آیت جو قرآن میں ہی	سند غلطی کی
فی ظہرہم الصمیۃ حمیۃ الجاہلیۃ کما حوروا لفساد المسجد الحرام فانزل اللہ سکیۃ علی رسولہ صراطہ علیہ وسلموا تسلیماً علی الذین یصلون انصرف الاول	کما حوروا — سے اخیر تک قرآن میں لکھنے سے رلا گیا و علی الذین سے اخیر تک قرآن سے ندارد ہو گیا	مستدرک حاکم اور در منثور سیوطی ہر روایت ابی ابن کعب *
و ہواب لہم راز واجہ امہاتہم	و ہواب لہم قرآن مجید سے آڑ گیا ...	اتقان ہر روایت حمیدہ *
ثمضوا الی ذکر اللہ	فامضوا الی ذکر اللہ	حاکم ابن مردیہ بیہقی عبدالرزاق سعید بن منصور وغیرہ ہر روایت ابن عباس *
انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین	ان اللہ هو الرزاق	مرطی امام مالک ہر روایت عمر بن خطاب *
و رومی ربک	و قضی ربک	صحیح ترمذی ہر روایت عبداللہ بن مسعود *
و النہار اذا تجلی و الذکر و الانثی	و الذکر و الانثی قرآن مجید سے ندارد ہو گیا	اتقان ہر روایت ابن عباس *
... ..	مئل ثورہ کمشکوۃ	صحیح مسلم و صحیح بخاری و ترمذی ہر روایت ابی داؤد *
... ..	در منثور ہر روایت ابن عباس *	در منثور ہر روایت ابن عباس *

القران ماہوا فق کتبہم [میزبان الاستدال ذہبی] پس اس زمانہ کے مقتدیوں کو شرم کرنی چاہیئے کہ وہ کس کس بزرگ کی نسبتاً نفر کا فتویٰ دیتے ہیں *

دسراں کلمۃ الکفر — احادیث کی کتابوں کی کوئی حدیث قابل یقین نہیں ہے *

ہم نہیں جانتے کہ یہہ کسکا قول ہے غالباً کسی مقتدی نے انتہا کیا ہے سید کا قول یہہ ہے ” کہ جب تک حدیث کی صحت بقدری برقل نہ لیجاوے اُس وقت تک اُس کی صحت تسلیم کرنی نہ چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے اسلام میں خلل آتا ہے اور صرف اس بات پر کہ یہہ حدیث فلاں کتاب میں مندرج ہے پورسا کرنا محض بیجا ہے کہ وہ کتاب صحیح بخاری ہی کیوں نہ ہو “
تہذیب الاخلاق جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ *

ایک مقام پر اُنہوں نے لکھا ہے کہ احادیث بالعمنی اور احادیث در حکم مرفوع اور احادیث مرفوعہ اور احادیث متنازع اور احادیث معقل اور احادیث مدلس اور احادیث منسل اور احادیث مندرج اور احادیث معنی تمام کتب احادیث میں یہاں تک نہ بخاری و مسلم میں بھی موجود ہیں پس جو کچھ وہ کہتے ہیں اسقدر کہتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث کو صرف اس وجہ سے کہ فلاں حدیث کی کتاب میں مندرج ہے حدیث نبوی کہنا نہیں چاہیئے بلکہ اُن اصول و فقہانہ سے اُنکا امتحان کرنا لازم ہے اگر اُس میں بھی وہ ٹھیک اور پوری اُترے اُس وقت اُسکی نسبت حدیث نبوی ہونے کا ظن غالب کہنا چاہیئے کیونکہ اُس امتحان کے بعد بھی اس سبب سے کہ اُس حدیث کی روایت ہی اس قسم کی ہے جس سے حدیث نبوی ہونے کا ثبوت نہیں ہے اُس حدیث کو بالجزم اور بالیقین حدیث نبوی نہیں کہہ سکتے “ تہذیب الاخلاق جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ *

اس تعویذ سے تو وہ قول نہیں نکلتا جو مقتدیوں نے افترا کیا ہے شاید اُنہوں نے اُن بزرگوں اور عالموں کو کافر ٹھہرایا ہے جو خیر احاد کو مفید یقین نہیں سمجھتے اگر یہی ہے تو تمام مسلمان اور خصوصاً حنفیہ نعمذ باللہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر تمام اُنکے مذہب کے مقلد یہاں تک کہ تکفیر کا فتویٰ دینے والے بھی کافر ہونگے کیونکہ حافی مذہب یہی ہے کہ خیر احاد مفید یقین نہیں :-
ذوالانوار فی اصول المنار میں لکھا ہے خیر الواحد وہو کل خیر یورثہ

الواحد والاثنان فصاعدا *** بلا عذرۃ للعبدنیہ ان یکون دون المشہور

والمتواتر یعنی فی القرون الثلاثہ امام بیاضی روایت حدیث مشہور والمتواتر

سید اپنے اُس مستحکم ایمان سے جو قران مجید پر رکھتا ہے اس قسم کی روایتوں سے جن سے ایسی غلطی قران مجید کی ثابت ہوتی ہے انکار محض کرتا ہے اور سید پر کیا موقوف ہے علماء متعقین نے بھی صاف انکار کیا ہے چنانچہ ایک محقق نے ان روایتوں کے ماننے والوں پر تعجب کر کے لکھا ہے کہ و ما اری مثل هذه الروایات الا من کید انزا دقة فی هذه الا احادیث انما یریدون ان یکیدوا الاسلام بمثل هذه الروایات مگر اُن نادان مولویوں کو کب یہہ بات گوارا ہوتی (اسیئے ان متعقین کی ایسی باتوں کی نسبت اُنہوں نے فرمایا کہ تکذیب المنقول بعد صحتہ ایس من داب اهل التہذیل *

اے میرے پیارے منصف نوجوان ذی علم مسلمانوں خدا کے ایہہ انصاف سے سرچر کہ اسلام اس کا نام ہے کہ اُدھر تو ہم ایسے غلط نامہ کو بھی مانتے جاویں اور ان روایتوں کی صحت پر اصرار بھی کرتے جاویں اور ادھر پھر قران کی نسبت امتیاز اور فصاحت اور عدم تہریف کا دعویٰ بھی کرتے جاویں اور جو شخص مثل سید احمد کے اسلام کی محبت اور قران کی حمایت میں جیسا کہ خدا نے خود فرمایا ہے کہ نحن نزلنا الذکر و نالہ لکنشون قران مجید کو ساری ان تہریفات اور غلطیوں سے پاک جانے اور ان پند لغو نامقول غیر صحیح روایتوں کو جسکی نہ راوی کی صحت نہ سند کا ٹھکانا نہ مانے اور اُن لوگوں کو جنہوں نے ان روایتوں کو اپنی نادانی یا سادگی یا غلطی سے مان لیا معصوم نہ سمجھکر اُن سے مخالفت کرے اُسے کافر بناویں نہا لہولاء الذم لا یکادون یفہمون حدیثاً ای خدا تو یہہ نفر جیسا کہ سید احمد کا ہے سب مسلمانوں کے دلوں میں ایسا قال دے کہ جس سے اُن کی ساری تاریکی جاتی رہے *

نواں کلمۃ الکفر — سید کا یہہ قول ہے کہ تفسیریوں یہودیوں کے نصروں سے بھری ہوئی ہیں اور رومن کیتھولک فرقہ سے اخذ کی گئیں ہیں *

یہی قول بعینہ حضرت ابو الامداد ابراہیم اور جناب ملا علی قاری اور حضرت علامہ سیوطی اور جناب حضرت امش اور جناب ابن حبان اور اُور بہت سے علماء کا ہے اور غالباً کل علماء متقدمین کا یہی مذہب ہے پس اگر اس قول سے سید کافر ہے تو وہ علماء اُس سے بڑے کافر ہیں ہمارے مضمون تفسیر کو جو تہذیب الاخلاق میں چھپا ہے دیکھنا چاہیئے قال ابو بکر بن العیاش قلت لا عیش ما ہال

تفسیر مجاہد قال اخذ ہا من اهل الکتاب * * * قال ابن حبان کان

[ای المقاتل امام المفسرین] یا اخذ من الیہود والنصارى من علم

امام ابو حنیفہ صاحب بھی (نعرۃ باللہ منہ) کافر ہیں جو حدیث لا یزنی المرء الخ کو صرف اس وجہ سے کہ یہ حدیث مختلف قرآن کے ہی غلط ٹھہرا چکے ہیں چنانچہ ان قولوں کو ہم تفسیر و حدیث اور تقلید کے مضمونوں میں اکٹھے چکے ہیں جنکو دیکھنا ہر تہذیب الاخلاق دیکھے اے میرے نزدیک ان قولوں سے زیادہ کچھ اور قریل سید کا نہیں ہے کہ وہ کافر ہو جاوے اور یہ بڑے بڑے حضرات کفر سے بچ رہیں نہیں اول یہ بزرگوار پیچھے سید *

گیارہواں کلمۃ الکفر — وجود شیطان نہیں ہے *

یہ غلط ہے کہ سید وجود شیطان سے منکر ہے ہاں جسمانی خارج من الانسان سے منکر ہے اور اس قول میں بھی اُسکے ساتھی بہت سے ہیں میں بڑی غرضی سے مبارکی دیتا ہوں مولوی عبدالہی صاحب فرنگی مصلیٰ کو جنہوں نے انکار وجود خارجی شیطان سے سید کے کفر پر دستخط کیئے ہیں کہ اُن کے والد ماجد ملا عبدالحلیم صاحب خدا اُن کو جنت میں جگہ دے سید کی طرح وجود خارجی شیطان سے انکار کرچکے ہیں کہ اُن کی شرح التشریۃ ان الشیطان غیر خارج عن الانسان بل ہو فیہ کیا اس سے زیادہ سید نے اور کچھ کہا ہے فنعلم الرفاق بینہ و بین ابیہ *

کیا غم ہے اگر سید جنت میں مولوی عبدالہی کے ساتھ نہوا نہ سہی درخ میں اُن کے باپ کے ساتھ تو ہوگا اور ہوگی درخوں کی حالت جو کچھ ہوگی اگر ایسے انکار سے کچھ ہونے والی ہے * بارہواں کلمۃ الکفر — وجود ملائکہ نہیں ہے *

یہ قریل سید کا نہیں ہے اور وہ کسی ایسی متضاد کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ نہیں پاتے جو مافرق الانسان ہو ہاں بلاشبہ اُس کا یہ یقین ہے کہ ملک کے لفظ کا اُن قرآنی ملکہوتی پر بھی اطلاق کیا گیا ہے جو خود انسان میں ہیں پس جو کلمۃ الکفر اُس کی طرف نسبت کیا گیا ہے اُس میں اور اُس کے قول میں زمین آسمان کا فرق ہے *

تیرہواں کلمۃ الکفر — وجود آسمان نہیں ہے *

ذالک افتراء بلا امتواء ہوگیز یہ قول سید کا نہیں ہے وہ ہرگز آسمان کے وجود سے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے منکر نہیں ہاں وہ آسمان کے اُس معنیوں سے جو یونانی کافر فلاسفوں نے نوادیسٹہ ہیں اور جنکو مسلمانوں نے کافروں کی تقلید سے اپنی دینی کتابوں میں شامل کیا ہے انکار کرتا ہے و ہذا ہوالحق * سب سے پہلے ایسے وجود آسمان کے انکار کرنے والے حضرات مرس علیہ السلام ہیں اُنہوں نے قرآن میں نوامیاء

فلا مبرۃ بعد ذلک ہاں قدر کان لان کلا سوا فی ان لا تخرجہ من الاحادیث و انہ وجوب العمل دون العلم بالیقین بالکتاب *** و قیل لا عمل الا من العلم بالنص *** فلا یوجب العمل لانہ لا یوجب العلم او یوجب العلم لانہ یوجب العمل لانہما اللزیم او الثبوت اللزیم *

جن مولوی صاحبوں نے بخاری اور مسلم کی سب حدیثوں کو قابل یقین یا لائق تحقیق نہ جاننے پر سید کے کفر کا فتویٰ دیا ہے اُنکو میں مؤذہ دیتا ہوں کہ اُنہوں نے اپنے جد امجد پر جنکے نام سے فرنگی مصلیٰ کی عزت ہی یعنی ملک العلماء و فقہاء العرب رضی اللہ عنہ کو اس کفر کے فتویٰ کا اثر پہونچایا ہے کیا غم ہے اگر ایک ایسے نامی کے ساتھ ایک سید بھی کافر ٹھہرا *

شرح مسلم میں ملک العلماء صاحب نے ایک بڑی بڑی تقریر سے یہ لکھا ہے کہ ابن صلاح رفیعہ جو اپنے آپ کو اہل حدیث سمجھتے تھے یہ خیال کرتے تھے کہ بخاری و مسلم کی روایت مفید یقین ہے اور یہ دلائل لاتے تھے کہ اُنکی صحت پر اجماع ہے یہ اُنکی نادانی ہے جو شخص ذرا بھی سمجھ رکھتا ہوگا وہ یہ نہ خیال کریگا کہ فقط بخاری و مسلم کی روایت ہی یقین پیدا کرنے والی نہیں ہے کیونکہ اُس میں بہت سی مختلف اور متناقض حدیثیں موجود ہیں کہ اگر وہ درنوں مختلف حدیثیں صحیح مانی جاریں تو اجتماع فیضین کا ماننا پڑتا ہے اور یہ خیال ابن صلاح رفیعہ کا جوہر فقہاء و محدثین کے برخلاف ہے کیونکہ لوگوں نے یہ بات بلاشبہ مانی ہے کہ اوروں پر بخاری و مسلم کو فضیلت ہے مگر اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اُنکی روایت بھی مفید یقین ہو بلکہ بھالت صحت وہ صرف مفید ظن ہوگی اور یہ کہنا کہ اُن درنوں کی روایتیں پیغمبر خواہ سے مسلسل ثابت ہیں اس پر تو ہرگز اجماع بھی نہیں ہے کیف و الاجماع علی صحتہ جمیع مانی کناہما لان درتہما منہم قدر یون وغیرہم • ن اہل البدع و قبول روایۃ اہل البدع مختلف فیہ فاین الاجماع علی صحتہ مرویات القدیریہ *

اس سے بڑے کرم میں امام فخرالدین کے ایک قول کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے تحقیق روایت اور راوی کے خلاف عقل ہونے کے سبب سے ایک مشہور حدیث کو غلط کہہ دیا وہ خود لکھتے ہیں کہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ حدیث جھوٹ بولنے ابراہیم کی ثابت ہے مینے کہا کہ غلط لوگوں نے کہا کہ اس سے راویوں کی تکذیب لازم آتی ہے مینے کہا اے شکین اگر راویوں کی ہم تصدیق کرتے ہیں تو ابراہیم خلیل کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے اور میں ابراہیم کو جھوٹ سے بچانا بہتر سمجھتا ہوں چند مجہول راویوں کی طرف جھوٹ کی نسبت ہونے سے

ستون ہیں جو کہ پہاڑوں پر رکھے ہوئے ہیں مگر انکھ سے دکھائی نہیں دیتے پھر والسقف المرفوع کے لفظوں سے تو انٹر مفسرین نے یہ بات ثابت کی ہے کہ جیسے اُن کے دالان کی مسطح چھت ہی دیکھ ہی آسمان بھی آسمان بھی مسطح چھت کے موافق ہی اور جن لوگوں نے آسمان کی کریمیت کا دعویٰ کیا ہے اُنہیں ان بزرگواروں نے کانٹا ٹھرایا ہے *

اغرض ایک دتتر چاہیئے کہ ہم ان ظاہر بینوں نادانوں کے قوالوں کو نقل کریں اس جگہ پر ایک نمونہ دکھا دیا ہے مگر ان لوگوں کی نادانیوں کا اظہار اُن مفسرین نے کر دیا جو کسیقدر منقول سے واقف ہوئے اور صاف کہ دیا کہ جو کچھ یہ لوگ سمجھتے ہیں وہ قرآن کے لفظوں سے ثابت نہیں صرف اُن کی غلط فہمی ہی درسی قسم کی غلطی جو اُن معقولی مفسرین سے ہوئی کہ اُنہوں نے یونانی ہیئتات کو تفسیروں میں داخل کر دیا مگر ان عالم مفسرین نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ ضرور ان لفظوں سے ثابت ہوتا ہے بلکہ قرآن کا امتیاز تو یہ ہے کہ صدہا برس پہلے محقق مفسرین اُس وجود فرضی آسمان سے انکار کر چکے ہیں جو یونانی فلسفیوں نے خیال کیا تھا چنانچہ امام رازی بھی سید کے ساتھ کانٹا ہیں کہ اُنہوں نے لکھا ہے اسماء عبارة من كل ما ارتفع — پھر یہ بھی لکھا ہے ذلک کے معنی

میں اور دائرة یفعلها الکرب بھرتہ میں سید کو خوشخبری سناتا ہوں کہ ہزار برس ہوئے کہ ایک بڑا مفسر بھی کفر یک گیا ہے جو وہ لکھتے ہیں یعنی ضحاک رضی اللہ عنہ کہا قال الامام فی تفسیرہ الکبیر الفلک لیس بجسم و انما هو مدار ہذہ النجوم و هو قول الضحاک پس جب اتنے بڑے بڑے بزرگان دین ان نثر سے کانٹا قرار پاتے ہیں تو سید احمد کو ایسے کفر سے کیا تر ہے *

چودھراں نامہ الکفر — سید کا یہ قول ہے کہ طوفان فرج عام نہ تھا *

کسی آیت قرآن مجید سے طوفان کا عام ہونا ثابت نہیں ہے اور نہ اُس کا عام ہونا منصرص قرآنی ہے مفسرین نے روایات یہودی طوفان عام سمجھ کر تفسیروں میں لکھ دیا ہے پس اگر یہودی روایتوں کے نہ ماننے سے سید پر کفر لازم آتا ہے تو مجبور ہی خدا رحم کرے *

پندرہواں کلمۃ الکفر — ہمیشہ حضرت نوح عام نہ تھے * یہ سید کے لفظ نہیں ہیں اُس کے لفظ یہ ہیں کہ ”عذاب اُسی قوم کے لئے آیا تھا جس کے لئے حضرت نوح بھیجے گئے تھے“ اور یہ قول اُن کا نہیں ہے بلکہ خدا کا قول ہے جہاں اُس نے فرمایا ہے و ہمئنا نوحاً الی قومه اور پھر فرمایا ہے و نصرناہ من القوم الذین انہوا ہایتنا انہم کانوا قوم سوء فخرناہم اجمعین *

و یقرآن بالذین لا یؤمنون و یقرآن بالذین لا یؤمنون و یقرآن بالذین لا یؤمنون یعنی فضا یا سماء یا جو کا جسے پانیوں کے اُردر خدا نے بنایا تھا آسمان نام رکھا — سب سے اول یہ کلمۃ الکفر حضرت موسیٰ نے بولا ہے پس اس زمانہ کے مرلوی حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کانٹا بتاتے ہیں نہ صرف سید کو *

میں بھول گیا خدا نے بھی تو یہی کہا ہے و انزلنا من السماء ماء یعنی ہوسایا ہم نے جو میں سے پانی — اس جگہ خدا نے بھی جو کو آسمان بتایا *

عربی لفظ سما اور عربی لفظ سماء اور فارسی لفظ آسمان کا اُن قوموں نے اُس نیلی نیلی گنبدی چھت کا نام رکھا تھا جو ہم کو دکھائی دیتی ہے اُس کا وجود ہمارے خیال میں معلوم ہوتا ہے الا حقیقت میں نہیں ہے زبان عرب میں بھی اُسی ہی پر اور بلندی پر سماء کا اطلاق ہوتا تھا قرآن مجید بھی اُسی زبان اور اُسی لغت میں اُترا ہے جس کے معنی ہم وہی لیتے ہیں جو عربی زبان میں تھے اُس کے بعد اہل علم نے اُس کے دوسرے معنی قرار دیئے پس کیا وجہ ہے کہ ہم اصلی معنی چھت کو یونانی کافروں کے معنی اختیار کریں *

ہم کو ایک لفظ بھی ایسا قرآن مجید میں نہیں ملتا جو اُس حقیقت پر دلالت کرے جو ذمفہ اور اصحاب ہیئت یونانی نے بیان کی ہے کہ انہا اجرام صلبة لا ثقيلة ولا خفیة غیر ذبلة للشرق والالہام *

قرآن مجید میں جو لفظ آسمان کا ہے اُس کی نسبت ہر قسم کی غلطیاں ہوئی ہیں ایک اُن مفسرین سے جن کو معقولات میں کچھ دخل نہ تھا درسی اُن مفسرین سے جو معقولی تھے پہلوں نے تو ہر لفظ کو قرآن کے اپنے عامیانہ خیالات اور سنی ہوئی کہانیوں پر ایسا منطبق کر دیا کہ قرآن کو اپنے بیدرد خیالوں کا مجسمہ بنا دیا جیسا کہ بعضوں نے لکھا ہے کہ پہلا آسمان زمرد کا ہی دوسرا چاندی کا تیسرا برقیق وغیرہ وغیرہ کا اور موٹائی ہر آسمان کی اور ناصلہ اُن کا پانچ پانچ سو برس کا ہے پھر بعضوں نے مطابق دستور کے ان کہانیوں کو سرل مقبول سے بھی منسوب کر دیا اور غلط غلط روایتوں کا ایک سلسلہ بنا کر کہہ دیا کہ قال قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (و احشا جنابہ عن ذلک) انہیں نادانوں نے فتحنا ابوب اسماء سے یہ خیال کیا کہ اُن کے گوروں کے سے پرنالے یا موریاں یا کھوکیاں آسمانوں میں بھی ہیں جن کو خدا نے طوفان کے وقت کھو دیا تھا دفع السموات بغیر محمد کے لفظوں کی یہ تفسیر کی کہ آسمانوں کے

خاتمہ

افسوس ہی کہ جناب مراد حاجی سید امداد العالی صاحب نے ایک سید کے نفر کے لیئے عام مذہب امامیہ سے بھی فتری لیا ہی اور بطور استدلال اُسکو چھاپا ہی مگر علماء امامیہ حضرت ابریکو و مدور عثمان کی تکفیر کا بھی فتری دیتے ہیں غالباً جناب حاجی صاحب اُس کو بھی مستند سمجھتے ہونگے افسوس جناب مراد سید امداد العالی صاحب کا حال سید کے حسد میں اس شعر کا مصداق ہو گیا —

اُس نقش پا کے سجده نے کیا کیا کیا ذلیل

وہ کچھ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

راقہ — م

مہدی علی

نمبر ۱۶۲

پنجاب

دروندان سب کمیٹی کانگڑہ

تقریر خان بہادر مہمد حیات خاں صاحب بہادر ستارہ ہند اسٹینٹ کمشنر بہادر ضلع کانگڑہ جو ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ ع کو مسلمانوں کی جماعت میں کی گئی *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین الصلوة والسلام علی سید المرسلین بعد حمد و ثنائے رب العالمین و نعم ختم المرسلین *

اے برادران دین قبل اس کے کہ میں آپ کو آج کی اس نیک مجلس کے جمع ہونے کی وجہ بیان کروں یہ اطلاع دینا واجب سمجھتا ہوں کہ آج کا یہ جلسہ نہ کسی سرکاری مطالب کی غرض سے ہی نہ آج کے مجمع میں کوئی کارروائی بھیثیت منصب سرکاری ہوگی *

اس مجلس میں میرا منصب بدون اس کے کہ جیسا اور اسلام کے خیر خواہ بھائیوں کو ہی اور کچھ نہیں ہی اس واسطے میری تقریر کا کوئی لفظ یا میری اس استدعا کا کوئی جزر بھیثیت منصب سرکاری نہیں سمجھنا چاہئے *

اے برادران اسلام یہ جلسہ صرف اس مراد سے ہی کہ آپ کے سامنے وہ خستہ حالت مسلمان برادران وطن کی بیان کروں جو دینی بھائیوں کے واسطے قابل امداد و توجہ ہی *

آپ میں سے بعض صاحبان جن کو اتفاق اخباروں کے ملاحظہ کا اور ہند کی تعلیم اور ترقی کی وجہ دریافت کرنے کا حاصل ہی اُن کو معلوم ہوگا کہ فی زمانہ حال ہمارے مسلمان بھائی ہند کے کسی

سید تو نبوت کو خاص سمجھتے ہی نہیں اُن کا یہ مذہب ہی نہ اگر مثبت کسی نبی کی کسی خاص قوم کے لیئے ہو تو بھی نبوت اُس نبی کی عام ہوتی ہی مرسى اور ہارون پر جو ایمان لایا اُس نے نجات پائی کچھ خصوصیت بنی اسرائیل کی نہیں تھی نبوت اور چیز ہی اور بعثت اور چیز ہی مگر سید کی ان باریک باتوں کے سمجھنے کے لائق اس زمانہ کے کت ملاؤں کا مغز نہیں ہی *

سولہاں کلمۃ الکفر — سید کا یہ قول ہی کہ پوند منتفقہ جسکو ذہاری نے کلا گھونٹ کر مار ڈالا حلال ہی *

اس قول کے قائل چند اور عالم بھی مثلاً قاضی ابن عربی اور عبداللہ المجتار کے ہیں اور اس کی نسبت ایک مفصل مضمون مہدائے طہام اور سوال الدآبادی کے جواب میں ہم لکھ چکے ہیں دیکھ لے جس کا جی چاہے سید اس مسئلہ میں بھی تنہا کافر نہوسکیگا *
سترہاں کلمۃ الکفر — سید کا قول ہی کہ معراج ایک خواب ہی *

یہ قول سید کا نہیں ہی بلکہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حذیفہ اور معاویہ اور اُڑر بہت سے ائمہ عالموں کا ہی اور حسن بصری کا بھی ایک قول یہی ہی کہ معراج ایک سچا خواب ہی اور ابن عباس کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہی پس اس زمانہ کے مراد صرف سید ہی کو کافر نہیں بتلاتے بلکہ ان سب بزرگوں کو کافر بتلاتے ہیں *

”شہد قاضی میاض میں لکھا ہی ”فذهب طایفة الی انہ اسری بالروح و انہ دریا صفا مع اتفقہم ان دریا الانبیاء حق و وحی و الی هذا ذهب معاویة و حکي عن الحسن و المشهور عنہ خلافة و الیہ اشار محمد ابن اسحاق تفسیر کبیر میں لکھا ہی ”و حکي عن مہمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن حذیفۃ انہ قال ذلک دریا و انہ ما فقد جسد رسول اللہ صلعم و انما اسری بروحہ و حکي هذا قول ایضا عن عائشۃ و عن معاویۃ *

بھاری میں ہی ”عن ابن عباس فی قوله تعالی و ما جعلنا الودیاء التي اریذک الا فتنة للناس قال ہی دریا عین اریہا رسول اللہ صلعم ایلة اسری بہ الی بیہ المقدس *

اتہارواں کلمۃ الکفر — تصریر کھینچنا جایز ہی *

یہ قول بعض جہوت و افترا ہی اس لیئے کہ اب تک سید نے نسبت جواز یا عدم جواز تصویر کشی کے ایک حرف نہیں لکھا ہی اور نہ ایک لفظ کہا ہی *

ہمارے وطن ہند میں مذہبی اصول اور دنیاوی ضرورتوں کے لحاظ سے
قائم نہ ہو *

جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ بسبب مصلحت ملک داری سرکار
جس کی رعیت مختلف مذاہب کے لوگ ہیں ہر ایک مذہب کی
تعلیم کے سامان مہیا نہیں کر سکتی پس ضرور ہوا کہ ہم خود بھی
جاگیں اور اپنی بہبودی کی طرف توجہ کریں *

خدا کا احسان ہی کہ ایک شخص شریف سید جو مسلمانوں کا
سچا خیر خواہ ہی اُس نے اپنے برادران دینی کی تباہ حال دیکھ کر
اس طرف توجہ کر لی ہے *

وہ ستارہ ہند جس کو میں اُس کے نیک ارادوں کے سبب سے
سچی محبت کے ساتھ آداب ہند کہتا ہوں سید احمد خاں بہادر
سی ایس آئی ہی جس نے اپنے آرام اور جان و مال کو ملک کی
بھلائی کے واسطے وقف کر دیا ہے اس سید کی تھریک سے اور دیگر
الرازم برادران اسلام کی ہمت سے بہت کچھ چہان بیس کے بعد یہ
تجربہ قرار پائی کہ ہند میں ایک دارالعلوم اسلامیہ قرار پادے —
جس میں دین اور دنیا دونوں علوم کی تعلیم پوری اور اعلیٰ درجہ
تک اعلیٰ اسلام حاصل کریں — اور جب وہ قائم ہو چکے تو اُس کی
شاخیں اطراف ہند میں قائم ہوتی جائیں جن میں ابتدائی تعلیم
ہو اور انتہائی تعلیم اور درجہ فضیلت اس دارالعلوم سے حاصل
ہو اور خداوند کریم کے فضل سے وہ تعلیم مسلمانوں کی کامیابی
دارین کا ذریعہ ہو *

پس جیسا کہ اس بزرگ کام کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے ایسے
بزرگ دارالعلوم کے قائم ہونے کے واسطے (جو خدا کی بخشش سے
ہمیشہ لازماً ضرورت سے قائم رہے) رقم کثیف کی ضرورت پڑی جس کے
سرمایہ سے ایسی آمدنی کی سبیل ہو جو ہمیشہ اس دارالعلوم کی
کارروائی کو قائم رکھے سکے اور اس لیئے لابد ہی کہ تمام مسلمان
برادران ہند جن کے دین و دنیا کی ترقیت اور آئندہ پشتوں کے
فرزندوں کی بہبودی کے واسطے یہ تجویز ہی اس نیک کام میں
شریک ہوں اگرچہ اس وقت مجھ کو بسبب نہ موجود ہونے رپورٹ
کمٹی اولین کے ٹھیک تعداد یاد نہیں مگر غالباً یہ قرار پایا کہ
کم سے کم دس لاکھ روپیہ سرمایہ کی ضرورت ہوگی *

ہمارے مسلمانوں کی مشہور ہمدردی اور الرازمی سے یہ رقم
کچھ بھی زیادہ نہیں معلوم ہوتی — اور خدا کے فضل و کرم سے
توقع ہی کہ سب مسلمان بھائی ہند کے اس خیرات میں جو بعض
فی سبیل اللہ ہی دل کھول کر ثواب حاصل کریں گے اور یہ بھی اُمید
ہی کہ ہماری مہربان سرکار اس ہمارے نیک ارادے کو اپنی
بخشش شاہانہ سے گرینٹ ان ایڈ کے قاعدہ پر مدد بھی دیگی جیسا
کہ ہمارے فیاض گورنر جنرل صاحب بہادر نے اپنی حبیب خاص سے

اپنے اور خستہ حالت میں ہیں جدھر دیکھو مسلمانوں کا گروہ
انلاس اور بیکسی سے گھرا ہوا ہے — کچھ ضرور نہیں کہ میں یہ
درد ناک حالت زیادہ صراحت سے بیان کروں کیونکہ اس کا ثبوت
ہدیہ صورت و حالت مجتہد موصی اہل اسلام ہند سے ظاہر ہے کہ بسبب
عدم تعلیم ہمارے پاک مذہب کا نامور گروہ دیگر مذاہب کے برادران
وطنی سے ہر مفید معاملہ میں بہت پیچھے ہے نظر آتا ہے اور یہی
سبب انلاس کا ہے تجارت اور دیگر اس قسم کی معاش کے وسائل
ہماری دیگر ہمعصر قوموں کے ہاتھ میں ہیں اور ہمارے پاس سوائے
اس کے کہ خزانہ عزت اسلامی ہمارے ہاتھ میں ہی ہے اور کچھ
نہیں رہا *

اُس لازماً خزانہ کو ہم ایسے ناقص طریق سے استعمال میں
لاتے رہے کہ ہمنے برخلاف اپنے الرازم بزرگوں کی برتری اور ناموری
کے وسائل جو اس امن کے زمانہ میں صرف تعلیم علم ہی سے حاصل
ہو سکتے ہیں چھوڑ دیئے ہیں پس ایسی صورت میں اگر انلاس اور
بدنامی اس نیک نام گروہ کو حاصل ہرے تو عجیب نہیں ہے — اور
اگر اس کا اب بھی علاج نہ کیا جاوے تو یہ مہلک مرض ہم کو
بالکل نیست و نابود کر دیگا *

اگرچہ سرکار عالی نے اپنے اُس فرض کو جو ایک شہنشاہ کو اپنے
مختلف مذاہب کی رعیت کی نسبت پورا کرنا چاہیئے عالم گیر تعلیم کے
وسائل ہند میں مہیا کرنے سے کسی قدر پورا کیا — خصوصاً اہل اسلام
کی قابل رحم حالت پر خیال کر کے جو سرکار ہند نے گذشتہ اگست
میں رزولوشن واسطے ترقی تعلیم مسلمانان جاری کیا اُس کا سب
مسلمانان کو دل سے شکریہ لازم ہے مگر وہ تعلیم —

[۱] کچھ تو اس سبب سے کہ اُس میں ہمارے بچوں کی
ابتدائی تعلیم اسلام کے مذہبی احکام سے شروع نہیں ہوتی *
[۲] اور کچھ وظیفہ خور میانجی کے گروہ کے لغو ترہات
قائدین سے پورے طور پر مسلمانوں کے واسطے کارگر نہیں ہوئی گو بہت
کچھ فائدہ بخش ہے *

اس میں سے امر اول ایک ایسا سقم ہے کہ جس کی اصلاح
پر ضرور ہے اور جب تک اُس کی اصلاح نہ ہو تب تک بے شک اہل
اسلام کی تعلیم کو کامل ترقی نہیں ہو سکتی اسلام کا علم ادب اور
اخلاق ایک ایسا پاک علم ہے جو ہم کو اپنا پاک مذہب سکھاتا ہے
اور جس کا سیکھنا ہم پر مذہباً بھی فرض ہے اس علم سے میری
صرف یہ مراد نہیں ہے کہ دنیا اور قدوری پڑے کر عالم مشہور ہو جانا
جس کی نسبت نیم ملا اور نیم حکیم کی مثال صادق آتی ہے میرا
مطلب یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی اور اُن کی اولاد دین اور
دنیا دونوں کے عالم ہوں — پس یہ امر تب تک حاصل نہیں
ہو سکتا جب تک کہ ایک اسلامیہ دارالعلوم ہماری قوم کی طرف سے

اس تقریر کے خاتم ہونے پر سب صاحبان منتخب نے بطیب خاطر مہربانی سب کمیٹی کی منظور کر کے اتفاق اور اصرار سے واسطے شروع کاروائی کے میرے متجسس خان بہادر جناب محمد حیات خان صاحب بہادر سی ایس آئی اور سکریٹری منشی احمد شاہ صاحب تحصیلدار کانگڑہ اور اسسٹنٹ سکریٹری منشی محمد علی صاحب شرف مقرر ہوئے *

تتمہ تقریر خان بہادر محمد حیات خان

صاحب بہادر سی ایس آئی صدر مجلس

اے صاحبان حاضرین چرنکہ اب خدا کے فضل و کرم سے سب کمیٹی اسلامیہ حسب ضابطہ معینہ صدر کمیٹی اسلامیہ ہند مقرر ہو گئی اس واسطے بہتر ہے کہ ابھی سے کارروائی سب کمیٹی کی جو فرائض چندہ ہی شروع کی جاوے *

خاتمہ پر میں چند نلمہ اور کہنا چاہتا ہوں *

اے صاحبان یہ چندہ جس کو خیرات اور اداے ذکرۃ کہنا چاہیئے وہ چندہ نہیں ہے کہ جس سے کسی یادگار کے واسطے کوئی نعت بنائی جاوے یا کسی حاکم کے خوش کرنے کے لیئے کسی اور کام کے واسطے پیش کش کیا جاوے اس خیرات سے اگر رضا مندی متصور ہے تو اسی خالق برحق مالک الملک کی ہے جس کی متفاری کی ہمدردی میں بہتری کی نیت سے دیا جا رہا ہے اور اگر خوشی ہے تو اُن خیر خواہان اسلام کی ہے جو اپنے دینی بھائیوں کی ابتری کو چشم حسرت اور عبرت سے دیکھ رہے ہیں اور اس تک و در میں ہیں کہ اُن کو علم کے خزانہ لا زوال سے مالا مال کر دیں *

پس ہم کو اس نیک کام میں ہاتھ کھولتے وقت یہ نیت کرنی چاہیئے کہ ہم اپنے مال کی ذکرۃ دیتے ہیں جس کا ادا کرنا ہمارے اوپر فرض عین ہے اور اُس سے کوئی زیادہ دیرے تو خیرات کی نیت سے *

میں نے بڑے محقق عالموں سے تحقیق کر لیا ہے کہ اس دارالعلوم اسلامیہ کے واسطے روپیہ دینا ذکرۃ کی نیت سے ضرور ادا ہو جاتی ہے اور اب اس نیک مجلس میں عالم اجل حافظ صاحب موجود ہیں جس کو کچھ شک ہے اُن سے تحقیق کر لے — بسم اللہ کیجئے *

ایک ماہ کی آمدنی اس نیک کام میں جس کی نسبت وہ در دنیا ستر در آخرت مشہور ہے وقف کرنا کچھ بڑی بات نہیں ہے خداوند کریم توفیق رفیق کرے اور خدا ہمارے نیک کاموں میں برکت دیوے اور ہمارے ہند کے اہل اسلام کو اپنی عادل شاہشاہ ملکہ معظمہ کی سلطنت کی وفادارانہ نیک حلالی کے ساتھ رز افزوں نام اور دراست عطا فرماوے الہم رہنا آمین *

دس ہزار روپیہ کا عطیہ عطا فرمایا ہے اگرچہ ابتداء میں بعض ہمارے دینی بھائیوں نے سید احمد خاں کی بعض بعض تجاویز کی نسبت کچھ اعتراض بھی کیئے جن کا یاد کرنا بھی لاحاصل ہے — الا خداوند کریم کا شکر ہے کہ وہ نامہ زبان بھائی بھائی غلطی کو سمجھ کر کچھ راہ راست پر آنے لگے اس عرصہ میں سید موصوف کی کارروائی پنجاب کے معزز اہل اسلام نہایت غرر سے دیکھتے رہے اور جب اُن کو معلوم ہوا کہ سید احمد خاں کا مطلب سوائے بہبودی اہل اسلام اور کچھ نہیں ہے تو ہر ایک فہمیدہ مسلمان کے دل میں یہ اُمید اُٹھی کہ اس نیک کام میں سب کو دل سے شریک ہونا چاہیئے — چنانچہ لاہور میں جناب نواب نواز علی خاں صاحب بہادر قزلباش — خان بہادر محمد برکت علی خاں صاحب — نواب عبدالعزیز خاں صاحب — نواب غلام محمد سبھانی صاحب — شیخ سندھی خاں صاحب — سید عالم شاہ صاحب اور فقیر سید محمد الدین صاحب اور دیگر رؤسائے کی الوالعزمی اور ہمت سے یہ تجاویز قرار پائی کہ سید صاحب آئندہ جازے کے موسم میں لاہور تشریف لائیں اور پنجاب کے مسلمان بھائیوں کو بھی اس نیک کام میں شریک ہونے کی دعوت کریں غالباً دسمبر کی تعطیلات میں خانہ پنجاب اُس بے دیا سید کے قدم میمنہ لزم سے مفتخر ہوگا اور اُمید ہے کہ پنجاب کے مسلمان بھائی اپنے نامور ملک کی عزت کو نہایت فیاضانہ بخشش سے تصدیق کریں گے الا میری رائے میں یہ بہتر ہے کہ اُن کے تشریف لانے سے پیشتر کچھ کچھ کارروائی شروع ہو جاوے نیک کام میں تاخیر واجب نہیں اس لیئے میری دلی خواہش ہے کہ پنجاب میں کانگڑہ کے برادران اہل اسلام ایک سب کمیٹی واسطے امداد مدرسۃ المسامین بنانے میں اول ثواب حاصل کریں اور چرنکہ میں صدر کمیٹی خزانۃ البضائع لتاسیس مدرسۃ العلوم للمسامین کا مہمور ہوں بموجب اُس اختیار کے جو کمیٹی صدر کے اجلاس سے منظور ہوا میں آپ صاحبوں میں سے —

منشی احمد شاہ صاحب تحصیلدار کانگڑہ *

منشی غلام علی خاں سپہ رانیز *

مرزا نواب خاں صاحب رئیس رھار *

شیخ محمد بخش صاحب تاجر *

مولوی فیروز الدین صاحب *

حافظ محمد الدین صاحب *

محمد اکبر خاں صاحب *

محمد علی صاحب —

کہ اس سب کمیٹی کے مہمور منتخب کرتا ہوں بشرطیکہ آپ صاحبان اس نیک کام میں بخوشی خاطر شریک ہونا پسند کریں *

اور مسلمانوں کو عوام دینی اور دنیاوی سے بہرہ کامل نصیب ہو اور
ہمارے بادشاہ وقت کو مسلمانوں کی بیکس حالت پر مہربان فرمائے *

آمین

تب مجلس نوحاں و خنداں پر خاصہ ہوتی *

دستخط احمد شاہ
سکرٹری

مضمون نمبر ۱۶۳

روٹنڈاں

اجلاس ممبران مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ ع

نمبر ۱۹

پریسیڈنٹ

مولوی سید مہدی علی صاحب *

ممبران موجودہ

شیخ غلام علی صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

مرزا محمد رحمۃ اللہ بیگ صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

سکرٹری

سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی *

اجلاس شروع ہوا اور روٹنڈاں اجلاس منعقدہ ۱۵ اگست سنہ ۱۸۷۳ ع

نمبر ۱۸ جز بدستخط سکرٹری مرتب و کتاب روٹنڈاں میں مندرج تھی

ملاحظہ ہوئی *

سکرٹری نے بعض اخبارات جس میں تذکرہ مدرسۃ العلوم مسلمانان
کا تھا اور تہذیب الاخلاق مورخہ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری
جس میں سوال و جواب نسبت مدرسۃ العلوم چھپی ہیں اور خط جناب
مولوی علی بخش خان بہادر سب آرڈنٹ جج گوردھپور جر' بہار
تھریو سید احمد خان کے آیا ہی اور اردہ اخبار مطبوعہ ۱۹ ستمبر
سنہ ۱۸۷۳ ع جس میں ایک مضمون کسی بزرگ عبدالحق جرنپوری کا
چھپا ہی اور نیز بعض ممبروں کے خطوط پیش کیے اور یہ اطلاع کی
کہ انڈیا لوگوں کی یہ خواہش معلوم ہوتی ہی کہ مسطرح کمیٹی نے
طریقہ تعلیم بطور نمونہ کے مشہور کیا ہی اور بتایا ہی کہ کیا کیا عوام
اور مسطرح پڑھائے جارہے اسطرح کمیٹی وہ قواعد بھی بطور نمونہ کے
مشہور کیے کہ مسطرح لکھنے والے ممبران کی تہذیب و ادب کے

اس نہایت موثر اور دلچسپ تقریر کے خاتمہ پر حافظ مولوی
عبداللہ صاحب نے فقہ کی نہایت معتبر کتابوں سے ثبوت دیا کہ
مدرسۃ المسلمین کے واسطے جو روپیہ اداے زکوٰۃ کی نیت کر کے دیا
جائے وہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہی اور جو خیرات کے نام سے دیا جائے
وہ خیرات بطور خیرات شریعی کے قبول ہوتی ہی اور چند آیات
شریفہ اور مسایک نسبت تاکید اداے زکوٰۃ سنائے تب منشی احمد شاہ
صاحب سکرٹری نے فہرست واسطے اندراج چندہ پیش کری اور چندہ
درج ہونا شروع ہوا *

فہرست چندہ

خان بہادر جناب محمد حیات خاں صاحب

سی ایس آئی ... صہ

منشی احمد شاہ صاحب تحصیلدار کانگڑہ مار

منشی غلام علی خاں سپر وایزر ... مار

مولوی فیروز الدین صاحب ... مار

شیخ محمد بخش صاحب تاجر ... صہ

منشی محمد علی صاحب شرف ... صہ

سب حاضرین اور ممبران کی خواہش سے یہہ قرار پایا کہ یہہ
چندہ تین قسط پر ادا کیا جائے — پہلی قسط ابھی جمع ہوئی
چاہیئے *

دوسری در قسط در سال آئندہ میں دی جائیں یہہ تجریز ہوئی
کہ ممبران چندہ کی فراہمی میں صاحبان اقل اسلام سے کوشش
کریں اور جس قدر چندہ فراہم ہوتا جائے صاحب سکرٹری سب کمیٹی
کے پاس بھیجتے رہیں *

تجریز ہوئی کہ آج کی پریسیڈنگ کی نقل معہ نقل فہرست چندہ
سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی سکرٹری صدر کمیٹی کی
خدمت میں بھیجی جائے اور ایک نقل خان بہادر محمد برکت علی
خان صاحب کی خدمت میں اس مواد سے بھیجی جائے کہ پنجاب
کی صدر سب کمیٹی لاہور کی جب مقرر ہو تو اس میں پیش کی
جائے *

تجریز ہوئی کہ آئندہ درج چندہ ہوتا جائے مامور
پر اسم وار تفصیل صدر کمیٹی میں بھیجی جائے *

اخیر پر میر مجلس کا شکریہ ادا کرنے کے بعد سب حاضرین نے
جسمیں امام اور نضام شامل تھے معجز و نیاز تمام ہارکا رب العالمین

اسی سبب سے باصرار مجھکو تحریک کرنے کی ضرورت پڑی ہی کہ اسباب میں کمیٹی کچھ تجویز کرے *

اس تحریک پر ممبران کمیٹی میں اختلاف ہوا بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ قبل قیام مدرسۃ اس امر کی ضرورت نہیں اور بعض کی یہ رائے ہوئی کہ جو وجوہات سرکاری نے بیان کی ہیں اور جو کاغذات پیش کیئے ہیں اُن کے لحاظ سے ضرور ہی کہ قواعد بنائے جائیں آخر کار جملہ ممبر متفق ہوئے کہ قواعد بنائے جائیں *

بعد اس کے باتفاق ممبران موجودہ مسودہ قواعد تربیت و سکونہ طالب علمان مدرسۃ العلوم ترتیب کیا گیا اور بالاتفاق یہہ رائے قرار پائی کہ چھاپہ ہو کر جملہ ممبران پاس واسطے طالب رائے و اصلاح و ترمیم کے بھیجا جائے اور نیز اخباروں میں مشہور ہو اور تین مہینہ بعد پھر اجلاس میں واسطے مباحثہ کے پیش کیا جائے *

بعد اس کے یہوجب دفعہ ۴ قواعد کارروائی مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع غلام مرتضیٰ خاں صاحب رئیس فتح آباد ضلع آگرہ مجلس خزانۃ البضاعة لتأسيس مدرسۃ العلوم للمسلمین کے ممبر مقرر ہوئے *

بعد اس کے شکرہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی *

دستخط سید احمد خاں بہادر
سی ایس آئی سکریٹری

مسودہ قواعد سکونت و تربیت طالب علمان مدرسۃ العلوم میں

دفعہ ۱ مدرسۃ العلوم میں طالب علموں کی سکونت کے لیے مکانات اس طرح پر بنائے جائیں گے کہ ہر ایک طالب علم کو جدا جدا ایک کمرہ ہونے کے لیے اور ایک بیٹھنے اور پڑھنے کے لیے اور ایک غسل خانہ مل سکے *

دفعہ ۲ جو مسلمان طالب علم مدرسۃ العلوم میں داخل ہوں اُن کو مدرسۃ العلوم کے مکانات میں رہنا ضرور ہوگا *

دفعہ ۳ اُن سب طالب علموں کو ایک شخص بطور اتالیق کے مقرر ہوگا اور وہ اتالیق بھی دن رات مدرسۃ العلوم میں رہیگا *

دفعہ ۴ جو طالب علم وہاں رہیں گے اُن کو اختیار ہوگا کہ جیسا وہ لباس پہنتے ہیں ویسا پہنیں مگر پورا لباس اشرافوں کا سا ہو الا کسی ایسی قسم کے لباس کے پہننے کی اُن کو اجازت نہ ہوگی جو بد وضعی کی طرف مایل ہو کسی کو اجازت نہ ہوگی کہ گوتمہ کمار کی لگا ہوا یا بازار کا رنگا ہوا رنگین یا نیم رنگ یا ایسا پارک جس میں سے بدن دکھائی دے یا ایسا تنگ جس سے چھاتی اور پیٹ نظر آئے کپڑا پہنے *

قبل قیام مدرسۃ اس قواعد کے مشہور ہونے کی خواہش کا سبب یہہ معلوم ہوتا ہی کہ چند روز ہوئے کہ میں نے اسباب میں اپنی ایک رائے چھاپی تھی جسکو میں مسودہ سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں میں اُس میں صاف صاف بتلا دیا تھا کہ یہہ کمیٹی کی رائے نہیں ہی اور نہ میں بحیثیت سرکاری اُس کو لکھتا ہوں بلکہ یہہ خاص میری رائے ہی مگر ارگن نے یہہ سمجھا کہ یہہ کمیٹی کی رائے ہی اور بہت سے مسلمانوں نے اُس کے چند امور کو ناپسند کیا اگرچہ میں نے متعدد طرح سے ظاہر کیا کہ ان امور کی نسبت کوئی تجویز کمیٹی سے نہیں ہوئی اور جب مدرسۃ العلوم قائم ہوگا اُس وقت اسباب میں کوئی تجویز ہوگی لیکن ارگن اُس کو کافی نہیں سمجھتے اور سب کو اصرار ہی کہ جب تک وہ قواعد کمیٹی سے تجویز نہ لینے ارگن کے دل کو تسلی نہ ہوگی پس میں تحریک کرتا ہوں کہ نسبت امر مذکورہ بالا کے جو کچھ کمیٹی کی رائے میں آوے وہ تجویز کرے میں یہہ تحریک باصرار کرتا ہوں اور باصرار تحریک کرنے کا سبب یہہ ہی کہ انٹر ارگن یہہ سمجھتے ہیں کہ مجھے اپنی رائے پر اصرار ہی اور میں چاہتا ہوں کہ خیرہ نضرہ اُسی پر عملدرآمد ہو مگر آپ صاحب بطوری واقف ہیں کہ یہہ اتہام مجھپر محض غلط ہی ہاں اسمیں کچھ شک نہیں کہ جس بات کو میں اپنی دانست میں اچھا اور باعث عزت اور تہذیب قومی کے سمجھتا ہوں دل سے چاہتا ہوں کہ وہ تمام قلم میں پھیلے اور جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہی اُس کو پھیلاتا ہوں اور پھیلاؤنگا لیکن قومی کاربار میں جیسا کہ مدرسۃ العلوم کا کام ہی جب تک کہ اصلی فرض قیام مدرسے کی نیت نہ ہو مجھے اپنی کسی رائے پر اصرار نہیں ہی اور نہ وہ میرا اصرار چل سکتا ہی کیونکہ قانون کمیٹی کے بموجب کثرت رائے پر عملدرآمد ہوگا نہ میری رائے پر *

مدرسۃ العلوم کی بنیاد اُس لیے قالی ہی کہ مسلمان علوم دینی اور دنیاوی اور علوم جدیدہ غریبہ سے اور مختلف زبانوں اور نئے نئے فنون اور ہنروں سے جو اُس زمانہ میں بکار آمد ہیں واقف ہوں علوم دینی کی نسبت مجھے کچھ پرواہ نہیں ہی کہ حنفی اصول پر پڑھایا جائے یا شافعی اصول پر یا مالکی اور حنبلی اصول پر یا اخباری اور اصولی اصول پر یا معتزلی و ناصبی اصول پر یہہ وہ ارگن چاہیں جنکے ہاتھ میں ان علوم کی تعلیم کا انتظام ہوگا نہ میں اُس کے انتظام کے لائق ہوں اور نہ کبھی اُس کے انتظام سے مجھے تعلق ہوگا — میری غرض صرف علوم و فنون سے ہی کہ جس طرح ہو سکے مسلمانوں میں لائے جائیں خواہ وہ کثرت پتلون پہنکر پڑھیں خواہ عباد و عمامہ باندھکر پس جو اصرار کا اتہام کہ میری نسبت کیا گیا محض غلط ہی اور

دفعہ ۵ تمام طالب علموں پر فرض ہوگا کہ صفائی اور اُچلاپن اختیار کریں لباس صاف رکھیں اور ہر طرح کی صفائی اور ستھرائی کی عادت ڈالیں اور قبل اس کے کوئی لڑکا سکونت کے لیئے مکانات مدرسہ میں داخل ہو یہ بات دیکھ لی جا رہی ہے کہ جس قسم کے رہ کر پڑے پھنٹا ہی اُس کے پاس اس قدر تعداد سے ہیں جن سے وہ صفائی اور اُچلے پن سے وہ سکے یا نہیں *

دفعہ ۶ اوقات کھانے اور سونے اور پڑھنے اور جسمانی ورزش کے معین کیئے جاوینگے اور ہر ایک شخص کو ضرور ہوگا کہ بچہز حالت منہ کے اُن وقتوں میں وہی کام کرے جو اُس وقت کے لیئے مقرر ہو *

دفعہ ۷ طالب علموں کی حفظ صحت کے لیئے اُن کے ٹہانے اور ہوا کھانے اور ایسے کھیل کھیلانے کے جو نامشروع نہوں اوقات اور طریقہ مناسب معین کیئے جاوینگے *

دفعہ ۸ ہر ایک طالب علم کو اختیار ہوگا کہ اپنے مکان مسکونہ کو فرش اور پلانک اور اسباب ضروری سے جس طرح چاہے خود آراستہ کرلے اتالیق مدرسہ صرف اس بات کی نگرانی کریگا کہ خراب چیزیں میلی اور ناقص مستعمل نہوں اور کسی طرح کرنا کرنا نہ پھیلتے پادے اور صفائی میں کچھہ خلل نہ واقع ہو اور کسی طرح کی بد تمیزی نہونے پادے *

دفعہ ۹ اس بات کی نہایت تاکید رہیگی کہ اسباب اور کتاہیں اور لکھنے کا سامان اور کپڑے وغیرہ بد سلوکگی سے مکان میں پھیلے اور ادھر ادھر پڑے نہ رہیں بلکہ سب چیزیں انتظام اور سلیقہ سے سبھی اور درستی سے رکھی رہیں *

دفعہ ۱۰ ہر ایک طالب علم کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو خود اپنے کھانے پکانے کا انتظام کرلے اور بذریعہ اپنے خاص ملازموں کے آپ پکوائے اور کھائے اور یہ بھی اختیار ہوگا کہ دو چار طالب علم آپس میں ہندیا وال کرکے شریک ہو جائیں اور مجموعاً خود اپنے کھانے پکانے کا بذریعہ ملازمان خاص انتظام کرلیں *

دفعہ ۱۱ مگر جو طالب علم یہ چاہینگے کہ مہتممان مدرسۃ العلوم ان کے کھانے پکانے کا انتظام کریں تو اُن کے لیئے مہتممان مدرسہ انتظام کریں گے اور رسدیں اخراجات اُن سے لیلیں گے *

دفعہ ۱۲ طالب علمان مدرسہ کو اختیار ہوگا کہ جو طریقہ تدارک طعام کا اُن کو پسند ہو وہ اختیار کریں اور جب کہ چند طالب علم آپس میں ملکر شرکت میں اپنے کھانے کا بندوبست کریں گے تو اُن کو ایک ایسا کمرہ دیا جاوے گا جہاں سب شریک بیٹھ کر کھانا کھا سکیں *

دفعہ ۱۳ بالیں ہمہ ہر ایک طالب علم پر فرض ہوگا کہ ایک وقت معین پر کھانا کھائیں تاکہ اختلاف اوقات سے اُڑ کر کاموں میں ہرج نہ پڑے *

دفعہ ۱۴ کسی طالب علم کو اجازت نہوگی کہ وہ بہت بڑے بڑے بال جو کان کی او سے زیادہ نیچے ہوں سر پر رکھے یا کالیں بھاوے یا پٹیاں جمارے یا مسی لگارے یا ایک سے زیادہ انگوٹھی د چھلے پہنے یا مہندی لگارے *

دفعہ ۱۵ الفاظ بد جو لوگوں کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اُن کے بولنے کا سخت امتناع ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی کو جھوٹا کہہ بیٹھیا تو وہ بمنزلہ دشنام سخت کے سمجھا جاوے گا *

دفعہ ۱۶ طالب علموں کو جو مدرسۃ العلوم میں رہتے ہوں علم مجلس یعنی باہمی گفتگو کے طریقہ سکھائے جاوینگے مہذبانہ گفتگو کی عادت ڈالی جاوے گی اور اُن پر تاکید اکید ہوگی کہ آپس کی ملاقات اور بات چیت میں اُس نو برتیں اور مہذبانہ گفتگو کا اپنے تئیں عادی کریں *

دفعہ ۱۷ جو طالب علم مکانات مدرسہ میں سکونت اختیار کریں گے اُن کو ضرور ہوگا کہ نماز پنجگانہ میں حاضر ہوں سنیوں پر فرض ہوگا کہ اُس مسجد میں جو مدرسۃ العلوم میں سنیوں کے لیئے بنائی جا رہی ہے پانچویں وقت کی نماز جماعت سے پڑھیں اور شیعہ طالب علموں پر فرض ہوگا کہ اُس مسجد میں جو شیعوں کے لیئے بنائی جا رہی ہے کم تین وقت حاضر ہوکر نماز پنجگانہ اپنے طریقہ مذہبی پر ادا کریں *

دفعہ ۱۸ ان دنوں مسجدوں کے لیئے مرزوں ہرنگے اور احسانی مذہب کے طالب علموں کی مسجد کے لیئے ایک امام حافظ قرآن ملازم ہوگا اور تمام ضروری چیزیں مہیا رہینگے تاکہ کسی قسم کا ہرج و تکلیف نمازیوں کو نہ ہو *

دفعہ ۱۹ مدرسہ میں تعطیل کا دن جمع کا ہوگا اس لیئے بعد نماز جمعہ کوئی عالم قرآن و حدیث سے کچھہ عام احکام و اخلاق مذہبی بطور تحقیق عالمانہ جس سے طالب علموں کو فائدہ ہو بقدر مناسب بطور رمظ کے کہا کریگا جس میں ذی استعداد طالب علم اور خصوصاً وہ طالب علم جنہوں نے علوم مذہبی کی تکمیل اعلیٰ درجہ تک کی اختیار کی ہو حاضر رہا کریں گے *

دفعہ ۲۰ ان تمام قواعد کی خبر گیری اور انتظام اتالیق مدرسہ کے سپرد رہیگی اور جو طالب علم خلاف ورزی قواعد معینہ کریگا اُس کی رپوت متبص مدرسہ تعلیم کی خدمت میں پیش ہوگی *

دفعہ ۲۱ مدیران تعلیم اُس طالب علم کو فہمائش مناسب کریں گے اور جب متعدد فہمائش سے وہ نہ مانیکا تو اُس کو مدرسۃ العلوم سے خارج کرنے کا اُن کو اختیار ہوگا *

دستخط سید احمد خاں بہادر

سی ایس آئی سکریٹری

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم [یکم شوال سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی] نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی سٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہی اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہی نہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ منہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۶۴

لکچر

جو مولوی سید مہدی علی صاحب
نے

مرزا پور انسٹیٹیوٹ میں

۲۲ اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء کو دیا

اس رات کو میرا لکچر مسلمانوں کی تہذیب پر ہی کہ وہ پہلے کیسی تھی اور اب کیسی ہی اور آئندہ کیسی ہوگی — تہذیب کا لفظ مینے انگریزی لفظ سربلیزیشن کے مقابلہ میں استعمال کیا ہے، سربلیزیشن ایک انگریزی لفظ ہے جو کہ قدیمی رومی زبان کے لفظ سوس سے جسکے معنی شہری اور جماعت کے ہیں نکلا ہے اور اسکی نسبت اُس جماعت یا شہر یا ملک کی طرف کی جاتی ہے جس میں لوگوں کی آزادی اور حقوق کی حفاظت کے قانون، اور آپس میں ملنے جلنے کے قاعدے، اور زندگی بسر کرنے کے طریقے، اور فرائض انسانی ادا کرنے کے قواعد، عقلی اور اخلاقی اصول پر منضبط کیئے گئے ہوں، اور جن میں موافق حالت زمانہ کے خیر اور شایستگی پائی جاتی ہو اس انگریزی لفظ کی اصل پر اگر خیال کیا جاوے تو مجھکو بجائے لفظ تہذیب کے لفظ تمدن کا استعمال کرنا مناسب ہوتا کیونکہ اُسکا مادہ مدینہ ہی جسکے معنی بستی کے ہیں اور اسلامیہ تمدن کے ٹھیک معنی بستی کے ہیں (یعنی آپس میں ملا کر رہنا) مگر میں اس لفظ نو سربلیزیشن کے مقابلہ میں استعمال نہیں کرتا اس لیے کہ جس مراد میں یہ انگریزی لفظ استعمال کیا جاتا ہے تمدن کے لفظ سے وہ مراد پائی نہیں جاتی، تمدن کا لفظ آپس میں ملکر بستی پر دلالت کرتا ہے، اور سربلیزیشن کا لفظ تمدن کی ترقی یافتہ حالت کو بتاتا ہے نہ صرف تمدن کو، بہت سے ملک اور بہت سی قومیں اب موجود ہیں جن میں تمدن ہی پر سربلیزیشن نہیں، ہم ہندوستانی بھی اپنی بد بختی سے سربلیزیشن کے درجہ کو نہیں پہنچے کہ کہ مدت سے تمدن کے اعلیٰ درجہ پر ہیں، اس لیے مینے تہذیب کا لفظ اختیار کیا ہے جسکے معنی چھانٹنے اور اصلاح کرنے اور درست کرنے اور خالص کرنے اور پائیدار کرنے کے ہیں عرب بولتے ہیں ”ہذبہ ای اصلاحہ“ اصطلاح میں بھی تہذیب کا لفظ ہر چیز کی درستگی، جو بولا جاتا ہے عدت کی درستگی، رسم و راج کی درستگی، اخلاق کی درستگی، علم و ہنر کی درستگی، معاملات کی درستگی، زبان کی درستگی، انتظام مملکت کی درستگی، جاہات نفسانی کی درستگی، سب پر تہذیب کا اطلاق ہوتا ہے اور یہی ٹھیک مراد سربلیزیشن کی ہے *

جن اصطلاحی معنوں میں لفظ تہذیب یا لفظ سربلیزیشن کا ہم استعمال کرتے ہیں اُس پر بہت سا مباحثہ ہو سکتا ہے اور ہوا ہی مگر جو مراد کہ اس لفظ سے میرے دوست سید احمد خاں بہادر نے بیان کی ہے وہ تمام خیالات کی جامع ہے اور میں اُسی کے بیان کرنے پر اتفاق کرتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ ”سربلیزیشن سے مراد ہی انسان کے تمام افعال ارادی اخلاق اور معاملات اور معاشرت اور طریق تمدن اور صرف اوقات اور علم اور ہر قسم کے فذوں و ہنر کو اعلیٰ درجہ کی مددگی پر پہنچانا اور اُن کو نہایت خیر اور خوش اسلوبی سے برتنا جس سے اصلی خرابی اور جسمانی خرابی ہوتی ہے اور تمکین و وقار اور قدر منزلت حاصل کیجاتی ہے اور وحشیانہ پن اور انسانیت میں تمیز نظر آتی ہے“ *

مبارکی ہو اُس شخص کو جس نے ان مفصل لفظوں میں ایسے مطالب بیان کر دیئے جس سے ہمارے خیالات کو نہایت وسعت ہوتی ہے اور وہ بیان ہی خود بشرد ہمارے دل کو سربلیزیشن کی ترقی کے لیے برانگیختہ کرتا ہے *

جو مراد کہ مینے لفظ تہذیب یا سربلیزیشن کی بیان کی اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ تہذیب، مذہب، اور علم و ہنر، اخلاق و معاشرت، تمدن و تجارت، زراعت و سیاحت، سب سے متعلق ہے اور جب تک یہ سب چیزیں اپنے درجہ کمال پر نہیں پوری پوری تہذیب کا وجود نہیں ہو سکتا، جن ارگوں میں یہ سب چیزیں نہایت خراب حالت میں ہیں وہ وحشی کہلاتے ہیں اور جنہیں کچھ نہ کچھ درست ہوگئی ہیں وہ نصف وحشی کہلاتے ہیں اور جنہیں زمانہ کی ترقی کے موافق یہ سب چیزیں ترقی پاگئی ہیں وہ مذہب یا سربلیزٹ کہلاتے ہیں، زمانہ کی ترقی کے موافق کی قید مینے اس لیے لگئی کہ کچھ موجب نہیں کہ آئندہ زمانہ میں انسان کو زمانہ موجودہ سے بھی ایسی زیادہ ترقی ہو کہ حال کی مذہب قومیں اُس زمانہ کے ارگوں کے سامنے وحشی یا نصف وحشی تصور ہونے لگیں *

مذہب کو قوموں کی تہذیب پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے اگر کسی قوم کے مذہبی اصول تہذیب کے برخلاف ہوں تو ممکن نہیں ہے کہ وہ قوم اعلیٰ درجہ کی تہذیب میں پہنچے جسقدر اصول مذہبی تہذیب کے برخلاف ہوتے ہیں اُسی اندازہ کے موافق تہذیب میں بھی نقصان رہتا ہے اور یہ بات نہایت آسانی سے مختلف مذاہب کے اصول اور اُس کے پیروروں کی حالت کے دیکھنے سے ثابت ہو جاتی ہے *

مسلمانوں نے مذہب اسلام کی پہلی صدیوں میں مذہبی تہذیب کو اعلیٰ درجہ پر پہنچایا تھا، اُس ریگستان کے ناخدا نے لات و منات و عزی کی پرستش کو چھوڑ دیا، اور ایک نہایت ترقی ہستی

جرکي پئے اور تجرد کو جسکا رواج روے زمین کی ساری قوموں میں تھا بالکل معدوم کر دیا یہہ فرماکر ”لارہبانیت فی الاسلام“ تپوکات اور رسوم اور تیزہاروں کو جس سے لوگوں کے دلی خیالات بہ پرستوں کے سے ہو جاتے ہیں ”لاتجملوا قبري عیدا“ فرماکر بالکل ممنوع ٹھہرا دیا *

یہہ وہ اصول ہیں جو مذہبی تہذیب میں اس سے اعلیٰ نہیں ہو سکتے *

عام کو اگلے مسلمانوں نے ایک اعلیٰ درجہ کی تہذیب پر پہونچایا تھا ، ادب و انشاء میں عرب قدیم سے نامور ہیں شاعری بھی انکی مشہور ہے ، کیٹی لونیڈ اور پور رینس اور اٹلی کے شاعروں نے انہیں کی روش پر شعر کہنا اختیار کیا ، اور یورپ کی نظم میں بھرور رزں وغیرہ عرب ہی سے لیا گیا ، فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ درجہ پر ترقی کرنے کے ثبوت میں حریری اور یمنی اور متنبی کی کتابیں اب تک دنیا میں موجود ہیں ، ساتویں صدی کی عورتوں کا کلام اب تک ہمارے پاس ہی جس کے ایک ایک فقرہ پر ہزاروں درشاہوار کی لائبریریاں نڈار ہوتی ہیں *

عرب کے شاعر قدرتی کیفیتوں کے بیان کرنے کی طرف بھی مایل ہیں مگر شکسپیئر سا قدرتی جذبوں کا پتانے والا کوئی نہیں ہوا اس لیے یہہ کہا جاسکتا ہے کہ شاعری کی قسموں میں رزمیہ اور عشقیہ تو ترقی پر تھیں مگر جو اصل جان شاعری کی ہے اور جس میں فطرتی جذبات اور قدرتی حالات کے بیان سے انسان کے دل پر اثر ڈالا جاتا ہے اُس میں بڑی ترقی نہیں ہوئی *

ناول یعنی قصہ کے پیرایہ میں علمی یا اخلاقی باتوں کے بیان کرنے سے بھی مسلمانوں نے چشم پوشی نہیں کی بدیع ہمدانی اور ابراہیم حریری کے مقامات اسی فن میں ہیں ، الف لیلی اس فن کی ایک عمدہ کتاب ہے جسکا مسائل بیان کسی جگہ سے نہیں ٹوٹتا اور جس سے اُس زمانہ کے مسلمانوں کے مختلف خیالات کا پورا پورا عکس سننے والہ کے دل پر پڑتا ہے *

قراما میں بعض کتابیں تالیف تو ہوئیں مگر علمی رواج اُس کا مسلمانوں میں نہیں ہوا *

فارسی زبان کو بھی جو دنیا کی سب زبانوں میں شیریں سمجھی جاتی ہے مسلمانوں نے بہت رونق دی فردوسی رزمیہ نظم میں ، خسرو قدرتی کیفیات کے اظہار میں ، سعدی اخلاق و تمدن کے ادا کرنے میں ، نارس اور ہندوستان میں ایسے ہی ہوئے ہیں جیسے کہ ہومو ہرنان میں یا شکسپیئر فرنگستان میں *

مطلق کی پرستش کا بیج ہر ایک کے دل میں بویا ، ہمکو ایک ایسی ہستی کا خیال دلایا جو ہمارے ادراک اور قرآے عقلی سے بہت بڑھکر ہے ، اور اُسی پر یقین کو نصیحت کا مدار ٹھہرایا جو تمام مذہبی تہذیب کی اصل اصول ہے *

تمام روحانی تہذیب کو ان چند لفظوں میں کہ ”قد افلح من زکاه و قد خاب من دساها“ پورا کر دیا یعنی اپنے دل کو بڑے خیالوں اور بد جذبوں سے پاک کرنا مراد کو پہونچنا ہے اور اُس کو بدی میں آلودہ کرنا گمراہی کے گڑھے میں گرنا ہے *

مذہبی تعلیم کو نہایت تہذیب کے اصول پر یہہ کہہ کر ختم کر دیا کہ ”فذكر انما انت مذکر“ یعنی لوگوں کو نصیحت کر کہ تو بجز نصیحت کرنے والے کے اور کچھ نہیں ہے *

تمام مذہبوں کی ناگواری ان لفظوں سے مٹا دی کہ ”لکم دینکم و لی دین“ یعنی تمہارا دین تمہارے لیے ہے اور ہمارا دین ہمارے لیے ہے ، جہاد کا سبب مذہبی ناگواری نہیں ہے جیسا کہ انٹر لوگوں نے غلطی سے خیال کیا ہے ، کیونکہ اگر جہاد کا سبب مذہبی ناگواری ہوتی تو صالح یا نفع یا اطاعت قبول کرنے کے بعد کیوں تمام مختلف مذاہب گوارا کیئے جاتے اور ہر شخص کو کیوں احکام مذہبی ادا کرنے کی اجازت رہتی ، عرب کے ہادی نے بلاشبہ خدام واحد کے نام کی منادی کرنا فرض ٹھہرایا ہے پس جو لوگ اُس منادی کی مزاحمت کریں اور منادی کرنے والوں کو اُن کے ہاتھ سے امن نہر اُنہیں سے لڑنا صرف امن قائم رکھنے کو فرض قرار دیا گیا ہے نہ غیر مذہب کی ناگواری کے سبب ، اور یہہ وہ اصول ہے جس پر آج کل کی تمام نیشنیں یہاں تک کہ وہ فیشن بھی جس کا مذہبی یہہ حکم ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر تیرے طمانچہ مارے تو تو اُس کے سامنے دوسرا گال بھی کر دے چلتے ہیں *

امامت کو یعنی کسی ایک کا کسی گروہ کے لیے پیشوا ہونا اور اُس گروہ کا اُسی کی راے پر چلنا جو اُس زمانہ کے تمام مذہبوں میں رائج تھا یہہ کہہ کر بالکل نیست و نابود کر دیا کہ ”ولا تتبعوا من درنہ اولیاء“ یعنی خدا کے کلام کے سوا کسی دوسرے کو اپنا پیشوا مت بننا *

اجتہاد کو یعنی دین کی باتوں کے سمجھنے کو جیسا کہ سب اگلی قوموں میں خاص خاص لوگوں سے مخصوص تھا ان مختصر لفظوں سے مام کر دیا کہ ”استغف قلایک“ یعنی ہر شخص کا دل اسکا مجتہد

ہمارے مذہب کے بانی نے تحصیل علم کی طرف متعدد طرح سے لوگوں کو رغبت دلائی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی دوسری صدی میں مسلمانوں نے علم کی طرف ترجیح دی اور جہاں سے انکو ملا انہوں نے علم کو اخذ کیا غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کی کتابوں کو نہایت عزیز رکھا اور چند روز میں اور قوموں کے لیئے استاد ہونے کی عزت حاصل کی *

اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلانے کا الزام جو بعض نارائف یا متعصب مورخوں نے مسلمانوں کو دیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ٹولمیز کے کتب خانہ کی چار لاکھ یا سات لاکھ کتابیں جو لیس سیز کی ازائی میں جل گئی تھیں اور حنث کرائی نے جسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کی تحقیق میں یہ بت سی کتابیں لکھی ہیں اس روایت کو جھوٹا ٹھہرایا ہے، جن در مورخوں نے یہ کہانی لکھی ہے کہ حضرت عمر نے اسکندریہ کا کتب خانہ جلا دیا جو چھ سو بیسے تک چلا گیا، محض غلطی خود وہ دونوں مورخ ۵۸۰ برس بعد اس واقعہ کے پیدا ہوئے تھے اور کوئی پہلی سند ان کے پاس نہ تھی *

فلسفہ کی بنیاد منصور خلیفہ نے قالی مگر ماموں رشید اُس کے چوتے نے اُن کی تکمیل کی یہ خلیفہ بڑا مہربانی علم کا تھا اہل شام اور نصرانیوں نے اُس کے عیسائی ترجمہ میں فلسفہ کے اُسکے حامی اور معارف تھے اسکے زمانہ میں یوسیلہ اہل فارس اور اسپین اور علماء یہود کے فلسفہ کو بے انتہا رونق ہوئی اسکے گماشتہ بلاد ارمن اور شام اور مصر میں یونانی کتابوں کے ڈھونڈنے کے لیئے مقرر تھے اور ہزارہا اونٹ قلمی کتابوں کے بھرے ہوئے اُسکے دربار میں لیا کرتے تھے کتب فلسفہ کے توجہ کا ایک جدا کار خانہ اس نے مقرر کیا تھا اور بغداد اور کوفہ اور بصرہ اور نیشا پور میں بڑے بڑے مدرسہ اور کتب خانہ قائم کیئے تھے — یہ خلیفہ بے تعصبی میں مشہور تھا چنانچہ اُس نے ایک عیسائی عالم کو دمشق کے کالج کا پرنسپل یعنی مدرس اعلیٰ مقرر کیا تھا *

جس طرح خلفائے عباسیہ کی بدولت بغداد کی سلطنت میں فلسفہ نے ترقی پائی اُس سے زیادہ اسپین میں خلفاء ہنسی امید کے سبب سے روشنی فلسفہ کی پھیلی، اس ملک میں بڑا حامی علم اور حکمت کا خلیفہ عبدالرحمن ابن حکم تھا جس نے ہجرت کی تیسری صدی میں وفات پائی، اس ملک میں علم کی اس قدر ترقی ہوئی کہ ایک کتب خانہ میں چھ لاکھ کتابیں تھیں اور پرانی کتابوں کے نقل کرنے کے لیئے تین سو کاتب مقرر تھے *

۱- سپین اور اٹلی میں صدہا مدرسے ایسے جاری تھے جنہیں صدہا عیسائی طلبہ آکر فلسفہ اور حکمت پڑھتے اور پھر اپنے بھائے اُسے جاری کرتے اُس وقت کے مسلمانوں اور فرنگستان کے عیسائیوں کے خیالات کا فرق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جربرٹ نامی ایک فرانسیسی عالم جب مسلمانوں کے مدرسہ میں فلسفہ اور حکمت سیکھ کر اپنے ملک کو آیا تو لوگوں نے اُسے کانو ٹھہرایا اور جب مرگیا تو یہ کہا کہ شیطان نے علم کا پھل کھلا کر اُسے مار ڈالا *

خلفائے عبیدین نے بھی جنکو یورپ کے مورخ خلفائے فاطمہ لکھتے ہیں مصر میں کچھ کم ترقی نہیں کی اُن کے شاہی کتب خانہ میں بھی ایک لاکھ قلمی کتابیں موجود تھیں جو سنہری جلدوں سے آراستہ اور نہایت خوبصورتی سے رکھی ہوئی تھیں *

ہندوستان کے فتح کرنے والے بادشاہوں نے بھی اس طرف سے غفلت نہیں کی محمود غزنوی نے جسکو بعض تربیع پانٹہ نامور مشہور ہندوؤں نے اپنی تعزیروں میں وحشی اور قزاق لکھا ہے ہارچودیکہ وہ لڑائیوں میں مصروف رہا ایک بڑے مدرسے کی بنیاد غزنین میں قالی اور مختلف زبانوں کی عجیب عجیب کتابیں جمع کیں اور قدرتی عجائبات کا ایک عجائب خانہ بنایا اور اس مدرسے کے قیام کے لیئے بہت سا روپیہ مقرر کیا، سلامین غوریہ اور تیموریہ نے بھی منطق، اور ریاضی، اور طبعیات، اور ادب، کے رونق دینے میں بڑی کوشش کی اکثر کا زمانہ علم کی ترقی کے حق میں مشہور ہے *

اُس زمانہ سے جو کہ یونان کی تاریخ کا چوتھا زمانہ سمجھا جاتا ہے فلسفہ کے چھ مختلف طبقے تھے مگر مسلمانوں نے ان میں سے عموماً ارسطو کی حکمت کو اختیار کیا کیونکہ اُسکی فلسفہ کو یہ سبب کوشش امام اسکندریہ کے ہزار برس سے غلبہ تھا اور اُسکا رواج بھی بہت ہو گیا تھا اور یہی سبب ہوا کہ اُس کی حکمت کی کتابوں کا زیادہ ترجمہ ہوا مگر وہ افلاطون کی تصنیفات سے بھی بھرور نہیں رہے بلکہ اُسکی کتابوں کا بھی ترجمہ عربی میں ہوا چنانچہ مسلمانوں میں ابو نصر فارابی اور بوعلی سینا حکمت مشائی میں ویسے ہی ہوئے ہیں جیسے کہ یونانیوں میں ارسطو، اور حکمت اشراق میں شیع شہاب الدین مقتول ویسا ہی نامور ہوا ہے جیسا کہ افلاطون یونانیوں میں، مگر اور طبقہ کی حکمت کا زیادہ تر رواج مسلمانوں میں نہیں ہوا کہ وہ اور حکمت کے اصول سے بے خبر نہیں رہے *

مسلمانوں نے ارسطو کی منطق کو زیادہ پسند کیا اور اُسکا ترجمہ بھی اُن کے رقبہ میں بہت ہوا اول ترجمہ ارسطو کے قیاسات کا حنیف ابن اسحاق کے فریہ سے مسلمانوں میں پھیلا پھر ابو بکر نے چند کتابوں کا سریانے سے ترجمہ کیا اور پھر ابن مدی اور کندي نے اُسے مرتب کیا اور آخر کو فارابی اور بوعلی سینا نے اُس کی تکمیل کی *

مسلمان عالموں نے جس غربی سے یونانی اور سریانی اصطلاحات کا ترجمہ اپنی زبان میں کیا اُس پر وہ بڑی تعریف کے مستحق ہیں۔ جارج ہنری لورنس صاحب بھی اپنی تاریخ فلسفہ میں اس پر بڑی حیرت ظاہر کرتے ہیں *

مسلمانوں نے اس علم میں ترجمہ اور تقلید ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ اُس میں بھی کچھ ترقی کی چنانچہ تصدیق و تصدیق کے مباحث اور جزئیات و کلیات کے اصول اور استفہاج نتائج کے ضابطے اور صغری و کبریٰ کی ترتیب اور حد اوسط کا بیان اور خیالات کی تفسیروں جس غربی سے اُنہوں نے کی ہیں اُس سے اُن کے دماغ کی قوت ظاہر ہے *

مسلمانوں نے ارسطو اور انطاطون کی الہیات سے بھی واقفیت حاصل کی اور واجب الوجود اور عقول مشرکہ اور روح اور تناسخ اور دیگر مسائل کی بھڑی تحقیق کی اور اُن مسائل کو اپنے مذہبی مسائل سے تطبیق یا تردید کرنے میں اپنی طبیعت کی چالائیاں اچھی طرح دیکھائیں اور اُسکے واسطے اُنہوں نے ایک خاص علم اپنے مذہبی علوم میں داخل کیا جسکا نام علم کلام ہے *

طبیعیات میں مسلمانوں نے پوری تقلید یونانیوں کی مگر چونکہ اُنہوں نے تجربہ اور مشاہدے اور آلات کے ذریعہ سے کسی چیز کے ثبوت کرنے کی بجائے باریک اور دقیق منطقی استدلال سے کام لیا اس لیے وہ اُسکی غلطیوں کو درست نہ کر سکے اس واسطے ہیرواں اور جزو لایہجزی اور صرۃ نریمہ و جسمیہ اور حیز طبیعی اور خلاف کی نازک بحثوں کو اُڑ بھی دقیق کر دیا اور کائنات الجبر اور اجرام فلکی اور عناصر اربعہ کی مابین کی تحقیق کرنے سے قاصر رہے بالیں ہمہ اُنہوں نے اس علم میں بعض نہایت ہکار آمد چیزوں کی تحقیق کی ہے جیسا کہ علامہ ابن زکریا نے اسباب قوت جائزہ مقناطیسی پر نہایت عمدہ رسالہ لکھا ہے *

علم ہیئت میں مسلمانوں نے بڑی ناموری پائی اور یہ زمانہ تک وہ اُسکی تحقیقات پر مترجمہ رہے بطلمیوس کی عمدہ مشہور کتاب مجسطی کا پورا ترجمہ جو حنین ابن اسحاق نے کیا تھا اور جسکی ابن یوسف اور ابن قرقہ نے تصحیح اور حکیم نصیر الدین طوسی نے تہذیب و تکمیل کی مسلمانوں کی ترقی علم پر شامد ہے وہ اس علم کے ایسے قدردان تھے کہ خاص بطلمیوس کا بنایا ہوا کورہ قاعہ کے کتب خانہ میں سنہ ۲۳۵ ہجری تک موجود تھا *

اس علم میں مسلمانوں نے تقلید ہی نہیں کی بلکہ اُسکو تحقیق بھی کیا اور اُسے کام میں بھی لائے خلفہ ماموں رشید کے زمانہ میں اچھے آلات ایجاد ہوئے *

سنجور اور کوفہ کے میدانوں میں زمین کے دائرہ مظہرہ کی پیماہی ہوئی جس سے اُس کا وہ صحیح دور جواب تک مانا جاتا ہی ثابت ہوا * پھر اُنہوں نے رصد خانے بھی بنائے اور زیج کواکب بھی طیار کیئے جسکا نشان سماویہ بغداد دمشق اندلس سورقند کے قوتی کھنڈروں سے اب بھی ظاہر ہے *

مسلمانوں نے بطلمیوسی نظام کی غلطی کا کرپرنیکس سے پہلے خیال کر لیا تھا چنانچہ محمد بن عبدالملک طافیل جسکو انگریزی میں ابو یاسر کہتے ہیں اور جو بارہویں صدی میں اندلس میں پیدا ہوا اُس نے اس نظام سے انکار کیا جسکی تصدیق الہک ریچیس اپنے رسالہ علم ہیئت کے دیباچہ میں کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ نامی گرامی ابو یاسر نے کہا ہے کہ نظام شمسی اور حرکات اجرام فلکی میری تحقیقات میں اُڑھی طرح ہے میں جو نظام قدیمہ یونانیہ کے خلاف ہیں *

علم مریا و مناظر میں بھی مسلمانوں نے بڑی ترقی کی چنانچہ ابو علی الحسن جو گیارہویں صدی میں ہوا اُسکا رسالہ علم مریا و مناظر کا یورپ کی مشہور کتابوں میں سے ہے جسکو وزنبر نے ترجمہ کیا اور جو سنہ ۱۵۷۲ع میں بمقام بیول چھاپہ کیا اس مصنف نے یونانیوں کی یہ غلطی ثابت کی کہ شعاع نظر آنکھ سے نکل کر کسی چیز پر نہیں پڑتی ہے بلکہ اُس نے تشریح اور عام مثلث کی دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ تمام چیزوں کی شبیہ آنکھ میں آکر بنتی ہے جس کی تحقیقات کا نتیجہ وہ ہے جو آج نوٹوگراف کی تصویروں سے دیکھائی دیتا ہے ہیبت اللہ بن حنین بغدادی نے جو کہ مسترشد ہالہ خلیفہ عباسی کے زمانہ میں تھا نور کی رفتار کا اندازہ نکالا اور اُس کو دلائل ہندسیہ سے ثابت کیا *

علم ہوا میں ابو علی الحسن ہی اس مسئلہ کا موجد ہے کہ جس قدر ہوا زمین کے باقی سے اُرنچھی ہوتی ہے اُسی قدر وہ سبک اور ہلکی ہوتی ہے *

علم ہندسہ اور حساب میں مسلمانوں نے بہت توجہ کی اقلیدس کے مقابلوں کا ترجمہ یونانی اور سریانی اور رومی زبان سے مختلف عالموں نے کیا جن میں سے حجاج اور حنین اور ثابت اور ابو عثمان کے ترجمے مشہور ہیں پھر اُس کی اصلاح و تہذیب صدہا عالموں نے کی اُس پر سیکڑوں شرحیں لکھیں آخر علامہ نصیر الدین طوسی نے اس کی تکمیل کی اور اُس کے بعد بھی بہت سے عالم ترقیب و تہذیب اور شرح پر مترجمہ رہے *

مسلمانوں نے ارشمیدس حکیم کی کتاب اصول ہندسہ کا بھی ترجمہ کیا اور اُس کی شرحیں لکھیں چنانچہ ابو الحسن علی ابن

علم حیوانات میں اُن کو زیادہ ترقی نہیں ہوئی انہوں نے صرف ارسطو اور گیان کی کتابوں کے ترجمہ پر اتکا کیا *
علم جغرافیہ میں بھی اُنہوں نے بسبب اپنے درمیانی سفروں اور خشکی کی سیاحت اور نثر تجارت کے اور آخر کو بسبب اپنے فتوحات کے بہت عمدہ تہذیب حاصل کی ادریسی اور ابوالفدا اس فن میں مشہور ہیں *

علم موسیقی میں فارابی نے وہ کمال حاصل کیا تھا جس کی اہل یورپ بھی تصدیق کرتے ہیں جارج ہنری لونیس صاحب نے لکھا ہے کہ علم موسیقی میں اس کی تصنیف بہت کامل ہے اور اُس نے اگلے مصنفین کی غلطیوں کو بہت اچھی طرح درست کیا ہے *

غرض کہ مسلمانوں کے تہذیب علم میں نہایت اعلیٰ درجہ کی ترقی تھی مسٹر ارٹ جرمن کے مرنے نے نہایت انصاف سے یہ بات لکھی ہے کہ ”مسلمانوں نے اور قروں سے کتنا ہی کچھ کیوں نہ سیکھا مگر اُنہوں نے اپنی قابلیت و لیاقت سے اُسکو بہت کچھ ترقی دی“ جارج ہنری لونیس صاحب اپنی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں کہ ”یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ عرب ہی نے تمام کتابوں اور تحریروں کو فلسفہ یونان کی تباہی سے محفوظ رکھا اور اُنہیں کی وجہ سے یورپ میں علم اور فلسفہ پہونچا اس امر خاص میں یورپ اُنکا ممنون احسان ہے اور اس سے بڑا احسان عرب کا یورپ پر یہ ہے کہ اُن لوگوں نے علم ہندسہ اور ہیئت اور طب اور کیمیا میں بڑی کوشش کی اور اُنہیں کی بدولت اسپین سے فرانس ہو کر فرنگستان میں علم پھیلا“ ڈاکٹر ڈراپر صاحب لکھتے ہیں کہ ”علم کے سیکھنے میں اہل فرنگ ابومالی الحسن اور ابو موسیٰ اور ابوالوفا اور امام عرب کے زیادہ تر احسان مند ہیں“ ابوالوالد جسے انگریز ”اورور ریمس“ کہتے ہیں وہ شخص تھا کہ جسکی تصنیفات کی چار سو ہوس تک میسائی یہود تعظیم و تکریم کرتے تھے اور یہی سی کتابیں اُس کی جنگا نام تھیں اب مسلمان نہیں جانتے زبان عربی اور لیٹن میں موجود ہیں چنانچہ جرمن میں پچاس سے زیادہ اُس کی تصنیفات چھاپے ہو چکی ہیں *

ڈاکٹر ہیلی صاحب بھی اپنی تاریخ اسپین میں اُسکی تصدیق کرتے ہیں اس نامی ڈاکٹر نے جو مقابلہ اُس زمانہ کے مسلمانوں کی حکمت اور فلسفہ کا یورپ سے کیا ہے اُس کے دیکھنے سے اندازہ اُس ترقی کا ہو سکتا ہے جو مسلمانوں نے علوم میں کی تھی سڈیپونامی فرانسیسی مدرس علوم تاریخ کا اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ ”جب علم طب اور طبیعیات اور کیمیا اور فلکات عرب کے ہاتھ آتا تو اُنہوں نے اُس میں بہت کچھ ترقی کی یہاں تک کہ ان علوم میں اُن کی

احمد اور نصیرالدین موسیٰ اور ابو سہل قوشچی کی شرحیں اب تک مشہور ہیں ابلینوس کی کتاب جو مغربی شکلوں اور خطاطی منصفی کے بیان میں ہے اُس کے سات مقالے ترجمے کیئے گئے جس میں سے چار مقالوں کا ترجمہ احمد بن موسیٰ حمصی نے اور باقی کا ڈبٹ ابن قرہ نے کیا اور اُن کے سوا اور بھی چند نامی حکماء یونان کی کتابیں اس فن کی عربی میں ترجمہ ہوئیں *

حساب میں بھی مسلمانوں نے کم ترجمہ نہیں کی اُنہوں نے ہندوؤں سے مراتب اعداد کا رکھنا سیکھا اور اسی لیئے اُس کا نام اُنہوں نے اعداد ہندیہ رکھا، فن جبر و مقابلہ کی نسبت اختلاف ہے بعض مسلمانوں کو اُس کا مرجع بیان کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ علم ہندوستان کے ہندوؤں اور یونان کے عالموں سے اخذ کیا تھا مگر پھر اُس میں بہت سی ترقی کی *

علم طب میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی اُنہوں نے ہندوستان میں سفر کیا زبان سنسکرت کو سیکھا اور نہایت مشہور دو کتابیں سنسکرت زبان کی جن کا نام چوک اور ششرت تھا عربی زبان میں ترجمہ کیں سب سے پہلے سنہ ۱۵۶ ہجری میں موسیٰ بن موسیٰ الفارابی نے سنسکرت کا ترجمہ شروع کیا پھر محمد بن اسمعیل خرد ہندوستان میں آیا اور اُس کے بعد دس عالم ہندوستان میں آئے اور ہندوؤں کے علوم کی کتابوں کو عربی میں ترجمہ کیا بقراط اور جالینوس کی عمدہ کتابوں کو بھی اُنہوں نے نہیں چھوڑا بومالی سینا کا قانون صدمہ ہوس تک یورپ کے مدرسوں میں پڑھایا جاتا تھا *

اس نامی حکیم کی نسبت جارج ہنری لونیس صاحب لکھتے ہیں کہ ”وہ صرف مترجم اور شارح ارسطو کی حکمت کا نہ تھا بلکہ اُس نے ہرچہ اپنے علم کمال کے اپنی رائے کو بھی بہت کچھ دخل دیا اور مردوں کو چیز کو علم تشریح انسان کی غلطیاں درست کیں“ *

حراس خمسہ ظاہری و باطنی کی تقسیم احی کی تحقیق ہے جس کی پیدری اب تک سب کرتے ہیں ہمیرلٹ کاشمش میں لکھا ہے کہ درا ساری کا علم عرب نے پیدا کیا چند دراؤں کے مراب کرنے اور نسیفہ لکھنے کا طریقہ اُنہیں کا ایجاد ہے اور پھر وہاں سے اور ملکوں میں پھیلا *

علم کیمیا یعنی حل و عقد کی ترقی کی نسبت قول گبن صاحب کا کافی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ اس کی ایجاد عرب ہی سے ہے *
علم نباتات و معدنیات میں ابو مہمان اور عبدالرحمن سرورنی اور عباس ابن بطار کی کتابیں اُن کی ترجمہ پر گواہی دیتی ہیں طاہر بن محمد یوسف غزنوی نے دس جلدیں اس علم میں لکھی ہیں *

اُن ملکوں میں کسی نے نہ دیکھا تھا اور اسپین کے مسلمانوں کے جہاز بہت بڑے بڑے ہوتے تھے، غالباً اسپین والے جو بڑے بڑے جہاز کا استعمال کرتے ہیں اُن کے جہاز اہل اسلام کے جہازوں کی نقل ہیں، ہندوستان میں بھی معبود بادشاہ گجرات نے ایسا ایک بیڑا جنگی جہازوں کا طیار کیا تھا جس سے بڑھکر ہندوستان میں کبھی نہیں ہوا ضلع کمپورجا پر اس بادشاہ کے بہت سے جنگی جہاز چنپر توپیں چڑھی رہتیں طیار رہتے *

اخلاق کو بھی مسلمانوں کے بانی مذہب نے نہایت عمدہ اصول پر قائم کیا سچائی اور وفاداری اخلاص اور نیکی ہمدردی و معصیت دشمنوں کو معافی اور پُرانی کا بدلا بھلائی اصلی اصول نجات کے ہیں *

غیر مذہب والوں کے ساتھ جو اخلاق خرد بانی اسلام نے برتے وہ اس مثال سے ظاہر ہو سکتے ہیں کہ عیسائی ایلچی جب مدینہ میں آئے تو خرد اپنی ذات سے اُنکی مہمانداری کی اور ہرچہ دیکھ رو منکیتھلک تھے اور تثلیث کے قائل مگر اُنکو اجازت دی کہ اپنی نماز اُسی مسجد میں پڑھیں جو ایک خدائے واحد ذوالجلال کا نام پکارنے کو کچھ مٹی اور کھجور کے درختوں کی لکڑی سے بنائی گئی تھی، اگرچہ بعد کو اس نہایت قابل تعظیم اخلاق کی پُردی کم ہوئی مگر کچھ نہ کچھ اسکا اثر ہر ایک زمانہ میں پایا جاتا تھا، جب کہ بیسالمقدس فتح ہو گیا تو وہاں کے عیسائیوں نے اُن اصحاب رسول کی دعوت کی جو کہ بیسالمقدس کی فتح کے لیئے گئے تھے چنانچہ اُن سب نے قبول کی اور گرجے میں اُنکو کھانا کھلایا گیا وہ سب کھانا کھاتے اور گرجے کی تصویروں کو تعجب سے دیکھتے جاتے تھے *

سلطان صلاح الدین بھی عیسائی بادشاہوں سے ہرچہ دیکھ ہمیشہ اُنکا مقابلہ کرتا رہا نہایت حسن اخلاق سے پیش آتا اور اُنکی تعظیم کرتا تھا امیر صیدا جو عیسائی مذہب رکھتا تھا جب صلاح الدین کے پاس آیا تو اُس نے نہایت تعظیم و تکریم کی اور اُسے اپنے ساتھ کھانا کھلایا، اور شقیق کا امیر جو نہ فرنگیوں کے نامی امیروں میں سے تھا سلطان کے خیمے پر آیا تو اُس نے بڑی عزت کی اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا اسپین کے حاکموں اور امیروں نے جیسا برتاؤ غیر مذہب والوں سے کیا تھا اُس کی نسبت جارج ہنری لوئیس صاحب یوں لکھتے ہیں کہ ”اسپین میں علم اور حکمت کے کمال نے تہذیب کو ایسا مٹا دیا تھا کہ زمانہ حال کے لوگ سنکر تعجب کریں گے کہ یہودی اور عیسائی اور مسلمان ایک ہی زبان پرلتے اور ایک ہی قسم کے گیت یا شعر پڑھکر خرم ہوتے تھے ایک ہی طرح کا خیال رکھتے تھے عرب یہود نصاریٰ کو اپنے فرائض مذہبی اور رسمیات کے ادا کرنے سے مطلقاً

نقصیات حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی اور جہاں تک ہمکو معلوم ہی گویا وہ ایک شے تھی اُس اصلی نصیبت کا جو آج تک ہمکو معلوم ہی نہیں ہوئی پھر کیف عرب کی قوم ہمارے جملہ فضل و کمال کا اب بھی سرچشمہ ہی اور جن کمالات کو ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہم اور قوم کا ایجاد ہوتا تھا اب ہمکو اُن کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُن کے اصل موجد عرب ہی ہیں، ”ایک دوسرا رانسیسی عالم لکھتا ہے کہ ”عرب کی قوموں کو خدا نے دنیا میں اس لیئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم و فنون اور اسباب تمدن کو اُن مختلف قوموں تک پہنچادیں جو نرات کے کنارے سے لیکر اسپانیہ کے ادی کیئر تک پھیل رہی ہیں چنانچہ اُن تمام قوموں نے جملہ کمالات سی قوم عرب سے حاصل کئے تھے“ *

فنون و دستکاری کو اہل عرب نے رومیوں کے بڑے بڑے شہدوں میں جاکر پتھر پی حاصل کیا تھا اور پھر خرد اُس کو ترقی دی تھی ہارون رشید خلیفہ عباسی نے جو ایک گھڑی بطور تحفہ کے شارعیان بادشاہ فرنگستان کو جو اُس کا بیڑا درست تھا بھیجتی تھی اور جسکا ذکر ایچی ہارڈ صاحب نے کیا ہے مسلمانوں کے فنون و دستکاری میں ترقی کرنے کا بڑا ثبوت ہے *

عرب و اسپین کے ہتھیار و غرناٹا یعنی کرینڈا کا حریر نہایت مشہور تھا *

فن عمارت میں بھی اُنہوں نے بہت ترقی کی تھی، وہ حوض و فراو نہایت خوبی سے بناتے تھے اور مختلف قسم کے پتھروں کے بل پڑتے تراش کر مکانات کی عمارت کو آراستہ کرتے تھے گہند بنانے کی ترکیب اُنہوں نے یونانیوں سے اخذ کی مگر پھر اُس کو نہایت ہی خوبصورت کر دیا قرطبہ یعنی کارڈروہ کی جامع مسجد اور اسپین کے رادی کیئر میں عبدالرحمن ثالث کا قصر عالی، اور کارڈروہ کا محل اور ہندوستان میں قطب کا میڈار، اور تاج کا روضہ، اور عالی مردان کی ٹور، اُن کی صفا کی شاعر ہیں *

تصویر بنانے میں مسلمانوں نے کچھ ترقی نہیں کی کیونکہ پت پرستی کی جو مٹانے کی غرض سے وہ ممنوع کی گئی تھی مگر مکافات کی آراستگی کے لیئے اُنہوں نے ایک قسم کے نقوش جدیدہ ایجاد کیئے تھے پہلے تو وہ کچھ نقش وغیرہ تھے پھر وہ ایسے خطوط وہ آئے جنکا آپس میں تقاطع ہوتا تھا اور وہ خطوط حروف عربی کے مشابہ تھے کہ جن سے طرح طرح کی طرائف آمیز عمدہ عمدہ خوش وضع شکلیں پیدا ہو جاتی تھیں *

جہاز بنانے میں بھی اُنہوں نے ترقی کی تھی چنانچہ سنہ ۹۷۰ع میں عبدالرحمن خلیفہ اسپین نے ایک ایسا بیڑا جہاز بنایا کہ اب تک

کو بالکل معدوم کر دینے کا تھا ہانی اسلام نے ان چند لفظوں سے کہ
”فاماناً بعد و اما نداء“ یعنی لڑائی کے قیدی سب چہرے دیئے
جاریں خراہ کچھ لیکر خراہ احسان رکھ کر غلامی کو بالکل معدوم
کر دیا ہی اور کچھ شہد نہیں ہی کہ اس نص صریح سے مسلمانوں
کے مذہب میں غلامی بالکل ممنوع ہی گو کہ کسی کو اس کا خیال
نہ آیا ہو *

دختر کشی کی رسم جس پر عرب کو اس ملک کے ہندوؤں سے
بھی زیادہ نفرت تھی کسی کچھ مسلمانوں میں سے مت گئی جس کا
نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا *

مسلمانوں کی معاشرت کے طریقے، ماننے جاننے کے قاعدے بھی
نہایت عمدہ تھے بزرگوں کا ادب بڑے بزرگوں کی تعظیم بات چیت میں
نرمی و اعتدال کسی کی طرف جھرت و عیب کی نسبت کرنے کا خیال
طعن و طنز کا لحاظ نفش اور اخلاق و حیا کے خلاف باتوں سے نفرت
بے پردہ کسی بات میں دخل نہ دینا سرکوشی نہ کرنا جاہلوں
نادانوں سے نہ جھگڑنا مذہبی گفتگو بے ضرورت نہ کرنا بیہودہ ہنسی
اور جھل سے نفرت، وہ آداب مجلس تھے کہ جن کے لحاظ نہ رکھنے
سے انسان بد تمیز اور سوسائٹی سے خارج کرنے کے لائق سمجھا جاتا *

شادی بیاہ کے دستور بھی تہذیب سے خالی نہ تھے قبل نکاح کے
مرد و عورت کا ایک دوسرے کو دیکھ کر پسند کر لینا بے خوف اور
بلا لحاظ کسی جاہلانہ خیال کے اور زن و شو کا اپنی رضامندی ظاہر
کرنا، ایک عام دستور تھا نکاح کے وقت ایک مختصر مجلس عزیزوں
اور خاص دوستوں کی مرتب ہوتی، اور ایک مختصر حسب حیثیت
سامان ما باپ کی طرف سے لڑکی کو دیا جاتا، اور بعد نکاح کے ایک
مختصر سی دعوت درسہ آشنائوں کی کی جاتی عورتیں بالکل اپنے گھر
کی مالک اور منتظم سمجھی جاتیں، اور سب گھر کا کام کاج اُن کے
تعلق ہوتا نوکر چاکر بھی اُن کے تابعدار ہوتے یہاں تک کہ مرد بھی
بے رضامندی اُن کے کوئی کام نہ کرتا اگرچہ عورتوں کو باہر نکلنے کی
عام اجازت نہ تھی مگر مسجدوں میں نماز کے لیئے آنے اور بضرورت
باہر نکلنے یا اپنے خاوند اور خاص عزیزوں کے ساتھ سفر کرنے سے
ممنوع نہ تھیں اور مونہ اور ہاتھ کو تو شرع نے بھی پتہ میں
داخل نہیں کیا اولاد کی تعلیم اور تربیت پہلے تو اُستادوں اور
اتالیق کے ذریعہ سے خاص خاص طور پر دی جاتی مگر تیسری
صدی سے عام مدرسوں میں تعلیم دینے اور در و دراز شہروں میں
لڑکوں کو بھیج دینے کا عام رواج ہو گیا فارس اور دیلم کے سلاطین
، اسرا کا تو یہ ایک عام طریقہ تھا کہ اپنی اولاد کو باہر ہی بھیجکر
تعلیم و تربیت دلاتے، اسی سبب سے اُس زمانہ کے اثر شہزادے اور

ہارج اور مانع نہ تھے بلکہ اُنکی دوستی و مصہبت و ربط و ضبط یہاں
تک بڑھا کہ مسلمان اور عیسائی اور یہود میں شادی بیاہ ہونے لگا، *

ما باپ کے ادب کی نہایت تاکید کی گئی جن لوگوں نے کسی
نہایت متعصب مسلمان ترک کو اپنی بوزھی عیسائی مار بوا توار کے
دن اپنی بیٹھ پر سوار کر کر گرجا نماز پڑھانے کو لیجاتے دیکھا ہوگا
وہ نہایت تعجب کرتے ہوئے کہ مسلمانوں کے مذہب کے ہانی نے ماں
باپ کی کس قدر تعظیم و ادب کی تعلیم کی ہی *

عرب کے پیغمبر نے عورتوں کو روحانی زندگی میں بالکل مردوں
کی برابر کر دیا، اتنا فرق بھی اُن میں نہیں رکھا جیسا کہ دائیں
اور بائیں ہاتھ، یا سولہ آنہ و روپیہ میں ہی، وہ اُسی طرح نیکی
کر سکتی ہیں جس طرح کہ مرد، وہ اُسی طرح روحانی ترقی پاسکتی ہیں
جس طرح کہ مرد، کوئی مذہبی نیکی ایسی نہیں ہی جو مرد
پاسکتا ہو یا کر سکتا ہو اور وہ نیکی عورت کے لیئے نہ، اُنکے دنیوی
حقوق سے بھی غفلت نہیں کی وہ اُسی طرح اپنے مال کی مالک ہیں
جیسا کہ مرد، وہ سب قسم کے معاہدہ کی مجاز ہیں، اپنی جائداد
کی خراہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ وہ خود آپ مالک ہیں، ہیہ
کوسکتی ہیں، بیع کر سکتی ہیں، تمام تصرفات جو مرد کر سکتا ہی
وہ بھی کر سکتی ہیں *

پالیگمی یعنی تعدد ازواج میں ہانی مذہب کا ہیہ قول ہی کہ
ایک دو تین چار تک عورتیں نکاح میں لاسکتے ہو لیکن اگر اندیشہ
بھی عدل نکر سکنے کا ہو تو پھر صرف ایک ہی چاہیئے پس اگر اُسکے
حکم منفي کا خیال ہو تو پھر ایک کے سوا جائز نہیں رہتی پس
اجازت اور امتناع کو ایسی مددگی سے ایک ساتھ بیان کیا ہی کہ بجز
حالت خاص کے جسکا جائز رکھنا بلاشبہ عقل کے موافق ہی تعدد کو
معدوم کر دیا ہی *

اس سے بھی زیادہ مددگی سے طلاق کے مسئلہ کو بتایا ہی، طلاق
کی اجازت دی جسکی اجازت دینا بلاشبہ نہایت ضروری تھی مگر
اُس کو ایسا مباح فعل بتایا جس سے بے انتہا ناراضی خدا اور رسول
کی پائی جاتی ہی یہاں تک کہ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ طلاق
دینے والا قتل ہونے کے لائق ہی اور اس عمدہ نصیحت سے طلاق نہایت
معتدل طور پر برتی جانے لگی مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایک
بات جو اپنی اخیر عمر میں ہانی اسلام نے فرمائی اور جو سب سے
مقدم تہذیب انسانی کا مسئلہ تھا اور جس کو اُس وقت تک کسی نے
نہ کہا تھا اُس پر اس وجہ سے کہ رواج عام کے بالکل برخلاف تھا
کسی کا خیال نہیں گیا اگر ہانی اسلام چند روز اور دنیا میں رہتے۔
تو وہ مسئلہ بھی مثل اور مسائل کے عام ہو جاتا اور وہ مسئلہ غلامی

امیر زادے عالم اور ادیب اور منشی ہوتے جسکی تصدیق رجسٹر صاحب نے کی ہے اور الفدا جو ایک نامی بادشاہ تھا ایسا مورخ و جغرافیہ دان اور مصنف ہوا ہے کہ اُسکی نظموں دوسری قوم میں کم ملیگی کوخ کا مدرسہ جسے وزیر ابرنصر نے بنایا اور ناصریہ کالج جسے مستنصر بالله نے دجلہ کے کنارے پر تعمیر کیا اور جسکے متعلق شفاخانہ اور حمام اور رہنے کے مکانات بھی تھے اور جس کے لیئے لاکھوں روپیہ کا سرمایہ وقف تھا اور نظامیہ مدرسہ بغداد کا عام تعلیم و تربیت کے لیئے عمدہ مدرسے تھے *

لکڑیوں کی بھی تعلیم گھر پر بذریعہ پڑھی لکھی عورتوں کے یا پورے نیک چان استادوں کے ایسی عمدہ ہوتی کہ صدھا مسلمان عورتیں ایسی گذری ہیں کہ اُنکا کلام اُنکی کتابیں اسوقت ہمارے سامنے موجود ہیں، اُس عمدہ تعلیم و تربیت کے سبب سے خیالات اُنکے ایسے روشن ہو جاتے تھے کہ ہمدردی اور نرمی بھلائی کے جوش میں اپنا سارا سرمایہ خرچ کردیتیں ناصرالدین بادشاہ حمص کی بی بی زمرہ نام نے جو ساتویں صدی میں ہوئی ہے بل اپنا مال و متاع ایک بڑے کالج دمشق کے بنانے اور اُسکے آئندہ اخراجات میں صرف کردیا *

لباس و پوشاک کا حال یہ ہے کہ عرب کا اصلی لباس کرتہ اور تہبند تھا اور ایک خاص قسم کا عمامہ یا گول ٹوپی، اور سرور یا چوتہ کہ بھی وہ ایک ضروری جز و لباس کا جانتے تھے جسکو شارع نے بھی زینت نماز فرمایا ہے مگر پھر مسلمانوں نے کپڑوں اور عجبوں کا لباس زیادہ پسند کیا اور تھوڑی سی تبدیلی سے اُسے اپنے یہاں راج دیا، بعض بادشاہوں نے خود بھی لباس میں کچھ ایجاد کی جیسا کہ سنہ ۱۵۲۰ ہجری میں منصور خلیفہ نے ایک لمبی گول ٹوپی جو لکڑیوں کی پتلی تیلیوں سے بنائی جاتی جسپر سیاہ رنگ یا کالا کپڑا بندھا جاتا اور غالباً وہی ٹوپی ہے جسے اب انگریز استعمال کرتے ہیں پھر قاتار کے مسلمانوں نے وہ سرخ ٹوپی ایجاد کی جسے اب ترک پہنتے ہیں اور ہندوستان کے بھی بعض ٹھیکت مسلمانوں کے مبارک سروں پر دھائی دیتی ہے، شاہ اسماعیل حضوری نے بھی ایک خاص قسم کی لال ٹوپی ایجاد کی جس کے سبب سے ایرانی اپنے آپ کو قزلباش یعنی لال سروں والا کہتے ہیں ہندوستان میں بھی ایک خاص قسم کا درباری لباس تجریز کیا گیا یعنی سفید ململ کا جامہ جسے آیا کی لون کہنا چاہیئے اور کمز بند اور پگڑی جسکی بڑی زینت بازوبند اور مالا سے سمجھی جاتی تھی یہ لباس شاید مصریوں کا تھا اس لیئے کہ اُس کا نقشہ شہر تھیبس کے قبرستان میں بعض بادشاہوں کی تصویروں میں پایا گیا ہے *

عورتوں کا لباس گو بہ نسبت ایک چادر اور تہبند کے بہت درست کیا گیا مگر در حقیقت اُس میں کوئی عمدہ ترقی نہ ہوئی کہانے پینے میں بھی کپڑوں اور عجبوں کی طرح دستور خزان کی رونق اور آراستگی حضرت معاویہ امیر شام کے وقت سے شروع ہوئی پھر عباسیوں کے زمانہ میں چھوٹی میز پر کھانا رکھ کر کھانے کا رواج ہوا جسے بعض نادان عورتوں نے بدعت بتایا اور چھٹیوں صدی تک اُس کا جھگڑا رہا جسکی نسبت امام فزالی نے یہ کہتے تھے کہ نہ گناہ ہے نہ بدعت ہے بلکہ اُس میں صرف تعظیم کھانے کی ہی غرض آتھیں صدی سے لیکر تیرھویں صدی تک مسلمانوں کی طرز معاشرت کو ترقی ہوتی رہی یہاں تک کہ یورپ نے مسلمانوں کی معاشرت و تمدن دیکھ کر اس میں ترقی کی گیارھویں صدی کے آخر سے تیرھویں صدی تک جو صالح لڑائیاں مسلمان اور عیسائیوں میں بیت المقدس میں ہوئیں اُس کی نسبت یورپ کے مورخوں کا قول ہے کہ ”گو ان لڑائیوں سے بیشمار آدمی ضائع ہوئے اور بہت سا نفیس مال بغیر کسی فائدہ کے ضائع ہوا لیکن انجام کار اُس سے فائدے بھی بہت بچھے ہوئے جس میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اُسی زمانہ سے اہل یورپ نے فوج کی ترتیب اور اصلاح شروع کی اور تجارت اور زراعت کے طریقے اُن مشرقی قوموں سے سیکھے اور شہریوں کی سی عادتیں اختیار کیں اور دنیا کے حالات کی تحقیق کے واسطے سفر کی عادت ڈالی خلاصہ یہ ہے کہ یورپ کی قوموں کو تمدن کے طریقے اُسی وقت سے معلوم ہوئے جب سے وہ مسلمانوں کی اُن قوموں سے ملے جو تمدن اور حسن معاشرت اور علوم و فنون اور فنون و کمالات میں اُن سے فائق تھیں،“ *

تجارت اور زراعت میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی تھی اُنکو ہمیشہ سفر کی طرف رغبت رہی ہے جب اُنکی سلطنت فرانسیس اور اسپین کے پہاڑوں کے بیچ سے گذر کر ہمالیہ تک پہنچتی تو اُسوقت وہ دنیا کے بڑے نامی تاجروں میں ہو گئے اور فن زراعت میں تو مثال اُنکے کوئی نہ تھا اس واسطے کہ جسقدر پانی کے خزانے بنائے اور اُسکو اپنی کھیتی کی کپڑوں میں برابر پہنچانے میں یہ ارگ مضبوط تھے دوسرا نہیں ہوا، اہل عرب پہلے سے تجارت میں نامور ہیں چنانچہ وہ جزیرہ بصر احمد کا جسکو جزیرہ سکاقرہ کہتے ہیں اور انکا کا مغربی کنارہ اور ملیبار عربوں کی بستی سے معمور تھی اور جب مشہور جہازران و رسکریکاما صاحب پندرھویں صدی کے اخیر میں ملیبار کے کنارہ پر پہنچے تو اُنہوں نے تمام تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں پائی چنانچہ اب تک اُنکی نسل باقی ہے جو عربوں کے نام سے مشہور ہیں اور بارجریک اب وہ بالکل وحشی ہو رہے ہیں مگر ہر قسم کی تجارت کرتے ہیں *

اثر ظالم اور بے رحم سلطنت کے مالک ہو گئے جنہوں نے ظلم و ستم سے دنیا کو تاریک کر دیا بہت سے لوگ ان واقعات میں مارے گئے اور اثر اچھے نیک پای لوگ جلاوطن ہو گئے مدتوں تک اشت و خربہ جاری رہا رعایا کا مال اُن بے رحم بادشاہوں کا ترنہ اور لوگوں کی جانیں اُن کی قربانی اور فدیہ تھیں گئیں *

جب شخصیت سلطنت کے چارے ہونے سے حکومت کسی قانون عقلی اور فکری کے تابع نہ رہی بلکہ سلطنت ایک شخص کی خواہشوں اور اُس کے غیظ و غضب کے تابع ہو گئی تب اُس زمانہ کے دائرہ نیک آدمیوں نے اُس خرد مشترک کے روئے میں بڑی سعی کی اُن کے لئے ایک مبہمہ دہ قانون کا بنایا جو قرآن و حدیث کے صاف و صریح حکموں یا اُسکے اشاروں و نایوں اور اُنکی پانچ وقتوں میں جو واقعات پیش آئے تھے اُن کی نظیروں سے مرتب تھا اور اب جو ہماری ذمہ دہی کتابوں میں مدون ہے اور جسے قانون شریعت یا مصلحتوں لا کہتے ہیں مگر چونکہ اُس پر عمل کرنا ہمیشہ خود اختیار بادشاہوں کے اختیار میں تھا اور کوئی ایسی جماعت یا ایسی کونسل جو بادشاہ کو اُس کی تعمیل پر مجبور کرے موجود نہ تھی اس لئے اُس پر بہت کم عمل کیا گیا اور خود مشترک کے روئے میں یہ قانون کامیاب نہ ہوا *

جیسا کہ سلطنت شخصیت کا عام قاعدہ ہے ویسا ہی مسلمانوں کی سلطنت شخصیت میں بھی ہوا لہذا تخت پر ایسا ظالم قابض ہوا جس نے دنیا کو جور و ظلم سے بھر دیا اور کبھی ایسا نیک اور عادل جانشین ہوا جس نے نہایت عدل اور انصاف سے حکومت کی اس وقت مجھکر نہایت زیبا ہے کہ میں اُس بڑے عادل خلیفہ عبدالعزیز کے نام کو یاد کروں جس نے اپنی حکومت میں نہایت عدل پوتا اُس کے عہد کے ایک صریح دار احامہ نے عیسائی رعایا پر منہ پھیرنے کی تہی خلیفہ نے پابندی نہیں اُس کو طلب کیا اور دوسرا حاکم اُس کی جگہ بھیجا جس کو ان احکام کی تعمیل کا حکم دیا تھا کہ تمام عہد و پیمان جو گذاروں سے کیئے گئے ہیں وہ باحتیاط قائم رکھے جائیں اور وہ لوگ اپنے عبادت خانوں اور گرجوں پر قابض رہیں کوئی مسلمان اُن سے پر خاش نہ کرے نہ اُن پر چھوٹی تھمت لگائے پارے انصاف کے وقت مسلمان اور غیر مسلمان برابر سمجھا جاوے سلطان صلاح الدین بھی انہیں نیک اور عادل بادشاہوں میں ہوا ہی جس نے کہ مسلمان اور غیر مسلمان کو انصاف میں برابر جانا اور مرنے کے وقت اپنا مال جو وقف کیا اُس کی نسبت وصیت کی کہ بلا لحاظ مذہب کے مصلحتوں کو تقسیم کیا جاوے مسلم ہو یا عیسائی یا یہود ابن سہم نلبی جو ایک مشہور تہمید مسلمان سردار ہوا ہی جب وہ قرطیہ میں مسند نشین ہوا اور مسلمانوں کو زمین تقسیم کرنی

مسلمانوں نے جب ایوان کو فتح کیا اس وقت دجلہ اور فرات کے مہمان پر اُنہوں نے بصرہ شہر کو اس ارادے سے بسایا کہ گجرات اور سندھ بھی جو دریائے سندھ کے پورب واقع ہیں تجارت کو سکھیں اُنہوں نے دریائے فرات کے کناروں سے بھر ظلمات کے ساحل تک اپنی تجارت ہوٹلی اور کارسیکا اور سارڈینیا اور جنوبی اٹلی میں بہت سے شہر آباد کیئے ایک عرصہ دراز تک میدی قورین میں اُنکے تجارتی جہاز اپنے بادشاہوں سے سمندر کی لہروں کو رونق دیتے رہے *

سیاست مدین کا طریقہ جو اب امریکا میں جاری ہے وہ مدت ہوئی کہ مسلمانوں نے قائم کیا تھا مغز و معزز لوگوں کی رائے سے جو کہ رائے عدل کی لیاقت رکھتے تھے اور جنکو اعلیٰ حل و عقد کہتے تھے ایک شخص کا بطور پریسیڈنٹ کے ہرنا قرار پایا تھا وہ پریسیڈنٹ جب تک کہ اپنے عہدہ کا کام انصاف سے کرے اپنے عہدہ پر بھال رہنے کے لائق تھا بیضا مال میں سے اُسکو مثل ایک عام مسلمان کے اور کچھ زیادہ حق نہ تھا *

اس پریسیڈنٹ کو جسے ہم خلیفہ کہتے ہیں تمام امور میں معتبر لوگوں سے مشورہ کرنا کام کرنا واجب تھا غلطی سے روکنے کا ہر ایک مسلمان کا حق تھا اور قصور کی حالت میں موقوف ہو سکتا تھا پہلے خلیفہ نے لوگوں سے کہا کہ امریکی باتوں میں میری مدد کرو اور پھر باتوں میں روکنے کا تمکو حق ہے دوسرے خلیفہ نے رعایا کے دلوں کے امتحان لینے کے لئے ایک روز خطبہ میں پوچھا کہ اگر میں ناجائز حکم دوں تو تم لوگ کیا کرو ایک عام جوان آدمی تارار لیکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ فوراً خلافت کی کدی سے تمکو اتار دیں اور دوسرے کو خلیفہ بنادیں *

چوتھے خلیفہ کو ایک یهودی کے متابع میں زرہ کے دعویٰ میں ایک عام مسلمان کی طرح جج کے منکمرہ میں حاضر ہونا پڑا اور جج نے اُس سچے نیک عادل خلیفہ کے برخلاف حکم دیا اسوجہ سے کہ قانون کے موافق ثبوت نہ تھا *

پانچویں خلیفہ برحق حسن ابن علی کے عہد میں بھی اصول سیاست اسطرح قائم رہے مگر افسوس ہے کہ بہت سیبیوں اور بے انتہا خون ریزیوں کے بچانے کی غرض سے اس خلیفہ برحق نے اپنا عہدہ چھوڑ دیا اور سلطنت شخصیت قائم ہو گئی جسکو ہمارے پیغمبر نے ملکہ غضباً کہا تھا اور جسکو یونانی قیرونت یعنی ظالم کہا کرتے تھے اُس دن سے اصول سیاست جو مسلمانوں کے بانی نے قائم کیئے تھے خود مشترک کے پائوں کے تلے روندے گئے *

شخصیت سلطنت جاری ہونے کے بعد سلطنت موروثی اور خاندانی ہو گئی اور ولایتی اور جانشینی کی خراب رسم جاری ہوئی چنانچہ

حفاظت، مال عزت جان سے پورا اطمینان، یہ سب چیزیں اُس اطاعت کا معاوضہ نہ تھیں جو اُنہوں نے اُس فتح مند قوم کی کی تھی، مصلحت جو لگایا گیا تھا وہ بہت ہی ہلکا تھا، اور تمام لوگوں پر عرب کا یہ اعتبار بڑھا ہوا تھا کہ وہ اپنے مہد و پیمان کو خوب قیام رکھتے ہیں، اُس عام انصاف نے جو وہ ہر درجہ کے لوگوں سے بلا تمیز کسی قوم و مذہب کے کرتے تھے اُن لوگوں کا سب پر اعتبار کرادیا اور تمام قوموں کی آنکھوں میں اُن کی عزت ہوگئی اور نہ صرف اپنے معاملات بلکہ دل کی فیاضی اور عادات کی عمدگی اور اپنی جبلی خاطر داری سے عرب والے اپنے وقت کے عام ارگوں میں معزز و ممتاز تھے *

ایک نامی مورخ انگلستان کا لکھتا ہی کہ جب سلطان صلاح الدین نے در بارہ بیت المقدس کو فتح کیا تو وہ اُن سے اُسی طرح پیش نہ آیا جیسا کہ دسویں صدی کی آخر لڑائی میں فتح کرنے والے مسلمانوں سے پیش آئے تھے اور جنہوں نے بیت المقدس کے قلعہ میں چالیس ہزار مسلمان معہ زن و فرزند کے قتل کردالے تھے بلکہ اُس نے کچھ ظلم نہ کیا اور جب اہل قلعہ نے اپنے تئیں اُس کے سپرد کیا سلطان نے اُن عیسائی قیدیوں پر نہایت مہربانی کی اور جو لوگ اپنے عزیز تھے نہ اپنی رہائی کی قیمت نہ ادا کرسکے اُنہیں منت آزاد کردیا اس بادشاہ کے تہذیب اخلاق کے سامنے بادشاہ فرانس کو کیا پاکہ رچوڑ شیر دل کی بھی کچھ حقیقت نہ رہی *

ملک اسپین کو جو ترقی اور آبادی اور رونق مسلمانوں کی حکمرانیت کے زمانہ میں ہوئی اُسکی نسبت ایک فرانسیسی عالم لکھتا ہی کہ اُس کی ترقی اور آبادی کا قیاس اس پر کرلیتا چاہیئے کہ ایک مقام قرطبہ میں دو لاکھ گھر اور چھ سو مسجدیں اور پچاس شفاخانے اور اسی عام مدرسے اور نرسو حمام تھے اور سڑکوں پر قندیلیں اسقدر روشن ہوتی تھیں کہ شہر میں چلنے والے اُس کی روشنی میں پھرا کرتے تھے *

جن فتح مند مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان کو فتح کیا اُن میں بھی اچھے اور برے عادل و ظالم سب طرح کے ہوئے مگر اُنہیں کی بدولت ہندوؤں میں تہذیب و شایستگی پھیلی جسوقت مسلمانوں نے اپنی فتح کا نشان ہماليہ پہاڑ کی اُرنچی چوٹی پر اڑایا اُسوقت دیکھنا چاہیئے کہ ہندوستان کی قوموں کا اُن کے لباس کا اُن کی طرز و معاشرت کا کیا حال تھا اور مسلمان فتح مندوں کی فتوحات نے ہندوستان کے دلوں اور اُن کی خصلتوں پر کیا اثر کیا اور اُن کے اخلاق و معاشرت و تمدن میں کیسی تبدیلی پیدا کی جو تا پہنچا اُنہوں نے سکھایا، کپڑا پہننا اُنہوں نے پتایا، فرش پر بیٹھنا، مختلف طرح کے

چاہی تو جتنی زمین مزرعوہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھی وہ بدستور اُن کے پاس رہنے دی صرف بنجر اور غیر مزرعوہ زمین کے ٹکڑے جس کا کوئی مالک نہ تھا مسلمانوں کو دیئے *

عبدالرحمن جب اسپین کا امیر ہوا تو اُس نے سارے گرجے جو خلاف شرط عہد و پیمان کے ضبط کرائئے تھے واپس کردیئے * طارق نے جس کا نام جبواثر یعنی جبل الطارق کی اُرنچی چوٹی پر لکھا ہوا ہی جب دارالسلطنت اسپین کا محاصرہ کیا اور شہر کے رہنے والوں نے صالح چاہی تو وہ اُن کے ساتھ نہایت مستقل مزاجی سے پیش آیا اور اُن کے قبضہ میں رہنے دیا اُن کے مذہبی دستوروں میں کچھ مداخلت نہ کی بلکہ اُن کے باہمی حقوق و معاملات کے تشہید کے لئے اُن کو اپنے ججوں سے فیصلہ کرانے کی اجازت دی *

محمد قاسم جس نے اول اول ہندوستان پر چڑھائی کی گورنیک اور منصف امیروں میں نہ تھا مگر جسوقت اُس نے مغرب ہندوؤں کے حقوق کی ہدایت چاہی تو یہ جواب عرب سے اُس کو ملا کہ جب لوگوں نے اطاعت قبول کرلی تو حقوق رعایا کے مستحق ہوئے اور اس لئے مذہبی رسومات کے اجرا کی اُن کو اجازت دینی چاہیئے اور جو جاگیریں کہ برعمنوں کی ضبط کی گئی تھیں وہ وادداشت کر دی جائیں بلکہ تین روپہ سینکڑا ملک کے مناصل پر جو راجے اُن کو دیتے تھے وہ سوکاری خزانہ سے دینا چاہیئے کیا نظیر اس کی اور کسی فتح مند قوم کی تاریخ میں پائی جاتی ہی *

اس میں کچھ شبہ نہیں ہی کہ مسلمانوں نے اسی بات میں ناموری نہیں پائی، کہ وہ بھر عرب سے نکلیں اسپانیہ کے وادی بکیر میں جا پہونچے اور وہاں سے ہندوستان کے دریائے سندھ میں آنکلیے، یا عرب ریگستان اور گرم و خشک پہاڑوں سے چلکر اُنہوں نے اپنی فتح کی جہنمی اسپین اور فرانس کے پہاڑوں پر گار دی، اور تھوڑے زمانہ میں اپنی حکومت اٹھارہ سو فرسخ میں قائم کرلی بلکہ وہ اس باب میں بھی نامور ہیں کہ اُنہوں نے اپنے مفتوحہ اور مقبرعہ ملکوں پر اپنی راست بازی اور عہد و پیمان میں ثابت قدمی ثابت کر دی اور اپنی تہذیبی اطاعت میں غیر قوموں کو ہو قسم کی آزادی بخشی جیسا کہ ڈانٹر جے اے کانڈی اپنی تاریخ اسپین میں لکھتے ہیں کہ ”وہ شرمیلیں جو مفتوحہ قوم پر قائم کی گئی تھیں ایسی ہیں کہ لوگوں کو بچائے تکلیف کے اُن فتح کرنے والوں سے اطمینان ہوگیا اور جب اُنہوں نے اپنی اُس تقدیر کا جو پہلے تھی اپنی موجودہ حالت سے مقابلہ کیا تو اُنکو یقین ہو گیا کہ اُن کی خوش قسمتی ہوگئی، مذہبی رسموں کے بدلانے میں آزادی، گرجا اور عبادت خانوں کی بشوبی

مسلمانوں کی تعداد بڑھانی ایک خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لانے میں فریفتہ ہوئے تھے، ”الغنائن صاحب نے بھی ہندوؤں کا جبراً مسلمان کرنا تسلیم نہیں کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ مہمرد غزنوی نے ایک ہندو کو بھی جبراً مسلمان نہیں کیا نہ سرائے لڑائی کے کسی ہندو کے خون سے تدار کر آلودہ کیا *

یہہ حال مسلمانوں کے پہلے زمانہ کی تہذیب کا تھا مگر جب ہم اس کا بیان کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اب کیسی ہی تو نہایت درن و حسرت سے ہم کو یہہ لکھنا پڑتا ہے کہ یہ نسبت سابق کے ہر بات میں مسلمانوں کی تہذیب نہایت تنزل پر ہے *

مذہب کا یہہ حال ہے کہ جو مسئلہ اصل اصول اسلام کا تھا یعنی سرائے ایک خدا کے اور کسی کو نہ ماننا وہ اپنی اصلیت پر نہ رہا، ہزار ہا مسلمان ہیں جو سرائے خدا کے ظاہراً یا باطناً زندوں یا مردوں، جاندار یا بیجان چیزوں، کو پوجتے ہیں اور جن اور بدوت و پلید کو ماننے میں تعویذ و گندہ بھاتے ہیں حضرات کا عمل کرتے ہیں شگرنوں پر چلتے ہیں خدا کے سوا دوسروں کی نذر نیاز کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض کمبخت خدا کے سوا اُوروں کی نماز بھی پڑھتے ہیں *

روحانی تہذیب جو جن اسلام کی تھی اُس کا لوگوں کے دلوں میں کچھ بھی اثر پایا نہیں جاتا صرف ظاہری نماز و سنوار پر اصل اسلام رہ گیا ہے صدہا مسلمان ہیں کہ پہروں ہاتھ پاؤں دھوتے ہیں گھنٹوں دریا میں پڑے رہتے ہیں بے مہراب دار جا نماز کے نماز نہیں پڑھتے، بے زینتوں کے دانوں کے خدا کا نام نہیں لیتے، دیکھانے کے لیئے جیب میں مٹی کے قہیلے، اور بند میں پیلو کی مسراک، اور دوش پر مصلیٰ اور رومال میں سرمہ ڈالنے لیتے، اور ہاتھ میں تسبیح لیئے بھرتے ہیں مگر افسوس ہے کہ دل کو بڑے خیالوں اور بد جذروں سے پاک کرنے سے مراد پر پہنچنے کی کچھ فکر نہیں کرتے *

مذہبی تعلیم بھی اپنی حالت پر باقی نہیں رہی اچھے اچھے عالم بجائے وعظ و نصیحت کے جب کسی مخالف سے بات کرتے ہیں تو اُنکا چہرہ سرخ آنکھیں نیلی پیلی ہوجاتی ہیں برا بھلا کہنے لگتے ہیں یہاں تک کہ اگر سیاست کا خوف مائع نہ ہو تو مار ڈالنے میں بھی تامل نہیں کرتے *

ایسے مغلوب الغضب لوگوں کے علاوہ جو نہایت ٹیک عالم ہیں اُنکا بھی وعظ اپنے ہی مسجد کے سایہ اور مریدوں کے حلقہ میں ہوتا ہے اور اُنہیں باتوں پر چنکو ہر کوئی جانتا ہے، ہمہ آج تک نہیں سنا نہ کبھی مراوی صاحب نے مسجد سے نکال کر مذہبی مذاہبی کرنے کے لیئے

کھانوں کا پکانا، مکانات کی آراستگی، علم مجالس، اور ہزاروں چیزیں تہذیب و شایستگی کی اُنہیں کی بدولت ہندوؤں میں پھیلیں، بڑے بڑے شہر اُن کی بدولت آباد ہوئے عمدہ عمدہ عمارتیں جو اب دنیا میں بے نظیر گنی جاتی ہیں اُنہیں کی توجہ سے تعمیر ہوئیں، ہاں یہہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُنکا زمانہ ایسی تہذیب اور سربلینیشن کا تھا جیسانہ اب کرنیں وکٹوریا کا ہے، جن متمصب مررخوں نے مسلمان بادشاہوں کے کچھہ صحیح کچھہ غلط حالات ایک تمصب کے جوش سے بیان کیئے ہیں اُنکو چاہیئے کہ اُنکے وقت کا مقابلہ نارمن لوگوں کے اُس عہد سے کرتے جبکہ اُنہوں نے اینگلو سیکسن پر فتح پائی تھی نہ کرنیں وکٹوریا کے عہد سے *

چند سال ہوئے کہ ایک ہندو نے ویدسرایے کی دارالحکومت یعنی کلکتہ سے پورانی مغل کی دارالخلافت یعنی دہلی تک سفر کیا اور اس مختصر سفر کا ایک سفر نامہ طیار کیا جس کی عبارت اُنہوں نے اپنی دانست میں لارڈ مکالی کو شرمائے والی لکھی تھی اُس میں اُنہوں نے لکھا تھا کہ کوئی آفت اور کوئی مصیبت مسلمانوں کی عملداری سے زیادہ ہندوستان میں نہ تھی اُنہوں نے تمام خرابیوں کو برباد کردیا تھا، اس کتاب پر ٹیمز لندن کے اخبار میں ایک ریریو نکلا تھا اُس ریریو میں یہہ فقرہ مندرج ہے کہ ”مسلمانوں کو برا کہنا اُنکے عیبوں کو نہرندھنا کو وہ صحیح ہوں ایک ہندو کے مرنے سے نہایت نازیبہ معلوم ہوتا ہے“ *

ایک بڑا الزام مسلمانوں کی سیاست پر یہہ دیا جاتا ہے کہ مذہب تلوار کے زور سے پھیلایا گیا اور لوگ زبردستی مسلمان کیئے گئے مگر یہہ الزام حقیقت میں صحیح نہیں ہے سیک صاحب لکھتے ہیں کہ ”وہ لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ مذہب اسلام بزر شمشیر پھیلا ہے“ پھر یہہ بھی لکھتے ہیں کہ ”اُن لوگوں نے اسلام کیوں قبول کیا چنانچہ مسلمانوں نے کبھی فرج کشی نہ کی تھی اور پھر اُن لوگوں نے کیوں قبول کیا جنہوں نے اہل عرب کو اُن کے فتوحات سے محروم کردیا اور اُن کی سلطنت بلکہ خلیفوں کا خاتمہ کردیا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات اس سے بڑھکر تھی جو ایک مذہب میں عموماً خیال کی جاتی ہے اور جس سے ایسی عجیب ترقی ہوئی وہ اگر جو مسلمانوں کو یہہ الزام دیتے ہیں کیا جواب دے سکتے ہیں اسبات کا کہ ترکی جنہوں نے حبشازیوں پر آٹھویں صدی کے اخیر پر حملہ کیا مسلمان نہ تھے اور پھر تھوڑے ہی دنوں بعد اپنے مغلوب حبشازیوں کے دین میں مسلمان ہو گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اسلام کی خرابیوں نے اُنکو مسلمان کردیا کین صاحب کہتے ہیں انریقہ اور ایشیا کے لکھو کہا نو مسلم جنہوں نے کہ عرب کے

طبعیات جاننے والا مسلمانوں میں کوئی نہیں رہا ہاں چند مسائل کا بیان اس زمانہ کے عالم اس طرح پر کرتے ہیں کہ عناصر چار ہیں خاک باد آب آتش یہ چاروں بسیط ہیں خاک کے اوپر آب اور آب کے اوپر باد اور باد کے اوپر آگ ہی اور وہ بہت بڑا ذریعہ کرہ ہی آسمان کی حرکت سے مشتمل رہتا ہی مگر چو کہ قطبین کی طرف حرکت کم ہی اس لئے وہاں مشتمل بھی کم ہی اور اس سبب سے اس کی شکل اہلیجبی ہرگئی ہی جب شاگرد پرچہتا ہی کہ اہلیجبی کیا شکل ہی تو اُستاد اپنی سرمہ دانی نکالکر دکھلا دیتے ہیں کہ ایسی بیچ میں سے موٹی دونوں طرف سے پتلی پس اس زمانہ میں عالموں کی یہ طبعیات رہ گئی ہی جسپر ہر کوئی ہنستا ہی *

علم ہیئت بڑے بڑے درسگاہوں میں تشریح الافلاک اور قرشی سے زیادہ نہیں پڑھایا جاتا ، بڑے بڑے عالم اس زمانہ کے چغہ یمنی سے زیادہ نہیں جانتے اُس میں یہ پڑھایا جاتا ہی کہ آسمان بیاز کے پتروں کی مانند تھہ در تھہ ہی سب سے اوپر کے پتر کی حرکت سے تمام اندرونی پترے حرکت کر جاتے ہیں اور اسی طرح سے دن رات اور رات دن ہو جاتا ہی ، دم دار ستارے کو اب تک ہمارے مرادی صاحب یہی سمجھتے ہیں کہ وہ زمین کا دھڑاں ہی جو کہ آگ کے کرہ تک پہنچنے سے جلنے لگتا ہی اور رفتہ رفتہ بجھ جاتا ہی *

ہندسہ و حساب کچھ باقی ہی اقلیدس کا ایک مقالہ اور خلاصۃ الحساب کی تفصیل اربہ یا جدر تک فضیلت کی پگڑی بندھوا دیتی ہی ، مگر طالب علم یہ سوچتے ہیں کہ تھریز اقلیدس کے پڑھنے اور ان ٹیڑھی سیدھی شکلوں کے بنانے میں کیا فائدہ ہی *

علم طب ہاں یہ علم بے شک بڑی ترقی پر ہی جسکے عالم یمنی طبیب ابھی تک معدہ سے جگر تک ما ساریقا ہی کی تک راہ کو دھونڈ رہے ہیں ، قطع نظر اس کے یہ علم جسقدر کہ مسلمانوں میں تھا اب اُس قدر کا جاننے والا ہی نہیں رہا *

علم نباتات کی تحقیقات اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئی ہی اچھے پتھے لکھے مسلمانوں نے لکھا ہی کہ سر ندیب میں ایک درخت ہی جسپر تلہ لکھا ہوا ہی نہ زمین پر اُس کا پتہ گرتا ہی نہ کوئی جانور اُسے کھا سکتا ہی ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہی *

بڑے بڑے عالموں کا اس پر یقین ہی کہ بعضی بوٹیاں ایسی ہیں جس سے سونا چاندی بن سکتا ہی *

علم حیوانات میں بلاشبہ بڑی ترقی ہی کیونکہ ہم اپنے ہاں کے بڑے بڑے عالموں کو تقریر کرتے سنتے ہیں کہ اگر بکری وقتے سے بچا پیدا ہو تو اُس کا کھانا درست ہی یا نہیں *

کسی ریگستان کی گرم ہوا کا صدمہ اُٹھایا ہو کسی پہاڑ پر جنگلی لوگوں سے اسلام کے پھیلانے میں مصیبت سہی ہو یا سوائے اُن معمولی باتوں کے جس سے سب کے کان بھرے ہوئے ہیں کسی نے کوئی تحقیق کی بات بھی زبان سے نکالی ہو *

امامت کی یہ کیفیت ہی کہ ہر ایک فرقہ ہر ایک گروہ نے اپنا ایک جدا امام ٹھہرا لیا ہی اور اُن کو دوم کے پوپ سے بھی بڑھکر معصوم سمجھ کر رکھا ہی اور قرآن تو صرف تعریذ بناکر بازار پر باندھ لیئے یا مردوں پر فاقہ پڑھنے کے لیئے رہ گیا ہی *

اجتہاد پر وہ اعتقاد ہی کہ ہر ایک نے اپنے مجتہد کو نبی سمجھ کر رکھا ہی سرور اُن کے قول یا فعل یا رائے سے تجاوز کرنا جائز نہیں جانتے اُن کے نزدیک اُس پاک اور معصوم نبی کے قول جسکی باتیں ریگستان اور عرب کے بھرنے والے سمجھ لیتے تھے اُن کے مجتہدوں کے سرا دوسرا کھٹی سمجھ ہی نہیں سکتا نہ بے واسطہ اُن کے مجتہدوں کے کسیکو اُس پر چلنا جائز ہی *

جنگی بنے اور تہجد اور رھو ایک کا وہ حال ہی کہ صدمہ جوگی مسلمان خیالی دنیا چھوڑے ہوئے جزیرہ تحصیل کرتے اور اپنی جہولوں کو گرل گرل ابیض نورانی سے بھرے ہوئے دنیا داروں کو برا بھلا کہتے پھرتے ہیں اور مسلمان جانل بھی اُن کو ولی اور خدا رسیدہ سمجھکر اُن کے ہاتھوں خدا کو رشتہ بھیجتے ہیں *

تبرکات اور رسوم اور تہواروں کا حال ظاہر ہی کہ ہر شہر میں قدم رسول اور مولا علی کی درگاہ اور امام حسن کی کربلا اور حضرت عباس کا روضہ اور بی بی فاطمہ کی زیارت موجود ہی اور صدمہ مرے ہوئے ولیدوں کے مزاروں پر عید گاہوں سے زیادہ ہجوم ہوتا ہی اور اُن کے تبرکات کی زیارت نجات کا ذریعہ سمجھی جاتی ہی اور اُنکے مٹی کے تھیرور سے مرادیں مانگی جاتی ہیں *

علم کا یہ حال ہی کہ علم ادب کسی کو اس زمانہ میں آتا ہی نہیں شاید معدودے چند مسلمان عالم ہونکے جو ٹوٹی پھوٹی عربی لکھ سکتے یا بول سکتے ہوں *

علوم مذہبی کا جاننے والا اور تحقیق کرنے والا ایک بھی نہیں رہا بڑی امامیت اسمیں رہ گئی ہی کہ فقہ و حدیث یا تفسیر کی کتابوں میں سے کسی مطالب کے لیئے کوئی روایت تھونڈ کو نکال لیجتارے خراہ وہ صحیح ہو یا غلط *

فلسفہ تو اب ہماری قوم میں نام کو بھی نہیں سنا جاتا چند طالب علم کہیں کہیں یونانی فلسفہ کی کتابیں پڑھتے ہیں جسکی اصلیت سے پڑھانے والا پڑھنے والے سے کچھ زیادہ واقف نہیں ہوتا *

عام جغرافیہ کا بیان کرنا بے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ عدن میں شداد کی بہشت موجود ہی جسکی دیواریں سونے چاندی کی اور ستون زمرد و یاقوت کے ہیں اور موتی و جواہر کنکر پتھر کی طرح ہوتے ہیں اگر کڑی بھولے سے پہرچ جاتا ہی تو اُرنٹ اپنا جواہروں سے بھر لاتا ہی *

دستکاری و فنون بعض تو معدوم ہو گئے اور جو مفید تھے وہ اب تک ہیں اور میری دانست میں بے نسبت زمانہ سابق کے زیادہ ترقی پر ہیں *

اخلاق کا یہ حال ہی کہ سچائی اور وفاداری اخلاص و محبت نیکی و ہمدردی کا نام نہیں جھوٹ اور مکر ریا اور نفق کینہ اور عداوت سے گنتی ہی کے مسلمان محفوظ ہو گئے *

دو آدمی جن سے کبھی کی جان پہچان نہو اس اخلاص سے ملانگے نہ گویا ماں جائے بھائی ہیں مگر دو دوست ایسے کم نکالینگے کہ بہت پیچھے ایک دوسرے کی بدگرائی اور غیبت نکریں منہ پر تعریف کرنا اور پیچھے گالیاں دینا ایک عام خصلت ہی اقرار کا پورا کرنا وعدہ کا وفا کرنا کڑی جانتا ہی نہیں مکر و ریا کی مجسم صورت کسی نے نہ دیکھی ہو وہ ہمارے زمانہ کے مولویوں اور درویشوں کو دیکھ لے صورت میں نوشتے اور سیرت میں شیطان *

حسد اور عداوت تو ہماروں کا خمیر ہو رہا ہی کسی کی عزت ہماروں سے دیکھی ہی نہیں جاتی ہمدردی اور عام محبت کا تو سایہ بھی کسی کے دل پر نہیں پڑا ہمارے خیال ہی میں یہ بات نہیں آتی کہ انسان اپنے ذاتی کاموں کے سواے عام بھلائی کے کام بھی کرتا ہی *

غیر مذہب والوں سے سچائی اور اخلاص اور محبت سے پیش آنا تو مسلمان کو اسلام سے خارج کر دینا ہی ہاں جھوٹی خرشامد کرنا اور نہایت عاجزی اور ذات سے کسی اُمید یا خوف کے سبب سے سر قدموں پر رکھ دینا عام دستور ہی *

اناب مجلس کے تو ایسے ہیں کہ جسٹہ جنگل میں بھیڑ بکریوں کا روز نہ دیکھا ہو وہ مسلمانوں کی مجلس آکر دیکھ لے بلا اطلاع بے اجازت کے بے ضرورت کسی کے ہاں جانا بے وجہ پھروں بیٹھے رہنا اور بیہودہ فضل اور غر باتیں کرنا اور فحش اور اخلاق و حیا کے برخلاف مثالوں اور کھاتروں اور شعروں کا زبان پر لانا بات بات پر تسم کھانا ایک کلاس کے ہر ملا جھوٹا کھدینا حرکات و سکنات میں آدمیت کا لحاظ نہ کرنا بات کرتے کرتے قہقہہ مار کر دوسرے کے ہاتھ کو زور سے چٹک دینا یا اُس کے زانو پر ہاتھ مارنا کسی کی بات کو پوری ہونے سے پہلے ہیچ میں بول اٹھنا معمولی آداب ہمارے ہمیں کی مجلسوں کے ہیں *

شادی بیاہ کے دستور نہایت ہی نامعقول ہیں اول تو سب سے بڑا مقصد نکاح کا یعنی رضامندی طرفین کی حاصل ہی نہیں ہوتا نہ مرد عورت کو دیکھنے پاتا ہی نہ عورت مرد کو پرمنوں بالغیب پر نکاح کا مدار آ رہا ہی اثر ایسا ہوتا ہی کہ مرد و عورت دونوں نکاح سے ناراض ہوتے ہیں مگر شرم و خوف سے کچھ بول نہیں سکتے مرد تو دل سے انکار اور زبان سے اقرار کرتا ہی اور عورت اپنی زار حالت پر آتھ آتھ آنسوؤں سے روتی ہی عین نکاح کے وقت جو نامعقول رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ تو ذکر کرنے کے ہی لائق نہیں اگر ہندوستان کا دواہ پھروں کا سہرہ سر پر ڈالے سرخ جوتا پہنے آنکھوں میں کاجل لٹائے ہاتھ پانوں میں مہندی ملے مرنے ایک ٹٹر پر سوار رلائی کی کسی ٹھیٹر میں کھرا کر دیا جاوے تو غالباً سارا شہر اس عجیب تشہ کے دیکھنے کو جمع ہو جاوے پھر فضل اخراجات شادی کے اور کھانا پانڈیا یا عام گورہ کو بھیڑ بکریوں کے روز کی طرح اکٹھا کر کے کھانا کھانا کیسی نامعقول رسم ہی اُسپر نصبت و دیہات کی رخصتیانہ رسمیں تو وبال جان ہیں شرم اس کا نام ہی کہ عورت مر جاوے پر کسی کے سامنے خاوند سے نہ بولے بڑھی ہو جاوے مگر ماں باپ کے سامنے کھر کا انتظام نکرے اور اگر بھوے سے نام خاوند کا لے لیتی ہی تو نکاح ہی ٹرت جاتا ہی *

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مسلمان عورتیں شریف خاندان کی اکثر بڑھی لکھی اور خرش سلیقہ باتمیز صاحب عصمت و حیا ہوتی ہیں اور اپنے گھر کا انتظام نہایت خوبی سے کرتی ہیں اور خاندانی عزت کا خیال تو اُنکا خمیر ہی مگر مردوں کی ذلالتی اور بدچلتی اور نکاح کے نامعقول دستوروں اور معاشرت کی بد رسموں کے سبب سے اثر وہ اُس خروشی سے معذور رہتی ہیں جس کی وہ مستحق ہیں *

بیوہ عورتوں کے نکاح کا معیوب جاننا جو سراسر اسلام کے خلاف ہی عام دستور ہی مگر یہ ساری خرابیاں ہمارے ملک ہندوستان ہی میں ہیں اُڑ مسلمان ملکوں میں یہ خرابیاں کم ہیں *

اولاد کی تعلیم و تربیت کا یہ حال ہی کہ تمام ہندوستان میں ایک مدرسہ بھی ایسا نہیں ہی جو موافق اس ترقی یافتہ زمانہ کی حالت کے کافی ہو بعض نیک مسلمانوں نے اپنے طور پر چند جگہ عربی فارسی کے مدرسے قائم کیئے مگر افسوس ہی کہ اُنکی بھی مدد مسلمانوں نے نہ کی روز بروز اُنکی حالت بھی تنزل پر ہی لیکن اگر وہ ترقی بھی پائی تب بھی ہماری حاجتوں کے لیے کافی نہیں ہیں اس لیے کہ جو علوم اُن میں پڑھائے جاتے ہیں اُن میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ جنکے اصول ہی غلط ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ زمانہ حال کی ترقی نے اُنکا رنگ ڈھنگ بدل دیا اور بعض بالکل غیر مفید

کوئی مخصوص لباس ہی، مگر جو لباس ترکوں نے سلطان محمود کے وقت سے پسند کیا ہی اور جسے بعض دانہ مسلمانوں نے ہندوستان کے بھی اختیار کیا ہی وہ نہایت عمدہ ہی، عورتوں کا لباس تو ایسا ہی کہ خود مہذب مسلمان اُس سے شرماتے ہیں *

ہم ہندوستان اور ایشیا کے مسلمانوں کے کھانے کا طریق بھی کچھ عمدہ نہیں مگر ترکوں اور انڈیائیوں نے بالکل یورپ کے طرز پر یا قریب قریب اُس کے طرز کھانے پینے کا اختیار کیا ہی اور ہندوستان کے بھی بعض تہذیب یافتہ مسلمانوں نے اُسے رواج دیا ہی *

سیاست مدین میں ایشیا کے مسلمان نہایت ابتدائی حالت پر ہیں بشارا اور خیرا اور مسقط اور زنجبار میں جیسے شرع اور عقل اور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدے جاری ہیں اور جس میں سے بعض ظلموں کے در کرنے کے لیے یورپ کی تربیت یافتہ گورنمنٹوں نے اپنا فرض بھی ادا کیا اُن سے مسلمانوں کی بہت کچھ بد نامی ہوتی ہی ہاں یورپ کی دیکھا دیکھی ترکی اور مصر اور تونس میں کچھ کچھ ترقی شروع ہوئی ہی اور سیاست مدین کی اصلاح ہوتی جاتی ہی اُن کے پورانے تاریک خیالات بدلتے جاتے ہیں چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان نے جنوری سنہ ۱۸۶۷ ع میں شاہ بشارا کو لکھا تھا جب کہ اُس نے سلطان سے بمقابلہ روس کے مدد مانگی تھی شاہ بشارا اور سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہی سلطان لکھتا ہی کہ ”دب سلطنت یہہ ہی کہ اپنے درست اور آشنا کو پہچانتا رہے اور سلامتیوں دور و نزدیک سے راہ و رسم جاری رکھے اور رشتہ محبت اور الفت کو مستحکم و مضبوط رکھے مگر تم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہری پیدا نہ کی اور وضع و برتاؤ اپنا یہہ رکھا کہ کوئی سیاح یا کوئی وکیل کسی سلطنت کا تمہارے ملک میں وارد ہوا اگر وہ قوم انگریز یا روس ہوا تو اُس کو تم نے سر بازار قتل کیا اور اگر اہل ایران تھا تو اُس کو شیعہ ہونے کے سبب پکڑ کے فرخت کیا اگر باشندہ روم تھا تو اُس پر تہمت جاسوسی اور خفیہ نوپسی لگا کر چاہ سیاح میں قید کر کے ہلاک کیا اب انصاف کرنا چاہیئے کہ یہہ راہ و رسم کیسی ہی تم نے وہ طریقہ رکھا ہی کہ کسی سلطنت کی تمہارے ساتھ دوستی نہیں تو اب اس واسطے اور کس رابطہ سے امداد چاہتے ہو اور میں باظہار کون سی راہ و رسم کے شاہ روس سے بگاڑوں“ یہہ فرق جو شاہ بشارا و سلطان کے خیالات میں ہوا صرف نتیجہ یورپ سے نفرت اور اختلاط کا ہی یہہ کیفیت حال کے تنازلات کی جو مٹنے بیان کی ضرورت ہی کہ اُس کے سپہوں پر بھی کچھ غور کرنا چاہیئے اس لیے کہ ہر تہذیب ایک مناسب

اور فضول ہیں ان علموں سے ہرگز یہہ امید نہیں ہو سکتی کہ ہمارے خیالات کو ترقی ہو، یا ہمارے دلوں میں آزادی اور تحقیق کا ولولہ پیدا ہو، یا دنیا کے معنائات اور موجودات کے حقائق کے دریافت کرنے میں ہم کو اُن سے کچھ مدد ملے، یا وہ ہمارے فنون کی ترقی اور تجارت اور زراعت اور مال و دولت کے بڑھانے میں کچھ کام آویں، پھر جس طور پر تعلیم ہوتی ہی وہ بھی ایسی نہیں ہی کہ جس قدر عمر کا حصہ اُس میں صرف ہوتا ہی اُسکا پورا معاوضہ ملتا ہو یا سوائے لفظوں اور عبارتوں کے علم کی حقیقت کا اثر پڑنے والے کے دل پر ہوتا ہو *

تعلیم سے بڑے ہمارے اولاد کو تربیت کی حاجت ہی جسکا کچھ بھی سامان نہیں ہی، ہزار ہا لڑکے اُن خاندانوں کے جو کہ علم اور شرافت اور عزت میں نامور ہیں کینوں کی صحبت میں بیٹھے کر اُنکی بد عادتیں اختیار کر لیتے ہیں، اور بد چلن بازاری آدمیوں کے ساتھ وہ کر آوارہ ہو جاتے ہیں اور امیروں اور نوادروں کی اولاد کا بد چلن ہونا تو ایک ضروری امر ہی، اسلئے کہ ہندوستان کی امیری اور بد چلنی نواری اور جہالت و فساد و مافوق میں، ان آفتوں سے بچکر اگر تربیت بھی ہوتی ہی تو ایسی کہ جسکا فائدہ تربیت لہ پانے سے زیادہ نہیں ہوتا، مدرسوں کے طالب علم اگر صبح سے آدھی رات تک برابر کتاب دیکھتے رہیں تو بڑی تعریف کے مستحق ہوتے ہیں، اور کوئی ایسا کھیل جس سے اُنکے دماغ جسمانی کو طاقت ہو اور قدرتی جذبات شکنہ ہوں کھیل نہ ہو پاتے، نہ اُسکا کچھ سامان ہی اس واسطے اکثر طالب علم ایسے ضعیف و کمزور و لاغر ہوتے ہیں کہ جب وہ مدرسہ سے نکلتے ہیں تو شبہ ہوتا ہی کہ شاید کوئی مردہ قبر سے نکلا ہی، پھر اخلاق کے درست کرنے اور چال چلن میں شایستگی پیدا کرنے اور عمدہ طرز سے زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالنے کا کوئی سامان نہیں ہی یہہ مثال ٹھیک ٹھیک ہمارے مدرسہ کے بڑھے ہوئے پر صادق ہوتی ہی کہ مولویوں کی عقل لڑکے اور لڑکوں کی عقل کتاب لے لیتی ہی، یہہ نقص تعلیم و تربیت کا زیادہ تر ہندوستان میں ہی مگر ترکی اور مصر اور اور تونس میں انتظام ہوتا جاتا ہی چنانچہ پندرہ ہزار مدرسے ترکی کی مملداری میں ہیں جس میں دس لاکھ سے زیادہ لڑکے پڑھتے ہیں اور خاص قسطنطنیہ میں ایک پونیورسٹی قائم ہی اور دستور التعلیم کے مدرسے اور عورتوں کے اسکول انتہائی عام کے کالج بالکل یورپ کے تہنک پر جاری ہیں مصر میں بھی اسی طرز کا انتظام ہی خود خدیو مصر کے دنوں لڑکے لندن کے مدرسہ میں تعلیم و تربیت پاتے ہیں *

لباس و پوشاک ہم ہندوستانیوں اور سنٹول ایشیا کے مسلمانوں کا کچھ عمدہ نہیں ہی نہ خاص خاص وقتوں اور مجلسوں کے لیے

تو پورا پورا تنزل اُنکو نصیب ہوا چنانچہ ہم اپنے زمانہ میں سارے تنزلات اس مزاحمت کی ترقی ہی کے سبب سے دیکھتے ہیں *

تہذبات یعنی عام دوستی نہ رکھنا سچائی اور صفائی سے فیر قروں سے کہ ملنا غیر مذہب والوں کی عمدہ باتوں کو اختیار نہ کرنا غیر ملکوں کا سفر نہ کرنا جو تہذیب اور ساری ترقیوں کی بڑی روئے والی چیزیں ہیں صرف مذہبی اہتمام کے نتیجے میں جس میں ہم مسلمان خصوصاً ہندوستان کے مسلمان مبتلا ہیں *

تیسرا سبب احکاماتِ عالم و فنون کے عام اور آسان وسیلوں کا نہ ہونا — بڑا عمدہ وسیلہ ترقی کا ملکی زبان ہی کسی ملک اور کسی قوم نے سمجھا بھی ترقی نہیں پائی جب تک اُسی ملک یا اُسی قوم کی عام زبان میں علم کا رواج نہیں ہوا مگر اس سے مسلمانوں نے عموماً غفلت کی عام علم اُنہوں نے عربی زبان میں رکھے اور دنیا کے سارے حصوں میں جہاں جہاں وہ گئے عربی ہی کو علم کی کنجی سمجھتے رہے اس واسطے مذہبی اور عقلی اور تمام قسم کے علم اُس فرقہ سے منحصر رہے جو کہ اول زبان کی مشکل کو حل کرتے اور عالم کھلاتے اور عام لوگ ہمیشہ کاٹھ کے اُلو رہے *

ہمارے زمانہ میں جو چند مذہبی کتابوں کا ترجمہ دیسی زبان میں ہوا ہی اسکا بہ اثر ہی کہ ہزاروں مسلمان اُردو خوان ہیں کہ وہ حدیث تفسیر فقہ عقائد تاریخ سے ایسے واقف ہو گئے ہیں کہ تیس برس پہلے شاید سوائے دہلی کے مشہور مولویوں کے کوئی اُن سے واقفیت نہ کرتا تھا اور یہ تہذیب ملکی زبان میں علم کے ترجمہ کرنے کا ہی *

چوتھ کا نہ ہونا بھی اگلے زمانہ میں ترقی نہ کرنے کا ایک بڑا سبب تھا چنانچہ اُس زمانہ میں جو ترقی دکھائی دیتی ہی ہرگز نہرتی اگر یہ عمدہ ہندو ظاہر نہرتا اسی ہندو کا نتیجہ ہی کہ ریویو اور جرنل اور میگزین اور اخبار اور مختلف قسم کے کاغذات کے ذریعہ سے علم و فنون کی وہ باتیں عوام میں پھیلی جاتی ہیں جنکو صرف عالم لوگ جانتے تھے اور جسکے سبب سے اب علم و فنون کا تنزل پانا خیال میں نہیں آتا اور معدوم ہونا تو ایک امر محال ہی *

سفر کے ذریعوں کی آسانی بھی ملکی تہذیب کا بڑا سبب ہی انسان کا دل خدا نے ایسا بنایا ہی کہ عمدہ باتوں کے دیکھنے تربیت یافتہ قوم سے ملنے کا اثر ضرور اُس پر پڑتا ہی اور کسیکو اچھا کام کرنے دیکھ کر لا محالہ اُسے پسند کرتا ہی یہاں تک کہ متمصب جاہل سا جاہل بھی اُس سے محظوم نہیں رہتا اور یہ بات حاصل نہیں ہوتی جب تک دوسرے ملکوں میں جانے اور غیر قوموں سے ملنے کا اتفاق نہ ہو چوٹکہ یہ آسانی اگلے زمانہ میں نہ تھی

سبب سے پیدا ہوتا ہی، اور ہر ایک سبب کا اُس کے مناسب نتیجہ ہوتا ہی، پس یہ ایک نہایت ضروری امر ہی اُن سببوں کی جہاں بین کی جارہے جن سے یہ تنزلات پیدا ہوئے چنانچہ میرے نزدیک اُس کے چند سبب ہیں اول شخصیتِ سلطنت کا ہونا — تمام ایشیا میں ملکی اور قومی اور علمی ترقیاں یا تنزلات ایک بادشاہ کے خیال پر منحصر ہیں جس طرف وہ متوجہ ہوتا ہی کل رعایا کی توجہ اُسی طرف ہوتی ہی چوٹکہ مسلمانوں میں سوائے ابتدائی زمانہ کے ہمیشہ شخصیتِ سلطنت رہی اور مختلف مزاج اور مختلف خیال کے بادشاہ تخت نشین ہوئے اس لئے پوری ترقی کسی بات میں حاصل نہیں ہوئی اور اخیر میں جب بادشاہ برابر نالایت اور جاہل اور کاکل ہوتے گئے اور علم و فنون کی طرف اُنہوں نے کچھ توجہ نہ کی مسلمانوں کو بھی ہر بات میں تنزل ہوتا گیا اگر مسلمانوں میں بے خیال بادشاہ کے ہر چیز کی طرف وہ توجہ ہوتی جو اب یورپ کی رعایا کو ہی تو ہرگز یہ قومی تنزلات نہرتے *

دوسرا سبب مذہبی اوہام — میرے نزدیک جیسا کہ ایک سچا مذہب جو اوہام اور فطرت خیالات سے پاک ہو تہذیب کی ترقی کا بڑا سبب ہوتا ہی اسی طرح جھوٹا مذہب یا وہ مذہب جس میں لغو اوہام اور بے پردہ خیالات مل جل گئے ہوں ساری ترقیات کے روئے کا بڑا قوی سبب ہی *

مذہب اسلام فی نفسہ نہایت سچا اور صحیح مذہب ہی مگر خود ہمنے اپنے لغو خیالات سے اُسکو ایسا کر رکھا ہی کہ علم میں فنون میں اختلاط میں ہمدردی میں غرضکہ ہر چیز میں بجائے ترقی کے ہمکو مذہبی مزاحمت ہوتی ہی اور آزادی رائے جو ایک قدرتی حق اور ایک سچے مذہب کا پہلا اصول ہی وہ بالکل جاتی رہتی ہی حالانکہ آزادی رائے کی مزاحمت ہی ساری خرابیوں اور تمام تنزلات کی جڑ ہی کیا خوب کہا ہی مل صاحب نے کہ ”جب انسان کا دل قانون کے خوف یا کسی اور قہر سے بڑی بڑی ضروری باتوں پر آزادانہ گفتگو نہیں کرسکتا تو اکثر سست اور ضعیف ہو جاتا ہی اور جب کہ یہ سستی کسیقدر اور زیادہ ہوتی ہی تو روز موعہ کی باتوں اور معمولی معاملوں میں بھی کچھ ترقی نہیں کرسکتا اور جبکہ اور بھی زیادہ سستی بڑھ جاتی ہی تو وہ اپنی پہلی حاصل کی ہوئی باتیں بھی بھول جاتا ہی “ *

مسلمانوں میں مزاحمتِ آزادی رائے کی ہر زمانہ میں مذہبی ارہام کے سبب سے جاری رہی کسی زمانہ میں کم کسی میں زیادہ، اور اسوجہ سے عام ترقی مسلمانوں نے نہ کی جب یہ مزاحمت بڑھ گئی

اس لئے ترقی جیسی کہ چاہیئے نہ ہوئی، اور اس زمانہ میں علم و فنون کی جو کچھ ترقی ہی وہ صرف سفر کی آسانی سے ہی، اس مبارک زمانہ میں ریل اور تار برقی وہ چیزیں ہیں جس نے دنیا کے مختلف ملکوں کو ایک کر دیا اور اسی کا نتیجہ ہی کہ مختلف قوموں کے خیالات بھی ایک ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اُمید ہی کہ ایک ایسا وحدت کا زمانہ آجائے جس میں کسی چیز میں بھی اختلاف نہ رہے، یہاں تک کہ مذہب بھی سب کا ایک ہو جائے اور غالباً وہ مذہب وہی ہوگا جو کہ بالکل نیچر کے مطابق ہو جسے میرے دوست سید احمد خاں بہادر تھیٹ اسلام کہتے ہیں *

چوتھا سبب جو خاص ہندوستان کے بد نصیب مسلمانوں کے تفرقات کا سبب ہوا ہندوستان کا وطن کر لینا اور اپنے اصلی وطن کا چھوڑ بیٹھنا ہی مسلمان جب کہ ہندوستان میں آئے اُس وقت نہایت تہذیب و تمدن اور سچ و سید اور قری و تندرست تھے طبیعتیں بھی اُن کی آزاد تھیں دلوں میں بھی اُن کے ایک جوش تھا، رسوم کی پابندی سے اُن کو خبر نہ تھی، مگر جب ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا اور اُن قوموں سے مل گئے جو کہ اُن سے قوت میں، دلیوری میں، آزادی میں، علم میں، معاشرت میں، کم تھیں اور چھوٹ اور پورے اور رسوم کی پابندی، اور تنگ خیالات، اُن کے رُک و ریشہ میں سما رہے تھے تو رفتہ رفتہ وہ بھی ریشہ سے ہونٹے، اُن کی اعلیٰ حالتیں بالکل بدل گئیں وہ خون جو ابراہیم کی رگوں کا ہم میں تھا بدل گیا، وہ ہڈی جو اسماعیل کے خون سے بنی تھی بدل گئی وہ دل جس میں ہاشمی جوش تھا بدل گیا، غرض کہ چمڑا بدل گیا، رنگ بدل گیا، صورت بدل گئی، سیوت بدل گئی، دل بدل گیا، خیال بدل گیا، یہاں تک کہ مذہب بھی بدل گیا، تمام وہ جوش جو اُنھے تھے اُس ریتیلے جنگل عرب سے جس نے فارس اور تمام سنٹرل ایشیا کو سوسبز و شاداب کر دیا تھا ہندوستان میں آکر بی آف پنکال میں قُب گئے *

اگر اب ہم آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنی چاہیں کہ آئندہ کو مسلمانوں کی تہذیب کیسی ہوگی تو ہم کو کسی ترقی یافتہ ملک کے چال پر نظر ڈالنی چاہیئے، کہ اُس نے کیونکر ترقی کی، اگر وہی آثار ہماری قوم میں بھی پائے جاویں تو ہم کو ضرور آئندہ کی ترقی کی اُمید کرنی چاہیئے، ہم یورپ کا حال دیکھتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں ارسطو کا فلسفہ یورپ میں جاری تھا اور وہ دین مذہب سے ویسا ہی مل گیا تھا جیسا کہ مسلمانوں کے مذہب سے مختلف ہو رہا ہی اور جب تک وہ قائم رہا کسی طرح کی مذہبی یا عقلی ترقی یورپ میں نہیں ہوئی، آخر تیرہویں صدی میں تقالید کے چھوڑنے

کی راہ نکلی چنانچہ روجر بیکن نے جو سنہ ۱۲۱۳ ع میں پیدا ہوا اور جو حقیقت میں شاگرد مسلمان فلسفیوں کا تھا اپنا پاؤں تقالید سے نکالا اور فلسفہ ہتھیہ قیاسیہ کر چھوڑ کر فلسفہ شہودیہ تجربیہ پر مترجم ہوا، اُس نے بہت سی کتابیں لکھیں، مگر جب کہ ارسطو کی فلسفہ کو لوگوں نے غلط جانا تب وہ انلاطون کی فلسفہ پر مترجم ہوئے، اور اس لئے ترقی فلسفہ کی رک گئی، مگر پندرہویں صدی کے شروع میں طلسمیس اور کمپلا اور ریوس معتقوں نے اس فلسفہ کے اصول کے باطل کرنے پر کوشش کی اور تحقیق کی راہ نکالی مگر جس طرح کہ اس زمانہ کے مسلمان ایسے امور میں تحقیق کو کفر بتاتے ہیں وہی مصیبت اُن پیچڑوں پر بھی پڑی بیکن کی تکفیر کا قری دیا گیا، اور ریوس قتل کیا گیا پھر بڑا انقلاب یورپ میں ہیئت قدیمہ کی غلطی بیان کرنے اور ہیئت جدیدہ کے ثابت کرنے پر ہوا، اگلے زمانہ میں یورپ کے برگ آسمان و زمین کو ویسا ہی جانتے تھے جیسا کہ اب مسلمان بطالمیوسی ہیئت کے موافق مانتے ہیں اور یہ مسائل مذہب میں ایسے ہی داخل سمجھے جاتے تھے جیسا کہ اب مسلمان سمجھتے ہیں مگر کربنیکس نے جو کہ پوروشیہ کی اطراف کا رھنے والا تھا سنہ ۱۵۰۷ ع میں چاہا کہ اس ہیئت کی غلطی ظاہر کی جائے مگر پادریوں اور مذہبی لوگوں کے سبب سے اُسے جرأت نہ ہوئی تھی آخر سنہ ۱۵۳۰ ع میں اُس نے ایک کتاب لکھی مگر اُس کے مشہور کرنے میں بڑا تامل کیا، آخر سنہ ۱۵۴۰ ع میں کچھ خلاصہ اُس کا مشہور ہوا مگر وہ اُسی زمانہ میں مر گیا اور بڑا نامی حکیم نے اُسے مشہور کیا مگر وہ اسی جرم میں نکلا گیا اور دینی محکمہ میں اُس کی تحقیقات کی گئی اور اُس کو کفر و النہد کے مسائل کا پھیلانے والا ٹھہرایا، آخر وہ بیچارہ رزم میں زندہ جلایا گیا اس قصور میں کہ اُس نے ایک صحیح مسئلہ ہیئت کا زبان سے نکالا تھا سنہ ۱۵۶۲ ع میں گلیلو نامی حکیم نے دوربین ایجاد کی اور اس حکمت کی رونق دی مگر متعصب پادریوں کو اس سے بڑی برہمی ہوئی اُنہوں نے اُس کو ملحد ٹھہرایا اور آخر ایک حجرہ تنگ و تاریک میں بند کیا، مگر باوجود اس کے پھر اُن نامور حکیموں کی تحقیقات کو نہ مذہبی تعصب روک سکا، نہ چالانہ خیالات اُس کے مزاحم ہوئے، اور اب اُس کو وہ رونق ہی نہ اگر اُس کے برخلاف ہیئت قدیمہ کا مسئلہ کسی کی زبان پر آوے تو کیا حکیم کیا پادری سب اُس آدمی کو پاگل اور دیرانہ ہناریں، پھر ارسطو کا فلسفہ جو مذہب میں داخل ہو گیا تھا اور پورے کر معصومیت کا درجہ دیا گیا تھا اور نجات کے فرمان بیٹھنے کا اُن کو اختیار تھا اور آسمانی کتابوں کے پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے کی کسی کو اجازت

بعد مرنے اس سلطان کے اُس کے جانشینوں نے بھی اُس میں ترقی کی، چنانچہ سلطان عبدالعزیز خاں جو اب تخت پر ہی سنہ ۱۸۶۷ ع میں فرانس اور لندن گیا اور وہاں کی شان و شرکت اور عجیب غریب کارخانوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا پھر شاہ آسٹریا اور ولی عہد انگلستان اُس کے یہاں آئے اور مہمان ہوئے اور رشتہ دوستی و مہبت کا جو کہ ملک اور عزت کی ترقی کا بڑا قوی سبب ہی باہم ان بادشاہوں کے مضبوط ہوا *

غرض کہ ان تبدیلیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ اب ترکی کی سلطنت کسی طرح ضعیف نہیں سمجھی جاتی اور یورپ کی اور سلطنتیں بھی عزت کی نگاہ سے اُس کو دیکھتی ہیں، تعلیم و تربیت اور ترقی ملک کے دینی اصول و قواعد جاری ہیں اور ہوتے جاتے ہیں جو یورپ کی آؤر شایستہ سلطنتوں میں جاری ہیں یورپ کی صنایع بدایع پر بھی بڑی ترجیح ہی آہنی سڑکیں بھی طیار ہوتی جاتی ہیں انتظام دربار اور عدالت اور بیوروں کا بھی یورپ کی اور سلطنتوں کے طرز پر کیا گیا ہے *

یہ ترقی جو کچھ سلطان عدل نے کی وہ نتیجہ یورپ کی سیور اور فرانس اور لندن میں جا کر وہاں کے کارخانوں کے دیکھنے کا ہی جس سے اُس کے خیالات میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوئی، چنانچہ جب سلطان یورپ کے سفر سے لوٹا تو اُس نے عام دربار میں ایک اسپیچ کی جس میں یہ فرق بھی تھا کہ ”جن قوانین کی قباحتوں سے ہم از روئے تجربہ واقف ہو گئے ہیں ان کی ترمیم و تکمیل اور جن قواعد کی خوبی ہم کو معلوم ہو گئی ہے اُن کے استحکام سے ہمارا ملک اور ہماری قوم بہت جلد درات و اقبال کے اعلیٰ درجہ پر پہنچے گی“ *

مصر بھی ترقی پر ہی اُس میں بھی تعلیم و تربیت اور انتظام مملکت یورپ کے قاعدہ پر ہوتا جاتا ہی خود خدیو مصر کئی مرتبہ فرانس اور لندن گیا اور اس وقت اُس کے دو لڑکے لندن کے مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں *

فرانس جو ایک چھوٹی سی ریاست مسلمانوں کی ہی نہایت ترقی کرتی جاتی ہے اس ریاست کا وزیر سید خیرالدین احمد جو درسرا رشید پاشا اور ایک روحانہ ویر اور لایق آدمی ہے اُس نے یورپ کے حالات سے بخوبی واقفیت پیدا کی بہت سے لوگوں کو اپنے ملک کے فرانس اور لندن کے حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجا اور بہت سی علمی کتابوں کو عربی زبان میں کیا، خود اس نے ایک ایسی عمدہ کتاب لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یورپ کے علوم و فنون اور وہاں کے تمدن و معاشرت کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جہالت

کہ تھی اس غلط خیال کو نامور اوتھر نے ٹھوٹا مگر جو مصیبت اُس پر اور اُس کی پیروی کرنے والوں پر ہوئی اُس کے سننے سے بدن پر رشہ ہوتا ہی مگر آخر کار اُسے کامیابی ہوئی *

یہی حال بجز اس اب ہم مسلمانوں میں پاتے ہیں ترکی میں مصر میں اور ہندوستان میں بھی بعض خدا ترس آدمی اپنی قوم کی بھائی کے لیے آمادہ ہوئے ہیں اور جس طرح کہ اُن یورپ کے علموں نے مسائل حکمت کے بیان کرنے میں کوشش کی ہے اسی طرح یہ لوگ بھی کر رہے ہیں، نیز کہ اس زمانہ میں انتظام سلطنت کا دوسرے قعدہ پر ہی اس سبب سے اُن سبق بات کہنے والوں کو کچھ مضرت نہیں پہنچتی صرف فقر و احتیاج کے قدروں ہی پر خیر کئی ورنہ اُن پر اُس سے بھی زیادہ سخت مصیبت گذرتی ہے اگر اُن پر فکری ہی مگر ان تمام حالات سے آئندہ کی بہتری کی امید ہوتی ہے *

ترکی یعنی روم کی سلطنت جو کسی زمانہ میں نہایت قوی تھی اسی صدی کے شروع میں نہایت تنزل کی حالت پر پہنچ گئی تھی مرابریں کی خیانت اور قاضیوں کی بد دیانتی اور لوگوں کی چھوٹی ایمانداری اور عوام کے مذہبی اوجھام اور تعصبات نے یہ نوبت پہنچائی تھی کہ قریب تھا کہ اسلام کا نشان اسپین کی طرح اُس مبارک زمین سے مٹ جاوے، مگر خدا نے سلطان محمود کے دل سے ان بیہوش قوتوں کو نکال کر اُسے انتظام مملکت کی طرف متوجہ کیا چنانچہ اُس نے ایک تبدیلی معاشرت اور سیاست کے قاعدوں میں کرنی چاہی مگر جیسا کہ نادان اور خود غرض مذہبی آدمی جن کا عوام پر بہت کچھ رعب داب ہوتا ہے ہمیشہ اپنی عزت اور دولت کے خیال سے ایسے کاموں میں ہار جاتے ہیں خلل انداز ہوئے، اور گو سلطان نے ہر طرح سے اس فتنہ کو فرو کرنا چاہا مگر آخر نوبت خزن ریوی کی پہنچی اور جب تک کہ بہت سے مولویوں اور قاضیوں اور اسلام کے بدنام کرنے والے مسلمانوں کے سر اسلام پر قربان نہ کیئے گئے وہ انتظام دورا نہ ہوا مگر آخر کار سلطان نے فوج کی وردی بالکل بدل دی، اور یورپ کی سلطنتوں کا سا انتظام جاری کیا، پوشاک اور طریق خوراک اور طرز معاشرت بھی بدل دیا، غلاموں کو بھی آزاد کر دیا، اور غلامی بھی قلماً موقوف کر دی، اور پڑ لکھنا قوم و مذہب کے اپنے عام رعایا کے حقوق ایک کر دیئے ٹیکا لگانے کا کارخانہ جاری کیا، عام تشریح کا مدرسہ بنوایا وراثی بیماروں کے لیے شفاخانے طیار کرائے فرانس اور جرمن اور انگلستان کی علمی کتابوں کا اپنی زبان میں ترجمہ فرمایا *

علمی جہازوں کا نام بھی نہ تھا، اور اب ہر جگہ اُس کا چرچا ہوتا جاتا ہے، اخبارات میں سراجے دو سر کی بکری اور چھ آنکھ کے بیل کے ٹوٹی عمدہ مضمون ہوتا تھا اور اب کے اخبار ہیں جنہیں عمدہ آرٹیکل ہوتے ہیں جنہیں سے اردہ اخبار جسکا اڈیٹر نہایت ہی لائق اور ذی استعداد اور عالی دماغ ہی ہندوستان کا ٹیمز اخبار سمجھا جاتا ہے، اور علیحدہ کا اخبار جسکا اڈیٹر ایک روشن ضمیر تعلیم یافتہ مسلمان ہے، اور نکلنے کا اردو گائیڈ جسکا مالک ایک مشہور عالم ہے اور پنجاب کا پنجابی اخبار اور میرٹھ کا اخبار عالم اور بعض اور اخبار عمدہ خیالات پیدا کرنے کے اچھے ذریعے ہیں، اور ان سب سے بڑھکر وہ روشن ستارہ ہے جسے ہند کے آفتاب نے صرف مسلمانوں میں روشنی پھیلانے کے لیے نکالا ہے یعنی تہذیب الاخلاق جسکا اثر لوگوں کے دلوں پر بہت کچھ ہوا اور ہوتا ہے *

ان سب سے بڑے کاموں کے ذریعے قومی ترقی کی پوری امید دلانے والی وہ تجویز ہے جو ایک نامور گروہ نے مسلمانوں کے اپنی قوم کی تعلیم و تربیت کی نسبت کی ہے یعنی قائم کرنا ایک مدرسۃ العلوم کا اس لیے نہ ہمارے موجودہ مدرسے گو اُن کی کتنی ہی ترقی کی جارہے قومی ترقی کا ذریعہ نہیں ہو سکتے، جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں اور ہماری گورنمنٹ کے موجودہ مدرسے بھی ہماری حاجتوں کے موافق نہیں ہیں اعلیٰ کے قطعہ نظر اسکے کہ جو حصہ عمر کا ان مدارس کی تعلیم میں ضایع ہوتا ہے اسکا پورا معارضہ نہیں ملتا اور نہ اُن علوم تک ہماری رسائی ہوتی ہے جس سے ہم ایک روشن ضمیر عالم سمجھے جاویں یہ بہت بڑا نقص ہے کہ ہم اپنی مذہبی تعلیم اور تربیت سے محروم رہتے ہیں اور یہی بڑا جزو قومی ترقی کا ہے اگر ہم مدرسہ میں بڑے ریل گودام کے بورڈ پر انگریزی حروف میں نام لکھنے لگے اور اپنے مذہبی عقائد سے ناواقف ہو کر لامذہب ہو گئے، تو ہم ایک تربیت یافتہ مسلمان نہیں ہو سکتے اس لیے جو تجویز مدرسۃ العلوم کی کی گئی ہے درحقیقت وہ ایک عمدہ بنیاد ہے جو مسلمانوں کی اصلی ترقی کے لیے کافی گئی ہے مگر انوس ہی کہ ہم مسلمانوں ہی میں بعض ایسے ہیں کہ گورنمنٹ کی خوشامد سے تاکہ اُس کے انتظام تعلیم کے معد و معاون تھیں کسی خطاب کا استحقاق پیدا کریں، یا اپنے مذہبی اور ہم کے سبب سے یا ذاتی طبعیت کی تاثیر سے، اس عمدہ تجویز سے مخالف ہیں اور اپنی اوقات کا بڑا حصہ اُسکی مخالفت میں ضایع کر رہے ہیں، یہ مسلمان وہ ہیں جو نہیں چاہتے کہ مسلمان دوسروں کی زبان سیکھیں یا غیر مذہب والوں سے بد صفائی و سچائی ملیں بڑی خواہش اُنکی یہ ہے کہ وہ نفرت اور عداوت جو نسل اور مذہب اور ملک کی مغایرت سے پیدا ہو گئی ہے قدرت اور عقل کی روشنی سے

اور ذہل حالت پر کس قدر متعصب ہی اس وزیر نے اپنا پرانا طریقہ چھوڑ دیا ہے اور تعلیم و تربیت کے لیے مدرسے بالکل یورپ کی طرز پر چھوڑ دیئے ہیں، اس وقت اُسکے چھاپہ خانہ میں بہت سی علمی کتابیں چھپ رہی ہیں اور ایک مسلمان عالم ابو الہیاس نامی جو بیسیس اوس سے زیادہ عرصہ تک فرانس اور لندن اور اور شہروں میں یورپ کے رہا ہے، اور فرانسیسی اور انگریزی زبان سے بخوبی واقف ہے اُسکا مہتمم اعلیٰ ہے، اس مسلمان عالم نے بھی کئی کتابیں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ مسلمانوں کو جو شر اور راولہ پیدا ہو، اور وہ اُن عار و فخر کو جو یورپ میں جاری ہیں اپنے علموں سے مقابلہ کریں وہ اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ ”ہمارے اور یورپ کے علموں میں یہ فرق ہے کہ ہم مدرسہ میں پڑھکر بیس و چاروں سے صفت مشبہہ کی لفظی بحث کرتے ہیں اور یورپ کے تعلیم یافتہ دو صفت میں لیور پول سے آسٹریا کو بخیر بھیجتے ہیں“ ان دونوں تعلیم کا چھانڈا اثر جو ملک اور قوم کی ترقی پر ہوتا ہے وہ اس سے ظاہر ہے، ایران میں بھی شاہ نے یورپ جانے سے امید ہی کہ ایذا زمانہ میں کچھ ترقی ہو *

امید قابل بھی جب سے انبالہ سے واپس کیا ہے اپنے تاریک خیالات کی پابندی چھوڑتا جاتا ہے یہ ترقیاں جو دیکھ ان ملکوں میں ہوتی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں اُن پر نظر کر کے نہایت انوس ہوتا ہے کہ مسلمان ان ملکوں کے جو کہ ہم سایہ یورپ کے ہیں ایسی ترقی کرتے جاویں اور ہندوستان کے مسلمان جو ایک تربیت یافتہ گورنمنٹ کے زیر سایہ ہوں وہ جیسے تھے جیسے ہی ہوں *

جن اردوں نے جناب نواب گورنر جنرل بہادر کی درد و حسرت بھری ہوئی تقریر مسلمانوں کی تعلیم کی نسبت سنی ہوئی اور جن شخصوں نے نواب لگنمنٹ گورنر بہادر حال کو عام جاسوں میں ہماروں کی نسبت انوس سے اچھے کرتے ہوئے دیکھا ہوگا اور جو لوگ گورنمنٹ ہنگال و مدارس کی ذی توجہ سے جو مسلمانوں کی تعلیم کی طرف ہی رائف ہوئے انکو کس قدر رنج ہوتا ہوگا اس خیال سے کہ اُسکا اثر جیسا کہ چاہیئے اب تک نہیں ہوا *

لیکن جب میں چند سال پہلے کا حال اس زمانہ سے ملاتا ہوں تو کچھ امید اُنکی ترقی کی پائی جاتی ہے، اور اُن کے خیالات میں بھی ایک قسم کی تبدیلی معلوم ہوتی ہے چند سال کا ذکر ہے کہ کلکتہ کے عربی مدرسہ کے ارکے مدرسہ کے پرنسپل پر قبیلے پھینکتے تھے اور اب خرد انگریزی پڑھتے ہیں، دو تین برس ہوئے کہ انگریزوں کے چھوٹے ہوئے کلاس میں پانی پینے سے لوگ قرتے تھے اور اب اُن کے ساتھ عام جلسوں میں کھاتے پیتے ہیں بلکہ سے پہلے سوسائٹی اور

اس موقع پر کہ میرے کلام کا سلسلہ مسلمانوں کی ترقی کی تدبیروں تک پہنچنا پڑی ناانصافی ہو اگر میں اُس نامور خیرخواہ اسلام کا نام نہ لوں جو ان سارے جوشوں کا سرچشمہ ہی یعنی مولوی سید احمد خاں بہادر اسی نامور شخص نے اول پائوں اپنا تمصبات اور تالیف اور رسم و رواج کی پابندی سے نکالا اور رائے کی آزادی اور تحقیق کا شوق لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا اور اپنی تفریز سے اپنی تحریر سے اپنے برتر سے اپنے عادات سے ایک نمونہ مسلمانوں کے لیئے قائم کر دیا اور وہ مزاحمتیں جو مسلمانوں کے دلوں کو پکڑے ہوئے تھیں اپنے پر زور ہاتھ سے توڑ دیں ابتدائی کرشمہ اس نامور مسلمان کی غازیہ کا مدرسہ اور علیگندہ کی سین ٹینک سوسائٹی ہی اور اخیر کام اسکا مدرسۃ العلوم ہی *

وہ تعلق جو مسلمانوں کو انگلستان سے ہی اور وہ ضرورت جو اعلیٰ اسلام کو انگریزی طور پر تعلیم و تربیت پانے کی ہی ہے یہی اسی شخص نے ظاہر اور ثابت کر دیا خود لندن کا سفر اختیار کیا اپنی صاحبزادہ کو کیمپوچ کالج میں مددہ تعلیم دلائی حالانکہ جس زمانہ میں اُنہوں نے ولایت جانے کا قصد کیا مسلمان ولایت جانے اور وہاں کے مدرسوں میں پڑھانے کو نکر جاتے تھے یہاں تک کہ جو اسکا ارشپ لارڈ لارنس صاحب نے تفریز کی تھی اُسکا نوٹی لینے والا مسلمان ممالک مغربی و شمالی میں نظر نہ آتا تھا اور آج چودہ مسلمان ہندوستان کے لندن میں موجود ہیں (علاوہ نواب مرشد آباد کے) جن میں سے چند نوجوان لڑکے صرف تعلیم و تربیت کے لیئے گئے ہیں چنانچہ ایک بمبئی کے امیرزادے نے امسال میں منرالوجی کے امتحان میں دوسرا سارٹیفیکٹ پایا ہی اور درحقیقت یہ سب بڑے مددہ نشان مسلمانوں کی ترقیوں کے ہیں *

اب میں اپنے اس لکچر کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا مسلمانوں کے دلوں سے اُن خیالات کو دور کرے جو اُنکی ترقیوں کے روئے رالے ہیں اور جو اسباب اُن کی ترقی کے تفریز کیئے گئے ہیں اُنکو دور کرے اور جو شخص مسلمانوں کی ترقیوں کی تدبیر کرنے والا ہی اُس کی عہد و دولت میں ترقی ہو آمین *

نیست و نابود نہ ہونے پاورے اور وہ قدرتی رشتہ محبت کا جو سارے بنی آدم خصوصاً مسلمانوں اور اہل کتاب میں ہی کس طرح مضبوط اور مستحکم ظہور مسلمان اُن علوم و فنون کو سیکھنے نہ پادیں جن سے اُن کے دل روشن اور خیال وسیع ہوں یا موجودات کی اصلی حقیقت حاصل کریں اُنکی منتہائے کوشش یہ ہی کہ وہ قوتیں جو اسوقت تک مسلمانوں میں کسی قدر باقی ہیں ایک جگہ جمع نہوں بلکہ متفرق متفرق بیجا طور پر ضایع ہوتی رہیں اگر جمع بھی ہوں تو وہ اُن کاموں میں صرف کی جاویں جن سے بجائے بھلائی کے ضرر پیدا ہو، اگر یہ ارگ عالم کی طرف مترجم ہوتے ہیں تو یہ چاہتے ہیں کہ اس اُنیسویں صدی میں وہ علوم پڑھائے جاویں جو آٹھویں صدی میں جاری تھے، اور اگر مذہب پر جھکتے ہیں تو اُنکی یہ رائے ہوتی ہی کہ سولہویں صدی کے روم کے مسائیوں کا زمانہ پھر اسلام میں آجائے، یہ ارگ جب انگریزی طور پر تعلیم و تربیت کا نام سنتے ہیں تو ایک بے اختیاری جوش اُنکے دل سے اڑھتا ہی اور جب کہ کچھ اُڑ اُسے نہیں ہو سکتا تو کفر کا فتری ہی دیکر اپنا دل ٹھنڈا کر لیتے ہیں، وہ یا تو اپنی نادانی سے یا درحقیقت عوام مسلمانوں میں جنکا دل تمصبات کا خزانہ ہو رہا ہی ایک جھوٹی عزت پیدا کرنے کے لیئے یہ کہتے ہیں کہ انگریز وحشی علم کی حقیقت کیا جانیں وہ تو صرف ارہار اور بڑبڑی اور موجی کے کاموں کو اچھا جانتے ہیں علوم کا خزانہ تو ہمارا صدرا اور میبذی ہی، درحقیقت ایسے لوگوں سے سوائے اس کے کیا اُمید ہو سکتی ہی جو دے کر رہے ہیں لیکن یہ منافقانہ اُنکی بچہ ضرر نہیں پہنچا سکتیں، وہ جوش جو اُٹھا ہی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا اب اُن کفر کے فتروں سے رک نہیں سکتا، صدعا مسلمان ہیں جن کے دلوں میں یہ بات سما گئی ہی کہ جو زمانہ گذر گیا وہ گذر گیا اب ہماری بھلائی اس میں نہیں ہی کہ جو بچہ ہمارے بزرگوں نے پڑھا رہی ہم بھی پڑھیں، اور جو کام ہمارے باپ دادا کرتے تھے ہم بھی کریں بلکہ ہماری بھلائی اس میں ہی کہ ہم چاروں طرف آنکھ کھول کر دیکھیں اور اُن علوم و فنون کو جنکے عجیب و غریب نتیجے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں حاصل کریں *

بہ مقام علیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے ہتھام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم [۱۵ وال سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی] نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجراء سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کما جاوےگا * جن دوستوں نے شریک ہو کر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجراء کے ليئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اور کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا *

یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دربار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو یہ پرچہ ہر آنے مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۶۵

لکچر

جو

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

نے

مرزاپور انسٹیٹیوٹ میں

۳ نومبر سنہ ۱۸۷۳ ع کو دیا

رسم و رواج

جسکرائگریزی میں مینر اور کسٹم کہتے ہیں، رسم اُسکام کا نام ہے جو ہمارے پردھوں سے ہوتا چلا آیا ہے گو کہ اب ہمکو یہ بھی نہ معلوم رہا ہو کہ وہ کیوں ہوتا تھا اور اُس سے کیا فائدہ ہے *
رواج اُسکام کا نام ہے جسکو سب لوگ کرتے ہوں یا کرنے لگیں اور اُسکے کرنے کو لوگ کچھ عیب نہ سمجھیں بس ہوسکتا ہے کہ ایک زمانہ میں کوئی کام عیب گنا جاتا ہو مگر جب وہ رواج پایا جارے تو لوگوں کی آنکھ میں کچھ عیب نہ رہے *
انگریز مصنفوں نے 'کسٹم' یعنی رسم کی تعریف زیادہ وضاحت سے بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک کام کا ہمیشہ بار بار کرتے رہنا یا کسی کام پر مدتوں سے بطور قانون کے عمل درآمد چلا آنا رسم کہلاتا ہے، رسم ہمیشہ ایک بن لکھا قانون ہوتا ہے جس پر سب لوگ مدت سے اتفاق کرتے چلے آتے ہیں اور اس لیے وہ رسم بطور ایک قانون کے سمجھو جاتی ہے *

سر رائٹر ریلی نے نہایت عمدہ بات کہی ہے کہ رسم اور رواج میں وہ فرق ہے جو سبب اور نتیجہ میں ہے کیونکہ جب کسی کام کا رواج مدت تک رہتا ہے تو وہ بطور ایک قانون کے لوگوں میں پھیل جاتا ہے اور آخر کو یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ ایک رسم ہو جاتی ہے *

عادت میں اور رسم میں ایک نہایت باریک تفاوت ہے عادت خود ہماری طبیعت کا ایک اصول ہے جو خود ہم میں سے پیدا ہوا ہے اور جو بالطبع اور بے تکلف ہمکو کسی کام کے بار بار کرنے کو کہتا ہے، رسم ایک ایسا اصول ہے جو باہر سے ہم میں آیا ہے جس کے سبب سے ہم کسی کام کو بار بار کرتے ہیں مگر اثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک نو دوسرے سے مدد ملتی ہے مثلاً دان پن خیرات

و زکوٰۃ دینے کی رسم سے فیاضی کی عادت پیدا ہوتی ہے اور پوجا کرنے اور نماز پڑھنے کی رسم سے مندروں میں اور گرجاؤں میں اور مسجدوں میں جانے کی عادت ہو جاتی ہے *

لفظ کسٹم یعنی رسم کا، علم قانون میں بھی آتا ہے اور مقنون اُس کے یہ معنی بتاتے ہیں کہ "رسم ایک ایسا قانون ہے جو کبھی تھریز میں نہیں آیا مگر مدتوں سے اور عام لوگوں کی رضامندی سے جاری ہے" — رسم و رواج ایک بڑا حصہ ملکی قوانین کا ہوتا ہے اس کا وجود ہر ایک ملک اور ہر ایک مملداری میں پایا جاتا ہے انکستان میں جو قوانین کہ کامن لا کہلاتے ہیں وہ حقیقت میں دھپ بن لکھے قوانین ملکی رسم و رواج کے ہیں، بڑے بڑے قانون دانوں نے کامن لا کے یہی معنی بیان کیئے ہیں کہ "انکستان کا قدیمی رواجی قانون" پس ہمارے ہندوستان میں جو رسم و رواج ہے وہ ہمارے ملک کا کامن لا ہے — انکستان میں تین قسم کے قانون جاری ہیں، ایک کامن لا، یعنی رسم و رواج کا بن لکھا قانون، دوسرا اسٹیٹیوٹ لا، یعنی قوانین تھریز جن کو واضح قوانین نے بنایا اور گورنمنٹ نے اُن کو جاری کیا تیسرا ایکٹیوٹی، یعنی قدرتی انصاف کا قانون مگر ان تینوں قسموں کے قانونوں میں تھریز سا فرق ہے تھریز قانون سے رواجی قانون یعنی کامن لا منسوخ ہو جاتا ہے اگر اُن دونوں میں مخالفت ہو لیکن اگر ایکٹیوٹی یعنی انصافی قانون کے قاعدے اُس کے برخلاف ہوں تو کامن لا یعنی رواجی قانون بھال رہتا ہے اگرچہ میزری رائے میں ایسا ہونا انسان کے لیے نہایت اندوس کی بات ہے کیونکہ ایسی حالت میں رواج کے پیچھے قدرتی انصاف دب جاتا ہے — مگر تمام مقنون کی رائے ہے کہ کامن لا یعنی رواجی قانون ایسا ہو جو تھریز میں نہ آیا ہو اور اُس کے قاعدے زبانی روائتوں پر چلے آتے ہوں مگر رسم و رواج کو قانونی رتبہ حاصل ہونے کے لیے اتنا پرانا ہونا ضرور ہے کہ اُس کے برخلاف ہونا لوگوں کی یاد سے باہر ہو *

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کامن لا کے لیے کچھ تھریز کتابیں نہیں ہوتیں بلکہ کامن لا پر نہایت بڑی بڑی کتابیں بہت بڑے لایق اور قابل اور واقف کار عالموں نے لکھی ہیں فرق یہ ہے کہ کامن لا پہلے جاری ہوتا ہے اور پھیل جاتا ہے اور اُس کے بعد وہ ضبط تھریز میں آتا ہے یا اُس پر کتابیں لکھی جاتی ہیں اور تھریز قانون اول تھریز میں آتا ہے اور اُس کے بعد جاری ہوتا ہے اور پھیلتا ہے *

نازک بھٹ اس مقام پر یہ ہے کہ مذہبی قانون کس میں داخل ہے تھریز قانون میں یا رواجی قانون میں، میں اس بات

کرے، اس واقعہ سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ رسم و رواج کا انسان کے دلوں پر اور سقراط کیسے دل پر بھی جسکے دل کو گریا خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا کیسا کچھ قوی اثر ہوتا ہے۔ ہاں یہ بات بلاشبہ تسلیم کرنے کے لائق ہے کہ جو رسم مذہبی سند پر یا مذہبی خیال پر قائم ہوتی ہے اُس کا اثر انسانوں کے دلوں پر بہ نسبت اُن رسموں کے جو اور طرح پر قائم ہوتی ہیں بہت زیادہ سخت اور نہایت قوی ہوتا ہے *

اس میزے بیان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسم و رواج کا تعلق مذہب اور حکومت اور معاشرت سب سے برابر ہے، مگر میں اپنے اس لکچر میں اس بات سے کچھ بھٹ نہیں کرنے کا کہ جو رسمیں دنیا کی قوموں میں جاری ہیں اُن میں سے کون سی اچھی ہیں اور کون سی بری ہیں بلکہ میں اس بات پر بھٹ کرؤنگا کہ رسومات معینہ میں خواہ وہ مذہب سے علاقہ رکھتی ہوں یا حکومت و معاشرت سے اصلاح اور ترقی کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر ہی تو وہ کیونکر ہوسکتی ہے *

جو لوگ مذہبی رسومات کے پابند ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی رسمیں سچائی اور انسان کی بھلائی کے لیئے نہایت اعلیٰ درجہ کمال پر ہیں اور اُن سے زیادہ ترقی کرنا ممکن نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اُن میں ترقی یا اصلاح کرنی چاہے (گو کہ وہ اُسی مذہب کی سند پر کرتا ہو جس مذہب کی وہ رسمیں ہیں) تو اُسکو کانر اور مذہب سے خارج قرار دینگے اُس کا ٹھکانا بھڑ جہنم کے اور کہیں نہیں بٹلارینگے مگر ہماری تسلی کو صرف یہی بات کافی نہیں ہے کیونکہ اب تک ایک نہایت ضروری بات پر خیال نہیں کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان رسومات مذہبی کا اثر ہمارے دل پر حقیقت اُن کی سچائی کا سبب ہے یا ہماری عادت کا جسکی ہم کو اپنے بچپن سے عادت پڑ گئی ہے *

رسم جو حکومت سے متعلق ہے اُس پر پابند رہنے کے لیئے بڑے بڑے مشہور مقنن اور عالم مارندار ہیں۔ نیسی ٹس رومی مورخ کا قول ہے کہ ”جس سلطنت میں زیادہ قانون ہوتے ہیں اُس میں اُتنی ہی زیادہ برائی ہوتی ہے“ میں سمجھتا ہوں کہ غالباً میزے ملک کے لوگوں کی بھی یہی رائے ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ہندوستان قانون کے بوجھ کے تلے دبتا چلا جاتا ہے اور اسی سبب سے اُس میں روز بروز پیچیدہ حالات پیدا ہوتے جاتے ہیں اردہ کے رھنے والوں نے جو اردہ کے شمال مغربی اضلاع میں شامل ہونے سے اپنی زیادہ نفرت ظاہر کی غالباً اُس کا سبب غالب یہی تھا کہ بہ نسبت حال کے اُن کا ملک قانون کے بوجھ میں زیادہ دب جاویگا۔ غالباً ہندوستان کے

میں کسی مصنف کی رائے سے واقف نہیں ہوں مگر میں مذہبی قوانین کو پچھلے قسم میں سمجھتا ہوں کوئی مذہبی قانون یہاں تک کہ جس کے دس حکم بھی ایسے نہیں ہیں جن کا رواج قبل اُن کے لکھ جانے کے نہ ہو چکا ہو۔ بانی مذہب گرنہ وہ خدا ہی کی طرف سے آیا ہو وعظ و نصیحت سے ایک بات کا رواج دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اُس کے گروہ معتقدین میں رواج پنا جاتی ہے اور جب کہ اُس پر ایک عرصہ گذر جاتا ہے تو وہ بمنزلہ قانون مذہبی کے یعنی ایسی رسم کے جو ایک مذہب کی بنا پر جاری ہوتی مستند ہو جاتی ہے۔ پرانے مذہب کے لوگوں میں یہ مذہبی رسمیں انسان کی یاد سے پہلے سے جاری ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ کیوں جاری ہوتی تھیں اور اُن سے کیا فائدہ ہے اور اب ہم کیوں اُن کو کرتے ہیں پس اب وہ تمام باتیں بجز اس کے کہ رسم و رواج میں داخل ہوں اور کسی میں داخل نہیں ہوسکتیں۔ میری رائے ہے کہ مذہب بھی رسم و رواج پیدا ہو جانے کا ایک سبب ہوتا ہے مگر جب تک کہ اُس کے مسائل بطور رسم کے جاری نہ ہو جاویں رسم و رواج سے زیادہ قوت نہیں رکھتا۔ اکثر قوموں میں بلکہ دنیا کی نل قوموں میں بہت سی ایسی رسمیں پائی جاویں گی جو حقیقت اُن کے مذہب کے برخلاف ہیں مگر اُن رسموں نے اُن کے دلوں میں ایسی مضبوط جڑ پکڑ لی ہے کہ مذہب کی نہایت زبردست اور طاقتور دل بھی اُس کے اڑکھانے سے عاجز ہوگئی ہے *

رسم و رواج کی حکومت انسانوں کے دلوں پر نہایت قوی اور سب سے زیادہ مستحکم ہوتی ہے، ہر شخص غلام سے بھی زیادہ اُس کی تابعداری کرتا ہے انا کو اپنے غلام پر کبھی کبھی فائرمائی کرڈیکا اذیغہ ہوتا ہے مگر رسم و رواج کو اپنے غلاموں کی نسبت فائرمائی کا کبھی اندیشہ نہیں ہوتا *

تمسب یہ ہے کہ جاہل اور عالم نادان اور عقلمند سب برابر اُس کی غلامی کرتے ہیں، اچھا قابل اور لائق آدمی جو نلازنی اور حکمت کے باریک باریک مسئلے حل کرتا ہے جب اُن باتوں تک پہنچتا ہے جنکا رسم و رواج مدت سے چلا آتا ہے تو تمام اپنی قابلیت اور عقل و تمیز کو بھول جاتا ہے اور محض نادان شخص کی مانند اُس کے آگے سر جھکا لیتا ہے کس قدر ہم کو تمسب آتا ہے جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سقراط سا شخص جس نے اپنی قوم کے رفارم کرنے میں اپنی جان دی جب کہ زہر کے پیالہ کا اپنی جان پر اثر پاتا ہے اور اپنی زندگی کو چند لمحہ سے زیادہ نہیں سمجھتا اُس وقت اپنے پیارے دوست کریٹو کو وصیہ کرتا ہے کہ وہ اُس کی منیت کو جو اُس کو اپنی اس دیوتا پر مرغی چڑھانے کی تھی پوری

لکھتے ہیں کہ شاید یہی سبب تھا جو رومن ریپبلکن رسم و رواج کی نہایت عزت کرتے تھے اور نئے قوانین کے جاری کرنے میں نہایت تامل کرتے تھے اور اسی سبب سے انکی سلطنت بہت دنوں تک رہی اور تمام دنیا میں بے انہماکیوں کا نہروٹھ ہوئی — وہ یہہ بھی لکھتے ہیں کہ قوانین کا فائدہ اُنکے مائندہ اور اُنپے عمل کرنے پر منحصر ہی پس رسم و رواج کے قانون اُنکے ہائیوں کی عزت کے سبب از خرد معزز ہوتے ہیں اور تمام لوگ ان ہائیوں کی نیکی اور انتظام کی نقل کرنے میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں، اسی سبب سے رومن لوگ اپنے باپ دادا کی یاد گاری مذہبی طور پر کیا کرتے تھے اور مدتوں تک اسی طرح عمل در آمد کرنے سے اُنکے ہاں کی معزز و قابل ادب رسموں کی گردن پر نئے نئے قوانین کی موٹی موٹی اور بھاری بھاری جلدیں سوار نہوئی تھیں *

میں سمجھتا ہوں کہ میرے ہندوستانی بھائی گریٹ اسمتھ کے اس فقرہ کو سنکر بہت خوش ہوئے ہونگے اور اُنکے دل میں اس بات کا خیال گذرا ہوگا کہ ہندوستان کی حکومت بھی اسی رومی اصول پر ہوئی چاہیئے مگر میں چاہتا ہوں کہ وہ ابھی تھوڑا سا صبر کریں کہ مجھے ابھی کچھ اور کہنا ہی *

گریٹ اسمتھ لکھتے ہیں کہ رسم و رواج کی طرفداری کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ رومی رسموں نے بسبب اپنے پرانے اور سیدھے سادے اور مختصر ہونے کے ایک نہایت بزرگ اور ہمیشہ قائم رہنے والی صورت پیدا کر لی ہے جسکی دامیں بڑی عزت بیٹھ گئی ہے مگر نئے قانون جو بڑی بڑی جلدوں میں لکھے جاتے ہیں وہ لوگوں کو گھبرا دیتے ہیں اور ہمیشہ ادل بدل ہوتے رہتے ہیں جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ آدمی اُنکو بھول جاتے ہیں اور اُنکو حقیر سمجھتے ہیں — وہ خیال کرتے ہیں کہ جو کام انسان کرتا ہے اُسے ضرور بڑی بڑی غلطیاں ہوتی ہیں اور اس لیے ضرور ہے کہ ان قانونوں میں بھی کچھ غلطیاں اور نقصان ہوں اور پھر وہ غلطیاں اور نقصان جلد معلوم بھی ہوجاتے ہیں اور ایک جزر میں نقصان ثابت ہونے سے تمام قوانین حقارت کے ذیل ہوجاتے ہیں رسومات جو قدیم سے چلی آتی ہیں شاید اُنہیں بھی کچھ نقصان ہوں مگر لوگ اُن نقصانوں پر کچھ لکھا نہیں کرتے بلکہ اُنکی حمایت میں ایک دوستانہ تعصب پرتے ہیں *

فرض کرو کہ ایک قانون نہایت انصاف سے بہرا ہوا ہے اور ضروری بھی ہے اور اُسکے برخلاف کوئی دلیل بھی نہیں ہے تو بھی لوگ اُس قانون کی عزت نہیں کرتے — مگر رسم و رواج کے برتنے میں وہ بالکل اندھے ہوجاتے ہیں اور اُسکی غلطیوں کو خرد دیکھتے اور سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں کہتے بلکہ یہہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے مقام اور دور

راجا راجا اور ہندوستانی مملداریوں کو اس لیے زیادہ مدد سمجھتے ہونگے کہ وہاں کی حکومتیں مروجہ عوامی قدیم رسم پر چلتی ہیں اور تمام جھگڑوں کا فیصلہ رسم و رسم کی پابندی سے ایک عامل کی راے پر ہوجاتا ہے *

رسم و رواج کے طرفداروں کے لیے رومیوں کی حکومت ایک بہت بڑی مثال گنی جاتی ہے جنکی حکومت میں تمام کام (خوراک و عام لوگوں سے متعلق ہوتے تھے خوراک لوگوں کے ذاتی کاموں سے خوراک و مال کے فیصلوں سے) باپ دادا کی رسم پر مبنی ہوتے تھے یہاں تک کہ مجسموں کو سزا دینے وقت جس طرح کہ ہم پینل کورٹ کی دماغ کا حوالہ دیکر سزا دیتے ہیں وہ اپنے باپ دادا کی رسم کا حوالہ دیکر سزا دیتے تھے *

سیاست رومی مورخ لکھتا ہے کہ ” ہمارے کوئیوں کو جلاوطن کرنے کے حکم میں یہہ لکھا گیا تھا کہ ” ایک رسم کی تبدیلی کے سبب جلاوطن کیا گیا “ ورجل مصنف بھی رسم و رواج کا طرفدار ہے اور کہے سہم کا قول ہے کہ ” وہ قوم غلامی کی حالت میں ہے جسپر قانون حکومت کرتا ہے اور آزاد قوم وہ ہے جسپر رسم و رواج کی حکومت ہوتی ہے *

گریٹ اسمتھ لکھتے ہیں کہ رسم و رواج در حقیقت اپنے باپ دادا کے حکموں کو ورثہ کے طور پر لینا ہے جسپر خرد بھی لوگ چلتے ہیں اور نہایت خوشی اور رضامندی سے اُسکو مائندہ ہیں اس لیے ملکی رسم و رواج کا جاری رہنا قومی آزادی کا نشان ہے اور جو نہ یہہ رسمیں اُس ملک کے معزز و قابل ادب بزرگوں سے چلی آتی ہیں اس لیے اُن سے آئندہ کو بھی قومی آزادی کے محفوظ رہنے کو بڑی مدد ملتی ہے — مگر مفتوحہ ملک کا حال اُس کے برخلاف ہوتا ہے کیونکہ وہاں کی رعایا جو بسبب مفتوح ہونے کے غلاموں کی مانند ہوتی ہے اُسکے ایسے رتبوں کا دعوی نہیں پھرنچتا اس لیے کہ مغرب ہونے کی ذلت نے اُنکے بہادر اور فامور باپ دادا کے آزاد کاموں کے محفوظ رکھنے کا حق بالکل کھو دیا ہے اور اُس حق کو فتح مند قوم نے اپنی قوت و جرأت سے لایا ہے، فتح مندی کو ہمیشہ قوانین کے جاری کرنے اور وہاں کی رعایا کو معرض قدیمی رسم کے قانون کے پابند رہنے سے مضبوط کرنا چاہیئے تاکہ وہ قانون ہر گھڑی اُن کو یاد دلاتے رہیں کہ وہ فتح کرنے والوں کے غلام ہیں، گویا اسمتھ صاحب کی یہہ راے ہے کہ ایسی مفتوحہ رعایا پر (جنکے ہاں اُن کے معزز باپ دادا کی پرانی رسمیں جاری ہوں جو ہر دم اُنکو مفتوحہ ہونے کی ذلت سے اُٹھانا چاہتی ہیں اور آزادی اور بغاوت کی توفیق دیتی ہیں) کسی طرح راجداری و خیر راہی کا امتداد نہیں ہو سکتا — وہ

مختلف ملکوں کے لوگوں کی مختلف ضرورتوں کی طبیعتوں کا اختلاف اُنکے مزاروں کا تفاوت جسکو انگریزی میں ٹیسٹ کہتے ہیں اُنکے اعضاء کی خصوصاً دماغ کی ہمارت جس سے اعلیٰ یا ادنیٰ درجہ کے طبیعی خیالات پیدا ہوتے ہیں اور اخیر کو علم و ہنر کی ترقی *
رسم و رواج کا تبدیل کرنا اور اُن کو ترقی دینا انسانی سرسٹی میں لینے

ایسا ہی ضرور ہی جیسیکہ ہر ایک انسان کو زندگی کے لمبے سانس لینا اور متغیر ہوا کو نکالنا اور تازہ حیات بخش ہوا کو اندر پھینچنا اگرچہ ہر ایک شخص سمجھتا ہی کہ ہمارے رسم و رواج میں تبدیل کی ضرورت نہیں ہی لیکن جبکہ اُن سببوں پر خیال کیا جائے جو رسم و رواج کے قائم ہونے کے سبب ہیں اور جنکو میں ابھی بیان کیا ہی تو معلوم ہوگا کہ وہ سبب ہی شاید سوائے بعض کے ایسے ہیں جن میں ہمیشہ تغیر و تبدیل ہوتی رہتی ہی اور اثر یہ ہی کہ وہ سبب زمانہ کے گزرنے پر ترقی پاتے جاتے ہیں پس ضرور ہی کہ اُنکے نتیجوں یعنی رسموں میں بھی تبدیلی اور ترقی ہو * یہ دوسری منطقی شکل پر اس طرح قائم ہوتا ہی کہ ”رسمیں نتیجہ ہیں زمانہ کی حالت کا اور زمانہ کی حالت ہمیشہ قابل تغیر ہی پس رسمیں بھی قابل تغیر ہیں“ *

یہ خیال کہ ہماری رسموں میں تبدیل کی ضرورت نہیں ہی (گو وہ کیسے ہی مضبوط یقین سے دل میں بیٹھا ہو) بہرہ سے اور اعتماد کے لائق نہیں ہی کیونکہ ممکن ہی کہ صرف عادت نے یہ خیال ہمارے دل میں جمایا ہو، اسبات کا اندازہ کرنا کہ انسان جن عادتوں میں ابتدا سے پرورش پاتا ہی اور پالتا ہی اور بڑھتا ہی وہ کہاں تک اُس میں اثر کرجاتی ہیں اور دوسری طبیعت سی ہوجاتی ہیں حقیقت میں انسان کی طاقت سے بھی بہت زیادہ اور بلند درجہ پر ہی چنانچہ مختلف قوموں کی مختلف رسموں پر لحاظ کرنے سے اسبات کی بشری تصدیق ہرجاتی ہی *

وسومات میں اصلاح کرنے کی ضرورت خود انسان کے حالات پر غور کرنے سے ثابت ہوتی ہی جبکہ ہم انسانوں کی سرسٹیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو اُن کی تمام رسمیں کیا مذہب کی اور کیا حکومت کی اور کیا معاشرت کی مختلف پاتے ہیں — مختلف کا لفظ شاید میں نے غلط کہا کیونکہ مجھے کو یوں کہنا چاہیے کہ ایک کی رسم کو دوسرے کی رسم کے برعکس یعنی نقیض پاتے ہیں اور جو کہ دو نقیضیں بھی سچ نہیں ہوسکتیں اسلئے دونوں کی دونوں رسمیں بھی اچھی نہیں ہوسکتیں پس وسومات متناقضہ کا موجود ہونا ہی کافی ثبوت اسبات کا ہی کہ وسومات کا توڑنا اور تبدیل کرنا اور ترقی دینا نہایت ضرور ہی *

انڈیش باب دادوں نے جو کچھ کیا ہی وہ کچھ سمجھ کر کیا ہی اور کوئی نہ کوئی اُسکا سبب ہوگا اگرچہ اب ہم اُسکا سبب نہیں جانتے مگر جو فلسفے کہ اُس رسم کے مقرر کرنے سے تھ اُس رسم کے کرتے رہنے سے برابر ہمکو ملتے رہتے ہیں گو کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا نائدے تھے اور کیونکر ہمکو ملتے ہیں *

ایک اور درمی قانون داں سب سے بڑھکر ایک بات کہتا ہی اُسکا قول ہی کہ جو رسمیں ہمارے پاپ دادا نے مقرر کی ہیں اُنکا سبب ہم نہیں بتا سکتے مگر ہمکو اُنکا سبب تلاش کرنا نہیں چاہیے *
وہ جس بات کی خوبی پر ہمکو کامل یقین ہی اُس میں شک پر جاریکا *

یہ وہ دلیلیں ہیں جو رسم و رواج کے طرفداروں نے نہایت مضبوط سمجھکر بیان کی ہیں مگر یہ نہ سمجھنا کہ اُسکی مخالفت کسینے نہیں کی ہی مانتیزک مشہور درمی مصنف اس رائے کے بالکل برخلاف ہی اُسکا قول ہی کہ ”جس قوم میں جقدر زیادہ تحریری قانون ہوتے ہیں وہ اُنہی ہی زیادہ آزاد ہوتی ہی اُنہی پرشیا کے بادشاہ کو نہایت حقارت سے دیکھا ہی جسٹہ اپنے ملک کے تحریری قوانین بہت گھٹادیئے تھے“ — بعضوں کا قول ہی کہ ”اُس سے زیادہ کون ملک نفرت اور حقارت کے قابل ہی جہاں کی حکومت صرف وہاں کے رسم و رواج کے مطابق ہوتی ہی اور کوئی تحریری عمدہ قانون جاری نہیں ہی اور گورنمنٹ اور اُس کی رعایا کے حقوق کی کوئی حد بھی نہیں ہی“ میں رسم و رواج کی پابندی کا طرفدار نہیں ہوں کچھ توڑی دیر کے بعد میں آپ صاحبوں کو بتلاؤں گا کہ اُن رایوں میں کسقدر غلطی ہی اور مانتیزک کا قول کیسا ادب کے لائق ہی *

رسم و رواج کا تعلق جہاں تک کہ مذہب اور حکومت سے تھا اُنکا بیان ہوچکا اور معاشرت سے جو اُسکا تعلق ہی اُس کا بیان باقی ہی مگر میں زیادہ اُسکی تشریح کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ کوئی قوم بلکہ کوئی خاندان ایسا نہیں ہی جس میں درباب معاشرت ہزارہا اور عجیب عجیب رسمیں جاری نہوں یہاں تک کہ سویلیزڈ ملک میں بھی ہزاروں لغو رسمیں جاری ہیں — جبکہ انسانوں کے مزاج میں سے وحشت کم ہوئی اور جانوروں کی طرح جنگل میں رہنے اور خانہ بدوش پڑے پھرنے اور جانوروں کے شکار سے پیت پھولنے اور اُنہیں کی کھال پہن لینے کے بدلے اُنہوں نے تمدن اختیار کیا اور آپس میں مل جلکر رہنے لگے اور معاشرت کی حالت پیدا ہونے لگی اُسی کے ساتھ رسم و رواج نے بھی ظہور پایا گویا تمدن و معاشرت رسم و رواج پیدا ہونے کا سبب ہی اور پچھلا پہلے کا نتیجہ ہی مگر اُنکے قائم ہونے کے اُڑ بھی سبب ہوئے ہیں ملک کی خاصیت

اسی ہندوستان کی پہلی حکومت میں دختر کشی ایک رسم قابل مزاحمت اور سنی ایک رسم قابل ادب اور تعظیم کے تصور کی جاتی تھی مگر فرٹ ولیم کا قنون بنانے والا اُسکو قتل انسان مستلزم - واپس لگا جرم قرار دیتا ہے *

معاشرت و تمدن کی رسومات کے اختلاف کی قرحہ انتہا ہی نہیں ہے ایک قوم کو دیکھتے ہیں کہ وہ سرننگا کرنا اور پاؤں میں جرتی پہنے رہنا نہایت تعظیم و ادب کا ادا کرنا سمجھتی ہے مگر میں سنتا ہوں کہ ہندوؤں میں سرقہ مانگے رہنا اور جرتی اُتار کر ننگم پاؤں ہرجانا غایت درجہ ادب و تعظیم کا کام سمجھا جاتا ہے [مہینے ہندوؤں کی تخصیص اس مقام پر اس لیے کی کہ مسلمانوں میں جرتی اُتار کر ننگم پاؤں ہونا داخل ادب نہیں ہے] سب سے بڑا معاملہ معاشرت اور تمدن کا شادی و بیاہ سے متعلق ہے ایک قوم کی خوبصورت نیک لڑکی نہایت پاک مگر معصیت کے بھرے ہوئے دل سے اپنے لیے آپ شہر پسند کرتی ہے مگر ہندوستان کی قوم کی لڑکی بیاہ کے بعد بھی کبھی اپنے شہر سے بات تک نہیں کرتی *

دیکھو کثرت ازدواج یعنی ایک سے زیادہ شادی کرنی ایک قوم میں کس قدر معیوب اور کیسی قابل نفرت قرار پائی ہے مگر ہندوستان کی ایک قوم کو لیں میں یہ رسم کیسی عمدہ اور مبارک سمجھی جاتی ہے ستر برس کے بچے سے سات برس کی لڑکی کی جو انہتر برس چورس اُس بچے کی ہوتی ہے شادی کی جاتی ہے اور شادی کرنے والے اُس شادی کو بہت بڑا پن اور نہایت ہی عمدہ کام سمجھتے ہیں اُڑ قمر کے ہندو بھی کثرت ازدواج کو معیوب نہیں سمجھتے اور مسلمان بھی چار تک اور اُن کا ایک فرقہ قرلین فرقہ سے بھی بڑے تر لا انتہا تک کثرت از دواج کو معیوب نہیں سمجھتا مگر یورپ کی سرسٹیٹی میں کثرت ازدواج پر مثلاً ایک سنگین جرم کے سزا دی جاتی ہے *

آپ زیادہ تر تعجب کریں گے جب کہ آپ اُس قوم کی رسم پر فرور کریں گے جو نوہستان سراج کار علاقہ کانگرہ میں آباد ہے اور جو نہایت کہلاتی ہے اور جنہیں یہ رسم ہی کہ چار پانچ بھائیوں میں صرف ایک عورت ہوتی ہے یعنی وہ سب ایک سے شادی کرتے ہیں اور وہ سب کی چورس ہوتی ہے جو شہر خارت کے مکان میں اُس کے پاس جاتا ہے اپنی لاکھی جرتی باہر چھڑ جاتا ہے تاکہ دوسرا شہر اُس نشانیوں کو دیکھ کر اُڑا پھر جاوے *

اس پہاڑی ملک کو ایک وحشی ملک سمجھ کر حقیر مت سمجھو اسکا رتہ کیسے ملک میں بھی ایک زمانہ میں ایسی ہی رسم تھی وہاں نے مرد بغیر خص وجہ کے ایک سے زیادہ شادی کر سکتے تھے

اہل بات کے ثبوت کے لیے کہ مختلف قوموں میں تینوں قسم کی مختلف رسومات موجود ہیں اُن قوموں کی رسومات پر جو مذہب حکومت اور معاشرت سے متعلق ہیں غور کرنی کافی ہے *

دیکھو اگلے زمانہ کے یونانیوں اور مصریوں اور ہندوستان کے ہندوؤں کو جو مذہبی رسومات میں بیسیوں دیوتاؤں کو ماننا اور اُنکی پرستش بجالانا اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں مگر یہودی اور مسلمان ٹھیک اُسکے برخلاف ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ سوائے ایک خدا کے کسی دوسرے کی پرستش کرنا ٹھیک جہنم میں جانا ہے *

یہودی اور مسلمان اور ہندو جگ کے وقت اپنی نجات کے لیے قربانیاں کرتے ہیں مگر ایک بد مذہب کا ہندو اُس کو بہت پی ہتیا اور سخت عذاب کا کام سمجھتا ہے *

ہندو اور رومن کیتھلک اپنے پیشواؤں کی مررتوں کے سامنے پرستش کو کس قدر روحانی خوشیوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں مگر یہودی اور پروٹسٹنٹ اور مسلمان اُس کو روحانی موت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں ایک نہایت نیک دل ہندو نہایت سچائی اور دلی اعتقاد سے اور بیکٹھہ میں جانے کے یقین سے ایک دیوتا کی مررت پر اپنی جان کو آپ قربانی کرتا ہے — مگر عرب کے ریگستان کا قانون بنانے والا ایسے فعل کو خود کشی قرار دیتا ہے اور اُس کے کوٹہ والہ کو ترک میں ڈالتا ہے *

ایک ہندو اپنے پیارے باپ کی لاش کو کس معصیت اور عزت اور فیکہ اور ابدی نجات کے یقین سے نہایت خوفناک اور تیز بھڑکتی آگ میں جلاتا ہے اور پھر اُس کی جالی مٹی سے اُس کی ہڈیوں کو چمکتا ہے اور اُنکا نام پھیل رکھتا ہے اور پھر گنگا میں بہاتا ہے — مگر ایک یہودی یا عیسائی یا مسلمان اُسکے نہایت بیرحمی اور سنگدلی کا کام سمجھتا ہے وہ کسی مجرم کی لاش کو بھی آگ میں ڈالنا سخت گناہ سمجھتے ہیں اُن کے خیال میں بھی نہیں آتا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اپنے عزیز کی لاش کو خود اپنے ہاتھوں جاتی آگ میں ڈال دیا جاوے پس یہ بات غور کے قابل ہے کہ مذہبی رسومات بھی ایک قوم کی دوسری قوم سے کیسی مختلف ہیں *

رسومات جو حکومت سے متعلق ہیں وہ بھی باہمی اختلاف رسومات کے انداز سے مختلف ہیں ایک ٹکرا امریکا کا غلاموں کو اراد کرنا گورنمنٹ کا ایسا ہی فرض سمجھتا ہے جیسے دوسرا ٹکرا مالکوں کا حق غلاموں پر قیہ ہونا واجب جانتا ہے — زنجبلا کا بادشاہ غلاموں کی سوداگری کو ایک عمدہ اور نہایت پاک و معصیت و بادشاہ خزانہ کا سمجھتا ہے مگر انگلنڈ کی ملکہ اُس کے مہموم کرنے کو جنگی جہاز روانہ کرنے پر آمادہ ہوتی ہے *

تھ پس جب کہ ہمارے بزرگوں نے اپنے بزرگوں کی رسموں کو اصلاح کیا ہی تو ہم اپنے بزرگوں کی رسموں کو جو اصلاح کے قابل ہوں کیوں نہ اصلاح کریں *

اگر رسموں کا اصلاح کرنا ابتدا سے انسان کی نفسوں میں جاری نہوتا اور ابتدا سے تمام انسان رسموں کی پابندی کے ایسے ہی طرفدار ہوتے جیسے ایک ڈیسی تس - درجل - کرے ستم - اور مستر گرانت اسمتھ تھے جنکے قول میں اہل بدعت کیلئے تو آپ جانتے ہیں کہ ہماری تمہاری کیا حالت ہوتی ہم میں سے کسیکے آگے پیچھے کسی درخت کے در پتے بندھے ہوتے اور کسی کے کسی جانور کی بالوں دار کچھ کھال لپٹی ہوتی اور مدن کے درختوں کی آڑ میں بیٹھے ہوئے خدا کے گیت گایا کرتے پس جو لوگ رسموں کی اصلاح و ترقی کے برخلاف ہیں وہ خود اُس میں مبتلا ہیں جس سے لوگوں کو منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ایک ترقی یافتہ زمانہ کی رسموں کو پکڑتے ہیں اور دوسرے ترقی یافتہ زمانے کی رسموں کے پکڑنے سے انکار کرتے ہیں *

تمام کام جو رسم کے برخلاف کیلئے جاتے ہیں ابتدا سب کو بڑے معلوم ہوتے ہیں اس کا بڑا سبب بے علمی اور جہالت ہی کیونکہ اُن کی بے علمی یا ناقص تعلیم اُن کی تعلیم کو اس قدر قوت نہیں بخشتی کہ وہ رسومات کے اُس تعصب اور جہالت اور ہٹ پر جو عادتاً اُن کے دل میں بیٹھی ہوئی ہی غالب آوے اور نہایت انصاف سے دیکھے کہ رسومات معینہ میں در حقیقت کیا نقص ہیں اور اُن کی ترقی اور اصلاح کی ضرورت ہی یا نہیں *

ایک عادل اور منصف گورنمنٹ کو جو اپنی رعایا کی حالت کی ترقی بھی چاہتی ہو قانون بنانے اور اُن کو جاری کرنے نہایت ضرور ہیں جبکہ رعایا کی حالت اُن کی عادت اور اُن کے خیالات اور اُن کے معاملات اور اُن کی معاشرت تبدیل ہوتی جاتی ہی یا نئے قسم کے حقوق اور نئی طرح کی ملکیت پیدا ہوتی ہی یا خود گورنمنٹ کو اپنے استحکام اور استقلال کے لیئے نئے انتظاموں کی ضرورت پیش آتی ہی تو پرانی رسومات کے موافق چلنے سے کام نہیں چلتا اور بلاشبہ قوانین جدید کے بنانے کی ضرورت پڑتی ہی اور یہی سبب ہی کہ تم ہندوستان میں اور نیز تمام تربیت یافتہ گورنمنٹوں میں نئے نئے قانون جاری ہوتے ہوئے دیکھتے ہو — ہاں یہ بات میں دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ ایسے قوانین کا جاری ہونا بصلاح اور مشورہ رعایا کے نمائندوں کے ہونا چاہیئے اور مجھے نہایت انورس ہی کہ ہندوستان میں ایسا نہیں ہوتا اور ایسا نہونے میں کچھ تو گورنمنٹ کی غلطی ہی اور زیادہ تو ہم رعایا کی نالایقی میکر اُسید ہی کہ چند روز بعد کافی تعلیم سے یہ درنوں باتیں رفع ہو جاوینگی *

وہاں کی صورتیں ایک سے زیادہ خصم کرنے کی بلا قید مجاز تھیں اور کئی کئی خصم ساتھ رکھتی تھیں *

جسطرح کہ ہم لوگ ایک صورت کے نئی خصم ہونا معیوب سمجھتے ہیں اُسطرح وہ ارگ ایک مرد کی کئی جوروں ہونا سخت عجیب اور نہایت ہی عجیب بات خیال کرتے ہیں *

ایک چینی جنہیں دانتوں کا سیاہ کرنا نہایت پیاری رسم ہی جب یورپ میں جاتا ہی تو تمام لیدیوں کے سفید اور موتی کیسے آہوار دانت دیکھ کر نہایت ہی متعجب ہوتا ہی اور جب اُن کو چلتا پھرتا دیکھتا ہی تو اور بھی تعجب میں پڑتا ہی کیونکہ چینیوں میں مردوں کے ہاتھوں اورہے کے شکنجے چڑھا کر ایسے چھوٹے کر دیتے ہیں کہ وہ چالنے پھرنے کے قابل نہیں رہتے ہیں *

اگر نوٹی اشراف مسلمان خاندان کی عورت عربی گھوڑے پر سوار ہو کر شہر میں نکلے تو کون سا عجیب ہی جو اُس پر نہ لگایا جاوے مگر تم اسی ہندوستان میں ایک تربیت یافتہ اور فکرمند قوم کو دیکھتے ہو کہ اُن کی تمام لیدیاں مثلاً مردوں کے باہر پھرتی ہیں اور عجائبات قدرت الہی کو دیکھتی ہیں اور قدرتی چیزوں کے دیکھنے اور ملکوں کے حیر کرنے اور دریازوں اور جنگلوں کے تماشا دیکھنے سے مردوں کی مانند عقل و علم و تربیت حاصل کرتی ہیں شاید تمہاری نگاہ میں یہ ہندو عجیب ہو مگر جسکر تم ہندو سمجھتے ہو اُس کو وہ نہایت سخت عجیب سمجھتی ہیں *

کیا آپ لوگ اس رسم کو عجیب اور نہایت ہی عجیب نہ سمجھینگے کہ میسور کی ایک قوم میں یہ رسم ہی کہ جب کسی عورت کے ہاں اول مرتبہ لڑکا پیدا ہوتا ہی یا بانج عورت لڑکے کو متبذی کرتی ہی تو اپنے ہاتھ کی در انگلیوں کی ایک ایک پور کٹوا ڈالتی ہی اور اُس کو نہایت ہی مبارک سمجھتی ہی *

یہ چند مثلاً بطور نمونہ کے مینے آپکے سامنے بیان کیوں ورنہ بہت سی ایسی رسمیں نکالینگے کہ جنکو ایک قوم نہایت اچھا اور دوسری نہایت ہی برا سمجھتی ہوگی اور جو کہ وہ درنوں رسمیں آپس میں برخلاف ہیں اِلیئے وہ درنوں رسمیں اچھی نہیں ہو سکتیں یا وہ درنوں ہر رنگی یا اُن میں سے ایک اچھی ہوگی اور ایک بری ہوگی پس اگر رسموں کی پابندی کی جاوے تو ضرور کوئی نہ کوئی قوم ایسی رسموں میں جو در حقیقت بری اور خراب ہیں مبتلا رہیگی *

جو لوگ رسموں کی پابندی کے طرفدار ہیں اُن سے یہ سوال ہوتا ہی کہ جن رسموں کی تم پابندی چاہتے ہو وہ رسمیں بھی بعد اصلاح و ترمیم و تبدیل کے تمہارے بزرگوں نے قائم کی تھیں کیونکہ تمہارے بزرگوں کے بزرگ اس سے بھی زیادہ وحشیانہ رسموں میں مبتلا

جس شخص کے دامن اصلاح و ترقی کا خیال ہو اُسکو چاہیئے کہ خود نہایت استقلال اور مضبوطی اور بہادری سے تمام قوم سے اختلاف کرے اور اُس رسم کو توڑے یا اُس میں اصلاح و ترقی کرے اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام قوم اُسکو برا کہیگی اور نکو بنائیگی مگر پھر رفتہ رفتہ لوگ اُس کی پیروی کرنے لگیں گے اور جس طرح کہ اولاً وہ هدف تیر ملامت ہوا تھا انجام کو رہی سب کا ہادی اور پیشوا اور مصالح قوم شمار کیا جاویگا — جب تک کوئی شخص تمام قوم سے اختلاف کرے کہ وہ رسم کو نہ توڑے وہ رسم موقوف ہی نہیں ہو سکتی پس یہی ایک طریقہ اختلاف ہی جس سے قوم کی اصلاح و درستی ہو سکتی ہے اور اور ایسا کرنے والا ہی سچا خیر خواہ اپنی قوم کا متصور ہی پس میں اپنے عزیز ہمدردوں سے کہتا ہوں کہ چپکے چپکے اپنے فرقہ کے لوگوں میں بیٹھے کر رسموں کو برا کہنا اور اُن کی اصلاح و درستی کے لیئے ساتھیں کو تہمتوں اور قید سے نکلنے کے لیئے قافلہ کی راہ دیکھنا محتض بیفائدہ اور سراپا غلطی ہی جو شخص بہادر ہی اور اپنی قوم کا سچا خیر خواہ اُس کو خود اُس بہاری بیڑی کو توڑ کر میدان میں آنا چاہیئے تاکہ لوگوں کو بھی اُس قید سے نکلنے کی جرأت اور ہمت ہو *

اگلے اور حال کے زمانہ میں جن لوگوں نے اپنی قوم کی بھلائی چاہی اُنہوں نے اسی طریقہ پر عمل کیا ہے اور آج تک دنیا میں کوئی مثال ایسی نہیں ہے کہ بغیر اس طریقہ کے کسی دوسرے طریقہ سے قومی ترقی اور بد رسومات کی اصلاح ہوئی ہو میرا یہ دعویٰ چند عمدہ اور قابل ادب قدیم زمانہ کی مثالوں سے اور نیز جو واقعات کہ اس زمانہ میں گذر رہے ہیں اُن پر بطور تمثیل غور کرنے سے پتہ چلیں گے کہ یہ طریقہ ہر وقت ہر جگہ ہر قوم کی بھلائی کے لیے بہترین ہے *

دیکھو اس زمانہ سے ساڑھے اڑتیس سو برس پیشتر ”ابراہامیان“ میں ایک چران تھا جس کو ابراہیم کہتے تھے اُس نے اپنی قوم کو بد پرستی میں پڑا اور بہت سی بد رسومات میں پھنسا ہوا دیکھا اُس کا دل اپنی قوم کی خراب حالت پر جلا خدا نے اُس کی مدد کی وہ اپنی قوم کے برخلاف کھڑا ہوا اور پکار کر یہ بول اُٹھا انی وجہ رحیمی الذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین — تمام قوم نے اُس کو لعنت ملامت کی قتل کرنا چاہا آگ میں ڈالنا چاہا مگر خدا نے اُس کو بچایا اور پھر انجام یہ ہوا کہ وہی ابراہیم تمام دنیا کی قوموں کے لیئے رحمت ٹھہرا صلوات اللہ علیہ و علیٰ آلہ * پھر خدا کی اُس قربانی کی بھیڑ کو دیکھو جس کا اُسی کی قوم نے اپنی دانست میں نہایت بے رحمی اور سنگدلی سے کالوری پھاڑی کے نیچے یہی المقدس کے پاس خوں بہایا — اُس بیگناہ کا یہ گناہ

رسومات کی اصلاح و ترقی جس طرح کہ انسان کے ظاہری طریقہ زندگی کو فائدہ دیتی ہے اسی طرح اُس کی عقل کو بھی ترقی دیتی ہے — ایک بات کے پیچھے لگے رہنے اور اُسی لکیر پر چلے جانے سے انسان کی عقل سوجاتی ہے اور قوت ایجاد جو خدا نے انسان میں رکھی ہے وہ معطل بلکہ قریب معدوم ہونے کے ہو جاتی ہے اور اس سبب سے قومی تنزل شروع ہو جاتا ہے کیونکہ قوت ایجاد کے معطل ہونے سے تمام علوم و فنون میں قوت آ جاتا ہے اور کسی چیز میں ترقی نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ جولائے اور بڑھتی اور لوہار بھی اپنے اپنے پیشہ میں نہ کچھ ترقی کر سکتے ہیں اور نہ کچھ ایجاد کرتے ہیں اور ٹھیک ٹھیک یہی حال ہندوستان کا رسومات کی پابندی سے ہو گیا ہے *

رسومات کی اصلاح اور ترقی کے وقت بلا شبہ یہ نازک مسئلہ بحث میں آتا ہے کہ کونسی رسم اچھی اور کونسی بری ہے اور اسکا جانچنا اور تصفیہ کرنا بھی کچھ آسان کام نہیں ہے اور نہ اس پر بحث کرنا میرے اس لکچر میں مقصود ہے مگر زمانہ اور تعلیم اور تربیت خود اچھی اور بری رسموں کو جدا جدا کرتا اور بتلاتا جاتا ہے — اس وقت بھی اس کمرہ میں جس قدر لوگ موجود ہیں غالباً اُن میں چند ایسے بھی ہونگے جو اُن رسموں سے جنکو وہ کرتے ہیں بہت سی رسموں کو برا سمجھتے ہونگے اور اُن کی اصلاح و ترقی کی بھی نہایت خراش رکھتے ہونگے مگر اس بات میں متنبہ ہونگے کہ کیونکہ اُن کو چھوڑیں اور کس طرح اُن کی اصلاح و ترقی کریں *

بعضوں کا یہ خیال ہے کہ اگر گورنمنٹ دست اندازی کرے یا صاحب ٹکٹ توجہ فرمائیں تو ہم کو ان بد رسومات کا اپنی قوم سے چھوڑنے کا اور سب کو دھمکا کر راہ پر لانے کا موقع ملے اُن کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم بدنامی سے محفوظ رہیں اور گورنمنٹ کو لوگ بدنام کریں اور گورنمنٹ سے قراضی کا بیج لوگوں کے دلوں میں بریں اور جو لوگ اس سے زیادہ سنجیدہ اور متین اور معقول ہیں وہ ہر شے یہ کہتے رہتے ہیں کہ اگر برادری کا اتفاق ہوا اور بزرگ بزرگ لوگ اس کو کرنے لگیں تو یہ کام چل جائے مگر نہ کبھی کسی رسم کے چھوڑنے یا بدنامی پر اتفاق ہوتا ہے اور نہ کسی رسم میں اصلاح و ترقی ہوتی ہے بلکہ اُسی تاریکی کی حالت میں زمانہ کا زمانہ کا گذر جاتا ہے *

انٹرنس کا یہی خیال ہے کہ آپس میں اتفاق ہو تو رسموں میں اصلاح و ترقی ہو گویا وہ اصلاح و ترقی کو اتفاق پر منحصر رکھتے ہیں مگر میں اس رائے سے بالکل مختلف ہوں میں سمجھتا ہوں کہ رسموں کی اصلاح و ترقی کا ذریعہ اتفاق نہیں ہے بلکہ اختلاف ہی

اُسی کی قوم نے؟ اُس بھلائی کے میرض اُس کو خوب ستایا اور اُس نے نہایت انوس سے لکھا کہ ”یہ کیسا زمانہ ہے کہ سچائی کا طالب ہونا ایک بڑی تقصیر معلوم ہوتی ہے“ — مگر آج وہی لوگوں ہی جس کا نام دروڑوں عیسائیوں کے دل میں نہایت مقدس ہے *

امام حجتہ الاسلام غزالی کا نام لیائے بغیر میں اس فہرست کو ختم نہیں کر سکتا جس نے اسرار و مسائل اسلام کے بیان کرنے میں تا بہ قدر اپنے سعی و کوشش کی اگرچہ بڑے بڑے متعصب مواربوں نے اُس کے فکر کے فوری دیئے اور اُس کی کتاب احیاء علوم الدین کے جلانے کا حکم دیا اور اُس کے قتل کے عام احکام جاری ہوئے مگر انجام کار وہی غزالی امام اور حجتہ الاسلام کے لقب سے پکارا گیا *

اس زمانہ میں جو واقعات گزرتے ہیں اور جن کو اس کمرے کے انڈر لوگوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہوگا وہ بھی یہی ہیں کہ جس شخص نے رسومات کی اصلاح و ترقی چاہی فی الفور اُس نے اپنی تمام قوم سے مخالفت کی اور رفتہ رفتہ لوگ اُس کے ساتھی ہوتے گئے *

دیکھو راجا رام مرہن رائے نے کس طرح اپنی قوم سے مخالفت کر کر ہر قسم کی رسومات میں اصلاح کی اور کتنی کچھ نیک اپنی قوم میں پھیلانی *

بابو کیش چندر سین کا حال آپ سب صاحب جانتے ہیں کہ آنتاب کی مانند جو مشرق سے طلوع کرے اُس کی ذات سے اُس کی قوم میں روشنی پھیلتی جاتی ہے جز اُس کی یہی ہے کہ اُس نے رسومات کی پابندی کو توڑا اور اپنی قوم کی مخالفت سے کچھ نہیں ڈرا *

بنگالہ میں ایشور چندر دیاساگر کے نام کو اور بمبئی میں رشنو پرسرام شاستری مہاراست برہمن کے نام کو پرکھ کر جنہوں نے ہندو بیروہ مورتوں کی شادی کے رواج میں نہایت کوشش کی اور اپنی ذات اور اپنی قوم کی رسم کو توڑا *

سریش چندر بھٹا چارج بھی کچھ کم ادب کے لائق نہیں ہے جس نے صرف زبانی بات چیت پر اتنا نہیں کیا بلکہ سب سے اول خود ایک بیروہ سے شادی کی اور پورانی رسم کا جو سانپ کی طرح پمت رہی تھی سر کچلا *

رام تھولا ہیڑی کا نام بھی نہیں بھولا جاسکتا جس نے اپنی قوم کے مجمع میں سوت کے پتے ہوئے چنڈو کو توڑ پھینکا اور سچائی کو سچا چنڈو اپنے لہٹے جانا *

کیا ہمارے سب سے پہلے ہندوستانی سولیلین سہا پندر ناتھ ناگور کا نام بھولنے کے لائق ہے جو ذات کی نہایت بھاری بیڑی سے آزاد

تھا نہ اپنی قوم کی رسومات کی برائی کرتا تھا اُس کو بذاتی اور رہا کرے سے منع کرتا تھا اُس کا یہ گناہ تھا کہ اُس نے فروسیوں سے کہا کہ تم پیالے و باسیں کو باہر سے صاف کرتے ہو پر تمہارا اندر ظلم و برائی سے بھرا ہوا ہے اے فروسیو تم پر افسوس کہ توکاریوں کا دواں حصہ دیتے ہو پر انصاف اور خدا کی محبت سے گذرتے ہو اے فقیہوں تم پر بھی افسوس کہ جن برجھوں کا اٹھانا تم کو مشکل ہے اُس کو لوگوں پر ڈالتے ہو اور انگلی تک نہیں لگاتے — یہ سچ ہے کہ راست بازی نے اُس کو نہایت مصیبت میں ڈالا اور خود اُسی کی قوم کے ہاتھ سے اُس پر جو کچھ گذرنا تھا گذرا مگر اُس کا انجام یہ ہوا کہ تینتیس دروڑ پھاس لائے آدمیوں نے اُس کو خدا کا ایک لڑتا بیٹا مانا اور سولہ دروڑ آدمیوں نے اُس کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ جانا *

دیکھو ریگستان عرب کے ہادی کو جس نے اپنی قوم کو لات و مذات و مزی کی پرستش سے چھوڑا اور اولاد کے قتل سے بچایا گوکہ اُسی کی قوم نے اُس کو ستایا اور وطن سے نکلا مگر انجام کو خدا کا آخری پیغمبر مانا اور اُسی کی بدولت سب نے خداے واحد کو پہچانا صلی اللہ علیہ وسلم *

سقراط کا واقعہ بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں ہے اُس نے نہایت نیک اپنی اور نیک دلی سے اپنی قوم کی بھلائی پر کمر باندھی اُنکی بد رسومات کی اصلاح چاہی مگر اُسی کی قوم نے اُس پر دیوتاؤں کے پورا نمنے اور ایتھنز کے نوجوان لڑکوں کے بھگانے کا الزام لگایا یہاں تک کہ زہر کے پیالے سے اُس کو مارا مگر چند روز بھی نہیں گذرے تھے کہ تمام ایتھنز کے رہنے والوں نے اُس کا ماتم کیا اور تمام دیوتاؤں سے اُس کو بوا دیرتا مانا *

لوگوں مقدس کا ذکر بھی اس موقع کے نامناسب نہیں ہے جس نے عیسائی چرچ کی تمام بد رسومات کا مقابلہ کیا اور اپنی سچائی پر نہایت استقلال سے قائم رہا — پلاطرس کے سیڑھی پر نجات کی امید میں گھٹنوں کے بل چڑھتے وقت یہ غیبی آواز اُس کے کان میں آئی کہ ”سچے ایمان سے نجات پاریگا“ اسی پر وہ مستقل رہا اور اسی کا وسط اپنی قوم میں کیا *

وتم برگ کے چوک میں جو آگ جلائی گئی اُس سے کچھ خوف نہیں کیا اور پوپ کے برخلاف اتوار کے دن گرجا میں چلا کر بولا کہ ”خدا تعالیٰ برخلاف اپنی عدالت اور صداقت کے گناہوں کے بدلے دام نہیں لیتا“ *

اُسی نے اپنی جان کا خوف نہ کر کے کارڈنیل کی اس گفتگو کے وقت کہ پوپ کو سب باتوں پر اور ساری چیزوں پر اختیار ہے یہ کہا کہ ہاں مگر ہاک کتاب پر نہیں *

آج ہماری نظر سے ایک حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی جو تہذیب الاحکام میں منقول ہے گزری اُس سے معلوم ہوا کہ امام محدوح نے بھی اُس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اس لیے ہم اُس حدیث کو نقل کرتے ہیں اُمید ہے کہ حضرات شیعہ بھی اُس کے جواز و اہمیت میں کچھ شک نہ کریں گے *

شیخ طریسی تہذیب احکام میں حسین بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ زکریہ بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یا حضرت میں ایک آدمی اہل کتاب میں سے ہوں اور اب مسلمان ہو گیا ہوں مگر سہ میوے گھر والے دین نصرانیہ پر قائم ہیں اور میں اُنکے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں پس اُنکے کھانے میں سے میں کھاؤں یا نہیں آپ نے پوچھا کہ وہ سو کھاتے ہیں میں نے کہا کہ نہیں لیکن شراب پیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اُنکے ساتھ کھا اور پی *

اصل عبارت یہ ہے ہی عن القاسم بن محمد عن معریق بن وہب عن عبد الرحمن بن حمزة عن زکریا بن ابراہیم قال دخلت علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فقلت انی رجل من اهل الکتاب و انی اسلامت و بقی اہلی لم علی النصرانیة وانا منهم فی بیت واحد لم افارقم بعد ذل من طعامهم قال لی یا فلان لکم التنازیر قلت لا ولکنهم یشربون الخمر فقال لی نل معهم و اشرب انتہی *

راقیہ

مہدیعلی

نمبر ۱۶۷

روٹاں سب کمیٹی مرزاپور

لتاؤید

مدرسة العلوم المسلمین

۲۰ نومبر سنہ حال کو مرزا پور کے انسٹیٹیوٹ میں مسلمانوں نے ایک جاسہ واسطے مقرر کرنے ایک سب کمیٹی کے مدرسة العلوم مسلمانوں کی امداد کے لیے کیا اُس میں ارل مرزا سید مہدیعلی صاحب نے بھی تقریر کی —

اے حضرات مدت سے میرا قصد تھا کہ حسب قواعد صدر کمیٹی خزانة البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم المسلمین کے جسکا میں ایک ممبر ہوں مرزا پور میں ایک سب کمیٹی مقرر کروں اور واسطے جمع کرنے چندہ کے آپ لوگوں سے درخواست کروں مگر یہ سبب اس کے کہ مجھے یہاں رہنے کا اتفاق نہ ہوا یہ خواہش میری ہوئی لیکن آج مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں آپ صاحبوں سے واسطے مقرر کرنے ایک

ہوا سمندر کے پار جانے کے گمہ کو ہزاروں نیکیوں سے بھر دیا — آپ جانتے ہیں کہ دس خاندان کا یہ شخص ہی یہ اُن عالم برہمنوں میں سے ایک کی اولاد ہے جن کو گور کے راجا نے قنوج سے بلایا تھا جس کا نام بہت ڈارن تھا اور جس کی تصنیف کی ہوئی دینی سہار کتاب موجود ہے *

اس کے بزرگوں میں سے ایک شخص کو ہنگامہ کے کسی نواب نے دوستانہ طور پر دعوت میں بلایا وہ گیا مگر کیا نہیں اُس پر اُسکی قورم کے لوگوں نے کہا کہ کھانے کی خورشید سونگھنا آدھے کھانے کی برابر ہے اور اسی سبب سے ذات سے اُسے خارج کر دیا مگر دیکھو زمانہ کی تبدیلی سے اب تمنا فرق ہے ہمارے ہندو دوست ہمارے ساتھ کھاتے نہیں مگر کھانے کے وقت ملتے ہیں میوے کے پاس بیٹھتے ہیں دوستانہ بات چیت کرتے ہیں اور کوئی کچھ عیب نہیں سمجھتا *

اب اخیر کو میں سامی دیا نند دوستی کا نام لیتا ہوں جس کو مرزا پور کے لوگ بخوبی جانتے ہیں اُس کے خیالات کیسے ہی نبیوں نہیں اور دین و دھرم شاکر کے مطابق ہوں یا نہیں کیونکہ میں اُس پر ٹھیک رائے دینے کے قابل نہیں ہوں مگر میں اس بات کی تعریف کرتا ہوں کہ اُس کا ارادہ نہایت نیک ہے جو اُس کے دل میں ہے وہ ملائیہ کہتا ہے گو اس میں مجھ کو شک ہے کہ وہی کرتا ہو ہی یا نہیں *

اے میوے دوستوں یہ زمانہ ایسا ہے کہ ہر ایک کے دل میں تہذیب و شایستگی کی اُمک ہے بہت سے لوگوں کو تم دیکھو گے کہ ہزاروں رسموں کو فضول اور لغو سمجھتے ہیں اور کچھ بھی اُس میں یقین نہیں رکھتے پڑتے ہیں اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کے بے نقص ہونے پر یقین کرتے ہیں پڑتے نہیں ایسی باتوں سے بچھو قورم کی بھلائی نہیں ہو سکتی بلکہ میری سمجھ میں یہ بھی ایک قسم کی دغا بازی ہے — میوے نصیحت تم سب کو یہ ہے کہ کرو اُسکو جس پر تم کو دلی یقین ہے اور مت کرو اُس کو جس پر تم کو دلی یقین نہیں ہے اصلی سچائی ہے اور یہی ایک بات ہے جس پر دونوں جہان کی نیکی منحصر ہے *

خدا تمہارے نیک کاموں میں تمہاری مدد کرے

نمبر ۱۶۶

اہل کتاب کے ساتھ کھانا

اہل سنت کے اصول سے اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے کے جواز میں تو کچھ شبہ ہو کر نہ تھا نہ ہی چنانچہ ہم اُسے یہ تفصیل لکھ چکے ہیں مگر از روے اصول مذہب اُمیہ کے ہم جانتے تھے کہ شاید جائز نہ ہو اس لیے کہ اُن کے نزدیک غیر مسلم نجس ہے مگر

نہیں ہیں اس لیے ہم کو آج اس بڑے اور نازک معاملہ پر بحث کر کے اسکا تصفیہ کر دینا چاہیئے کہ آیا مدرسۃ العلوم مسلمانوں کے لیے مفید ہوگا یا نہیں اور از روئے شرع کے اُس کی اعانت ثواب ہی یا گناہ *

میں اس وقت تک نسبت مدرسۃ العلوم کے جو یہہ رائے ظاہر کی ہی غالباً آپ لوگوں نے سمجھ لیا ہوگا کہ مراد میری یہہ ہی کہ اس پر مباحثہ کیا جاوے اور ہر شخص اُس کی حمایت اور مخالفت میں اپنی اپنی رائے ظاہر کرے اس لیے کہ جو بات بعد مباحثہ کے قائم ہوتی ہی رہ نہ نہایت مضبوط ہوتی ہی *

حضرات صاحبان فضل و کمال میں مدرسۃ العلوم کو نہ صرف مسلمانوں کے حق میں مفید جانتا ہوں بلکہ ہر مسلمان پر اُس کی مدد کرنا فرض عین سمجھتا ہوں اس لیے کہ ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا فرض ہی اور مدرسۃ العلوم اسی غرض سے قائم کیا جاتا ہی *

میں نے ایک بڑے نامی عالم کی ایک کتاب دیکھی ہی جو مخالفت میں مدرسۃ العلوم کے تالیف ہوئی ہی اور جسکے اخیر میں چند عالموں کے فتوے بھی نقل کیئے گئے ہیں مجھے اُسکے دیکھنے سے نہایت اندوسس ہوا اس لیے کہ میرے نزدیک ان صاحبوں نے اب تک مدرسۃ العلوم کے مقصود پر بھی غور نہیں کیا اور جن علوم کی تعلیم اُس میں تہریز کی گئی ہی اُس سے تو وہ محض بے خبر معلوم ہوتے ہیں *

مدرسۃ العلوم میں دو قسم کے علوم کی تعلیم تہریز ہوئی ہی ایک مذہبی علوم سے دوسرے عقلی علوم پہلی قسم میں وہی علوم داخل رہے گئے ہیں جنکی تعلیم اب ہوتی ہی اور دوسری قسم میں علوم جدیدہ جو یورپ کے اعلیٰ درجہ کے مدرسوں میں پڑھائے جاتے ہیں مگر اس مضمون کو میں کن لغتوں سے ادا کروں کہ ہماری ہی قوم کے بعض نامور لوگوں نے انصاف کی آنکھ بند کر کے یہہ لکھا ہی کہ اُس میں اتحاد اور لامذہبی کی تعلیم ہوگی اگر فقہ اصول حدیث تفسیر کی تعلیم کا نام اُنہوں نے اتحاد اور لامذہبی کی تعلیم رکھا ہی تو خیر ورنہ عام مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور غلط بات کو شہرت دیکر ایک ایسے کام میں جو مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ ہو خال انداز ہونا ایک دیندار مسلمان کی شان سے بعید ہی *

ان بزرگواروں نے دوسری قسم کی تعلیم کی نسبت یہہ تحریر کیا ہی کہ گورنمنٹ کے مدارس اُس کے لیے کافی ہیں اس لیے کہ مقصود اُسکا صرف نوکری سرکاری کا حاصل ہونا ہی چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ”یہہ سب علوم دنیا میں انسان کے پیٹ پالنے کے لیے ہیں دنیا میں انسان کے انسان بننے کے لیے یہہ علوم کچھ ضروری نہیں سمجھے

سب کمیٹی کے تھریک کروں اور چونکہ آپ لوگوں کو معلوم ہی کہ میں بہت جلد اس ضلع بلکہ اس قسمت سے جانچوالا ہوں اس لیے میری مدد پر آرزو یہہ ہی کہ یہہ سب کمیٹی میرے سامنے مقرر ہو جاوے اور چندہ کی تحصیل بھی ہونے لگے مجھے اس وقت اس کہنے کی کچھ حاجت نہیں ہی کہ مدرسۃ العلوم کیا چیز ہی اور اُس کا مقصود کیا ہی اس لیے کہ اس جلسہ میں شاید ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہی جو اُس سے واقف نہ ہو اور جس نے اُن مباحثوں کو نہ دیکھا ہو جو ہر نسبت مدرسۃ العلوم کے ہونے اور ہوتے جاتے ہیں اور جسکی رائے یہہ نسبت اُس کی رائی بھلائی کے قائم نہ ہو چکی ہو مگر میں نہایت شکر خدا کا کرتا ہوں کہ اکثر ذی علم اور ذی استعداد مسلمان جنہوں نے اسی مدرسہ مرزا پور میں ہمارے حضرت مولانا مولوی معین الدین صاحب کے دست مبارک سے فضاہت کی سند پائی ہی بخلاف اور جگہ کے متصہ مسلمانوں کے مدرسۃ العلوم کے حامی ہیں اور دل و جان سے اُس کی مدد کرنے پر موجود ہیں اور چونکہ مجھے اُمید ہی کہ اس جلسہ کے اکثر حاضرین اپنی رائے ظاہر کریں گے اور آپ لوگوں سے کچھ کہنے کے لیے اس لیے میں کچھ اور زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا *

اس کے بعد منشی نصیر الدین صاحب کرسی سے اُٹھے اور یہہ تقریر کی کہ ”ابھی ایک مہینہ پورا نہیں ہوا کہ اسی مقام پر ہمارے مقصود مولوی سید مہدی علی صاحب نے ایک عمدہ لکچر مسلمانوں کے حالات پر دیا تھا جس سے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ پہلے مسلمانوں کی کیا حالت تھی اور اب ہم مسلمانوں کا کیا حال ہی اور آج واسطے جمع کرنے چندہ کے مدرسۃ العلوم کے لیے جو کہ مسلمانوں کی ترقی کا عمدہ بلکہ اصلی سبب ہی مولوی صاحب نے ایک سب کمیٹی کے مقرر کرنے کی تھریک کی ہی اس لیے سب سے اول ہم لوگوں کو اُس کا شکر کرنا چاہیئے بعدہ جس فرض کے لیے آج اُنہوں نے یہہ جلسہ منعقد کیا ہی اُس کے پورے کرنے کے لیے دل سے متوجہ ہونا لازم ہی *

اگرچہ یہہ شہر ہندوؤں کا ہی اور مسلمان بہت ہی کم رہتے ہیں ہیں مگر خدا کا شکر ہی کہ ایک عربی کا مدرسہ ایسا اس شہر میں ہی کہ جس میں مقبول و معقول کی نل کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور ہمارے جناب مولانا ایک مشہور نامور عالم ہیں اس لیے اگر ہم لوگ ترقی علوم کے معاملہ میں سب سے اول کوشش نہ کریں اور جو باتیں مدرسۃ العلوم مسلمانان کی مخالفت میں بیان کی جاتی ہیں اُس پر غور سے نظر نہ کریں تو درحقیقت ہماری تحصیل علم کا کوئی ایجنہ حاصل نہیں ہو سکتا اور گو اس شہر میں ہم لوگ باعتبار گنتہ ہی تھوڑے ہیں مگر بلحاظ علم کے اکثر اور شہروں کے مسلمانوں سے کم

نسبت فرمایا ہی اور پیغمبر خدا نے ایسی باتوں میں کوشش کرنے والوں کو خیرالمسلم کا خطاب دیا ہی *

یہ بات بدیہی اور ظاہر ہی کہ انسان کی بھلائی خصوصاً فنی قلم کے ساتھ ہمدردی کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کا ورثہ لینا ہی حضرت نوح اپنی قوم کی بھلائی میں سارے نو سو برس تک بڑی محنت اور کوشش سے سرگرم رہے اور خداے واحد ذوالجلال کی وحدانیت اور روحانی تہذیب کے سکھانے میں اپنی قوم کی زبان سے انہی من ایک واتباع الارضوں نہایت بردباری اور ٹھنڈے دل سے سنتے رہے حضرت موسیٰ نے فرعون کے ہاتھ سے کیسی کیسی تکالیفیں اٹھائیں اور ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون کا خطاب اُنکو نیک کام کے وعظ سے ڈرک سکا حضرت ابراہیم نے اپنے سچے خدا کی معصیت میں آگ میں جلنا گوارا کیا اور لکڑیوں کے اُس انبار کو جو اُن کے جلانے کے لیئے جمع کیا گیا تھا گلزارِ ارم سے بھی بہتر جانا دیکھو خدا نے کیسا اُنکو بچایا اور کیسی اُنکی حمایت کی اُس سچی ہمدردی کرنے والے کا خود ہی ساتھ دیا ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے تہذیبی اور ہجریہ الفاظ سے خداے پاک کے سچے مذہب کی تعلیم سے باز نہ رہے اور تمام زندگی بھر ہمکو تہذیب و شایستگی کے طریقے بتلاتے رہے حقیقت میں اسلام نے کسی چیز کو بعد توحید کے انسان کی بھلائی پہونچانے سے زیادہ بہتر نہیں بتلایا اور انسان کی بھلائی کے لیئے علم کو ذریعہ ٹھرایا ہی اسلامیہ عالم کے مرنے کو عابد کی عبادت سے بہتر تھا ہی چونکہ آج ہم سب لوگ علم کی ترقی میں کوشش کرنے کے لیئے جمع ہوئے ہیں اسلامیہ ہم اس جگہ کو دینے جگہ اور علمی جگہ کہہ سکتے ہیں *

اس وقت مقصود اس مجمع سے یہ ہے کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیئے چندہ فراہم کرنے کی کمیٹی مقرر ہووے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو صاحب آپ لوگوں میں سے اس کمیٹی کی مہم پر قبول فرمائینگے اور فراہمی چندہ میں کوشش کریں گے اور اپنی فیاضی کا نمونہ دیکھائیں گے درحقیقت خدا کے نزدیک اُنکا نعل داخل عبادت ہوگا اور اُنکی سچی سفارشات کامزد جہاتِ تعہدی من تھتھا الانہار ملیگا *

شاید بعض لوگ مدرسۃ العلوم میں چندہ دینے اور ایسی قومی بھلائی کرجو ٹھیک انبیاء کرام کی پیروی ہی گناہ سمجھتے ہوں اس وجہ سے مجھے اس بات سے بھٹ کرنا لازم ہی کہ مدرسۃ العلوم میں چندہ دینا اور مدرسے کے اجرا میں کوشش کرنا شرعاً گناہ ہی یا ثواب *

چند مولویوں کے قلم سے جنہیں سے بعضوں کی تحریر میں فسانہ عجائب کی تحریر کا لطف آتا ہی اخبار نور الانوار میں چھپی ہوئے میری نظر سے

جاتے " میرے نزدیک ایسے لوگ جنکا خیال علم جدیدہ کی طرف ایسا ہو درحقیقت لائق خطاب نہیں ہیں عرب کی یہ مثال نہایت صحیح ہی کہ الناس اعداء لما جہلوا پھر اس سے بڑا کر یہ تھریز اُن حضرات کی باعث حیرت ہی کہ وہ لکھتے ہیں کہ قومی ہمدردی اور قومی تمول کسی علم اور فن کے جاننے پر منحصر نہیں جن لوگوں کے خیالات ایسے مالی ہوں اُن سے کسی امر کی شکایت کرنا اور سوائے انہوں کے اور کچھ کہنا فضول ہی *

میں ایک کہانی سنا کرتا تھا کہ شیطان نے ایک مرتبہ اپنے لشکر کو جمع کیا اور ہر ایک سے اُسکے کاموں کا مستفسر ہوا کسی نے کہا کہ میں بھلاؤ ایک نیک بخت کو زانی بنادیا کسی نے کہا کہ میں دروستوں کو باہم لڑادیا کسی نے کہا کہ میں خون ریزی کرادی شیطان نے کسی طرف توجہ نہ کی مگر ایک نے اُسکے لشکریوں میں سے یہ کہا کہ ایک طالب علم ایک درخت کے نیچے کتاب دیکھ رہا تھا میں نے کنکریاں پھینک کر اُسے کتاب دیکھنے سے باز رکھا شیطان نے اُسکا مونہ چوما اور بہت پیار کیا کہ تو نے تو یہ کام ایسا کیا ہی کہ وہ بھلائی جو انسان کو قیامت تک حاصل ہوتی اُس سے روکا مگر اب اُنکھوں سے میں دیکھتا ہوں کہ بعض حضرات شہر بشہر مدرسۃ العلوم میں خلل ڈالنے کے لیئے گشت کرتے پھرتے ہیں اور لوگوں کو بھکاتے ہیں اس حالت پر نظر کر کے میں نہایت انہوں سے کہتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کی بدنصیبی کی نشانی ہی کہ نہ صرف جامل بلکہ بعض مدعیانِ علم و فضل بھی ایسی باتوں پر خروش ہوتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی عزت کی جڑ کھودتے ہیں لیکن درحقیقت یہ کوئی نئی بات نہیں ہی ہر زمانہ میں اسکی نظیریں ہمکو ملی ہیں اور اور جس قوم کی بھلائی اور ترقی کے لیئے کسی زمانہ میں فکر کی گئی ہی خود اسی قوم کے بعض آدمیوں سے مزاحمت ہوئی ہی لیکن آخر کار ایسے لوگ نادم ہوئے یا ذلیل اور کوششیں اُن بھلائی چاہنے والوں کی پروری ہوئیں چنانچہ وہی بات مدرسۃ العلوم کی نسبت بھی ہم اپنی آنہ سے دیکھتے ہیں کہ باوجود ایسی مخالفت کے سب کمیٹیاں مقرر ہوتی جاتی ہیں اور چندہ جاری ہی اور اُمید ہی کہ بہت جلد بنیادی پتھر مدرسۃ العلوم کا رکھا جاوے اور مسلمانوں کی تعلیم شروع ہو جاوے *

بعد اس کے مولوی عبداللہ حکیم صاحب نے انجمن سے متضامب ہوکر یہ فرمایا کہ آپ صاحبوں کو نہایت خوشی اور مبارکی ہو کہ آج آپ لوگ ایک ایسے امر خیر میں سعی و کوشش کے ارادہ سے اس گورنمنٹی مدرسہ میں جمع ہوئے ہیں جو خداے برحق کے نزدیک بڑے ثواب کا کام ہی نلہ عشر امثالہا خدا نے ٹھیک ایسے کاموں کی

کرتی پڑھا لکھا مسلمان اہل یورپ سے علوم سیکھنے کو یا اُن کے
طرح پر تعلیم دینے کو گناہ یا نافر کھے *

بعض مشہور عالموں کے فتوے جو یہ نسبت نہ دینے چاہتے
اس مدرسہ کے ہیں در حقیقت اُن میں خود عالموں کو دھوکا
دیا گیا ہے اور سیدھی بات کو ترز و مردز کر غلط طور پر بیان کر کے
غلط فہمی حاصل کیا گیا ہے عبارت استفادہ کی ایسی ہی ہے کہ جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس مدرسہ میں اللہ تعالیٰ باتیں سکھائی جائیں گی
ایسے سوال کے جواب میں کیا اُمید ہو سکتی تھی کہ سوائے
اس کے کہ ایسے مدرسہ میں اعانت گناہ ہے اور کچھ لکھا جاتا
لیکن اگر استفادہ کرنے والے کو کچھ بھی پاس سچائی اور دیانت
کا ہوتا تو ضرور وہ اصلی باتوں کو لکھ کر صحیح جواب حاصل
کرتا اور وہ سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوتا کہ ایسے کار خیر کی
شرکت ثواب عظیم ہے *

اب میں پوچھتا ہوں کہ مدرسۃ العلوم میں شرکت کے گناہ
کی وجہ کیا ہے اگر سید احمد خاں صاحب کے ذاتی افعال ہیں
تو اُس کا جواب یہ ہے کہ سید احمد خاں کی ذات خاص کو
مدرسۃ العلوم سے صرف اسی قدر تعلق ہے کہ وہ مسلمانوں کے دلوں
کو برانگیختہ کرتے ہیں اور ایک عمدہ جامع مدرسہ کے قائم کرنے
کی صلاح دیتے ہیں انتظامات مدرسہ کے خراج متعلق تعلیم کے
ہوں یا تربیت کے وہ اُن کی رائے پر منحصر نہیں بلکہ مسلمانوں
کی ایک کمیٹی خاص کی رائے پر منحصر ہے پس کیسی حیرت
اور انوس کی بات ہے کہ ایک شخص کی عمدہ قابل تعریف
سعی پر لحاظ نہ کر کے بعض افعال کے خیال سے مسلمانوں کی
تعلیم کی راہ روکی جاوے اور ایسے نیک کام سے مسلمانوں کو
بہکایا جاوے *

جہاں تک میں خیال کرتا ہوں علوم جو پڑھائے جا رہے ہیں
یا تو وہ ہونگے جن کو اب بھی مسلمان پڑھتے ہیں اور جن کو
مذہبی علوم سمجھتے ہیں یا وہ زبان اور وہ علوم ہونگے جو اب
گورنمنٹ اسکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں اور نہ پہلے علوم کو
مسلمان گناہ جانتے ہیں نہ ہوسری قسم کے علوم کو ناجائز بتاتے
ہیں مگر مدرسۃ العلوم میں شرکت کو حرام کہتے ہیں پس سمجھتے
میں نہیں آتا کہ ایسی بات کیونکر اُن لوگوں کی زبان سے نکلتی
ہے جو اپنے آپ کو عالم اور دانشمند سمجھتے ہیں شاید مدرسۃ العلوم
میں اُن علوم کی تعلیم اس وجہ سے گناہ ہوگی کہ مدرسۃ العلوم
کے لئے ایک نہایت عمدہ شاہانہ مکان بنایا جا رہا ہے اور صفائی اور
ستھرائی سے مسلمان لڑکوں کو اُس میں رہنے کی پابندی کرنی پڑے گی

گذرے چھ مہینے چندہ دینے کو گناہ بلکہ نافر ٹھہرایا ہے بظاہر چند سبب
اُس گناہ یا نافر کے قرار دیئے گئے ہیں اول یہ کہ اُس کا بانی
ملحد ہے اس لئے مدرسہ میں اللہ تعالیٰ باتیں سکھائی جائیں گی
اور گناہ گھونٹتی مرضی کھلائی جائیگی دوسرے یہ کہ انگریزی طریقہ پر
تعلیم ہوگی لڑکوں کو یہ سکھایا جا رہا ہے کہ زمین اپنے مہر پر گردش
کرتی ہے گائے کے سینک پر نہیں رکھی ہے آسمان کوئی جسم کر رہی
مصحط الارض نہیں ہے نہ کوئی آسمان سونے کا ہے نہ زمرد کا نہ
چاندی کا یہ سب خیالی اور جھوٹے قصے ہیں تو پھر اسلام کا میکہ
جاتی رہیگا تمام مسلمانوں کے لئے عیسائی اور کرسٹن یا ملحد
ہو جائیں گے مگر یہ سب باتیں عامیوں کی سی ہیں - نہ ان کی مدرسہ کا
ملحد و مرتد ہے نہ سوائے ترقی اسلام کے کوئی دوسری غرض
اُس کی ہے اور اگر بعض افعال اُس کے ہماری کسی رسم یا تقلیدی
مذہب کے خلاف بھی ہوں تب بھی مدرسۃ العلوم سے اُسے کچھ تعلق
نہیں ہو عقلمند اور دانائے پر یہ بات روشن ہے کہ اگر کسی قومی
کام کے بانی کے افعال اور حرکات پر خیال کیا جاوے اور یہ لحاظ ہو
کہ وہ کس طرح کہتا ہے کیونکر بیٹھتا ہے کیا پہنتا ہے کیسی گفتگو
کرتا ہے کس طریقے سے درستوں سے ملتا ہے تو یقین ہے کہ دنیا
میں کبھی کوئی نیک کام جاری نہ ہو سکے تمام لوگ اُس مصالح اور
سچے خیرخواہ کی عیب چینیوں اور حرف گیریوں سے اس قدر فرسوا
اور وقت نہ پاریں کہ وہ اُس کام کے اجرا میں کوشش کریں جو
وہ سچا خیرخواہ لوگوں کی بھلائی کے لئے بتلاتا ہے *

سچے اور متدین آدمی کا یہ معمول ہوتا ہے کہ وہ بلا لحاظ
اُس بات کے کہ قومی ترقی چاہنے والا اور سچی بات کا کہنے والا
کیسی وضاحت رکھتا ہے ایک بڑی لٹری سی تسبیح لیکر ایض نورانی
کی تمنا میں صبح سے شام تک دانے ہلایا کرتا ہے یا تمام دن
مصحف کر کے شام کو اپنے جھونپڑے میں آکر پڑھتا ہے اور بغیر
خیال اس امر کے کہ وہ بھلائی چاہنے والا مکر و دغا کے دام کو
پھیلانے ہوئے رقیہ اور منتر بھی پڑھ رہا ہے یا صاف اور سچے دل سے
جس بات کو وہ سچی سمجھتا ہے علی رؤس الاشهاد بیان کر دیتا
ہے اُس کی سچی بات کو پسند کرتے ہیں اور جو سیدھی راہ
وہ بتاتا ہے اُس پر چلتے ہیں *

انگریزی طریقہ پر تعلیم کا جاری کرنا یا انگریزوں سے علوم
سیکھنا کچھ اسلام کے خلاف نہیں ہمارے بزرگوں کا خیر قوموں
سے علوم سیکھنا اور مسلمانوں میں پھیلانا تواریخ سے بخوبی ثابت
ہے یونانی سریانی سنسکرت سے علوم کا اخذ کرنا مثل آفتاب کے
روشن ہے پس میں نہیں خیال کر سکتا ہوں کہ اس زمانہ میں

بعض لوگ یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اس تعلیم کے ذریعہ سے مسلمانوں کی عزت اور دولت کو کیونکر ترقی ہوگی سرکار میں اتنی نوکریاں کہاں ہیں جسپر مسلمان مقرر کیئے جائیں گے اُن کا جواب یہ ہے کہ شاید مسلمانوں کے حالات دیکھو جہاں عام تعلیم جاری ہے کیا وہاں تمام لوگ گورنمنٹ کی نوکری کرتے ہیں وہ حقیقت تعلیم نے اُن لوگوں کو ایسا کر دیا ہے کہ گورنمنٹ کی نوکری کر دے مار سمجھتے ہیں میں آپ لوگوں سے بطور نظیر کے ایک یورپ کے عالم کا حال بیان کرتا ہوں کہ اُس نے ایک کتاب سفر نامہ کو دنیا تالیف کی اُسکے ورثہ کو ایک چھاپے والا ترانوہ ہزار روپیہ اس اجازت کی عرض میں دیتا ہے کہ چھ مہینہ تک سوائے اُس کے اور کوئی چھاپنے کا مجاز نہ ہو اب آپ لوگ انصاف فرمائیے کہ یہ نتیجہ تعلیم کا ہے یا وہ نتیجہ جو ہماری قوم کے تعلیم یافتہ حاصل کرتے ہیں اگر مدرسۃ العلوم قائم ہو گیا اور جیسی تعلیم تبریز کی گئی ہے ہوئی تو نتیجہ اُس کا وہی ہوگا جو یورپ کے ملکوں میں ہورہا ہے تعلیم کے قومی ترقی کا خیال کرنا یا موجودہ تعلیم سے اُس کی امید رکھنا محض نادانی ہے *

میں کچھ اپنی تعریف نہیں کرتا مگر آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں بھی معقول و منقول کے معمولی درسی سلسلہ کو طے کرچکا ہوں اور اپنے یہاں کے علوم میں فارغ ہوچکا ہوں اور چند اور صاحب بھی اس جامہ میں ایسے ہیں کہ جو سند فضیلت کی پا چکے ہیں مگر عمدہ تعلیم نہرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم اپنی قوم کی ترقی کی فکر نہیں بن سکتے اور وہ علمی ترقیات جو اور قومیں کر رہی ہیں اُن تک رسائی کیسی اُس کے نام سے بھی واقفیت نہیں رکھتے مینے بعد فراغ درسی کتابوں کے انگریزی پڑھنا شروع کی اور استعداد مطالعہ کتب کی پیدا ثرائی میں آپ لوگوں سے نہایت سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں کوئی شخص ذی علم نہیں ہو سکتا جب تک وہ علوم جدیدہ سے واقفیت حاصل نہ کرے اور اس لیے میں مدرسۃ العلوم کا بڑا حامی ہوں کہ اُس میں ہماری قومی زبان میں بھی علوم اور فنون جدیدہ کی تعلیم ہوگی اور مشکلات اور دقتیں غیر زبان کی تحصیل کی ہر شخص کو اُٹھانی نہ پڑیں گی میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ایسے مفید کام میں جیسا کہ مدرسۃ العلوم ہے کیونکر خرد مسلمان ہارج ہوتے ہیں اور چند حامی آدمیوں کے سامنے عزت حاصل کرنے کے لیے تمام مسلمانوں کا بلکہ مسلمانوں کی نسل کا خون اپنی گردن پر لیتے ہیں *

مینے آپ لوگوں کی بڑی سامعہ خراشی کی امید ہے کہ آپ معاف فرمائیے اور مدرسۃ العلوم کی اعانت میں دل سے ہریک ہونگے *

ہر قسم کے علوم کی تعلیم کا سامان مہیا ہوگا میرے نزدیک یہی سبب مدرسۃ العلوم میں شرکت کی حوصلہ ہے میں *
بعض مولویوں نے انگریزی زبان کے سیکھنے کو بھی حرام سمجھا ہے میرے نزدیک ایسے لوگ خود اس وجہ سے کہ سوائے عرب کے ہندی اور گجری زبانیں بولتے ہیں روز و شب حرام کے مرتکب ہوتے ہیں ایسے سمجھنے والے عرب کے سوا دوسری زبان کے بولنے سے قیامت کے دن معلوم نہیں کہ کس باز دوس میں گرفتار ہونگے اور اُن کی زبان پر کیا کیا آگ کے انگارے رکھے جائیں گے نعوذ باللہ من ہذا المقاید *

علوم جدیدہ یعنی حکمت و فلسفہ اور ہیئت و ہندسہ اگر حرام سمجھا گیا ہے تو بڑے ائمہ اور اکابر اسلام مثلاً شیرازی اور درانی اور تفتازانی اور غزالی اور رازی سب سے بڑے کہ اس فعل حرام کے مرتکب ہوچکے ہیں اور اب بھی ایسے فعل حرام پر بڑے بڑے علماء ناز و فخر فرماتے ہیں انیسویں صدی کے شرح سلم اور زواہد اور اُس کے حراشی پڑھنے سے تو مسلمان کا اسلام کامل ہو اور علوم جدیدہ کے مسائل صحیحہ کے جائزہ سے اسلام جاتا رہے *

بہر حال یہ بات تو میری سمجھ میں نہیں آتی کہ زبان یا علوم جدیدہ کی تحصیل گناہ سمجھی گئی ہے شاید دینیات کی تعلیم گناہ سمجھی گئی ہو مگر نثری دینے والوں نے شاید یہ خیال نہیں فرمایا کہ دینیات میں بھی علوم پڑھائے جائیں گے نہ جو کانپور اور دیوبند میں پڑھائے جاتے ہیں *

یہ بھی بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر دینیات کی تعلیم ویسی ہی ہوگی جیسی کہ اب ہوتی ہے تو اُس کے لیے موجودہ مدرسے کافی ہیں اور اگر علوم و فنون جدیدہ کا پڑھایا جانا منظور ہے تو سرکاری مدرسے کافی ہیں مگر حقیقت میں یہ خیال غلط ہے جس شخص نے انصاف اور فکر سے مدرسۃ العلوم کی روٹنڈاں کو دیکھا ہوگا وہ تسلیم کریگا کہ بغیر کسی ایسے مدرسے کے جیسا کہ مدرسۃ العلوم ہے مسلمانوں کی تعلیم ہو نہیں سکتی اور قومی ذات مت نہیں سکتی حق تو یہ ہے کہ مدرسۃ العلوم کی اس وقت ایسی ضرورت ہے کہ اگر حلد وہ قائم نہوا تو مسلمانوں کے علم اور عزت کا خیال بھی کسی کے دل میں نہ گذریگا اور مثل اور ذلیل اور جاہل قوموں کے کوئی عزت کی آنکھ سے اُن کو نہ دیکھیگا انیسویں صدی کے ایسے وقت میں کہ روز بروز ہماری قوم کی ذات بڑھتی جاتی ہے اور علم اور دولت اور عزت کو تیز ہوتا جاتا ہے اور جہاں اور کذا بڑھتے جاتے ہیں خود مسلمان اُن ذریعوں کے روئے پر نظر کرتے ہیں جو اس ذات کے در کرنے اور عزت کے حاصل کرنے کے لیے پیدا کیے جاتے ہیں اسے لوگوں کے حق میں سوائے ان کے کہ خدا اُن کو سمجھ دے اور کیا کہہ جائے *

یہ ترقی کا خیال پیدا ہوا تھا جو حال اس وقت کے مسلمانوں کا ہی وہی اُس وقت کے انگریزوں کا تھا مگر چونکہ خدا کو اُس قوم کی ترقی منظر تھی کوشش کرنے والے اپنی کوششوں میں کامیاب ہوئے اور عمدہ عمدہ مدرسوں کے ذریعہ سے علوم و فنون تمام انگلستان میں پھیل گئے ہم مسلمانوں کو بھی اس زمانہ میں ایک ایسے مدرسے کی ضرورت تھی کہ جو نہ صرف ہماری معمولی حاجتوں کے لیئے کافی ہو بلکہ موافق اس زمانہ کی ترقی کے ہو کہ اعلیٰ درجہ کے علوم و فنون سے واقف کرے اور مہرزہ مدرسۃ العلوم اس غرض کے لیئے نہایت عمدہ ذریعہ تھی مسلمانوں کو لازم تھی کہ اس مدرسے کو اپنے ذاتی کاموں سے بڑھ کر ضروری سمجھیں اور دل و جان سے اُس کی مدد کریں جو بلحاظ علم کے مسلمانوں کا حال ایسا ہی کہ وہ عمدہ مدد نہیں دے سکتے مگر بلحاظ معاش کے ابھی وہ اس لائق تھے کہ ایک مدرسۃ العلوم کیا دس پانچ ایسے مدرسے قائم کوسکتے ہیں مگر انیسویں تک کہ اب تک ہم نے کسی مسلمان کی فیاضی کا ایسا نمونہ نہ دیکھا کہ ہم کو اُسپر ناز و فخر کرنے کا موقع ملتا جب کہ ہم مسلمانوں کا حال کلکتہ و بمبئی کے ہندوؤں سے ملاتے ہیں تو ہم کو بڑی ہرم آتی ہے اُن لوگوں نے صرف اپنی کوششوں سے مدرسے مقرر کیئے فقاہانہ جاری کیئے علوم و فنون میں ترقی کی ایک ایک شخص نے اپنی قومی ترقی کے کاموں میں لاکھوں روپیہ چنڈہ دیئے چنانچہ ایک پوشندو کمار ٹھاکر نے ایک جائیداد کئی لاکھ روپیہ کی ایک سنسکرت کے مدرسے کے لیئے وقف کر دی مینے مسلمانوں میں کسی فیاض نواب کو بھی نہیں سنا کہ دس ہزار روپیہ مدرسۃ العلوم کے چنڈہ کے لیئے دیئے ہوں ایسی حالت میں کس بات پر ہم فخر کریں اور غیر قوموں کو مونہہ دیکھا کریں *

علم کی ترقی جیسی کہ اس زمانہ میں ہوتی چاہیئے وہ چہرہ اور عام لوگوں کی مدد پر موقوف تھی مدرسۃ العلوم کے لیئے خاص مالدار لوگوں سے مدد ملنے پر ہم کو خوشی نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم یہ نہ دیکھیں کہ ہر عامی اور ہر ادنیٰ پیشہ والا کچھ اپنی معاش کا گروہ آؤں سے نہ بڑھے اس کام میں دیتا ہو حقیقت میں ہم لوگوں پر فرض ہے کہ اپنے ہاتھ میں چھوٹی لیکر ایک ایک دوکان پر مدرسۃ العلوم کے لیئے در در پیسہ مانگتے پھریں اور اس مانگنے کو ہزار عزت سے بڑھ کر اپنی عزت سمجھیں *

بعد اس کے سید مولوی مہدی علی صاحب نے یہ تحریک کی کہ اب صاحبان مفضلہ ذیل سب کمیٹی کے ممبر مقرر کیئے جائیں *

مولوی عبدالقادر صاحب مدرس دوم مرہی *

میر نجف علی صاحب مترجم کورٹ آف وارنس *

مولوی عبدالہکیم صاحب *

بعد اُسکے میر نجف علی صاحب نے یہ تقریر کی کہ جو فائدے مدرسۃ العلوم کے اس وقت مولوی عبدالہکیم صاحب نے بیان فرمائے یقین ہے کہ آپ سب صاحبوں کے دل پر اُسکا اثر ہوا ہوگا ضرور نہیں کہ میں دوبارہ اُسکو بیان کروں یہ بات آپ لوگ جانتے ہیں کہ دنیا میں بعض قوموں نے ترقی پائی اور بعض قومیں اپنی وحشیانہ حالت پر ہیں تیسری سے اور تاریخ پر نظر کرنے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی قوم نے بدون علم کے ترقی نہیں پائی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ جاہل قوم نے بھی ترقی کی ہو یا سوائے نقصان پہونچانے کے کسی وحشی قوم نے انسان کی بھلائی کا کام کیا ہو اور علم کا حاصل ہونا اُس کے ذریعوں کے مہیا کرنے پر موقوف ہے جس طرح کہ کوئی کسان بے کھیت کے درخت کرنے اور بیج ڈالنے کے کچھ غلہ نہیں حاصل کرسکتا اسی طرح سے کوئی قوم بے اس کے کہ مدرسہ موافق حال زمانہ کے قائم کرے تعلیم نہیں پاسکتی اس وقت دنیا کے مختلف حصوں پر نظر کرنے سے میرے اس قول کی تصدیق ہوسکتی ہے جہاں مدرسے علوم و فنون کے جاری ہیں اور موافق ترقی زمانہ کے اُن میں ترقی ہوتی جاتی ہے اُس قوم کی دولت عزت حکومت سب کو ترقی ہو رہی ہے جہاں علم کے ذریعے نہیں ہیں وہ قومیں روز بروز ذلیل ہوتی جاتی ہیں عزت میں بھی اُنکی زوال آتا جاتا ہے دولت بھی گھٹتی جاتی ہے حکومت جو خلافت فی الارض ہے ہاتھ سے نکلتی جاتی ہے ہندوستان کے مسلمان بھی اب اُسی ذات کی حالت پر پہونچ گئے ہیں اور اسی سبب سے اُنکی ہر چیز میں زوال آگیا ہے بعض خیر خواہان اسلام نے ایسی ذات پر نظر کر کے مدرسۃ العلوم کی بنیاد ڈالنے کا ارادہ کیا مگر خود مسلمانوں میں سے بعضوں نے یہ سبب جہالت کے بعضوں نے بوجہ تعصب کے مزاحمت کرنی شروع کی جو لوگ بوجہ جہالت کے ہارج ہوئے اور ہرتے ہیں اُنکو میں بے تصور جانتا ہوں مگر جو لوگ تعصب کے سبب سے مزاحم ہوئے اُنہو انیسویں ہی اسلیئے کہ وہ اپنے ذاتی تعصب سے کل قوم کی ذات کے باعث ہوئے *

مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ ایسی خرابی کے درجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ جب تک کامل کوشش نہوگی اُنکو کسی قسم کی ترقی حاصل نہیں ہوسکتی اور جو کچھ اُنکو پہلے آتا تھا یا اب آتا ہے وہی اُن کے لیئے کافی نہیں ہے اسلیئے کہ اس زمانہ میں انگریزوں نے علم میں استقدر ترقی کی ہے کہ جن علوم کو اگلے زمانہ میں بڑے بڑے محقق جانتے تھے اُنکو اب بازاری لوگ جانتے ہیں اور اسلیئے اب ممکن نہیں ہے کہ ہم اپنے پرانے علموں کے جاننے سے عالم ہوسکیں یا ہمارا عام ہماری قوم کو ترقی پر پہونچا سکے *

مینے اس معاملہ میں بہت کچھ غور کیا ہے اور اُس زمانہ کے تاریخی حالات کو خوب غور سے پڑھا ہے چونکہ انگریزوں میں علم

روٹداں سب کمیٹی مرزاپور

۱۵ شوال سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مطابق سنہ ۱۳۰۵ قمری

۲۰ ...	سید دارو حسین صاحب سب انسپیکٹر
۲۵ ...	سید امیر علی صاحب
۲۰ ...	شیخ مراد علی صاحب سب انسپیکٹر
۲۰ ...	سید عابد حسین صاحب
۲۰ ...	قاضی اصغر علی صاحب
۱۵ ...	شیخ محمد سعید صاحب مہرر عدالت
۱۵ ...	منشی محمد اہرار صاحب
۱۵ ...	شیخ ماجد علی صاحب مہرر ڈپٹی رجسٹریٹر مرزاپور
۱۵ ...	شیخ وحید الرحمان صاحب
۱۵ ...	محمد فروق صاحب
۱۵ ...	غلام رسول صاحب
۱۵ ...	شیخ صادق حسین صاحب
۱۵ ...	شیخ صادق علی صاحب
۱۵ ...	قربان علی صاحب
۱۵ ...	علی احمد خان صاحب
۱۵ ...	امیر علی خان صاحب
۱۵ ...	فضل حسین صاحب مشتار
۱۵ ...	شیخ فرید الدین صاحب
۱۵ ...	سید عبدالعزیز صاحب
۱۵ ...	محمد یعقوب صاحب
۱۲ ...	سلار جمعدار سڑک
۱۰ ...	اعظم علی خان صاحب
۱۰ ...	شیخ رجب علی صاحب
۱۰ ...	شیخ بخش الہی صاحب
۱۰ ...	مولوی عبدالقادر صاحب مدرس درم مربی
۸ ...	امداد حسین صاحب
۷ ...	تفضل حسین صاحب
۵ ...	حاجی چوہدری صاحب
۵ ...	سید راحت علی صاحب
۵ ...	سید اصغر علی صاحب
۲۸ ...	چندہ دھندگان کم از پانچ روپیہ

۲۶۷۰ ...

میزانکل

محمد اکرام حسین
عرفی منہ

میر ارشاد حسین صاحب انسپیکٹر *

مولوی فضل عظیم صاحب ڈپٹی کلکٹر *

چنانچہ ان حضرات کی مہربانی انجمن نے پسند کی اور یہ تجویز
ممبران مزایا صاحب پریسیڈنٹ مقرر ہوئے اور منشی اکرام حسین
صاحب سکریٹری و منشی نصیر الدین صاحب سکریٹری انجمن مفاہرۃ
الحکومت اسسٹنٹ سکریٹری مقرر ہوئے بعد اس کے شکر یہ پریسیڈنٹ کا
ادا کیا اور جن حضرات نے چندہ کی فہرست پر دستخط کیئے انکا یہی
شکر ادا کیا گیا *

واقم

محمد اکرام حسین

فہرست چندہ دھندگان

نام چندہ دھندہ	تعداد چندہ روپیہ
مزایا خان صاحب رئیس مرزا پور	۵۰۰ ...
مرزا غلام حسین خان صاحب	۳۷۵ ...
یاقر خان صاحب رئیس مریا ضلع مرزا پور	۲۵۰ ...
مولوی فضل عظیم صاحب ڈپٹی کلکٹر ملائہ مہاراجہ بنارس	۲۵۰ ...
منشی علی حسین صاحب رئیس جوئیپور سپرنٹنڈنٹ بندوبست	۱۳۰ ...
سید ارشاد حسین صاحب انسپیکٹر	۱۰۰ ...
فقیر حسین خان صاحب مشتار	۱۰۰ ...
مولوی تفضل حسین صاحب	۸۰ ...
میر نجف علی صاحب رئیس سہرام مترجم کلکٹر مرزاپور	۷۵ ...
شیخ کاظم حسین صاحب سب انسپیکٹر کوتوالی	۵۰ ...
سید احمد حسین خان صاحب رئیس دہلی سربزہ کار راج بدھر	۵۰ ...
میر تصدق حسین صاحب وکیل	۵۰ ...
میر نادر علی صاحب	۴۰ ...
شیخ مظفر حسین صاحب	۴۰ ...
لالہ مہر لال صاحب سب ادرسیر	۴۰ ...
شیخ مظفر حسین صاحب منہرم	۳۰ ...
شیخ عبدالعزیز صاحب منہرم بندوبست	۳۰ ...
مولوی واحد علی صاحب	۳۰ ...

بقام علیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے ہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[جلد چہارم] یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی [نمبر ۱۹]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توشیح کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بتارس بھیجتا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے پر خلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

مقدور روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوار بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوے گا * جن دوستوں نے شریک ہو کر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۶۸

دوئدان

نمبر ۲

واقع ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۷۳ ع — مقام علیگڑہ

صدر انجمن

کذکر محمد لطف علی خان صاحب خلف اکبر نواب محمد محمود
علیخان صاحب بہادر رئیس چھتاری *

شرکاء انجمن

راجہ سید باقر علی خان صاحب بہادر رئیس پندراول *
کذکر محمد مشرق علی خان صاحب رئیس چکاتھل *
کذکر محمد امراو خان صاحب رئیس چکاتھل *
مولوی محمد لطف اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربی علیگڑہ *
مولوی حافظ محمد اسماعیل صاحب ایڈیٹر اخبار سین ٹیفک
سرسٹیٹی علیگڑہ

میرزا عابد علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھرس *

سید سید محمد صاحب تحصیلدار کول *

منشی مشتاق حسین صاحب نائب تحصیلدار کول *

قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی علیگڑہ *

سید عاشق علی صاحب و سید پاسط علی صاحب رئیس جلالی
ضلع علیگڑہ *

مولوی خواجه محمد یوسف صاحب وکیل و رئیس ضلع علیگڑہ *

حکیم مولوی محمد علاءالحق صاحب منصور بندر بسط ضلع علیگڑہ *

ناظر محمد احسن اللہ صاحب محکمہ جج ماتھت علیگڑہ *

میر سید حسن صاحب مہرور مثل محکمہ جج علیگڑہ *

قاضی مدد حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی علیگڑہ *

سید عباس علی صاحب پیشکار محکمہ جج علیگڑہ *

محمد مسعود شاہ خان صاحب منصور منصفی ہاتھرس *

حاجی محمد منصور خان صاحب رئیس پلرام *

محمد مغفور اللہ خان صاحب رئیس *

محمد ظفر یاب خان صاحب وکیل و مفتکار ضلع علیگڑہ *

محمد سعید خان صاحب *

سید عزت علی خان صاحب رئیس علیگڑہ *

سید فرزند حسن صاحب *

شاہ محمد فضل حق صاحب رئیس اترولی *

مہر ضیاء حسنین صاحب *

شیخ محمد غازی الدین صاحب رئیس اترولی *

محمد معصوم علی خان صاحب *

میر صاحب ہمدانی منصف صاحب *

محمد نور خان صاحب وکیل عدالت ضلع علیگڑہ *

سید سرنواز علی صاحب رئیس و مفتکار ضلع علیگڑہ *

شیخ سعید الدین صاحب *

حافظ نظام الدین صاحب تاجر علیگڑہ *

شیخ حیدر بخش صاحب ماسٹر *

شیخ محمد فدائے حسین صاحب وکیل عدالت دیوانی علیگڑہ *

محمد نبی داد خان صاحب وکیل عدالت دیوانی علیگڑہ *

مولوی محمد نفیل صاحب وکیل عدالت ضلع علیگڑہ *

سید احمد حسین مہرور اول رجسٹری محکمہ ججی *

مولوی محمد قطب الدین صاحب مہرور محکمہ ججی ضلع علیگڑہ *

سید رضاعلی صاحب محافظ دفتر محکمہ ججی ضلع علیگڑہ *

سکرٹری

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب جج ماتھت علیگڑہ *

جب یہ سب صاحب رونق افروز جلسہ ہو چکے تو مولوی محمد سمیع اللہ
خان صاحب کرسی سکرٹری سے کھڑے ہوئے اور شرکاء جلسہ سے
درخواست کی کہ اس جلسہ میں جناب کذکر محمد لطف علی خان
صاحب صدر انجمن ہوں *

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے اس تحریر کی تائید کی اور
سب نے بطور شہ منظر فرمایا اور کذکر صاحب مدرج نے صدر انجمن
کی کرسی پر اجلاس کیا *

بعد اس کے مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب نے کھڑے ہو کر
مفصلہ ذیل گفتگو کی *

اے صاحبوں

میں آپکو سب سے پہلے اس بات کی مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ سب
صاحب آج ایسے مبارک اور نیک کام کے واسطے جمع ہوئے ہیں جسپر
تمام بھلائیاں دین و دنیا کی منحصر ہیں یہ نہ صرف میری ایکراے
مقامی ہی بلکہ حدیث سے ثابت ہی کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے اپنی امت پر اس کو فرض کیا ہی آجکا دن اور جو کام
کہ آج کے دن تعلیم علم کی نسبت ہونگے وہ مسلمانوں کی نسلوں میں
قابل یادگار اور آجکی تاریخ کا ایک عمدہ واقعہ شمار کیئے جارہینگے
تیرہویں صدی میں آجکا دن ایک مبارک دن ہمیشہ مانا جارہیگا *
اجلاس گذشتہ میں یہ بات ملی ہو گئی ہی کہ مسلمانوں کو
اپنے سرورشتہ تعالیم کا درس کرنا ضرور ہی اور اس ضلع علیگڑہ میں

دین کے پیشواؤں سے بھی انکی قوموں نے جنکی ہدایت پر وہ بالکل متوجہ تھے کیسے کیسے سلوک کیئے حضرت ابراہیم کے ساتھ کیا کیا حضرت ذکریا کے ساتھ کیا کیا حضرت عیسیٰ کے ساتھ کس طرح پیش آئے اسی اصول کے مطابق ایک گروہ نے مسلمانوں کے سرورشتہ تعلیم کی بھی مزاحمت کا قصد کیا یہہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ مزاحمت انکی کس طرح سے تھی لمبائیت کا یقین کرنا بہت مشکل ہی کہ وہ مزاحمت جوش مذہبی سے ہوئی یا محض نفسانیت یا اصل امر کی جہالت سے مگر میں جہالتک خیال کرسکتا ہوں میری یہہ رائے ہی کہ چونکہ علم کی تعلیم سے مددہ کوئی امر دنیا اور دین کی بھلائی کا نہیں ہی اور کوئی نہکی اُس کی حمایت کرنے سے زیادہ نہیں ہوسکتی اور ہمیشہ شیطان جو انسان کا قدیم دشمن ہی (جسکے اصلی وجود کا میں مقرر ہوں گے میرے بعض دوست اُسکے تاریلی منکر ہوں) وہ انسان کا ہر ایک نیک کام سے باز رکھنے والا ہی لہذا اُسنے اُس گروہ کے قلوب میں شاید کسی نیک پیرایہ سے ایسے دوسرے ڈالے کہ جس سے اُس نیک کام کی مزاحمت پر بلا تامل آمادگی ہوگئی یہہ نزاع باہمی بہت بڑھگئی جسکو آپ صاحبوں نے اخبارات میں پڑھا ہوگا مباحثہ کی اُفتاد ایسی پڑی جسکا تحریر کے ذریعہ سے طے ہونا ویسا ہی مشکل ہی جیسے عام در فرقہ متخالف کے تقاضات کے مباحث کا *

ہماری کمیٹی کے ممبروں نے اس مباحثہ کے طے کرنے کا مددہ طریقہ یہہ نکالا کہ ضلع علیگڑہ میں جاد ایک مدرسہ قائم کریں اور گروہ مخالف کو بطور نمونہ کے دیکھا دیں تاکہ وہ مضامین اختراعی پر مباحثہ کو چھوڑ کر واقعات موجودہ پر توجہ کریں اور دیکھ لیں کہ اس قسم کے مدرسہ اور ایسی تعلیم سے مسلمانوں کی نسلیں یا علم اور با لیاقت و مہذب ہوتی ہیں یا ملحد اور زندیق اور ناہایتستہ — مجھے انسوس ہی کہ اس فرقہ مخالف نے ان مدارس کے انسداد میں بہت ہی کوشش اور غل مچایا لیکن کوئی تدبیر نہ خود کی نہ ہمکو پتائی جس سے ہماری قوم ایسی ذلیل حالت سے نکلے جس میں وہ پڑی ہوئی ہی میری بالکل یہہ رائے ہی کہ جس وقت یہہ مدرسہ جاری ہوجاویگا تو جو بے اصل مباحث عوام کو متروک کر دھے ہیں اور جو مہیب آوازیں دماغوں کو پریشان کر رہی ہیں وہ سب بے اثر ہوجاویگی یہہ ایک بڑا احسان ہماری کمیٹی کا مدرسۃالعلوم بلکہ تمام سرورشتہ تعلیم پر اہل اسلام کے ہمیشہ قائم رہیگا *

اے صاحبوں — اس مدرسہ کے مستقل قائم ہونے کے واسطہ سرحدست پچاس ہزار روپیہ کی ضرورت ہی اور اس مقدار کو میں بمقابلہ مالی ہمتی رؤساء علیگڑہ و ضلع ہند بہر کے کچھہ بھی زیادہ

ایک مدرسہ روسا اور شرفاء کے لڑکوں کی تعلیم کا قائم ہونا لازم ہی لیکن دیگر مراتب کا تکملہ چنپر اجرا اُس کا موقوف ہی اجلاس آیندہ پر ملدہ ہی ہوا تھا اُن میں سے سب سے زیادہ اہم امر جمع کرنا زر چندہ کا ہی یہہ بھی مجھے بعض ممبران کمیٹی نے درخواست کی تھی کہ یہہ بھی امر کمیٹی میں ظاہر ہونا چاہیئے کہ کیا طریقہ تعلیم کا اس مدرسہ میں ابتدا سے انتہا تک ہوگا اور اس سے غالباً اُنکا مقصود یہہ تھا کہ جو شبہات بے اصل عوام کو تعلیم کی نسبت ہیں وہ رفع ہوجائیں چنانچہ مقتصر طور سے اُسکو بھی مینہ مرتب کیا ہی جس کو میں ابھی پیش کردیگا لیکن اس سے پہلے میں چند امور گزارش کرنے چاہتا ہوں *

دو سال نہیں گذرے کہ مسلمانوں نے اپنی اصلاح اور بہتری کی طرف توجہ کی ہی اور اُن کا دل اپنی تباہ حالیت پر غیر قوموں کے طعنہ سننے سننے اور اپنی ہوسہ قوم کو جو اُن سے بہت پیچھے تھی اپنے نے آگے بڑھا ہوا دیکھ کر جوش میں بھر آیا ہی اُنہوں نے اپنے سرورشتہ تعلیم کو جو شایستگی اور ترقی قومی کا اصول اور دین کے استھکام کا مدار ہی قائم کرنے کا عزم کیا اور اس اپنے ارادہ کا عام اشتہار دیا تھوڑے ہی عرصہ میں جیسا ہرکام کے نیک نہتی سے کرنیکا اثر ہوتا ہی اسکا بھی یہہ اثر ہوا کہ ہر اطراف ملک میں چرچہ پھیل گیا مسلمانوں کے دلوں میں ایک راواہ اور جوش قومی ہمدردی کا پیدا ہوگیا کسی جگہ مدرسہ کی بنیاد قائم ہونے کی تدبیریں ہونے لگیں کسی جگہ چندہ کی کمیٹی چندہ فراہم کرنے لگی مدرسۃالعلوم جو اعلیٰ مدرسہ مسلمانوں کی تعلیم کا قرار پایا ہی اُس کے واسطہ ہر طرف سے چندہ آنے لگا ترقی عام اور بہبودی قوم نے آثار نمایاں ہونے لگے *

یہہ عام اصول ہی کہ جب کوئی قوم کسی بدتر حالت میں مبتلا ہوتی ہی اور کوئی شخص یا گروہ اُس کی اصلاح اور تربیت پر متوجہ ہوتا ہی تو اُس ہی قوم کا دوسرا گروہ جو اپنی تیرہ حالت کے خیالات کا عادی ہوتا ہی وہ اُسپر طرح طرح کی مزاحمت کرتا ہی اور یہہ بات کچھہ نئی نہیں ہی بہت پرانے زمانوں میں بھی اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں وہ حکیم جو آئینسنس میں پیدا ہوا تھا اور جو آج مثل ایک دیوتا کے مانا جاتا ہی جب وہ اپنی قوم کی ترقیت پر متوجہ ہوا تو اُسی قوم نے اُسپر موت کا فتری دیکر زہر کے پیالہ سے اُس کی دعوت کی اور پانسو حج بالاتفاق اُس کی سزا کے تجویز کرنے والے تھے *

اسی طرح بہت سے حکیموں کا حال جنہوں نے اپنی قوم کی بھلائی کی ذریعہ سے ثابت ہی *

نہیں سمجھتا ہوں اب تک جو بڑے بڑے مصارف انہوں نے کیئے یا اُنکے ذاتی نفع آخرت کے متعلق تھے یا اُنکے ذاتی قلب کی مسرت سے یہہ مصروف جسمیں میں اُنسے چندہ کا خواستگار ہوتا ہوں ایک خیر جاری ہی جو انشاء اللہ تعالیٰ اُس وقت تک باقی رہیگی جب تک مسلمانوں کی نسل اس ملک میں باقی ہی اور جرثومہ کہ اُنکو اس احسان قومی سے متصور ہی اُسکا مقابلہ تو کسی چیز سے متصور ہی نہیں ہی *

یہہ مدرسہ جسکے قائم کرنے کو آپ اور ہم جمع ہوئے ہیں صرف مسلمانوں کی نسلوں کی بہتری اور برادرانہ جرش مہمیت اور اُنکی دین اور دنیا کی بھلائی کی بنا پر قائم ہوتا ہی لہذا جو چندہ اس میں مانگا جاتا ہی وہ نہ کسی دباؤ سے مانگا جاتا ہی نہ اس میں کسی حاکم کی رضامندی کا لحاظ ہی نہ اس میں کچھہ زور حکومت کو دخل ہی یہہ چندہ صرف اپنے اُن تربتہ بھائیوں کے نکالنے کے واسطہ جنکے گئے تک پانی پھرنچ گیا ہی اور صرف سر کھلا ہوا ہی مانگا جاتا ہی یہہ چندہ ہم اپنے قومی بھائیوں سے برادرانہ دعویٰ سے لیتے ہیں منہ کر کے خوشامد کر کے لڑ کر جھگڑ جھگڑ کر اور یوں یہی ندیں تو گردن پکڑ کے مگر جس طرح دینکے اسی طرح لینکے *

و لا طریقہ تعلیم جس کا ذکر اوپر مینہ کیا

یہہ تھی

نمبر ۱ ابتدائہ طالب علم کو اُردو پڑھائی جاریگی اور جب وہ اُردو کی عبارت پڑھنے پر قادر ہو جاوے تو اُسی زبان میں اُسکو مسائل و عقاید ضروریہ اسلامیہ اور مسائل طہارت غسل اور وضو اور نماز اور روزہ اور نیز کسی قدر تاریخ کی تعلیم کی جاریگی اُردو کا لکھنا بھی سکھایا جاوے گا یہاں تک کہ طالب علم اُردو زبان کو صاف طور سے پڑے لے اور کچھہ لکھ سکے *

نمبر ۲ جب پہلی مرتبہ کی تکمیل ہو جاوےگی تو طالب علم کو فارسی شروع کرائی جاوےگی فارسی میں اُسکو علم اخلاق اور علم انشا پڑھایا جاوےگا نثر کی تعلیم نسبت نظام کے زیادہ ہوگی اور فارسی میں خط کا لکھنا اور اپنے ہر مطالب کو بعبارت سلیس تحریر کرنیکی تعلیم ہوگی — اور اُسی کے ہمراہ طالب علم کو حساب سیکھنا ہوگا *

نمبر ۳ جب دوسرے درجہ کی تحصیل سے فراغت ہوگی تو طالب علم کو عربی شروع کرائی جاوےگی اول صرف و نحو کی پوری تکمیل کرائی جاوےگی اور جب اُن دنوں کا بظربی تکملہ ہو جاوےگا تو اُسکو علم اصول فقہ اور فقہ کی کتابیں اصول میں اور الانوار تک اور فقہ میں

شرح وقایہ تک حدیث میں مشکوٰۃ شریف اور تفسیر میں جلالین اور ضروری رسائل منطق پڑھائے جاوےگے اور اُسکے ہمراہ علم ادب کی تعلیم و نفقۃ الیوم تک ہوگی اور طالب علم کو انشا عربی کی مشق بھی کرائی جاوےگی اسقدر کہ وہ عربی زبان میں سلیس گفتگو کر سکے اور ترجمہ ایک زبان سے دوسری زبان میں سیدھا سادہ صحیح کرے *

نمبر ۴ جب سے عربی شروع ہوگی اُسوقت سے طالب علم کو انگریزی بھی شروع کرائی جاوےگی اور اُسکو اس مدرسہ میں اُس مرتبہ تک تعلیم کی جاوےگی جو امتحان انٹرنس کلاس کے واسطہ کافی ہو اور انگریزی کی تعلیم میں زیادہ تر توجہ لٹریچر ہوگی جاریگی اگرچہ تعلیم سب فنون کی ہوگی *

۵ عربی و انگریزی کے ہمراہ تحریر اُقلیدس و جبر مقابلہ جہانک تجویز ہوگا سیکھنا ہوگا *

نمبر ۶ جب طالب علم دہمہ ۳ و ۴ تک تکمیل علم کی کر چکیگا اور امتحان دیکر سند حاصل کر لیگا تو تکملہ علوم کے واسطہ مدرسہ اعلیٰ علوم میں داخل ہونے کا اُسکو اختیار ہوگا *

نمبر ۷ شیعہ مذہب کی کتابوں کا سلسلہ معتبر عالم شیعہ مذہب سے بتوسط ایک مہتمم شیعہ اس کمیٹی کے تجویز کرایا جاوےگا *

نمبر ۸ کمیٹی کو ہر وقت بہتاق رائے خواہ بغلیہ آرا اختیار ہوگا کہ اُمور مفصلہ بالا میں وقتاً فوقتاً ترمیم و اصلاح کرے *

اس کے بعد مرزا عابد علی بیگ صاحب منصف ہاتھرس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ —

خلق عالم نے انسان میں ایک بڑی عمدہ چیز عقل پیدا کی ہی لغوی معنی اُس کے دانش اور اصلاح کی رو سے وہ ایک قوت ہی ادراک کرنے والی خیر و شر کی اور اُن دنوں کے درمیان تمیز کرنے والی اور اسباب اُمور کی جاننے والی یا وہ ایک ملکہ ہی اور حالت ہی نفس میں جو خواہش دلاتی ہی بھلائی اور نفع مند چیز کی اور بھڑاتی ہی شرور اور مضرت کی چیزوں سے اور اُس کے سبب سے نفس قوت پاتا ہی یا وہ ایک قوت ہی جس کو ارگ استعمال کرتے ہیں نظام اُمور معاش میں اگر استعمال اُس کا مستحسن طور پر کیا جاوے تو اُس کو عقل معاش کہتے ہیں اور وہ ممدوح ہی اور اگر اُس کا استعمال اُمور باطلہ میں کیا جاوے تو مذموم ہی یا وہ نفس ناطقہ انسانیت ہی کہ جس کے سبب سائر بہائم سے تمیز ہوتی ہی فلسفہ اس طرف گئے ہیں کہ وہ ایک چرہر مجرد قدیم ہی اُسکو ذاتاً اور فعلاً مادہ سے کچھہ تعلق نہیں ہی ہمیں اُن کے معقولات نے یہہ بھی کہا ہی کہ نسبت عقل عاقل کی نفس کی طرف اوجھ

دوسرے اس مدرسہ میں تعلیم دینیات کی ہر گئی سو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ حضرات تعلیم عام فقہ کو کفر جانتے ہیں یا علم حدیث کو یا علم تفسیر کو یا اُن کے علم اصول کو الہاد سمجھتے ہیں جو شخص انصاف سے اپنے دل میں غور کریگا وہ اس مدرسۃ العلوم کے جائز ہونے کا تو کیا بلکہ واجب ہونے کا قائل ہوگا *

زبان کو مذہبی معاملہ سے کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ زبان ایک ملکی معاملہ ہے عربی کچھ مسلمانوں کی مذہبی زبان نہیں ہے بلکہ ملک عرب کی زبان ہے ہمارے پیغمبر کے پیدا ہونے سے پہلے اس زبان کو کافر بولتے تھے اگر یہ زبان اُن کفار کی مذہبی زبان ہوتی تو خداوند عالم اپنے پیغمبر پر کزیدہ کے لیئے کوئی زبان اُڑ ایجاد نہ مانتا اور کبھی اس بات کو روا نہ رکھتا کہ اُس کا محبوب پیغمبر وہی کفار کی زبان استعمال کرے *

تبدیل مذہب کے سبب سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ زبان تبدیل کی گئی ہو جب ایران میں مسلمانوں کا مذہب پھیل گیا تو کیا اُس ملک کی معیوبی زبان جو کفر کی حالت میں تھی تبدیل کر دی گئی تواریخ کو دیکھو یورپ کے جس جس مقام میں یہ مذہب پہونچا گیا وہاں کے لوگوں کو اُن کے دیس کی زبان کے استعمال کو منع کیا گیا دور دراز ملکوں اور پررانی باتیں تو ایک کپ اور قصہ کہانی معلوم ہوتی ہیں اے حضرات یہ اردو زبان کیا چیز ہے کیا ہمارے مذہب میں اس کی اجازت دی گئی ہے جس کو تحقیق ہے اُس کو تحقیق ہے اور جس کو شک ہے وہ تحقیق کر لے کہ مسلمانوں کے مذہب میں تعلیم عام ادیان باطلہ کی ممانعت کی گئی ہے جن علوم کو کہ دین باطل سے علاقہ نہیں ہے اور وہ انسان کی ترقی معیشت اور معاشرت کا وسیلہ ہوں اُس سے حصول کے لیئے برابر اجازت ہے میں پوچھتا ہوں کہ اگر چین میں علم ہو اور اُس کا حصول ظاہر ہے کہ عمدہ طور پر نہیں ہو سکتا جب تک چین کی زبان ہم نہ سیکھیں کیا اب ہم عمل نہ کریں گے اُس پر کزیدہ قول پر اطلبوا العلم و لو کان فی الصين ہمارے مدرسۃ العلوم کے لیئے بڑی مبارکی اور خوشی کی بات ہے کہ ہندوستان میں جو بڑے دو نوقہ سنٹی اور شیعہ کے اہل اسلام ہیں وہ بالاتفاق اس مدرسہ کے قائم کرنے میں کوشش کر رہے ہیں اور اسی بات سے ہم کو اُمید بلکہ یقین ہے کہ یہ مدرسہ ایک نہ ایک روز خدا چاہے تو بہت جلد قائم ہوگا *

دنیا کی تاریخ میں آجکل کے زمانہ کی پہلی یہ کیسی عمدہ بات لکھی جاوے گی جو قیامت تک یادگار رہیگی کہ ہندوستان کے دیرینہ مسلمانوں نے شامل ہو کر بالاتفاق ایسا مدرسہ قائم کیا *

جیسی کہ نفس کی نسبت طرف بدن کے یعنی جیسے نفس صورت ہے واسطے بدن کے اور بدن مادہ ہے اُس کا ایسے ہی عقل صورت ہے نفس کے لیئے اور نفس مادہ ہے اُس کا اپنے خیالات کو فلسفہ نے بڑے بڑے اطف کی عبارتوں سے رنگا ہے میں اس جگہ بعض فلسفہ اور متکلموں میں پڑنا نہیں چاہتا ہوں مقصد اور ہی دیکھو قوان شریف میں عقل والوں اور لایق قارن کا ذکر متعدد جگہ آیا ہے اور اُس سے نصیحت عقل کی اور مذمت جہل کی کیسی صاف ظاہر ہے اور کیسا اشارہ اور ہدایت ہے کہ عقل کو کام میں لانا چاہیئے ہمارے خالق نے جو قوتیں ہم کو عطا فرمائی ہیں ہم کو لازم ہے کہ اُن قوتوں کو صرف کریں اور اُن کو کام میں نہ لانا حقیقت میں قانوں قدرت کے خلاف کرنا ہے *

اب میں آپ صاحبوں سے التماس کرتا ہوں کہ آپ سب صاحب ذرا عقل کو کام میں لادیں اور غور فرمادیں کہ جو حضرات ہمارے اس مدرسۃ العلوم کے جس کی ایک شاخ قائم کرنے کے واسطے یہہ کمیٹی منعقد ہوئی ہے ناجوازی کا خیال کرتے ہیں اور اُس کے بانیوں کے لیئے کفر اور الہاد کے فتوے چھپوا کر غل مچاتے ہیں سو میں پوچھتا ہوں کہ اس مدرسۃ العلوم میں کون سی بات نا جائز اور کفر و الہاد کی ہے آپ سب صاحبوں پر ظاہر ہے کہ اس مدرسہ میں جو ہی چیزیں سکھائی جاوے گی ایک انگریزی زبان اور اُس کے علوم جو ہماری معاشرت اور معیشت کے متعلق ہیں بلکہ حقیقت میں وہ ہماری ترقی معاشرت اور معیشت کے آئہ ہیں اور مدت سے اہل اسلام میں اُسکی تعلیم کا دستور چلا آتا ہے اور ہمارے دین و مذہب کی بموجب معیشت اور معاشرت میں ترقی کرنا ضروریات سے ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ گورنمنٹ انگریزی کے تلم کالجوں اور اسکولوں میں مسلمانوں کے بچے بے دفعہ اُسی انگریزی زبان اور اُنہیں علوم کی تعلیم پاتے ہیں اور آج تک اُن طالبہ کے عربی اور سرپرستوں کے لیئے نہ کرنی کفر کا فتویٰ چھپا نہ کسی اخبار نے غل مچایا بلکہ اچھے اچھے پکے مسلمان ہر طرح سے اُس کی ترقی کے لیئے کوشش کرتے رہے ہیں بلکہ سب سے پہلے ہمارے مدرسۃ العلوم کی نا جوازی کا جھنڈا جس نے کھڑا کیا ہے وہ اب تک اس بات کے قائل ہیں کہ مسلمانوں کے واسطے جو گورنمنٹ انگریزی کے کالج اور اسکول ہیں وہ اور جن علوم کی اُن میں تعلیم دی جاتی ہے وہ کافی ہے اب میں اُن حضرات سے جو مدرسۃ العلوم کے مخالف ہیں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا اس مدرسہ میں اُس زبان اور علوم کا تعلیم ہونا صرف اس وجہ سے نا جائز ہے کہ اس مدرسہ کا اہتمام مسلمان لوگ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں یا کوئی اور بات ہے مگر ظاہر ہے اس کے اور کوئی بات نہیں ہے اور اگر کوئی بات ہے تو یہ موضوع لا علاج ہے *

ان دونوں مذہبوں میں اگرچہ چند مراتب میں ایک قسم کا اختلاف ہی لیکن دونوں فرقوں میں مسئلہ مفتی بہ یہی ہی کہ دونوں فرقہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں اور باہمی ان دونوں فرقوں کا اتفاق ہم کو یقین دلاتا ہے کہ جس امر میں ان دونوں فرقوں نے اتفاق کیا ہے اُس میں یہہ لوگ کامیاب ہوں یہہ بات تجربہ سے ثابت ہو گئی ہے کہ جس امر پر بالاتفاق کوشش کی جاتی ہے وہ کوشش کبھی رایگانہ نہیں جاتی اب میں آپ صاحبوں سے اُمید رکھتا ہوں کہ آپ سب صاحب چندہ کی بابت ایسی ترجمہ فرمائیں جو اجراء اس شاخ مدرسۃ العلوم کے لیئے کافی ہو *

اسکے بعد مولوی لطف اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور یہہ فرمایا کہ —
یہہ مدرسہ جو مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب مسلمانوں کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیئے مقرر فرماتے ہیں میرے نزدیک اس مدرسہ میں کوئی امر معذور شرعی نہیں اس لیئے کہ مسلمانوں کو اپنے لوگوں کی تعلیم میں بڑا اہتمام اس امر کا چاہیئے کہ عقائد اُن کے درست ہو جائیں اور مسائل ضروری نماز روزہ اور طہارت سے واقف ہوں۔ اس مدرسہ میں اولاً یہی تعلیم ہوگی کہ طلبہ صغیر سن کر پہلے اُردو لکھنے پڑھنے کی تعلیم کی جائیگی اور اُردو میں عقائد اہل اسلام اور مسائل صوم و صلاۃ و طہارت کے پڑھائے جائیں گے بعد اس کے فارسی عربی پڑھیں گے عربی میں تفسیر حدیث فقہ اصول فقہ کی تعلیم ہوگی اس طرح کی تعلیم میں سراسر منفعت ہی باقی رہا یہہ امر کہ اس مدرسہ میں انگریزی بھی پڑھائی جائیگی اس کا یہہ حال ہے کہ فقط زبان انگریزی سیکھنا ممنوع نہیں بلکہ ایک امر مباح ہے اس میں شک نہیں کہ افضل الاسنہ زبان عربی ہی جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و سلم کی زبان تھی مگر ہم لوگ مثلاً جو ان بلاد میں رہتے ہیں اور اُردو زبان رکھتے ہیں اُردو زبان کی جہت سے مورد طعن نہیں اسی طرح اگر ہم کوئی اُردو زبان سیکھے لیں تو مورد طعن نہیں ہو سکتے ہاں مسلمانوں کو یہہ چاہیئے کہ عربی کی تعلیم و تعلم کا زیادہ تر اہتمام رکھیں کیونکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ جو اساس دین اسلام ہیں اسی زبان میں ہیں اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے اخلاق اور امور معاشرت کی تہذیب اور تکمیل قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے کریں *

بعد اسکے مولوی محمد اسماعیل صاحب نے یہہ تقریر فرمائی —
جو جلسہ اس سے پہلے اسی کام کے واسطے منعقد ہوا تھا آپ سب صاحبوں کو اس کا اصلی مقصد معلوم ہو چکا ہے اور مولوی سمیع اللہ خاں صاحب کی تقریر سے اس وقت اس جلسہ کا اصلی مقصد بھی معلوم

ہو گیا پس اُس کی نسبت تو کسی بات کے کہنے کی مجھ کو ضرورت نہیں ہے البتہ اس امر کی نسبت میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جسکو جناب منصف صاحب نے ابھی یاد دلایا ہے اور وہ یہہ ہے کہ مولوی سید احمد خاں کے کفر و الہاد کی نسبت ایک عام غلطہ پھیلا ہوا ہے جو میرے نزدیک بھی وہ مدرسۃ العلوم کے مقاصد میں خلل انداز ہے اور یہہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اُس کے لیئے کون سی تدبیر ایسی ہے جس سے یہہ نقصان رفع ہو پس میری دانست میں بلا شبہہ اُس کے لیئے کوئی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہے کہ موافق تجویز مولوی سمیع اللہ خاں صاحب کے علیحدہ میں ایک ایسا مدرسہ قائم کیا جائے جو پورا پورا نمونہ مدرسۃ العلوم کا ہو اور اس مدرسہ میں حسب تجویز علماء اسلام فقہ و حدیث و تفسیر و اصول عقائد وغیرہ کی تعلیم ہو اور ساتھ اُس کے جو علوم ضروری ہیں اور شرعاً جن کے پڑھنے کی کچھ ممانعت بھی نہیں ہے وہ بھی پڑھائے جائیں اور نماز روزہ جمعہ جماعت کی بھی اس کے طالبہ کو قانید ہو اور اخلاق کی بھی اصلاح ہو کیونکہ اگر اس مدرسہ کے قائم ہونے کے بعد علماء مسلمانوں کو کامیابی معلوم ہو اور دینی اور دنیوی عزت کی جانب سے اطمینان ہو جائیگا اور اُن کے مذہب و عقائد میں کچھ خلل نہ معلوم ہوگا تو لوگ اس مدرسہ کو اور اس کے بعد مدرسۃ العلوم کو دل و جان سے کوشش کر کے تقریر دینگے اور اس میں شریک حال رہیں گے اور اگر اس مدرسہ میں ہی کسی کو معلوم ہو کہ یہاں تو کفر و الہاد کی تلقین ہوتی ہے اور لڑکے ابتر اور بد عقیدہ ہوتے جاتے ہیں اور اخلاق بگڑے جاتے ہیں تو میں کہتا ہوں نہ ضرور اے مسلمانوں اس مدرسہ پر اور نیز مدرسۃ العلوم پر تم لات مارو الگ ہو جانا اور اپنے دین کو بھرا خراب کرنا دین سے زیادہ ہمارے نزدیک اور ہمارے نزدیک کیا اللہ کے نزدیک کوئی شے عزیز نہیں ہے پھر ایسی عزیز شے کو کیوں ضایع کریں اور یہہ کچھ ایمانداری کی بات نہیں ہے کہ ہم مولوی سید احمد خاں اور مولوی سمیع اللہ خاں کی وجاہت اور رعب میں آکر چھوٹ سجھاں ہاں کر دیا کریں بلکہ ہم کو چاہیئے کہ دین کے معاملہ میں مضبوط ہو کر صاف صاف کہیں یہہ جو لوگ کہتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں مولوی سید احمد خاں کے کفر کا غلطہ پھیلا ہوا ہے اور وہ صرف نفسانیت اور ضد سے ہوا ہے ہم اُس کو ہرگز نفسانیت سے نہیں کہتے بلکہ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اللہ ہنوز ہندوستان میں اس قدر مضبوط دین کی ہے کہ لوگ جب کسی انویہی بات کو مسلمان سے ہر تادیکھتے ہیں تو اپنے دین کی مصیبت اور جوش سے اس کو برا سمجھنے لگتے ہیں اور اُس کی مخالفت پر جان و دل سے آمادہ ہو جاتے ہیں اگر لوگوں نے مولوی سید احمد خاں اور

میں ایسی باتوں کا ذکر ہرگز نہ کرتا مگر چرنکھ منصف صاحب نے اپنی تقریر میں نگر و انتہاد کے قصہ کو چھیڑا ہی (جس کی میں کچھ ضرورت نہ سمجھتا تھا) اس لیئے میں نے بھی یہ ذکر کر دیا ہی اب میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا *

اس کے بعد مولوی خواجه محمد یوسف صاحب نے فرمایا کہ — بعد اُن بیانات کے جو میرے کھڑے ہونے سے پہلے اس جلسہ میں ہرچکے ہیں میرا بیان فضول ہی مگر تاہم جو کچھ خیالات میرے دل و دماغ میں ہیں اُن کو ظاہر کرتا ہوں یہ امر تو تسلیم ہرچکا ہی کہ یہ مدرسہ علیگٹہ کا ایک نمونہ ہوگا مدرسۃالعلوم کے واسطے اور نمونہ ہمیشہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جس کے دیکھنے سے اصل کی طرف رغبت و شوق زیادہ ہو نہ نفرت اس لیئے اس مدرسہ کے اہتمام کی زیادہ ضرورت ہی اور میرے خیال میں اس کے واسطے پچاس ہزار سے کم سرمایہ کسی طرح کافی نہ ہوگا اور جو کچھ خیال اس مدرسہ کی بابت ہیں وہ کسی طرح اس مقدار سے کم میں پورے نہیں ہو سکتے *

اگرچہ ہمارے ضلع علیگٹہ اور بلند شہر کے مسلمان تعلقہ دار ایسے ذی مقدر ہیں کہ دو چار ہلکے دو ہی اس مقدار کو بلا تکلف پورا کر سکتے ہیں اور بلاشبہ دنیا کے امور نام آوری میں ایک ایک رئیس اس مقدار سے زیادہ صرف کر دیتا ہی مگر مجھے کبھی اُن کاموں سے اس کام کو مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے نہ خیال کرنا چاہیئے کہ صرف دو چار یا دس پانچ بڑے بڑے رئیسوں سے اُس کا چندہ لینا چاہیئے کیونکہ یہ بات تر تھیک ہی کہ جو امور مدت ہائے دراز سے دلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اُن کا اُٹھانا ایک پہاڑ کا قہاڑا ہی اس لیئے یہ امر کسی رئیس کے سامنے پیش کرنا کہ جب آپ اپنی دنیا کی رسموں میں جو شادی بیہ و رغیرہ سے متعلق ہیں ہزاروں لاکھوں روپیہ صرف کرتے ہیں جس کا کچھ نتیجہ نہیں ہی تو یہ کام تو بڑا نیک ہی اس میں کیوں اُس قدر نہیں دیتے بالکل فضول ہی اور کبھی اُس کا اثر اُن کے دلوں پر نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ وہ رسمیں تو اُن کے دلوں میں نقش کلکچر ہیں اور اُن کے ادا کرنے کی خوبی اور خرابی اُن کو معلوم ہوتی ہی اور اس مدرسہ کی خوبی اور اس کے فائدے خیالی اور دھمی معلوم ہوتے ہیں اور جس چیز کا فائدہ خیالی معلوم ہوتا ہی اور جو چیز آنکھ کے سامنے نہیں ہوتی اُس پر زیادہ حرأت اور ہمت نہیں ہو سکتی ہی اور یہ بھی خیال کرنا ضرور ہی کہ یہی ہمارا مدرسہ ایسا ہوگا کہ جس سے مدرسۃالعلوم کی بنیاد قائم ہو جاوے گی اگر اس مدرسہ کے اجرا سے اور طریقہ تعلیم سے کل اعتراضات متشاققین اُٹھ گئے اور جتنے

اُن کے صاحبزادے کو اندن جانے کے بعد کثرت پتلون پہنے دیکھا اور انگریزوں کے ساتھ کھاتے دیکھا اور نماز روزہ کا پابند نہ پایا اور اس پر وہ غصہ ہو گئے اور اُن کو مسلمانوں کی وضع چھوڑنے کا الزام لگانے لگے اور اُن کی تدبیروں سے اسی خوف سے متخالف کی تو کچھ الزام کی اور نفسانیت کی بات نہیں ہی بلکہ سچ پرچہ تو ہندوستان میں اسلام کی بنیاد باقی ہونے کی علامت ہی اگر وہ مولوی سید احمد خاں کی اس حالت کو دیکھ کر جو یہاں تمام مسلمانوں کی نظر میں خاص ایک انگریز ہی کی سی حالت ہی چپ ہو جاتے اور اُس پر صبر کرتے تو ہم یہ کہتے کہ اب ہندوستان میں اسلام کا چراغ گل ہو گیا اور مسلمانوں کو اپنے دبی پاک کی پروا نہیں رہی جو وہ ایسی ٹٹی بات دیکھ کر خیال بھی نہیں کرتے ہاں اہلئے انوس اور رنج کے لایق یہ بات ہی کہ صرف اسی خیال میں گرفتار ہو کر خود بھی کچھ نکریں اور اگر سید احمد خاں اُن سے درخواست کریں کہ تم ہی اس کی کچھ اصلاح کرو تو نفسانیت سے یہ بھی نکریں اور مسلمانوں کی حالت کو روز بروز ذلیل ہونے دیں کیا مسلمان اس بات سے خورش ہو گئے کہ ایک روز اُن کی اسی ذات کی حالت کے سبب سے یہ قربت ہووے گی کہ متخالف لوگ اُن کی مسجدوں میں اذانوں کی ممانعت کر دینگے اُن کے جمعہ جماعت میں مزاحمت کرنے لگینگے اُن کے شعار احلام کو مٹا دینگے اور مناسی اُن کو کسی کام کا نہ کیگی نہ اُن کا دین اچھا ہوگا نہ اُن کی دنیا اچھی ہوگی سید احمد خاں صرف یہ کہتے ہیں کہ کیا اب مسلمان انگریزوں کے نوکر نہیں ہیں کیا وہ کچھ پوری کے چہرہ ہی نہیں ہیں کیا وہ خانسامان نہیں ہیں سب کچھ ہیں پس اُن کو مناسب ہی کہ وہ ایسی کوشش کریں کہ کل کو بچائے ان ذلیل نوکریوں کے عزت کی نوکریوں کے لایق ہو جاویں اور یہ رائے اُن کی نہایت عمدہ ہی باقی اور کسی بات میں تھکو کر ٹی کچھ نہیں کہتا پس پھر کیف میں اس مدرسہ کی اس لحاظ سے تائید کرتا ہوں کہ یہ مدرسہ اس بات کے جانچنے کے لیئے ایک نمونہ ہوگا کہ آیا اس میں مسلمانوں کے لڑکے کانر بنائے جاوینگے یا در حقیقت ان کے اسلام کی عزت و سنبھالی جاوے گی اور اُن کے دین کی تقریب ہوگی لوگ یہ کہتے ہیں کہ مولوی سید احمد خاں جہوت برتتے ہیں اب جیسا وہ کہتے ہیں آئندہ ویسا نکریں گے پس میں یہ کہتا ہوں کہ اے لوگو تم نے سنا ہوگا یہ ایک نہایت عمدہ مثل مشہور ہی کہ دروغ کو را تاہر باید رسانید پس اسی مثل کے موافق تم بھی سمجھو کہ اس مدرسہ کو قائم کر دیکھو اگر اس میں اُن کے قول کی صداقت معلوم ہو تو پہاڑ روئے تم مختار ہو ایک کی بات سے مانہو *

۷۵	قاضی محمد مدد حسین صاحب وکیل ضلع علیگڑہ
۷۵	مولوی محمد مشتاق حسین صاحب نائب تھاندار کول
۷۵	ضلع علیگڑہ
۵۰	سید سرفراز علی صاحب رئیس و مشتاق ضلع علیگڑہ
۵۰	مولوی سید فضل حق صاحب رئیس اترولی وکیل ضلع علیگڑہ
۵۰	مولوی محمد اکمل صاحب وکیل ضلع علیگڑہ
۵۰	محمد نور خان صاحب وکیل ضلع علیگڑہ
۴۰	فاطمہ محمد احسن اللہ صاحب ناظر محکمہ جج ماتھ
۴۰	ضلع علیگڑہ
۳۵	مولوی محمد قطب الدین صاحب مہرر محکمہ جج ضلع
۳۵	علیگڑہ
۳۰	محمد مسعود شاہ خان صاحب منصرم منصفی ہاتھرس
۲۵	سید عزت علی خان صاحب رئیس ضلع علیگڑہ
۲۵	حافظ نظام الدین صاحب ناظر علیگڑہ
۲۵	سید رضا علی صاحب مہافظ دفتر محکمہ جج ضلع علیگڑہ
۲۵	سید احمد حسین صاحب مہرر اول رجسٹری محکمہ جج
۲۵	مولوی ضیاء حسین صاحب مہرر محکمہ جج
۲۵	مولوی محمد اسماعیل صاحب ایڈیٹر اخبار سین ٹیفک
۲۵	سوسائٹی و رئیس ضلع علیگڑہ
۲۵	سید عباس علی صاحب پیشکار محکمہ جج
۲۰	مولوی محمد لطف اللہ صاحب مدرس مدرسہ عربی ضلع
۲۰	علیگڑہ
۲۰	مولوی ملا اللہ حق صاحب خلاف مولوی فضل حق صاحب
۲۰	منصرم ہندوستان
۱۵	محمد فضل حق صاحب مہرر محکمہ جج ماتھ ضلع علیگڑہ
۱۵	سید نورند حسن صاحب مہرر محکمہ جج ماتھ ضلع علیگڑہ
۱۵	شیخ سعید الدین صاحب نقل نویس محکمہ جج ماتھ
۱۰	ضلع علیگڑہ
۱۰	محمد نبی داد خان صاحب وکیل ضلع علیگڑہ
۱۰	محمد منصرم علی خان صاحب پیشکار تحصیل ہاتھرس
۵	شیخ خدایتش صاحب رئیس کول
۵	شیخ فدا حسین صاحب وکیل ضلع علیگڑہ
۵	میر سید حسین صاحب مہرر مثل محکمہ جج

شبہ دل میں آتے ہیں جاتے رہے اور تہذیب اور ترقی اپنی صورت دکھانے لگی تو یقین جانیئے گا ضرور یہ خیال ہوگا بلکہ یقین ہو جائیگا کہ جب اس چھوٹے سے مدرسہ کی یہ حالت ہی تو خدا جانے بڑے مدرسہ کی کیا کیفیت ہوگی اور اُس کی تعلیم سے کیسے کیسے فائدہ ہونگے اور ہر شخص بدل اور نہایت ہی خوشی اور آرزو سے چندہ دیکھا اس لیے یہ راعے ضرور بدلتی چاہیئے کہ اس مدرسہ کے واسطے عام چندہ اس ضلع اور ضلع بلند شہر سے نہ لیا جارے بلکہ میری یہ راعے ہی کہ عام چندہ اس ضلع اور نیز ضلع بلند شہر سے لیا جارے اور ہرگز یہ خیال نہیں چاہیئے کہ عام چندہ لینے سے مدرسۃ العلوم کے چندہ میں نقصان آریگا بلکہ جس قدر تعداد چندہ کی اس مدرسہ کے واسطے زیادہ ہو جاوے گی اُسی قدر اس مدرسہ کے استحکام اور خوبی میں افزائش ہوگی اور وہی افزائش مدرسۃ العلوم اور اُس کے چندہ کی بنیاد کو زیادہ مستحکم اور مضبوط کرے گی *

اس کے بعد محمد ظفر یاب خان صاحب کہڑے ہوئے اور چند مختصر باتیں کہہ کر پیٹھ کٹے *

فہرست

اُس چندہ کی جو بعد اختتام مجلس ہوا

روپیہ

۳۰۰۰	نواب حاجی محمد مسعود علیخان صاحب بہادر رئیس چھتاری
۲۵۰۰	راجہ سید محمد باقر علیخان صاحب بہادر رئیس پندراول
۲۰۰۰	محمد ہادی یارخان صاحب رئیس دادوں
۱۰۰۰	کنور محمد لطف علی خان صاحب رئیس چھتاری
۱۰۰۰	مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس وکیل ضلع علیگڑہ
۱۰۰۰	مولوی محمد سہیل اللہ خان صاحب جج ماتھ ضلع علیگڑہ
۷۵۰	کنور محمد مشرق علی خان صاحب رئیس چکاتھل
۵۰۰	کنور محمد امراؤ خان صاحب رئیس چکاتھل
۴۰۰	مرزا عابد علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھرس
۴۰۰	چودھری حاجی محمد منصرم خان صاحب رئیس بلرام
۳۰۰	سید عاشق علی صاحب و سید باسط علی صاحب رئیس جلالی
۲۰۰	محمد مغفور اللہ خان صاحب رئیس
۲۰۰	شیخ فازی الدین صاحب رئیس اترولی
۲۰۰	قاضی محمد اطاف حسین صاحب وکیل ضلع علیگڑہ
۱۵۰	محمد ظفر یاب خان صاحب وکیل منصفی ضلع علیگڑہ

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

*

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۷]

۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی

[جلد چہارم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایب فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بازارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور حقیقتہً وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جارہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ

تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہیگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُس کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مبالغ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون: نمبر ۱۶۹

دوئداں

صدر انجمن مسلمانان پنجاب مقام لاہور

متعلق

مجلس "خزنتہ البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين"

منذ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۸۷۳ ع

ممبران صدر انجمن پنجاب نے یہ تجویز کی کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کے چندہ کے لئے ایک جلسہ عظیم الشان لاہور میں کیا جائے اور سکریٹری مجلس خزنتہ البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين کو بھی اُس جلسہ میں بلایا جائے چنانچہ سکریٹری مجلس مدرج نے اپنا حاضر ہونا بسر و چشم قبول کیا اور بعد اس قرارداد کے ممبران صدر انجمن مسلمانان پنجاب نے انتظام مجلس کے لئے اور جر امور اُس میں ہونگے اُن کے لئے مفصلہ ذیل تجویزوں فرمائیں *

تجاریز انتظام جلسہ

۱ مولوی سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی ۲۷ دسمبر کو صبح کی تین میں تشریف لارینگے جس کا اعلان عام طور پر کیا جاویگا اور استقبال کے لئے کمیٹی کی طرف سے چند معزز اہل اسلام اسٹیشن ریلوے پر موجود ہونگے *

۲ اس موقع کے لئے سواریاں فراہم کیجائیں گی جنکا اہتمام سید عالم شاہ صاحب تھصیلدار لاہور کے سپرد ہوگا *

۳ سید صاحب کے قیام کے لئے شیخ رحیم بخش صاحب سرداگر انارکلی کی کوٹھی آراستہ کیجائیگی *

۴ ۲۹ دسمبر کو سوموار کے دن بارہ بجے مسلمانوں کا عام جلسہ ہوگا جس میں لاہور اور مفضل کے تمام مسلمان شامل ہونگے اور صاحبان عالی شان بھی — اپنی "خوشی سے صاحبان اہل ہنود بھی شامل ہوسکتے ہیں *

۵ یہ جلسہ اسی مقام میں ہوگا جو آئندہ تجویز کیا جاویگا اور دو معزز صاحب کچھ کچھ تقریر کریں گے پھر مولوی سید احمد خاں بہادر مسلمانوں کی حالت پر کچھ تقریر فرمائیں گے اور اُس کے بعد فوراً چند ترتیب دیجائیگی *

۶ جو صاحب مفضل سے بلائے جارینگے اُنکی خدمت میں خاص تقریریں بھیجی جارینگی اور لاہور والوں اور نیز حکام انگریزی کے لئے اُردو اور انگریزی زبان کے کچھ ہونے اعلان تقسیم کیئے جارینگے اور مناسب مقامات پر چسپاں ہونگے *

چنانچہ بموجب اس قرارداد کے ۲۷ دسمبر کو سکریٹری اور ممبران مفصلہ ذیل کمیٹی خزنتہ البضاعة کے مکمل ترین میں سر زمین پنجاب میں داخل ہوئے *

ممبران

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب بہادر سب ارقینیت جم علیگڈہ *

سید محمد محمود صاحب پیرسٹرات لا *

مولوی سید زین العابدین صاحب منصف درجہ اول بلند شہر *
مرزا عابد علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھروس ضلع علیگڈہ *

سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ *

مولوی خواجه محمد یوسف صاحب رئیس وکیل و آنریری مجسٹریٹ علیگڈہ *

منشی محمد مشتاق حسین صاحب نایب تھصیلدار علیگڈہ

منشی محمد یار خاں صاحب *

غیر ممبر

منشی محمد وجیہ الدین صاحب ہیڈ ماسٹر بلند شہر *

محمد حمید اللہ خاں صاحب خلف الصدق مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب بہادر *

دس بچے کے قریب جس وقت تین امور سر کے اسٹیشن میں پہونچے تو معلوم ہوا کہ وہاں کے تمام معزز مسلمان رئیس جن کے نام نامی ذیل میں درج ہوتے ہیں اور سردار دیال سنگھ صاحب مجسٹریٹ رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرت سر نجم المند مولوی سید احمد خان صاحب بہادر کی ملاقات کے اشتیاق میں اسٹیشن پر تشریف رکھتے ہیں *

آغا ناب عابد خاں صاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر *

خان محمد شاہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ *

میاں محمد جان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ *

شیخ الہ بخش صاحب سرداگر *

شیخ غلام حسن صاحب ممبر میونسپل کمیٹی *

شیخ خدا بخش صاحب *

منشی محمد مہدی علی خاں صاحب تھصیلدار *

میاں غلام حسن صاحب *

میاں اسد اللہ خاں صاحب وکیل *

شیخ غلام صادق صاحب *

حاجی محمد سیف الدین صاحب *

میاں یوسف شاہ صاحب *

میاں وزیر شاہ صاحب *

شیخ سکندر خاں صاحب *

یہ سب صاحب نہایت خلوص اور مصعبیت اور تپاک کے ساتھ جناب سید صاحب نجم الہند اور اُن کے احباب ہموارہی سے بنگلگیر ہو کر ملے رئیسان موصوف نے اس موقع پر سید صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اُنہوں نے بڑے جوش مصعبیت کے ساتھ سید صاحب سے کہا کہ اس ملک کے تمام مسلمان آپ کا دل سے شکر ادا کرتے ہیں اور حقیقت میں آپ نے اس وقت تمام مسلمانوں کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہی آپ کی تشریف آوری سے یہاں ہر شخص کو خوشی اور عزت ہی — سید صاحب نے بھی ان بزرگواروں کے کلمات مصعبیت کا مناسب مناسب جواب دیا اُس کے بعد رئیسان موصوف سید صاحب کو اور اُس کے احباب ہموارہی کو ایک وسیع کمرہ میں لے گئے جہاں پہلے سے بڑے تکلف کے ساتھ طرح طرح کے میوے اور مختلف قسم کی مٹھائیاں اور چائے کا سامان میز پر چنا ہوا تھا یہاں سب لوگوں نے وہ چائے پی جو بڑی چاہ اور مصعبیت سے مہیا کی گئی تھی اور اپنے مسافر نواز رئیسوں کا شکریہ ادا کیا چند منٹ میں یہ وہ عمدہ اور مصعبیت کی بھری ہوئی مصعبیت ختم ہوئی اور ترین لاہور کو روانہ ہوئی *

بارہ بجے کے قریب نجم الہند مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اور اُن کے احباب ہموارہی لاہور کے اسٹیشن پر پہنچے — یہاں انجمن کے قرار داد کے مطابق لاہور اور نواح لاہور کے بہت سے معزز اور عمائد مسلمان جنکے نام نامی اکثر ذیل میں درج ہوتے ہیں اور منشی ہر سکھ راے صاحب مالک کوہ نور سید صاحب کے استقبال کے واسطے پہلے سے اسٹیشن پر تشریف رکھتے تھے جو نہایت اشتیاق اور مصعبیت کے ساتھ سید صاحب سے اور اُن کے احباب ہموارہی سے ملے *

خان بہادر محمد بروک علیخان صاحب بہادر ایکسٹنر اسٹنٹ *

خان بہادر محمد حیات خاں صاحب بہادر اسٹنٹ کمشنر *

نواب محمد عبدالحمید خاں صاحب *

نواب شیخ غلام مصدرب سیٹھانی صاحب *

خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب سب اسٹنٹ سرجن *

فقیر سید قمر الدین صاحب آنریوی مجسٹریٹ *

منشی محمد لطیف صاحب مترجم چیف کورٹ پنجاب *

سید فضل شاہ صاحب ریڈیو قمار ٹنٹ *

منشی محمد ہمس الدین صاحب ڈپٹی پنچابی اخبار *

سید قادر علی صاحب ایڈیٹر کوہ نور *

پاپو شیخ رباب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر *

مولوی محمد حسین صاحب پرنسپر *

مولوی احمد شفیع صاحب ہیڈ ماسٹر رزیو آفاد *

مولوی علیم اللہ صاحب چیف مہرر *

مولوی محمد الطاف حسین صاحب *

سید عالم شاہ صاحب تحصیلدار *

ملاقاتوں اور اظہارات خروشی کے بعد سب لوگ اسٹیشن سے سوار ہو کر شیخ رحیم بخش صاحب کی کوٹھی واقع بازار اٹار کالی پر پہنچے جو پہلے سے سید صاحب کے واسطے ہر قسم کے سامان سے مرتب اور آراستہ کی گئی تھی چنانچہ نجم الہند مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اور اُن کے تمام احباب ہموارہی اُس کوٹھی میں فروکش ہوئی * ۲۹ دسمبر یوم ہر شنبہ کو انجمن کے قرار داد کے بموجب بارہ بجے دن کے راجہ دھیان سنگھ کے دیوانخانہ میں مسلمانان پنجاب کا ایک بڑا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں لاہور اور امرتسر اور دیگر اضلاع کے بہت سے معزز اور عمائد اہل اسلام شریک تھے اور اکثر اہل ہند بھی مہربانی سے شریک ہوئے تھے اور حکام انگریزی میں سے بھی

جناب انریبل ہولنوز صاحب بہادر چیف جسٹس *

جناب کرنل پنک صاحب بہادر کمانڈر *

جناب مسٹر اسمتھ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر *

جناب مسٹر کان صاحب بہادر *

اور بعض اور صاحبان یورورپین نے اپنی تشریف آوری سے جلسہ کو عزت بخشی تھی — جلسہ بہت بھاری تھا اور اُس وسیع دیوانخانہ کے تمام درجہ شرکاء جلسہ سے پورے ہوئے تھے *

جلسہ کی کارروائی حسب ذیل شروع ہوئی *

اول نواب محمد عبدالحمید خاں صاحب صدرانجمن کرسی پر سے اُٹھے اور اُنہوں نے مجمع سے حسب ذیل گفتگو کی *

تقریر نواب محمد عبدالحمید خاں صاحب

صدرانجمن

شکوہ احساس خدا تعالیٰ کا کہ اس مجلس مبارک میں ہمارے حکام والا مقام اور نجم الہند جناب مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر جو قدیم سے پھر خوار و ترقی خوار مسلمانوں کے ہیں اس قدر در مقام سے یہاں تشریف لائے ہیں اور اس امر اہم ترقی فورم کے واسطے وہ ایک مدرستہ العلوم قائم کرنا چاہتے ہیں جس میں ہماری اولاد تعلیم پا کر عزت اور غریبی ہاریں حاصل کرے اور اب سید صاحب موصوف اُسکی نسبت تقریر فرماوینگے سامعین گروہ دل سے اُسکو سنیں *

قوم میں اُس کا مطلق پتہ نہیں ملتا مگر خدا کا شکر ہی کہ میں پنجاب میں اُسکا نشان پاتا ہوں وہ چیز کیا ہے — قومی ہمدردی —

ہی — اے صاحبوں ایسے دل بہت کم ہونگے جو اس دنیا میں مزہ اور آبرو کے خواہاں نہوں اور ایسے دل بھی بہت کم ہونگے کہ جب اُن کو عزت و آبرو کا خیال آتا ہو تو اُن کا دل اُس خیال کو اپنی ذات کی طرف نہ کھینچ لیجاتا ہو مگر جب اس نہایت مرغوب معاملہ پر غور کیا جاوے تو شخصیت عزت کی خواہش ایک بہت بڑی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب تک قومی عزت حاصل نہو اُس وقت تک شخصیت عزت کا حاصل ہونا مصالحت سے ہی — اگر ایک کمیونہ قوم کا شخص جس کی قوم کے تمام آدمی نہایت ذات اور خرابی اور کمیونہ پن سے اپنی اوقات بسر کرتے ہوں جن سے اُس کا ہمیشہ میل جڑ اور اُنہیں کے ساتھ رہنا اور زندگی بسر کرنا ہی کسی سبب سے کوئی درجہ عزت کا حاصل کرنے پر بلاشک اُس کی بہت بڑی تعریف ہوگی مگر دنیا کی آنکھ میں اُس کو کچھ عزت حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ تمام دنیا اُس کی قوم کو اُسی ذات و خرابی اور کمیونہ پن کی حالت میں دیکھ کر اُس کو بھی اُسی قوم میں کا ایک خیال کرتی ہے — پس شخصیت عزت حاصل کرنا بھی درحقیقت قومی عزت پر موقوف ہے اور جب تک قومی ہمدردی نہو قومی عزت حاصل نہیں ہوسکتی — پس جو لوگ قومی ہمدردی اور قومی عزت حاصل ہونے کی کوشش کرتے ہیں وہ حقیقت میں خود آپ اپنی ہمدردی اور اپنی عزت کی ترقی کرتے ہیں اگر یہ میرا بیان درست ہو تو اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص اپنی عزت چاہتا ہے (اور یقیناً ہی کہ ہو کر پڑی چاہتا ہوگا) اُس پر اُنرض ہے کہ قومی ہمدردی اور قومی عزت پر کوشش کرے *

اب میں آپ صاحبوں کے خیال کو اپنی قوم کی حالت کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں اور یہ خواہش کرتا ہوں کہ ذرا آنکھیں بند کر کر اپنے دلوں کی طرف متوجہ ہو جائیے اور خیال کیجیئے کہ ہماری قوم کا کیا حال تھا اور اب کیا ہے اور آئندہ کیا ہونے والا ہے — پچھلا حال جو تھا وہ گذر گیا اُس کے ذکر پر وہی مثل صادق آویگی کہ در چیز در ہو چیز راست نباید ذکر جوانی در پیری و ذکر تونگری در نقدی مگر موجودہ حال پر نظر کیجیئے کہ کیا ہے کیونکہ بڑے تجربہ کاروں کا قول ہی کہ —

آدمی را پیشم حال نگر * از خیال پری و دی بگرد

اور آئندہ جو حال ہونے والا ہے اُس کی فکر کیجیئے کیونکہ —

مرد اگر بین مبارک بندہ ایست

موجودہ حالت ہم مسلمانوں کی یہ ہے کہ ہندوستان میں

جتنی قومیں اس وقت موجود ہیں اُن میں سب سے زیادہ خراب اور

بہت اسکے نجم الہند مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر تھوے ہوئے اور اُنہوں نے حسب ذیل گفتگو کی *

صدر انجمن اور بزرگان و رئیسان و سرداران پنجاب

میں ایک مدت دراز سے آپ صاحبوں کی زیارت کا اور آپ سب کی ملازمت کا مشتاق تھا اُسی اشتیاق سے میں نے ایک لنبا سفر اختیار کیا اور آج میں اپنے تئیں نہایت معزز و خوش قسمت پاتا ہوں کہ آپ صاحبوں کی خدمت میں حاضر ہوں آپ صاحبوں کی ملازمت سے جو عزت کہ مجھے حاصل ہوئی میں اپنی تمام زندگی کی کسی سامت کو اُس سے زیادہ معزز نہیں سمجھتا *

ملک پنجاب ایک مشہور و نام آور ملک ہے اُسکی شادابی اور ہر سبزی، خوبی اور خوش نمائی تمام ہندوستان میں ضرب المثل ہے یہ ملک صرف اپنی ملکی خرابیوں ہی کے سبب سے نام آور نہیں ہے بلکہ اس میں ایسے ایسے حالات گذرے ہیں جو ایک نہایت دلچسپ اور ہیروک انگریز تاریخی واقعات کو بھی یاد دلاتے ہیں مسلمانوں کی گذشتہ تاریخ کا یہ ملک ایک سرچشمہ ہے جس کے دیکھنے سے وہ واقعات جو ہمارے بزرگوں پر گذرے سب یاد آتے ہیں اس لئے خیال ہوسکتا ہے کہ ایسے ملک کے دیکھنے کا انسان کے دل میں شوق پیدا ہوا ہو *

رئیسان و بزرگان و سرداران ملک پنجاب کی نیکی اور فیاضی اور عالی ہمتی اور اُس کے خاندانوں کی نام آوری بھی در در ملکوں میں مشہور ہے ملازمین سرکاری بھی اس ملک کے بہ نسبت دوسرے ملکوں کے زیادہ تر معزز و نام آور ہیں یہ آپ ہی کے ملک کی خوش نصیبی ہے کہ آپ کا ملک ایسے سرکاری نوکروں سے جیسے کہ نجم الہند خاں بہادر محمد عیات خاں صاحب سی ایس آئی ہیں اور ایسے آنتاب پنجاب سے جیسے کہ خاں بہادر محمد برکت مای خاں صاحب ہیں روشن و منور ہے جنکا نام نہ صرف ہند و پنجاب میں مشہور ہے بلکہ اُن مسلمان ملکوں میں بھی جو پنجاب کے ہم سرحد ہیں اُن کی نیکی و فیاضی اور بہادری اور اخلاق کی شہرت ہی پس یہ تمام چیزیں انسان کے دل کو ضرور ایسے بزرگوں کی زیارت و ملازمت کے لئے کھینچتی ہونگی *

مگر ان سب باتوں سے زیادہ جس چیز نے میرے دل پر اثر کیا ہے اور آپ صاحبوں کی ملازمت کا مشتاق بنایا ہے وہ ایک ایسی چیز ہے جو ان سب باتوں سے بڑھ کر ہے اور جو ہندوستان میں عقلاً و عیناً ہوگئی ہے ہندوستان کے اکثر ملکوں میں اور خصوصاً ہماری

اور پھر اپنے ہی ملک میں اپنے بھائی بندوں کے ہاتھ نفع پر بیٹھتے ہیں پس اُن سے بمرض اس کے کہ قوم کو فائدہ پہونچے اُلٹا نقصان پہونچتا ہی — بعض مسلمان ایسے بھی ہیں جو اپنے ملک کی پیدوار غیر ملک کے لوگوں کے ہاتھ بیٹھتے ہیں مگر زیادہ سفر کرنا نہیں چاہتے اُنہیں کے ملک کے کنارہ پر اگر کبھی خریدار ہاتھ آجائے تو براہِ سرباز یا نہایت قلیل نفع پر مال بیچ ڈالتے ہیں اور خریدار اُس مال کو دوسرے ملک میں لیجاتا ہی اور نفع کثیر اُٹھاتا ہی جو نفع کہ ہماری قوم کو اپنے ملک کی پیدوار پر دوسرے ملک میں لیجاتا کر اُٹھانا چاہیئے تھا وہ نفع ہمارے ملک کی پیدوار سے دوسری قوم اُٹھاتی ہی — سبب اس کا یہ ہے کہ ہماری قوم علوم تاریخ سے جغرافیہ سے دوسری قوم کی تجارت سے دوسرے ملکوں کے حالات سے علوم و فنون تجارت سے معضلات واقف ہی — جو طریقہ تجارت کا اگلے زمانہ میں ایسے طور پر تھا جیسیکہ کوئی مزدور اسبابِ ادھر سے ادھر کر ادھر پہونچا دے اور اپنی مصنف کا معاوضہ حاصل کر لے اور جس میں چنداں علم و ہنر کی حاجت نہ تھی وہ طریقہ اب نہیں ہی اس زمانہ کی تجارت بھی بغیر علوم و فنون حاصل کیئے نہیں چلتی — یورپ کے ملکوں کی تجارت کے حالات پر آپ غور کیجئے کہ تقدیرِ عالم و ہنر تجارت میں بھی درکار ہی ملتا اُن پیچیدہ حسابوں اور تجارت کے کارخانوں کی نگرانی کے اپنے کارخانہ میں ہر دم ترقی کرنے اور اُس کو عام لوگوں کے لیئے زیادہ مفید کرنے کی فکر رہتی ہی ایک دیا سلائی والا ایک ایسی قسم کی دیا سلائی نکالتا ہی جو نہایت مفید اور سب سے عمدہ ہی اُسی وقت تمام دیا سلائی والوں کا کارخانہ مدھم ہو جاتا ہی اور اُن کو ضرور ہوتا ہی کہ اپنے کارخانہ کی دیا سلائی میں کچھ ایسی ترقی کریں جو اُس سے زیادہ مفید ہو اور جب وہ اُس میں ترقی کرلیتے ہیں تو پھر دوسرے شخص کو اپنے کارخانہ کی رونق کے لیئے اُس سے بھی زیادہ عمدہ و مفید اصلاح اپنے کارخانہ کی دیا سلائی میں دینے کی ضرورت پڑتی ہی ورنہ کارخانہ ابتر ہو جاتا ہی اور یہی حال تمام تجارت کے کارخانوں کا ہی *

اگر ہماری قوم علوم و فنون سے واقف ہو جاوے تو اُن کے لیئے بھی ابھی ہندوستان ہی میں اس قدر دولت اور دولت کے خزانے موجود ہیں کہ پشتوں تک بھی اُن کا ختم ہونا ممکن نہیں مگر ہم اپنی بے علمی کے سبب اُن سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے بالکل ہماری ایسی مثال ہی کہ کسی کے بزرگوں کی دولت کسی مقام پر گڑی ہو اور اُس کو اُس کی خبر نہر *

تجارت کے بعد زراعت ایک بہت عمدہ طریقہ دولت اور ملک کی آبادی کا ہی ہمہ عام فلاح میں بہ نسبت زمانہ سابق کے کچھ

اہتر حالت میں ہی دو چار رئیسوں پر خیال مٹا کر جنگو خدا تعالیٰ ہمیشہ ہامزت و ہانپال رکھے بلکہ قوم پر خیال کر دیکھو کہ مرازنہ ترقی و تنزل کا اشخاص پر خیال نہیں کیا جاسکتا بلکہ قوم پر خیال ہوتا ہی *

ہندوستان میں سب سے زیادہ مزہ ہماری قوم کو اُن بزرگوں اور خدایوں سے تھی جن کے انعام متبرکہ سے ہر ایک کے دل کو روشنی ہوتی تھی اور سچائی اور راست بازی نیکی و خداپرستی مصعب و رحم دلی روز بروز ترقی پاتی تھی مگر اب آنکھ اُٹھا کر دیکھو کہ تمام خانقاہیں جو ایسے بزرگوں کی ذات سے آباد تھیں سب ویران چڑی ہیں وہ دینی شان و شوکت قوم کی جو اُن بزرگوں کی ذات سے تھی کیسی ابتر و خراب حالت میں متبدل ہوگئی ہی *

دوسرا فرقہ ہماری قوم کا جن سے دینی اور دنیاوی دونوں قسم کی عزت تھی وہ ہماری قوم کے علماء کبار تھے جن سے مسائل دینی و معاشرت دنیوی میں ہماری قوم کو بڑی عزت و شہرت تھی مگر اب دیکھو کہ شہر کے شہر اور قصبی کے قصبی گاؤں کے گاؤں جن میں نہایت کثرت سے اس قسم کے علماء موجود تھے سب کے سب خالی پڑے ہیں دو چار عالم جو کہیں سنہ جاتے ہیں وہ زبان حال سے یہ کہہ کہتے ہیں کہ کبرنی مروت الکیرا پس کیسے انسوس کی بات ہی کہ عام جس میں ہمارے بزرگوں نے تمام دنیا میں شہرت پائی تھی اُس کو بھی ہم کھر بیٹھے ہیں *

اب ہماری قوم کے سرداروں اور فرابوں رئیسوں اور جاگیرداروں پر خیال کر دو جو ہامتبار جاہ و حشم دنیاوی کے ہماری قوم کی قومی عزت کا سبب تھے بڑے بڑے خاندانوں کو نہایت تباہ حالہ میں پاؤ گے بلکہ جو جتنا بڑا تھا اُتنی ہی بڑی تباہی میں ہی عام ہے اُن کو آشنائی نہیں ہی تدبیر منزل اور روحانی خردی سے اُن کو کام نہیں ہی جاہ و حشم مال و دولت برباد ہوگیا ہی یا ہوتا جاتا ہی دس پانچ خوشامدی اُن کے پرانے نام کو گاتے ہیں اور اپنا پیٹ پالتے ہیں یا کسی مہاجن و سافکار کے گھر میں سود در سود کے حساب میں اور دن دوئے رات چرگنے کے پھیر میں اُن کا مال اور اُن کی دولت جاتی ہی *

تجارت جو بڑا وسیلہ دولت و سیاحت کا ہی وہ ہماری قوم میں بالکل نہیں ہی کل ہندوستان کے مسلمان تجارت پیشوں کی اگر تعداد ہمیشہ حاصل بھی کی جاوے تو وہ ایسی قلیل و ذلیل ہوگئی جس کو بیان کرتے بھی شرم آریگی چند معدود مسلمان جو تجارت کرتے ہیں اُن کی بڑی سے بڑی تجارت یہ ہے کہ غیر ملک اور غیر قوم کے لوگ جو کلکتہ اور بمبئی میں مال لاتے ہیں اُن کو نفع دیکر خریدتے ہیں

نکرینگے تو اُن چند مہدے داروں کے بعد مسلمانوں کا ماتمہ بالکل ہی شاید دس بیس آدمی چھڑاسی پیادوں میں دکھائی دیں ورنہ سب کے گھاس کھودنے کی ٹوہڑ آریگی — اے صاحبوں جبکہ ہماری قوم کا ایسا بدتر حال ہی کیا ہم سب کا یہ فرض نہیں ہی کہ جہاتنگہ ہر سکے اپنی قوم کے سنبھالنے میں کوشش کریں ؟ *

میں نے اپنی اس گفتگو میں کئی جگہ عزت قومی کا ذکر کیا مگر میں نے یہ نہ بیان کیا کہ عزت قومی کیا چیز ہی اور وہ کیونکر حاصل ہو سکتی ہی اگر قومی عزت سے دنیاوی جاہ و حشم کا ہونا مراد لیا جائے تو یہ غیر ممکن ہی دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہی اور نہ ہوگی کہ تمام قوم دولت و حشمت سے مالا مال ہو مگر میری مراد قومی عزت سے ایسی حالت کا ہونا ہی جس میں قوم درجہ بدرجہ آسودہ حال ہو اکثر لوگ زیور عالم و ہنر اخلاق سے آراستہ ہوں علوم و فنون جو دنیا میں جاری ہیں صنایع و بدایع جو روز بروز دنیا میں پھیلتے جاتے ہیں اُس قوم میں بھی موجود ہوں آپس میں قوموں کا ربط و اتحاد اور میل جول جو تہذیب و ہایستگی کی بنیاد ہی ملکوں کی حیثیت اور قوموں کے حالات سے واقفیت جو سرچشمہ تمام نیکیوں اور ترقیوں کا ہی اُس قوم کے لوگوں میں پایا جاتا ہو متانت اور نیکی سچائی رحم و رحم دلی ہمدردی و خدا دوستی جو مدد انسانیت خصلتوں میں سے ہیں اُن میں بھی موجود ہوں اُن باتوں سے صرف دنیاوی عزت ہی قوم کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ دینی عزت کا باعث بھی یہی امور ہیں — غور کرو کہ ہر ایک قوم کے لیے اُسکا مذہب بمنزلہ ایک روحانی معلم کے ہی اور اُس مذہب کی خوبی اُس کے پیروں کے حال کی بھلائی یا برائی سے ثابت ہوگی ہی پس اگر کوئی قوم ایسی مدد و نیک حالت میں ہو جیسیکہ میں نے ابھی بیان کی تو بلاشبہ وہ ایک بڑی دلیل مذہبی عزت کی بھی ہی خدا کا شکر ہی کہ ہماری قوم کو جو مذہب خدا نے عطا کیا ہی وہ مجسمہ ان تمام خوبیوں کا ہی پس اگر ہم ایسی کوشش نہ کریں کہ ہماری قوم اپنے تئیں نہورنہ ان خوبیوں کا بفارے تو درحقیقت ہم نے اپنے مذہب کی بھی خیر خواہی نہیں کی مزیدے ہوا یہ ہی کہ جب کسی قوم کی ایسی حالت ہو جاتی ہی تو دنیاوی دولت بھی اُسکی اونٹنی بن جاتی اور تمام قوم درجہ بدرجہ بقدر اپنی حالت کے آسودہ و خوش حال ہو جاتی ہی میری سمجھ میں اگر وہ غلط نہ ہو تو ہماری قوم کا ان سب باتوں میں خراب حال ہی اور غایا کوئی شخص جو قومی ہمدردی رکھتا ہوگا اس سے انداز نہ کریگا پس قوم کی اسی خراب حالت نے میرے دل کو بے چین کر رکھا ہی اور میں درپردہ ہوتا ہوا یہ صدا کہتا ہوا کہ بھائیو جاگو ہوشیار ہو اپنی قوم کی خاطر لو ورنہ تھوڑی دیر میں ایسا حال

کنزل نہیں کیا بلکہ جیسے تھے ویسے ہی ہیں مگر اس سبب سے نہ یہ نسبت سابق کے بعض کاموں کی زیادہ ضرورت پیش آئی ہی اور اُس ضرورت کے انجام کی لیاقت ہم میں نہیں ہی زراعت میں بھی ہم نے بہت کچھ نقصان اٹھایا ہی *

اگلے زمانہ میں بہ نسبت حال کے زمین مزرعہ بہت کم تھی جنگل نہایت زیادہ تھے میدان کے میدان بے تردد پڑے تھے اس زمانہ میں جو ہر طرح کا امن ہی اراضی مزرعہ ثمرت سے ہو گئی ہی جس کا انجام بلا ذریعہ نلوں کے دھوار ہی ہم نلوں کے نام بھی نہیں جانتے اُن سے کام لینا ہم کو مطابق نہیں آتا اس مجبوری سے ہم نے اپنی مہنت کو جو پہلے ایک بیگمہ پر صرف ہوتی تھی دس بیگمہ پر صرف کیا ہی اور دسویں بیگمہ کی زراعت و پیداوار خراب ہو گئی ہی *

ہمال مغربی اضلاع اور ملک اودہ کے بعض زمینداروں و تملقہ داروں نے زراعت کے لیے ولایتی کلیں مرل لی ہیں مثلاً انڈورن نے پمپ مرل لیئے ہیں کہ ہماری طرف آب پاشی کی سب سے زیادہ ضرورت ہی اُن پمپوں کو جب تک کوئی انگریز چلاتا ہی تب تک تو خوب چلتے ہیں اور جہاں وہ گیا اور ہندوستانی صاحبوں کے ماتمہ میں آیا اور بند ہوا اسکا سبب یہی ہی کہ ہم لوگ اُس فن سے واقف نہیں یہ بھی نہیں جانتے کہ پمپ سے پانی کیوں اڑھو اُٹھاتا ہی اور کیا چیز پگڑ جاتی ہی جس سے نہیں اُٹھتا اگر ایک انگریز کو دو سو قیود سو روپیہ ماہواری ایک پمپ چلانے پر دیں تو کہاں سے لاریں اور کیا ذمہ اُٹھاریں اگر ہمارے ہندوستان کی قوم ان علوم و فنون سے واقف ہو تو خیال کرنا چاہیئے کہ زراعت میں بھی بسبب استعمال نلوں کے کس قدر ترقی ہو سکتی ہی *

سب سے ذلیل اور ناپسندیدہ ذریعہ حصول معاش کا نوکری تھا اب وہ بھی ہماری قوم سے چھن گیا اور روز بروز چھٹا جاتا ہی — میں اس بات کا الزام ہرگز گورنمنٹ پر نہیں دیتا اُس نے جو کچھ کیا ہی بلاشبہ بالکل مطابق مصلحت ملک داری کے کیا ہی اور اُسکا نہایت انصاف ہی کہ اُس نے ایک دروازہ مالیشان کھول دیا ہی اور بلا رعایت قومی اجازت دی ہی کہ جو کوئی اس دروازہ میں آدے وہی مرتبہ پارے جس قوم نے اپنے تئیں اُس دروازہ میں داخل ہونے کے لائق کیا وہ داخل ہوئی اور داخل ہوتی جاتی ہی ہماری قوم نے اپنے تئیں اس لائق نہیں کیا وہ مجبور ہی شمال مغربی اضلاع میں ہو جاو اور پنجاب میں دس پانچ مسلمان آج معزز مہدوں پر دکھائی دیتے ہیں اگر ہم لوگ اپنی قوم کی فکر نہ کریں گے اور اُسکی ترقی کے سامان ہم قہ پور نہ پائیں گے اور جو لیاقتیں ایسے مہدوں کے لیے درکار ہیں حاصل

کہلاتا ہے سید خیر الدین جو ایک نہایت ذی علم شخص ہے اُس کا ایک وزیر ہے جو مدت تک یورپ میں رہا ہے اُس نے ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام اقوام المسالک ہے اور یہ میرے ہاتھ میں موجود ہے اور اُس کا اردو ترجمہ بھی جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر پٹیالہ کی فیاضی سے چھپ رہا ہے جس کے یہ اوراق میرے پاس ہیں اُس وزیر نے اپنی کتاب میں یہ ایک فقرہ لکھا ہے جو میں آپ صاحبوں کے روبرو پڑھتا ہوں ”جو سلطنتیں رعایا کو کسی قسم کی آزادی دیں خیرات و آزادی شخصی ہی کیوں نہ ہو ان پر واجب ہے کہ وہ آزادی کی خریدیاں اور اُس کے نتائج کو بھی دیکھتی رہیں اور اُس سے کچھ فائدہ بھی اُٹھائیں یعنی علوم و فنون کا شیوع کریں اور جملہ قسم کی مصنوعات کو جاری جنکے اصول یہ چار ہیں ایک فلاح دوسرے تجارت تیسرے مہنت چوتھے فکر اور انہیں چاروں اصول پر تمام انسانی ہمتیں اور دنیاوی بہبودی موقوف ہے“ پس میرا یہ مقصد ہے کہ ہماری قوم اس عالم مسلمان وزیر کی نصیحت پر عمل کرے اور سب لوگ اس پر امن اور آزاد گورنمنٹ کے عہد میں جو ملکہ معظمہ ونگٹوریا دام ملکہ کے سایہ عاطفت سے ہندوستان میں ہے اپنی قومی ترقی میں نہایت مامانیت سے کوشش کریں اور ملکہ معظمہ کی جان و مال کو دیا کریں *

دوسرا ذریعہ قومی عزت اور قومی ترقی کا مینہ تعلیم و تربیت کو بیان کیا ہے اس کا ثبوت ملانیت ہمارے سامنے موجود ہے جن جن قوموں نے تعلیم و تربیت میں ترقی کی ہے وہی قومیں دنیا میں ترقی و عزت پر ہیں اور مال و دولت و جاہ و حشمت سے بھی نہال ہیں یہ ایسی بدیہی بات ہے کہ کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا پس اب ہم کو اپنی قوم کی ترقی و دولت و عزت کے لیے جو کچھ تدبیر کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اُن کی تعلیم و تربیت کے لیے نہایت عمدہ اور نہایت مفید سامان مہیا کریں *

بعض بزرگوں کا جو ہماری تدبیروں سے اختلاف رائے رکھتے ہیں یہ خیال ہے کہ ہندوستان میں ہماری قوم کی تعلیم و تربیت کے لیے کافی سامان موجود ہے اور جو علوم کہ ہم ہمیشہ سے پڑھتے آئے ہیں وہی علوم اس زمانہ میں بھی ہماری قومی عزت اور قومی ترقی کے لیے کافی ہیں اگر یہی رائے اُڑ کسی صاحب کی بھی ہو تو مجبوری کی بات ہے کیونکہ اس امر کی غایت صرف ایک اختلاف رائے ہے مگر میں آپ صاحبوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا درحقیقت اُن لوگوں کی یہ رائے صحیح ہے میں سمجھتا ہوں کہ مرکز صہبہ نہیں ہے ہماری قوم کے لیے تعلیم

ہو چاہیگا کہ تم غیر لیٹنی چاہو اور غیر لینے کے قابل بھی نہ ہو کہ قومی ترقی اور قومی عزت حاصل کرنے کے دو ذریعہ ہیں اول امن و امان ملک میں — دوسرے تعلیم و تربیت قوم میں *

ہم کو درحقیقت نہایت سچے دل سے خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ انگریزی گورنمنٹ سے جس قدر کہ ملک میں امن و امان اور رعایا میں آزادی ہے اس کی نظیر دنیا کی کسی گورنمنٹ میں نہیں ہے میں نہایت دلی یقین سے یہ بات کہتا ہوں کہ جن عمدہ اصولوں پر انگریزی گورنمنٹ ہے اُس سے زیادہ عمدہ اصول گورنمنٹ کے لیے ہو نہیں سکتے جیسے رعایا کے حقوق اور اُنکی دولت اور اُنکی جان اور اُنکی آزادی اس گورنمنٹ میں محفوظ ہے دنیا میں کہیں نہیں ہے مسلمان ملداریاں جو پنجاب کے ہمسایہ میں ہیں اُن کے حالات و واقعات سے آپ بخوبی واقف ہیں رہا یعنی روس کے حالات اور اُس کی خود مختاری تمام دنیا کو معلوم ہے اور بشارت خیرا کے واقعات نے اُڑ بھی زیادہ اُس کو ظاہر کر دیا ہے ایران کی ملداری کا حال بھی آپ صاحبوں سے پڑشیدہ نہیں ہے جرمن و فرانس اور اٹلی اور آسٹریا اور اُڑ چھوٹی چھوٹی یورپ کی سلطنتیں ایسی امن کی اور اپنی رعایا کو ایسی آزادی رکھنے والی نہیں ہیں ترقی اور ایجنٹ اور ٹرنس میں کسی قدر فرانس کی گورنمنٹ کی تقلید شروع ہوئی ہے مگر جتنا امن اور رعایا کی آزادی فرنگ میں تھی حالانکہ وہ نہایت دسپاٹک اور جابر گورنمنٹ تھی ابھی اُس رتبہ کو بھی وہ سلطنت نہیں پہنچتی ہے جہاں آئے کہ انگریزی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا جاوے امریکا کی گورنمنٹ کو لوگ اچھا بتاتے ہیں مگر میری رائے میں اُس کے اصول بھی انگریزی گورنمنٹ سے زیادہ عمدہ نہیں ہیں شاید میری اس بات کو لوگوں نے خیال کیا ہوگا کہ انگریزی گورنمنٹ کی خوشامد سے کہی ہے اگر کسی نے ایسا خیال کیا ہو تو درحقیقت نہایت افسوس کی بات ہوگی کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ جس گورنمنٹ کی رعایا کے دل میں یہ بات ہو کہ گورنمنٹ خوشامد کی بات سے خوش اور بخلاف بات سے ناراض ہوگی تو اُس سے زیادہ بدتر کوئی گورنمنٹ نہیں ہو سکتی اگر انگلش گورنمنٹ ایسی ہو تو اُس کی حکومت اور ایک نا تربیت یافتہ گورنمنٹ کی حکومت میں کچھ فرق نہ ہوگا پس یہ جو کچھ کہ میں نے گورنمنٹ کی نسبت کیا ہے واقعی میرا دل کا خیال ہے اگر ایسی پر امن گورنمنٹ میں بھی ہم اپنی قومی ترقی نہ کریں گے تو اس سے زیادہ کوئی بد نصیبی ہم لوگوں کی نہ ہوگی *

ٹرنس جس کا مینہ ابھی نام لیا ایک چھوٹی سی مسلمان سلطنت افریقہ کے شمالی کنارے پر ہے جہاں کا حکمران ہی آف ٹرنس

الفاظ کو یاد کرتے رہو جو بعض فرضی اور اصطلاحی معنیوں کے اور کوئی حقیقت اصلی نہیں رکھتے *

قطع نظر ان سب باتوں کے آپ سب صاحب اُن مدرسوں کے حالات سے بخوبی واقف ہیں آیا اُن میں جو لوگ تعلیم پاتے ہیں اُن سے کچھ بھی قومی ترقی اور قومی عزت کی توقع ہو سکتی ہے غیرت، دلیری، دل کی پھادری، خود اپنی آپ عزت کرنی، دل کا جوش، طاہرہ کی عمدگی، عالی ہمتی، ہمدردی، ولولہ، جو اصل اصول قومی عزت و قومی ہمدردی کے ہیں ان مدرسوں کے طالب علموں میں ہونے کی (جو خود نہایت قابل افسوس حالہ میں گذر گرتے ہیں) حاشا و نکلا *

حالا اس کے آپ خیال فرمائیں کہ وہ مکتب ایسی حالت میں ہیں کہ شریف خاندانوں کو اُن کی حالت پر بخوبی ممانعت ہو اور اپنی اولاد کو جن کو وہ جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں اپنا گھر چھوڑ کر اُن مکتبوں میں پڑھنے اور مسجدوں میں یا کسی شخص کے دروازے کی کوٹھری میں رہنے کے لیے پودیس میں بھیج دیں — اگر یہ سب باتیں اُن مکتبوں میں موجود بھی ہوں تو آپ سب صاحب یقینی اس بات کو تسلیم فرماتے ہو گے کہ تعلیم سے بھی زیادہ مقدم تربیت ہی پس کیا طریقہ اور کیا ذریعہ لوگوں کی تربیت کا اُن مکتبوں میں ہی جس سے ہم کو اپنی اولاد کی اور اپنی قوم کی بھلائی کی اُمید ہو *

اصل یہ ہے کہ ہمارے ہندوستان میں کسی زمانہ میں قومی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ تھا امیروں اور درباریوں کے لڑکے پڑھنے لکھنے سے بہت ہی کم سروکار رکھتے تھے متوسط درجہ کے اشراف خاندان بھی لکھنے پڑھنے کو کوئی عمدہ چیز نہیں سمجھتے تھے ادنیٰ درجہ کے خاندان کے لوگ بعض سپاہی پیشہ ہونے کے اور کچھ نہیں جانتے تھے معدودے چند خاندان تھے جن کے ہاں مثل اور پیشوں کے پڑھنے لکھنے کا پیشہ ہوتا آتا تھا وہ لوگ بھی در حقیقت بطور ایک پیشہ کے اُس کو کام میں لاتے تھے وہ لوگ چند محتاج طالب علموں کو اپنے ہاں جمع کر کے اُن کو پڑھاتے تھے اور امیر لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اُن کے مدرسے میں یا خانقاہ میں محتاج لوگ جمع رہتے ہیں کچھ ریویہ بطور خیرات کے بھیجتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ محتاج طالب علموں کی روٹی کپڑے میں خرچ ہوگا اور دینے والا سمجھتا تھا کہ جس طرح اور خیرات دینے میں ثواب ہوتا ہی اس طرح اس خیرات کا بھی ثواب ہوگا وہی خیالات اور وہی عادتیں اب تک لوگوں کے دلوں میں جمی ہوئی ہیں وہ جانتے ہی نہیں کہ قومی تعلیم و تربیت کیا چیز ہے اور وہ کس طرح پر ہو سکتی ہے اور

و تربیت کا کچھ بھی سامان ہندوستان میں موجود نہیں ہے چھوٹے موٹے مکتب جو لوگوں نے تھوڑے تھوڑے ماہواری یا ششماہی چندہ سے قائم کیئے ہیں اور جن میں ایک بے ترتیب اور غیر مفید تعلیم ہوتی ہے اور بڑھے بڑھے شخص اُن میں کافیہ اور منیہ تدریسی پڑھتے ہیں اور مسجدوں میں سے یا لوگوں کے گھروں میں سے روٹی پاتے ہیں کیا یہ سامان ہماری قومی تعلیم و قومی تربیت و قومی عزت کے لیے کافی ہیں حاشا و نکلا علم دینی جو اُن میں پڑھائے جاتے ہیں اگرچہ در حقیقت وہ بھی کافی نہیں ہیں لیکن میں قبول کرتا ہوں کہ جس قدر پڑھائے جاتے ہیں وہ فائدہ سے خالی نہیں مگر اور دنیاوی علم جو ہماری زندگی کے لیے مثل غذا کے ضروری ہیں اُن کا کیا بندوبست ہے اور اُن کی کیا تعلیم ہے اب وہ زمانہ اور وہ وقت نہیں ہے کہ تصور و تصدیق اور ہیولا و صورت کی بھٹک میں موریں کی موریں ضایع کر دی جائیں — قدیم علم پڑھے ہوئے عالم جو اس زمانہ میں موجود ہیں مہربانی سے مجھ کو بتاؤ کہ اس دنیا میں کس کام کے ہیں اور اُن کی ذات مبارک سے قوم کو ملک کو ملک کے لوگوں کو کیا فائدہ پہونچتا ہے — ہم صبر کرتے اور کہتے کہ جانے دو اُن سے قوم کو ملک کو فائدہ نہوا نہ سہی اُن کی ذات کو تو اُس سے فائدہ ہوا ہوگا مگر سخت افسوس یہ ہے کہ اُن کی ذات کو بھی کسی فائدہ کا ہونا معلوم نہیں ہوتا اُن سے پوچھو کہ اُنہوں نے اُن علم کو حاصل کر کے کیا واقفیت اپنے میں پیدا کی کن چیزوں کی حقیقت واقعی سے واقف ہوئے خدا نے جو عجیب عجیب چیزیں دنیا میں پیدا کی ہیں اور جن کی حقیقت اور حالت اور بناوٹ کی حکمت جاننے سے خدا تعالیٰ کی قدرت پر اُس کے کمال پر اُس کی بے انتہا حکمت پر جو دلی تصدیق سے حاصل ہوتی ہے اُن میں سے کس چیز کی حقیقت سے واقفیت پیدا کی ہے البتہ چند لفظوں کے فرضی معنی قرار دیکر اُن کے اولٹ پھیر کے سوا اور کچھ نہیں آیا *

میرے ایک دوست کا ایک رشتہ دار دیوبند ضلع سہارنپور کے مدرسے میں جو لوگوں کے ماہواری یا سالانہ چندہ سے اُنہیں قدیم علموں کی تعلیم کے لیے قائم ہے تعلیم پاتا تھا اُس نے تمام علم پڑھا کر فراغت حاصل کی فضیلت کی پگڑی سر پر باندھی مدرسے سے علیحدہ ہو کر اُس نے میرے دوست کو لکھا کہ اب میں کیا کروں میرے دوست نے جو اُن کا رشتہ مند ہے جواب دیا کہ دنیا میں کام آنے کے لائق تو تو تو کوئی چیز سیکھی نہیں اب بجز اس کے اور کچھ چارہ نہیں کہ کسی مسجد یا چرواہا میں جا کر بیٹھو اور مردوں کی فاتحوں کی اور جہنمات کی روٹی پر گذر کرو اور دن رات انہیں

ہماری اغراض کے لیئے کافی نہیں ورنہ ہم لوگ اُن سے گزریدہ ہوتے اور جن سوالوں کا جواب ڈا ہوا ہی سب کا ہاں ہوتا پھر ہم پوچھتے ہیں کہ ہماری قوم کے جن لوگوں نے ان مدرسوں میں تعلیم پائی ہے آخر کچھ بھی اُنہوں نے کیا ہے؟ ہاں یہہ کیا ہے کہ کسی اسکول میں اُنہیں پڑھی ہوئی کتابوں کو طرما کی طرح پڑھانے کے لیئے یا کسی دفتر میں چٹھیاں کی اس طرح نکل کرنے کے لیئے جس کا مطلب اُن کی سمجھ میں نہ آسکے لیاقت پیدا کی ہے اور اس پر طرہ یہہ ہے کہ بعض تو اپنے مذہب کا ایک مسئلہ تک نہیں جانتے اور بعض مذہب ہی کو تسلیم کرتے ہیں پس اب انصاف کرو کہ کیا یہہ بات سچ ہے کہ یہہ مدرسے ہماری تمام اغراض کے لیئے کافی ہیں اور کیا ان مدرسوں کی تعلیم سے ہم کو اپنی قومی عزت و قومی ترقی کی توقع ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں *

اے صاحبوں میں اوپر ثابت کر آیا ہوں کہ عمدہ تعلیم و تربیت ہی قومی عزت اور قومی ترقی کا اصلی ذریعہ ہے مگر کوئی قوم عزت نہیں پاسکتی جب تک کہ تعلیم ایک مقدار مناسب سے اُس قوم میں رائج نہ ہو اور اُس مقدار مناسب کا اندازہ حسب تفصیل ذیل ہرسمکتا ہے *

ضرور ہے کہ اُس قوم میں ایک گروہ معتدبہ اعلیٰ درجہ تعلیم کا ایسا پیدا ہو جس میں سے کوئی کسی علم میں اور کوئی کسی عام میں دستگاہ کامل رکھتا ہو اور اسی طرح تمام علوم کے کامل لوگ اُس قوم میں موجود ہوں جن کی عقل و فہم اور سعی و کوشش سے علم و فن کو روز بروز ترقی ہو اور جن کے نام سے ہماری قوم کو عزت اور نظر ہو اور پھر اُن لوگوں کی تعداد بھی ایسی ہو جن پر اطلاق النادر کا لہجہ نہ ہو *

اس کے بعد ایک بہت بڑا گروہ متوسط درجہ تعلیم کا اُس قوم میں ہونا چاہیئے جو مالی رتبہ مصنفوں کی علمی تصنیفات کو نہایت عمدگی سے جانتا ہو اور ہر ایک دقیقہ اور ہر ایک باریک اصول سے بخوبی واقف ہو اور تعلیم کے ذریعہ سے وہ سب باتیں اپنی قوم کو سکھاتا ہو اس گروہ کی تعداد ایسی ہونی چاہیئے کہ بلحاظ قومی تعداد کے ایک مناسب مناسبت رکھتی ہو *

اس کے بعد اعلیٰ درجہ تعلیم کا ہی مگر اس میں بھی تین قسم کے گروہوں کا ہونا ضرور ہے ایک گروہ ایسا ہو جو نل قوم سے تعداد میں ایک مناسب معقول رکھتا ہو اور اُس نے اس قدر تعلیم پائی ہو کہ خاص اپنی عقل و علم سے اپنے کاموں کو انجام دے سکے *

اس کے بعد اس درجہ کے ایسے لوگ ہر تعداد کثیر ہونے چاہیئے جو اپنے ذہنی ضروری کاموں کا انجام بخوبی تمام کرسکتے ہوں اور

قوم کو کس طرح اُس پر متوجہ ہونا لازم ہے — اب مفقرب ہمارے دوست خان بہادر محمد حیات خاں صاحب رلیٹ تشریف لے جانے والے ہیں اور ضرور کیہ برج اور آکسفورڈ کا بھی ملاحظہ کریں گے اور مجھ سے زیادہ اپنی قوم پر اور اپنی قوم کی حالت پر انروس فرماؤں گے آپ سنکر تعجب کریں گے کہ صرف کیہ برج کے مدرسوں کی جائداد اس قدر ہے کہ جس کی آمدنی مہاراجہ سیندھیہ کی تمام سلطنت کی آمدنی سے زیادہ ہے اور یہہ جائداد صرف قوم نے اپنی قوم کی تعلیم و تربیت کے لیئے دی ہے اُس کا نتیجہ یہہ ہے جو آج ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اگر ہماری قوم اُس ضرورت پر خیال کرے جو اراد کی تعلیم و تربیت کے لیئے ہے اور یہہ بھی ہماری قوم کے دل میں کسی طرح سما جاوے کہ نہایت عمدہ اصول پر مدرسۃالعلوم قائم کیئے بغیر ہماری اولاد کی تعلیم و تربیت غیر ممکن ہے تو ایک مدرسۃالعلوم کیا بیسیوں مدرسۃالعلوم قائم ہوسکتے ہوں خدا کرے کہ ہماری قوم سمجھے اور اس طرف متوجہ ہو *

ان مکتبوں کے سرا سرکاری مدرسہ میں اور پنجاب میں بالخصوص ایفیا کی زبانوں کی ترقی کرنے کا بھی بندوبست ہے جو بزرگ ہماری راے کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہہ سرکاری مدرسے ہمارے لیئے کافی ہیں مگر اُن کا دل خوب جانتا ہے کہ ہماری مخالفت اُن سے یہہ باتیں کہوتی ہے ورنہ وہ یقین جانتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی اغراض کے لیئے یہہ سرکاری مدرسے کافی نہیں ہیں اگر میں اُس کی تفصیل اور وجوہات اور اُن کے اسباب کا بیان کروں کہ کیوں یہہ سرکاری مدرسے ہماری اغراض کے لیئے کافی نہیں ہیں تو بہت لمبی گفتگو ہو جاوے گی اور مجھے خوف ہے کہ میں اُس کو آج ختم بھی نہ کر سکوں گا مگر میں ایک نتیجہ پر آپ صاحبوں کو متوجہ کرتا ہوں جس سے تصدیق ہو جاوے گی کہ یہہ سرکاری مدرسے ہمارے دینی و دنیوی اغراض کے لیئے کافی ہیں یا نہیں پس میں سوال کرتا ہوں کہ ہماری قوم کے لوگ ان سرکاری مدرسوں سے دل سے وابستہ ہیں — نہیں — ہماری قوم کے لڑکے بقدر تعداد واجب ان مدرسوں میں جاتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں — نہیں — ہماری قوم کے لڑکوں نے سوائے دو تین کے ان مدرسوں میں بدراست ہو بیروستی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں — نہیں — کوئی انجنیئر بنا ہے — نہیں — کسی نے ایل ایل بی کی ڈگری پائی ہے — نہیں — کسی نے ان مدرسوں میں علم ادب ایسا سیکھا ہے جو ادیب کہلایا جا سکتا ہو — نہیں — پس جب کہ یہہ نتیجہ ہے تو صاف ثابت ہے کہ کچھ تو ان مدارس میں ایسی بات ہے جو

جو کہ یہ لوگ محض جاہل نہیں ہونے کے تو ضرور ان میں استعداد علم کی روشنی ہوگی کہ جو ترقیوں علوم و فنون میں ہر روز ہوتی جاتی ہیں اُس کے وسیلہ سے اُن سے فائدہ اُٹھا سکیں گے *

اس کے بعد اُن لوگوں کا درجہ ہے جو جسمانی مہنت کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں اُن میں بھی استعداد ہونے چاہیئے کہ آسان آسان کتابیں اور سہل سہل چھوٹے چھوٹے اخبار مذہبی مسائل کی کتابیں پڑھ سکنے ہوں توہڑا بہت اپنا مطالب لکھ لیتے ہوں حساب کر سکتے ہوں *

جن قوموں میں ان سب مراتب کے تعلیم یافتہ مناسب تعداد سے موجود نہیں اُس قوم کو کبھی ترقی نہیں ہو سکتی اور نہ دوسری قوم کی نگاہ میں وہ قوم کچھ عزت حاصل کر سکتی ہے — مدت سے سینہ اپنی اس رائے پر غور کیا ہے جس پر میں نہایت مضبوط ہوں اور ایک رسالہ میں جو سینہ لندن میں لکھ کر مشہور کیا تھا اُس میں بھی یہ رائے ظاہر کی تھی — اور میری اس رائے کی صحت اُن قوموں کے حالات پر نظر کرنے سے بظاہر ثابت ہوتی ہے جو اب دنیا میں درجہ بدرجہ ترقی یافتہ موجود ہیں جس میں یہ باتیں پوری پائی جاتی ہیں وہ پوری ترقی میں ہیں اور جس میں جتنی کمی ہے اتنا ہی اُس میں نقصان ہے پس یہ اندازہ ہے قومی ترقی کا جو سینہ بیان کیا اور یہی ہمارا مقصد ہے کہ ایسی ہی ترقی تعلیم کی ہماری قوم میں ہو جاوے پس اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ خانگی مکتب جو لوگوں نے کہیں کہیں قائم کیئے ہیں اور کیا یہ سرکاری مدارس جو بڑی شان و شوکت سے قائم ہیں ان سب قسموں کے تعلیم یافتہ اشخاص اور پھر اُسی تعداد مناسب سے جو سینہ بیان کی ہماری قوم میں پیدا کر دینگے ہو گز نہیں — اگر کسی کی رائے اس کے برخلاف ہو تو بتلاوے کہ ان مکتبوں اور سرکاری مدرسوں سے کون شخص ایسا پیدا ہوا ہے جس کو ہم اول قسم میں غایت درجہ دوسری قسم میں شمار کر سکیں ایک نہیں تو پھر کیوں نہ میری رائے صحیح ہو اور کیوں نہ اُس کو تسلیم کیا جاوے *

یہ امور جو سینہ بیان کیئے اور مکرر کہا کہ سرکاری مدارس ہمارے تمام اغراض کے پورا ہونے کو کافی نہیں ہیں یہ اچھے امور ہیں جن کی اصلاح گورنمنٹ کی طرف سے ہونی ناممکن ہے دل سے اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جو سماج و کوشش گورنمنٹ نے ہندوستان کی تعلیم پر کی ہے وہ ایسی ہی جس کی مثال دنیا میں اور کسی مملداری میں موجود نہیں ہے تمام رعایاے ہندوستان کو گورنمنٹ کی اُس فیاضی اور مہربانی کا جو اُس نے بالخصوص تعلیم کے باب میں ہندوستان کی رعایا کی نسبت کی ہے دل پر جان سے

شکر گزار ہونا چاہیئے — گورنمنٹ انگلشیہ ہندوستان میں مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کی رعایا پر حکومت کرتی ہے اور اس لئے اُس کو طریقہ تعلیم ایسا اختیار کرنا فرض ہے جو بالکل نامورندار ہو اور اُس نے ایسا ہی طریقہ اختیار کیا ہے یہاں تک کہ اُس نے انتظام تعلیم میں اپنے مذہب کی اور اپنی قوم کی بھی کچھ طرفداری نہیں کی پس یہ کیسی عجیب اور کیسی عمدہ بات ہے مگر مسلمانوں کی تعلیم کا حال اور قوموں کی تعلیم سے جو ہندوستان میں آباد ہیں بالکل مختلف ہے اُن کا مذہب اُن کی مذہبی تعلیم عام تعلیم میں ایسی ملي ہوئی ہے کہ جیسے جسم و جان جب اُس کو ملحدہ کیا جاوے گا جسم بے جان رہ جاوے گا اور کبھی اس قسم کی بے جان تعلیم سے ہماری تمام اغراض پوری نہونگی برخلاف ہندوستان کی اور قوموں کے کہ اُن کے ہاں مذہبی تعلیم عام تعلیم سے بالکل علیحدہ ہے بلکہ سوائے ایک قوم کے اور کوئی قوم کسی وقت میں اور اُس وقت میں بھی جبکہ اُن کے ملک پر غیر قوموں نے حملہ نہیں کیا تھا مذہبی تعلیم سے تعلق نہیں رکھتی تھی گورنمنٹ تمام مذہبی تعلیم سے اپنے مدارس میں دست کش ہے اور اُس کو ایسا ہی کرنا چاہیئے پس گورنمنٹ کے مدارس ہندوستان کی اور قوموں کے اغراض پورا کرنے کے لئے نامناسب نہیں ہیں مگر مسلمانوں نے تمام اغراض کے پورا کرنے کو محض ناکافی ہیں اور یہی باعث ہے کہ ہمارے اُن سے وابستہ نہیں ہیں — ہاں ہمہ ہم مسلمانوں کو بالتخصیص اپنی گورنمنٹ کا زیادہ شکر کرنا چاہیئے واجب ہے کہ اُس نے خاص مسلمانوں کی تعلیم پر بہ نسبت دوسری قوم کے زیادہ توجہ فرمائی ہے اور حضور عالی جناب لارڈ نارتھ بزرگ صاحب نے متعدد خاص خاص احکام اسباب میں جاری کیئے ہیں گورنمنٹ مدراس نے امپر زیادہ توجہ کی ہے اور گورنمنٹ بمبئی و بنگال نے بھی بہت کچھ اندرون میں تبدیلی کی ہے اور ہمارے ملک کے جناب نواب لغٹنٹ گورنر بہادر نے بھی حال میں کچھ نئی تجویزیں فرمائی ہیں اور گورنمنٹ پنجاب تو پہلے ہی سے اس طرف زیادہ توجہ دے رہا ہے مگر جو کہ گورنمنٹ پوری پوری تدبیر بمبئی پوری اختیار نہیں کر سکتی اسی لئے وہ تمام تدبیریں ادھوری ہیں جسکو انگریزی میں ہاف میجر کہتے ہیں اور اسی لئے باوصف کافی توجہ گورنمنٹ کے ہمارے اغراض کو کافی اور ہمارے حالات کے پوری پوری مناسب نہیں ہیں پس اس بیان سے بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ جب تک ہم خود اپنے لئے عمدہ تعلیم کا ذریعہ قائم نہکرینگے ہماری تمام اغراض جو تعلیم سے متعلق ہیں پوری نہونگی *

ان تمام حالات پر غور کو کر ایک گروہ مسلمانوں نے جس گروہ کا میں خواہم ہوں یہ تجویز کی ہے کہ ایک مدرستہ العارفین مسلمانوں کی

امید ہی کہ یہ ترغیبیں ایسی مفید ہونگی کہ ہمارے قوم کے لوگوں کو تعلیم و تربیت کی طرف زیادہ متوجہ کرینگے *

جو کہ ایک ایسا بڑا قومی کام بغیر امداد تمام قوم کے اور بلا جمع ہونے سرمایہ کثیر کے غیر ممکن ہی اس لیے تمام قوم سے اس کام کے انجام کے لیے چندہ دینے کی درخواست ہی ہر ایک غریب امیر کے سامنے ہاتھ پھیلا جاتا ہی کہ خدا کے واسطے اپنی قوم کے واسطے اپنی اولاد کے واسطے اپنی قوم پر رحم کر اور جو مقدور ہو اس کام کے انجام کے لیے چندہ دو تاکہ سرمایہ جمع ہو اور اُس کی آمدنی اس مدرسۃ العلوم کے اخراجات کے لیے مکفی ہو زر چندہ سے اس مدرسہ کے لیے جایداد خریدنی تجویز ہوئی ہی جایداد دو قسم کی ہوگی اول از قسم اراضی معانی یا دواہی اور دیہات مالکذاری دریم گورنمنٹ پرامیسری ٹرٹ اگرچہ مدت ہوئی کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اُس منافع کو جو گورنمنٹ پرامیسری ٹرٹ سے حاصل ہوتا ہی مباح و جایز بتلایا ہی اور اُن کا تعزیری قوی لوگوں کے پاس ہی اور جناب مجتہد مذہب امامیہ نے بھی اُسکے جواز کا قوی دیا ہی اور اعلیٰ مذہب شیعہ کو اُس کے جواز میں کچھ شبہ و تامل نہیں ہی الا بعض بزرگان اہل سنت و جماعت کو اُس کے جواز میں تلام ہی اور اسلئے وہ پسند نہیں کرتے کہ اُن کا روپیہ پرامیسری ٹرٹ میں لگایا جاوے اسلئے یہ قاعدہ قرار پایا ہی کہ جو صاحب چندہ دینے والے پرامیسری ٹرٹ کے خریدنے سے ممانعت کرینگے اُن کا چندہ نہایت احتیاط سے علاحدہ رکھیا اور بجز دیہات کے خریدنے کے اور کسی کام میں نہ لگایا جاوے گا یہ قاعدہ بھی قرار پایا ہی کہ اگر کوئی صاحب یہ بات متعین کرینگے کہ اُن کا روپیہ نفل علم کی تعلیم میں خرچ ہو تو اُن کے روپیہ کی آمدنی اُسی علم کی تعلیم میں خرچ ہوگی یہ قاعدہ ایسی دراندیشی سے مقرر کیئے گئے ہیں کہ کسی شخص کو اس بات کا رنج و اندیشہ نہیں رہنے کا کہ اُس کا روپیہ اس طرح پر کام میں آتا ہی جو اُس کی مرضی کے موافق نہیں ہی اس کمیٹی کی رجسٹری حسب قانون عمل میں آئی ہی جس سے کوئی ممبر روپیہ کو اُس کام کے سوا جس کے لیے روپیہ ہی اور کسی بات میں خرچ نہیں کر سکتا یہ بھی قاعدہ قرار پایا ہی کہ اصل سرمایہ جو چندہ سے جمع ہوگا وہ کبھی خرچ نہیں کیا جاوے گا بلکہ اُس روپیہ سے جایداد لی جاوے گی اور صرف زر آمدنی جایداد مدرسۃ العلوم میں خرچ ہوگا اور سرمایہ ہمیشہ قائم رکھیا بہت سے امیروں و غریبوں نے اس کام میں مدد کی ہی اور اس وقت تک مقدار چندہ ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ ہوگئی ہی حضور عالی جناب لارڈ نارٹھ ہرک صاحب نے اپنی فیاضی سے دس

تعلیم کے لیے ٹیمپلج اور آسفرور کے نمونہ پر قائم کیا جاوے جس میں علوم دینی و دنیاوی اور تمام وہ علوم جنکی تعلیم قومی ترقی اور قومی عزت کا باعث ہو تعلیم دینے جارہے اور مسلمان لڑکوں کی تربیت کا طریقہ بھی جو تعلیم سے بھی زیادہ ضرور ہی اُس میں نہایت مددگی سے ملحوظ رکھا جاوے اس کام کے لیے ایک کمیٹی مقرر ہی جس میں مختلف اضلاع کے بزرگ و قییک طینت پاک سرشت لوگ ممبر ہوں اور ممبروں اسباب کے نمونے سے بھی بڑی خوشی ہی کہ پنجاب کے بزرگوں میں سے بھی خاں بہادر، مہمد حیات خاں صاحب سی ایس آئی اور خاں بہادر مہمد یونس علی خاں صاحب و نواب نواز علی خاں صاحب و نواب عبدالعزیز خاں صاحب بھی اُس کمیٹی کے ممبر ہیں اور ہمارے اس مدرسۃ العلوم میں پڑھائے جانے تجویز ہوئے ہیں اور جو طریقہ تعلیم و تربیت کا کمیٹی میں پیش ہوا ہی اُسند کمیٹی نے مشہور کیا ہی جو میرے پاس موجود ہی اس طریقہ کی جو مددگی اور خوشی ہی وہ اُس پر غور کرنے سے بشربی واضح ہوتی ہی مگر ایک ادب بات اُس کی اس وقت عرض کرنی مناسب سمجھتا ہوں *

طالب علموں کو جو اس سلسلہ تعلیم میں داخل ہونگے علوم مذہبی کی بھی تعلیم دیجاوے گی سنیوں کو موافق اصول اہل سنت و جماعت کے اور شیعوں کو موافق اصول مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے مذہبی تعلیم کا اہتمام خاص خاص ممبروں سے متعلق ہوگا جو اس کام کے لیے منتخب کیئے جاوینگے سنیوں کی تعلیم سنی ممبروں سے متعلق ہوگی اور شیعوں کی تعلیم شیعہ ممبروں سے — ایک حد معین تک جملہ طالب علموں کو علوم دینی پڑھنے ہونگے اور اُس کے بعد ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ تک علوم مذہبی کی تکمیل کرے اور جو طالب علم علوم مذہبی میں فائق ہونگے اُن کے لیے فلو شپ پچاس روپیہ ماہوار کی ایک میعاد مناسب تک ملنی تجویز ہوئی ہی علوم دنیاوی کی تعلیم میں تمام مفید علوم جن سے قومی ترقی متصور ہی داخل ہیں اور عربی و فارسی و انگریزی اور اُردو قدیم زبانیں بھی داخل تعلیم ہیں اور ایسا عمدہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہی کہ جو طالب علم جس زبان میں چاہے تمام علوم کی تکمیل کرے ممکن ہی کہ ایک طالب علم صرف عربی زبان پڑھے اور اُی میں جون جون سے علوم چاہے اُن کی تکمیل کرے اور یہ بھی ممکن ہی کہ اگر کوئی طالب علم انگریزی زبان پڑھے اور اُسی میں علوم کی تکمیل کرنی چاہے اُسی کو پڑھے اور اُسی میں اور کامیاب طالب علموں کے لیے بھی وظیفہ ماہوار اور ہمد تکمیل علوم کے فلو شپ پچاس روپیہ ماہوار ملنی تجویز ہوئی ہی اور

ہزار روپیہ اپنی جیب خاص سے اس کام کے لیئے چندہ مرحمت فرمایا
ہی جس کے لیئے تمام مسلمانوں کو شکر گزار ہونا واجب ہی اور
اور رئیسوں نے بھی چندہ دیا ہی سوائے جناب لارڈ نارٹھ ہرک
صاحب کے چندہ کے بڑی سے بڑی مقدار چندہ کی پانچ ہزار روپیہ اور
چھوٹی سے چھوٹی مقدار ایک پیسہ ہی اگرچہ اس بات سے نہایت
انسوس ہی کہ کسی مسلمان رئیس کا چندہ اب تک حضور لارڈ
نارٹھ ہرک صاحب کے چندہ سے بڑا نہیں ہی حالانکہ ضرور تھا کہ
ایسے کام کے لیئے متعدد رئیسوں کے چندے حضور مودرح کے چندہ سے
بہت بڑے ہوتے *

اس وقت تک اسی قدر نتیجہ کمیٹی کی کوشش کا ہی مگر
جانباً سب کمیٹیاں مقرر ہوتی جاتی ہیں اور قوم بھی اس کام پر
کچھ کچھ متوجہ ہونے لگی ہی اور اُمید ہی کہ روز بروز چندہ کو
ترقی ہوتی جاوے گی ارادہ ہی کہ دس ہندسہ لاکھ روپیہ اسی طرح
چندہ سے جمع کیا جاوے — گورنمنٹ نے سرکاری طور پر بھی اس
مدرسہ کی امداد کا بموجب تراصد کریٹ ان ایڈ کے وعدہ فرمایا ہی
پس جس قدر چندہ ہم جمع کریں گے اور جس قدر آمدنی اُس سے
پیدا کریں گے اُسی قدر گورنمنٹ بھی ملے گی پس ایک لاکھ روپیہ
سے زیادہ جو کمیٹی نے جمع کیا ہی اُس کو دو لاکھ سے زیادہ
تصور کرنا چاہیئے اور اسی طرح جس دن کمیٹی پانچ لاکھ روپیہ جمع
کر لیگی حقیقت میں وہ دس لاکھ ہونگے اور جس وقت ساڑھے ساٹھ
لاکھ روپیہ جمع کر لیگی اُس وقت وہ پندرہ لاکھ ہونگے اور اگر خدا
کی مدد سے کمیٹی نے پندرہ لاکھ روپیہ جمع کر لیئے تو وہ حقیقت
میں تیس لاکھ ہونگے پس اس وقت کمیٹی کی نظر پنجاب کی
سخاوت اور فیاضی پر ہی اور اُمید کرتی ہی کہ پنجاب کی فیاضی
سے بہت کچھ فائدہ مسلمانوں کی قومی ترقی و قومی عزت کو ہوگا *
مسلمانوں کی کمیٹی جس وقت کہ اس نیک کام میں سعی کر رہی
تھی تو اُس کو اُمید قوی تھی کہ ہر فرقہ کے تمام مسلمان بلا لحاظ
کسی باہمی اختلاف کے یا اختلاف رائے کے اور بلا خیال اختلاف
مذہب کے باہم متفق ہوکر اس نیک کام کے انجام میں مدد و معاون
ہونگے بڑا اندیشہ اس بات کا تھا کہ مواد سنی و شیعہ بسبب اختلاف
مذہب کے باہم کچھ اختلاف کریں مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہی
کہ ان دونوں فرقوں میں تو اس بات کا کچھ اختلاف نہیں ہوا
سنی و شیعہ دونوں کمیٹی اسلامی کے ممبر ہیں اور دونوں ایک دل
ہو کر اس کار خیر کے انجام میں سامی ہیں مگر نہایت انسوس کی
بات ہی کہ سنیوں ہی میں سے بعض لوگوں نے جو تعصب متجسم
ہیں اس کام سے اختلاف کیا ہی اور جہاں تک اُن سے ہو سکا ہی اس

کام میں خلل ڈالنے اور اس میں ابتری کرنے کی کوشش کی ہی
اور کوئی دقیقہ اس قومی بھلائی کے معدوم کرنے میں اپنی دانست
میں باقی نہیں چھوڑا جابجا جھوٹے اور اہام کے پورے ہوئے رسالہ
تقسیم کیئے ہیں اور اُمید ہی کہ پنجاب میں بھی بہت سے آئے ہونگے
مگر جن کے نام سے وہ رسالہ آئے ہیں اُن کا نام نامی اس معاملہ
میں تو صرف ایک پردہ ہی اور جتنی تھریزیں اُن کے نام سے چھپی
ہیں صرف اُن کا نام ہی نام ہی ورنہ دراصل ایک اُڑ صاحب
جو اُنکی خدمت میں حاضر ہیں اور یہ سب تھریزیں کرتے ہیں
اُنہوں نے چند میرے اقوال کو کسی قدر صہیح و کسی قدر تھریف
کر کر ایک فتویٰ تھریز کرایا ہی جس کا مطالب یہ ہی کہ ان اقوال
کے سبب سید احمد کانو و مرتد ہی مجھے اس میں کچھ ظلم نہیں
کیونکہ میں اُن کے کافر بنانے سے کانر نہیں ہو سکتا تکفیر کے فتوے کچھ
نئی بات نہیں ہی کون شخص بزرگان دین میں سے بچہ ہوا ہی
جس کی تکفیر کے فتوے نہیں ہوئے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ
علیہ کی تکفیر کے فتویٰ ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کانر بنائے گئے
جناب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کانر قرار دیئے گئے اور
امام ہی کے فتوے سے اُن کی ریش مبارک نوحی گئی اور گوالیار کے
قلعہ میں قید ہوئے اگر میں اُن سب بزرگوں کا نام لوں جن پر فقر کے
فتوے جاری ہوئے تو غالباً گئی جز میں بھی اُنکی ذرست ختم نہو گی
پس جب کہ یہ حال ہی تو میں غریب کس گنتی میں ہوں متوجہ کر
اپنی تکفیر کے فتووں کا نہ کچھ ڈر ہی نہ کچھ غم مگر میں صرف
اُس چھوٹی بات کا ذکر کرتا ہوں جو مدرسۃ العلوم کی نسبت اُس فتوے
میں مندرج ہی یہ وہ فتوے ہیں جو میرے ہاتھ میں ہیں اور یہ
طریقہ تعلیم ہی جو مدرسۃ العلوم کے لیئے کمیٹی میں پیش ہوا ہی جو
استفنا کیا گیا ہی اُس میں یہ بات ظاہر کی گئی ہی کہ میں ایک
شخص نہایت بد عقیدہ ہوں اور اُنہیں بد عقیدوں کے موافق مذہبی
تعلیم مدرسۃ العلوم میں جاری کرنا چاہتا ہوں اور اس دروغ بے فروغ کو
حقیقت واقع قرار دیکر سوال کیا ہی کہ ایسی حالت میں تائید
مدرسۃ العلوم جائز ہی یا نہیں پس یہ بات جو استفتا میں لکھی
ہی ہر شخص کمیٹی کی روئدادیں دیکھ کر کہہ سکتا ہی کہ بعض
چھوٹ ہی کمیٹی نے صاف صاف تبصرہ کیا ہی کہ جو مذہب شیعہ
و سنی کا ہی اور جو اصول اُن کے مذہب کے ہیں اور جو کتابیں اُن
مذہبوں کی ہیں وہی مذہب اور وہی اصول اور وہی کتابیں
مدرسۃ العلوم میں پڑھائی جاوے گی میرے بد عقیدہ ہونے یا نہ ہونے کو
اُس میں کچھ مداخلت نہیں ہی — میرے عقیدہ سے لوگوں کو کیا
کام ہی یہ مدرسہ عام لوگوں کے لیئے بنایا جاتا ہی جس میں متعدد

کانوں پر ہاتھ دھرتا کسی شخص کے نزدیک بھی پسندیدہ نہرگا *

اے صاحبوں میں دن رات اس غم میں اپنی زندگی بسر کرتا ہوں کہ انسان کی زندگی کا کچھ بھروسا نہیں ہی خصوصاً مجھ سے آدمی کا جس نے بہت بڑا حصہ اپنی زندگی کا طی کر لیا ہی اور اگر کچھ باقی ہی تو بہت قلیل باقی ہی جب میرے دلچ کا وقت آپونچیکا تو کون شخص اس تمام کام کو اٹھایگا اور کون شخص اس کو انجام پھونچا ویگا اگر خدا تعالیٰ کوئی ایسا شخص پیدا کر دے کہ وہ میری زندگی ہی میں مجھ کو اس کام سے آزاد کر دے اور تمام برجہ اپنے اوپر اٹھالے تو مجھ کو تو اُس سے زیادہ خوشی اور خورشی کا کوئی وقت نہیں ہونے کا مگر جب تک میری زندگی ہی یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی قوم کو کڈوئیں میں کرتا دیکھوں اور چپکا بیٹھا رہوں اور اپنی قوم کو موتا پاؤں اور اُس کے منہ میں پانی نہ چراؤں *

ہاں ایک بات مدرسۃ العلوم میں تعلیم کی نسبت ضرور قرار پائی ہی اور وہ یہ ہے کہ جو مسلمان انگریزی پڑھنا چاہے بلکہ انگریزی کے سوا اور چند قدیمی زبانیں تحصیل کرنا چاہے تو اُس کو ضرور پڑھائی جارہیگی پس جو لوگ کہ انگریزی پڑھنے کو نذر و ضلالت سمجھتے ہیں اُن کے جواب دینے کو میرے پاس کچھ نہیں ہی *

یہ بھی سچ ہی کہ مدرسۃ العلوم میں یہ بھی تجویز ہوئی ہی کہ دنیائی علوم وہ پڑھائے جارہیں جو اس زمانہ میں مفید و بکار آمد ہیں اور ایسا انتظام تعلیم کیا جارے کہ جن علوم و فنون جدیدہ سے جو یورپ میں ایجاد ہوئے ہیں اور جن سے ہماری قوم ناواقف محض ہی اُن سے واقفیت کامل حاصل ہو جن لوگوں کو یہ بات ناگوار ہی اُس کا بھی کچھ علاج نہیں مگر اتنی بات تو ضرور سمجھنے اور تصفیہ کرنے کے قابل ہی کہ آیا اُن لوگوں کی ناگواری نسبت اُن علوم کے ناواجب ہی یا اُن علوم کا تعلیم میں داخل کرنا ناواجب ہی میں چاہتا ہوں کہ اس کا تصفیہ ایک ایسے عالم مسلمان کی رائے پر چھوڑا جاوے جو خود بھی عالم ہی اور بہت سے عالم مسلمان اُس کے تحت میں ہیں اور وہ خود ایک مسلمان سلطنت کا نائب السلطان ہی اور کئی لاکھ مسلمانوں پر حکومت کرتا ہی وہ خود مسلمان ہی ملک کا ملک مسلمان ہی حکومت مسلمان ہی پس اب دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہی یہ شخص وہی ہی جس کا نام ناسی تھوڑی دیر ہوئی کہ مینہ لیا تھا یعنی سید خیر الدین وزیر سلطنت تونس یہ کتاب اُس کی اقوام المسالک میرے ہاتھ میں ہی

فرقہ مسلمانوں کے شیعہ و سنی و وہابی و بدعتی داخل ہیں اور یقینی ایک دوسرے کو بد عقیدہ سمجھتا ہی پس جو شخص کہ اس مدرسہ کے قیام میں کوشش کریگا وہ بلا شبہ ایسا ہی ہوگا کہ تین فرقہ منجمد ہوا ہوا فرقوں کے اُس کو بد عقیدہ سمجھینگے اور ایسا کوئی ایک شخص بھی پیدا نہو سکیگا جس کو چاروں فرقہ نیک عقیدہ سمجھیں پس میں اُن بزرگواروں کے نزدیک جو مجھے کانر بتاتے ہیں خواہ اگر دس بیس مسلمانوں کے نزدیک بد عقیدہ سہی مگر مدرسۃ العلوم کا اس میں کیا نقصان ہی ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو یہ بات دیکھنی چاہیئے کہ جو مذہبی تعلیم اُس میں ہونی قرار پائی ہی وہ اُس فرقہ کے مذہب سے جس فرقہ کے لیئے وہ تعلیم ہی موافق ہی یا متضاد - اے بزرگان پنجاب میں آپ سے تمثیلاً ایک بات عرض کرتا ہوں - میں فرض کرتا ہوں کہ میں بد عقیدہ ہوں - مگر میں آپ سے پڑھتا ہوں کہ اگر ایک کانر مرتد آپ کی قوم کی بھلائی پر کوشش کرے تو کیا آپ اُس کو اپنا خادم اپنا خیر خواہ نہ سمجھینگے آپ کے لیئے دولت سرا بنانے میں جس میں آپ آرام فرماتے ہیں اور آپ کے بچے پرورش پاتے ہیں آپ کے لیئے مسجد بنانے میں جس میں آپ خدائے واحد ذوالجلال کا نام پکارتے ہیں چوہڑے چمار قلی کانر بت پڑست بد عقیدہ سب مزدوری کرتے ہیں مگر آپ نہ کبھی اُس دولت خانہ کے دشمن ہوتے ہیں اور نہ کبھی اُس مسجد کے منہدم کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں پس اب مجھ کو بھی اس مدرسۃ العلوم کے قائم کرنے میں ایک قلی چمار کی مانند تقرر کیجیئے اور میری محنت اور مشقت سے اپنے لیئے گھر بنیے دیجیئے اور اس وجہ سے کہ اُس کا بنانے والا یا اُس میں مزدوری کرنے والا ایک قلی چمار ہی اپنے گھر کو مت دےائیے کیا آپ صاحب مجھ ایک بد بخت نامہ سیاہ کی شامت اعمال سے اپنی تمام قوم کو اور اُن کی اولاد کو نسلاً بعد نسل دبرنا اور خراب و خستہ حالت میں ڈالنا چاہتے ہیں اگر آپ سب صاحب میروئی حالت کو بدتر جانتے ہر اُسی سے عبرت پکڑو اور برائے خدا اپنی قوم کی اپنی اولاد کی بھلائی و بہتری کی فکر کرو - اگر مجھ کو بد عقیدہ و کانر و مرتد جانتے ہو اور میرے ہاتھ سے اس کام کا ہونا ناپسند کرتے ہو بسم اللہ میں ملاحظہ ہونے پر موجود ہوں کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو اور اس تمام کام کو انجام دے چشم مار روشن مگر یہ بات کسی طرح پسندیدہ نہیں ہی کہ نہ آپ کریں اور جو کوئی دوسرا کرے تو اُس کو کانر و مرتد بتلا دیں ہمت و جوانمردی اور قوم پرستی کی بات یہی ہی کہ قوم کی بھلائی کرو اور اگر یہ دیکھتے ہو کہ مجھ سے قوم کو بڑائی پھونچنے والی ہی فی الفور مجھ کو الگ کرو اور آپ اس کام کے انجام کا پیرا اٹھاؤ ورنہ کانور میں بیٹھے رہنا اور جو کیم کرنے کا ہی اُس سے

یہ بات سب جانتے ہیں کہ ایسے خاص خاص لوگوں کا ایسا ہونا مرام الناس کو اُن باتوں کے دریافت کرنے سے جو اُن کی ترقی اور بھلائی کے لئے ضرور ہیں معہرور رکھتا ہی ” *

پھر وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ” سب سے بڑا کام اس کتاب کے تالیف کرنے سے مینے اپنے دل میں یہہ ٹھہرایا تھا کہ میں اُس کے ذریعہ سے بڑے بڑے نامی علماء کو اُن باتوں سے آگاہ کروں جن کی اطلاع سے لوگوں کو ایسی باتوں کے دریافت کرنے میں مدد ملیگی جن کی حسب مقتضایہ زمانہ اور مصلحت وقت ہم کو نہایت بڑی ضرورت ہی اور اُن باتوں کا ذکر کروں جن پر فی زمانہ انسان کے جملہ معاملات ظاہری اور باطنی کا مدار ہونا چاہیئے تاکہ جو اہل سیاست بلکہ علی العموم جو لوگ خراب غفلت میں ہیں وہ سب بیدار ہو جائیں ” *

پھر وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ” یورپ کی قوموں کے تمام معاملات نظم و نسق اور طریقہ سیاست اور تمدن کو مینے اس غرض سے بیان کیا ہی کہ مسلمان لوگ بھی اُن میں سے جن باتوں کو اپنے حسب حال اور اپنے حق میں بہتر دیکھیں اُن کو اختیار کرلیں اور جو باتیں ہماری شریعت کے مخالف نہیں ہیں بلکہ مساعد ہیں اُن کو اپنے بردر میں داخل کریں تاکہ شاید وہ اُس تدبیر سے بہرہ اپنے اُن کمالات کو حاصل کرلیں جو کسی زمانہ میں ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں اور شاید ہم اس ذریعہ سے اپنے ہاں کی اس تقریط کے گرداب سے نجات پادیں جو آجکل ہماروں میں پھیل رہی ہی * ”

پھر وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ” اس کتاب کے تالیف کرنے اور اُس میں مطالب مذکورہ بیان کرنے کی ضرورت مجھ کو ظاہر دو وجہ سے معلوم ہوئی اگرچہ حقیقت میں ان دونوں وجہوں کا مآل واحد ہی ایک تو اُن دونوں میں سے غیرت دلا کر پروانہ دینا غیرت دار اور متعلمند اور عالم اور صاحب ثروت اہل سیاست مسلمانوں کا اسبات پر ہی کہ وہ ذرا ہرشیار ہوکر اُن وسیلوں کو دریافت کریں جن کے سبب سے مسلمانوں کی یہہ خراب حالت آئندہ اصلاح پذیر ہو اور جن کے سبب سے اُن کے علم و فضل اور طریق تمدن وغیرہ میں ترقی ہو اور جن کی بدولت اُن کی ثروت و عزت کے سامان مہیا ہوں مثلاً تجارت یا زراعت یا صناعی اور دستکاری کے کام رونق پکڑیں اور اُن سب کاموں کے اسباب اُن کے لئے پیدا ہو جائیں اور جن باتوں سے اُن پر ذلت اور انلاں چھا رہا ہی وہ سب رفع ہوجائیں * * *

دوسری بات جو اس تالیف کا ہدف ہی اُن غافل لوگوں کا ہرشیار کرنا اور متنبہ کرنا ہی جو ایک اچھی بات کو صرف اس خیال سے نہیں اختیار کرتے کہ وہ ظاہر اُن کی شریعت میں نہیں ہی اور اس

اور میں چند مقام اُس کتاب کے آپ صاحبوں کو سناتا ہوں اُنہوں نے ارقام فرمایا ہی کہ ” جب مینے دنیا کی مختلف قوموں کی ترقی اور تنزل کے اسبابوں کو نہایت فکر و تامل کے ساتھ دیکھا اور مسلمانوں اور نونگیوں کی تواریخ سے جہاں تک ممکن تھا تھوٹ تھوٹ کر انکو نکالا اور جو کیفیت مسلمان لوگوں کی اُن حالات کے لحاظ سے جو اُن پر ابتدائے زمانہ میں طاری تھے اور جو فی زمانہ طاری ہیں اور جو آئندہ تجربہ کی رو سے اُن پر ہونے والے ہیں اُن دونوں قوموں کے مورخوں نے لکھی ہی اُس کو بھی مینے دیکھا تو خراہ مضرہا مجھ کو یہہ یقین ہو گیا اور میرے اس یقین کا شاید کوئی مرد مسلمان مخالف نہرگا اور نہ اس کی مخالفت کے واسطے وجہہ نکلیگی کہ جب ہم ایک قوم کی ترقی اور انتظام مملکت کی خوبی کا خیال کریں اور اُس کی ہمت کو بھلائی اور نفع کی باتوں پر حد سے زیادہ مایل پائیں تو اس صورت میں ہم کو اپنی بھلائی کی باتوں کے اچھی طرح سمجھنے اور جانچنے کے لئے بجز اس کے اور کوئی طریقہ نہیں ہی کہ ہم ایک ایسی قوم کی حالت کو نظر تامل سے دیکھیں جو ہمارے گردے کی نہیں ہی اور اُس کی ترقی کے اسباب کو دریافت کریں خصوصاً اُس قوم کی حالت کو جو ہمارے قرب و جوار میں ہی رہتی ہو اور پھر ہم اُن جدید متمدنوں اور کمالات کو خیال کریں جو فی زمانہ علم و عمل کے موافق ہونے سے پیدا کیئے گئے ہیں اور ان باتوں کا لحاظ کر کے ہم تمام دنیا کو یہہ سمجھیں کہ دنیا ساری دنیا ہمزائہ ایک شہر کے ہی جس میں مختلف قومیں اس قسم کی رہتی ہیں جن کی ضرورتیں باہم ملی جلی اور ایک دوسرے پر موقوف ہیں اور یہہ خیال کریں کہ گر ہر ایک فرقہ اپنی خاص خاص ضرورتوں میں اپنے ہی نفس کا محتاج ہی مگر بلحاظ اُن فراہ کے جو سب کی نسبت عام ہیں سب قومیں ایک دوسرے کی محتاج ہیں پس جو شخص ان باتوں پر غور کریگا جو ہمارے تجربہ کی رو سے بلاشبہ صحیح ہیں اور یہہ بھی اپنی دیانت کی رو سے جانتا ہوگا کہ شریعت اسلامیہ دین و دنیا دونوں کی مصلحتوں پر مشتمل ہی کیونکہ دنیاوی معاملات کی اصلاح امور دینیہ کے استحکام کی بنیاد ہی تو اُس شخص کو یہہ بات نہایت بڑی معلوم ہوگی کہ وہ ایسے علماء اسلام کو جو بسبب اپنی امانت اور دیانت کے اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ احکام شریعہ کے جاری کرنے میں مصلحت وقت کا ضرور لحاظ رکھیں غرامض اور دقائق شریعہ کے ٹھونڈے اور معائنہ دینیہ کی حقیقت بیان کرنے سے پہلو تھی کرتا دیکھے اور دانستہ اغراض کرتا پاورے اور ایسے علماء کی عقلیں ظاہری اور باطنی مصلحتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں اور اُن کے ذہن اُن سے خالی رہیں کیونکہ

زمانہ میں غیر ملکہ قوم کی جن باتوں کو اپنے حق میں نافع اور کارآمد دیکھیں اُن کو نہ یاد کر لیں اور جن باتوں کی طرف ہم کو مکند اعدا سے محفوظ رکھنے اور صدہا منفعتوں کے حاصل کرنے میں نہایت حاجت ہو اُن کو اختیار نہ کریں کتاب سنن الہمدی میں شیخ المراق المالکی نے صاف لکھا ہے کہ غیر قوم کے ساتھ جن باتوں میں مشابہت ممنوع ہے وہ صرف دعویٰ باتیں ہیں جو ہماری شریعت کے خلاف ہیں اور جن باتوں کو غیر ملکہ کے لوگ مرافق طریقہ مندوبہ یا مباح یا واجب کے کرتے ہوں اُن کو ہم صرف اس خیال سے نہیں چھوڑ سکتے کہ غیر ملکہ کے لوگوں کا بھی ان پر عمل درآمد ہے اس واسطے کہ ہماری شریعت نے ہم کو غیر قوم کے ساتھ ان باتوں میں مشابہت ہونے سے منع نہیں کیا جن کو وہ قوم بھی کارخانہ قدرت کی اجازت سے کرتی ہو اور حاشیہ در مختار میں علامہ شیخ محمد بن عابد بن الہنفی نے تو یہاں تک بتصریح لکھا ہے کہ جن باتوں میں مشابہت خدا کی بہتری اور ترقی ہر اثر اُن کے کرنے میں ہم کسی غیر ملکہ قوم کے ساتھ مشابہت ہو چاہیں تو کچھ عذابی نہیں ہے اور بڑے تعصب کی بات یہ ہے کہ جو لوگ فرنگیوں کی باتوں کے اتباع سے سخت انکار کرتے ہیں وہ اپنی بھڑکی کی باتوں میں تو انکار کرتے ہیں اور جو باتیں اُن کے حق میں مضر ہیں اُن میں اُن کی مشابہت سے کچھ اُن کو انکار نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ صریح فرنگیوں کا بٹا ہوا کپڑا پہن کر خوش ہوتے ہیں اور اُنہیں کا اسباب گھروں میں رکھتے ہیں اور اُنہیں کے اختیار اور اُڑھروں کی چیزیں استعمال میں لاتے ہیں *

اسی قسم کی بہت سی باتیں اس عالی رتبہ مصنف نے اپنی کتاب میں لکھی ہیں پس دیکھو کہ کس طرح ایک مسلمان سلطنت کا وزیر اور نہ صرف وزیر بلکہ ایک بہت بڑا عالم ہم کو علوم و فنون جدیدہ کے حاصل کرنے کی رغبت دلاتا ہے اور صرف رغبت ہی نہیں دلاتا بلکہ اُس کو دینی و دنیوی قومی ترقی و بہبودی کا ذریعہ بتاتا ہے *

بعض بزرگوار ہم کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ انگریزوں کو سلام نہ کرو کیونکہ اس میں اُن کی عزت کرنا ہے حالانکہ مسلمانوں کو انگریزوں کی عزت کرنی جائز نہیں ہے لیکن اگر کچھ فرض ہو تو مضائقہ نہیں پھر انگریزوں سے مصافحہ کرنے کو حرام بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر مصافحہ کیا ہو تو ہاتھ دھو ڈالنا چاہیئے وہ کہتے ہیں کہ اگر غلطی سے کسی انگریز کو سلام کر لے تو جاکر کہہ کہ میرا سلام پہنچا ہے وہ کہتے ہیں کہ انگریزوں سے دل سے جدائی اختیار کرنی چاہیئے اُن سے درستہ نہ رکھے وہ ہر ایک بات کو

غلط خیال کا منہ پر ہے کہ وہ دوسرے مذہب کے لوگوں کی جملہ باتوں کو اسی قابل سمجھتے ہیں کہ اُن کو ترک کیا جائے خواہ وہ باتیں کسی قوم کی عادات میں سے ہوں خواہ تدابیر ملکیت سے متعلق ہوں یہاں تک کہ وہ غافل لوگ غیر مذہب والے کی تالیفات کو بھی پڑھنا برا سمجھتے ہیں اور اگر کوئی شخص اُن کے سامنے غیر مذہب والے کی تالیفات یا مددہ باتوں کی تعریف کرے تو وہ اُس شخص کو برا بھلا کہنے پر مستعد ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل حماقت کی ہے اور سراسر غلط ہے اس لیے کہ جو کام فی نفسہ اچھا ہو اور ہماری عقل بھی اُس کو تسلیم کرے خصوصاً وہ کام جس کو کبھی ہم لوگ ہی کیا کرتے تھے اور غیروں نے اُس کو ہم سے ہی اُڑا لیا ہے تو ایسے کام سے انکار کرنے یا اُس کے چھوڑ دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ جب وہ کام کسی زمانہ میں ہماری ہی قوم کے عمل درآمد میں تھا تو ہم کو ایسے کام کے پھر حاصل کرنے میں نہایت شوق اور تمنا ظاہر کرنی چاہیئے اور اگر یہ بات مسلم ہے کہ ہر اعلیٰ مذہب اپنے مذہب کے سامنے دوسرے کے مذہب کو ضلالت خیال کرتا ہے لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ غیر مذہب والے کی دنیوی باتیں بھی بری ہو چاہیں یا جو کام کہ مصلحت ملک کی لحاظ سے اُس نے کیا ہے وہ بھی ضلالت ہر جائے اور ہم کو اُن کاموں میں غیر مذہب والی قوم کا اتباع ممنوع ہو دیکھو فرنگیوں کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ جب وہ کسی قوم کا کوئی کام اچھا دیکھتے ہیں فوراً اُس کے کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ اپنی ایسی ہی باتوں کے سبب سے آج اپنی ترقی اور بلندی کے اُس رتبہ پر ہیں جس کو سب لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور حقیقت میں ایک پڑھنے دانشمند کا کام بھی یہی ہے کہ جو بات اُس کے سامنے پیش آئے خواہ وہ کسی کا قول ہو یا نعل ہو اُس کو نظر امتیاز سے تاز کر جائے اور اگر اُس کو اچھا دیکھے تو فوراً اخذ کرے اور دل سے اُس کو بہتر سمجھے کہ اُس کا مرحد دین میں سچا ہو یا جھوٹا اس لیے کہ حق بات کچھ لوگوں سے نہیں پہچانی جاتی بلکہ لوگ حق بات سے پہچانے جاتے ہیں اور حکمت مسلمان کے لیے بمنزلہ گم شدہ چیز کے ہے جہاں کہیں اُس کو پادے نور الیاء * * * حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے قول کی خوبی کی طرف دیکھو قلیل کے حال کی صرف مت دیکھو اور جب کہ ہمارے متقدمین نے غیر ملکہ کے لوگوں سے علوم مناطق کو نفع کی چیز سمجھے کہ اپنی زبان میں ترجمہ کر لیا اور اُس کے رواج کو مستحسن جانا یہاں تک کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جو شخص مناطق نہ جانتا ہر گریا علم اُس کا آپا ہے تو پھر ہم کو کس چیز نے منع کر دیا ہے کہ ہم اس

جو انگریز کرتے ہیں گو کہ وہ دنیاوی ہی کیوں نہ ہو بتاتے ہیں اُن کے علوم کو سیکھنا اُن کے طریقہ تمدن و معاشرت کو سیکھنا اُن کے ساتھ بیٹھنا اُن کے ساتھ کھانا کر کے اُس میں کوئی چیز بھی مستحرمات شرعیہ میں سے نہ ہو بتاتے ہیں اُن کی دوستی کو تو اشد کفر میں اُنہوں نے داخل کیا ہے پس اب آپ صاحب ان دونوں نصیحتوں پر غور فرمادیں کہ ان میں سے مسلمانوں کے لیئے کون سی بہتر ہے میں تو اس پچھلی نصیحت کو مذہب اسلام کے بھی برخلاف جانتا ہوں کیا ہمارا مذہب اسلام جو بالکل سچائی ہی ایسی درغلی باتیں سکھاتا ہے اور کیا ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں یہ بہتر ہے کہ انگریزوں سے دشمنی رکھیں دریا میں رہیں اور مگر مچھہ سے بیدار کیا در حقیقت مذہب اسلام کا یہ حکم ہی ہرگز نہیں ہرگز نہیں مذہب کی رو سے ہمارا فرض ہے کہ ہم بادشاہ رقت کی گورہ کافر ہی کیوں نہ ہو دل سے اطاعت کریں سب سے سچی دوستی سے ملیں جو عیسائی و یہودی و ہندو ہمارے دوست ہیں ہم نہایت سچی دوستی اور دلی محبت سے اُن سے پیش آئیں مگر اُن کے مذہب کو سچا نہ سمجھیں بلکہ خدا سے دما مانگیں کہ وہ ہمارا دوست اسلام کی راہ راست پر آجائے اگر ہم اپنے مذہب کی خوبی اور نیکی اور عہدگی غیر مذہب والوں کو دکھانی چاہیں اور اُن کے دلوں کو اپنے مذہب کی طرف مایل کرنا چاہیں تو بھی اس سے زیادہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم اُن سے نہایت سچی محبت اور دلی ہمدردی سے پیش آویں ہمارے ہادی ہمارے پیشوا خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی کیا خدا فرماتا ہے فَمَا رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ لِمَن لَّمْ يَلْمِ وَ لَوْ كَفَرَ نَصْرًا غَلِيظًا لَقَبَلْنَا قَبْلَ اس کے کہ سلطنت اسلامیہ ہندوستان میں آئے اسلام کے نور سے ہندوستان منور ہوا ہے جن کے مزارات متبرکہ کے نشانات اب تک ہندوستان کے ہر مقام میں موجود ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہمارے دوست مولوی امداد الملکی صاحب کے افعال بھی یہی ہیں ایام قدر میں اُنہوں نے بہت کچھ خرچ خواہی انگریزی گورنمنٹ کی ہی میونسپل میڈل جس میں جناب ملکہ معظمہ وئٹوریا کی تصویر ہے اُن کو ملا ہے اُس کو پہنتے ہیں اور نہایت نظر کرتے ہیں ہر ایک انگریز سے نہایت عاجزی سے پیش آتے ہیں اور اگر کبھی نواب افٹننٹ گورنر صاحب مجلس میں ہوتے ہیں تو اپنا دل اور اپنی آنکھیں فرش راہ کرتے ہیں *

ایسے صاحبوں مجھ کو معاف کرو کہ میری گفتگو کچھ لہجہ ہو گئی میرا مقصد تھا کہ اس مجلس عام میں تمام حالات کو صاف صاف

اس شہر میں آپ صاحبوں نے جو صدر سب کمیٹی واسطہ تحصیل چندہ مدرسۃ العلوم کے مقرر کی ہے اُس کی شکو گزاری ہم مسلمانوں پر واجب ہے اور اُمید ہے کہ جو لوگ اس کے متحرک ہوئے ہیں اُس کی جزائے خیر خدائے کریم سے پورینگے اور اس میں بھی شک نہیں کہ جب تک مسلمانوں کی نسل ہندوستان میں ہے اُن کا نام نامی ہمیشہ ہماری قوم میں یاد رہیگا اب میں آپ صاحبوں کا دل و جان سے شکر ادا کرتا ہوں اور جس طرح کہ میں بزرگان پنجاب کا ممنون اور شکر گزار ہوں اسی طرح میں پنجاب کے نامی گرامی اخباروں اور اُن کے ایڈیٹروں بالتخصیص پنجابی اخبار لاہور و کوہ نور و اخبار انجمن پنجاب و دہلی اخبار کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کی بڑی تائید کی اور جو حق قومی ہمدردی تھا وہ ادا کیا خدا ہمارے کاموں کا مددگار ہو و آخر دمرائان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و اہل و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین *

صاحبوں میں قومی ہمدردی کا جوش ڈھپ ہوتا ہی اور مجھکو
امید ہوتی ہی کہ اہل پنجاب اپنے فیاضانہ جذبہ سے مدرسۃ العلوم
میں ایک نمونہ قائم ہوئے *

اس کے بعد سید محمد محمود صاحب بیرسٹر ات لا خلف الصندق
نجم الہند جناب مولوی سید احمد خان صاحب بہادر کھڑے ہوئے اور
حاضریں جاسے کی طرف مخاطب ہو کر حسب ذیل تقریر کی *

تقریر سید محمد محمود صاحب

بیرسٹر ات لا

جناب صدر انجمن و بزرگان اسلام سائلان پنجاب

میرا اس موقع پر آپ صاحبوں کے سامنے کھڑے ہو کر کسی قسم کی
گفتگو اُن امور پر کرنا جن کا حال آج آپ اس قدر مفصل سن چکے ہیں
بالکل ایک نغور کام ہی اور گو میرا یہاں آنا محض ایک امر اتفاقی تھا
اور نیز اس وقت آپ لوگوں کے سامنے گفتگو کرنا بھی صرف برجستہ اصرار
چند احباب کے ہی لیکن تاہم میں یقیناً اس بات کو بہتر سمجھتا
ہوں کہ گو میرے چند الفاظ اُس جوش دل کے اظہار کے واسطے جو
مجھکو اور میرے ساتھ تمام مسلمانوں کو اس موقع پر ہونا چاہیئے
کسی قدر ناقص اور نا کافی ہوئے اور گو میرے وہ چند الفاظ کچھ
فائدہ مند نہ ہوں مگر اتنا فائدہ اُن سے ضرور ہوگا اور آپ صاحبوں
کے دل پر اس قدر بے شک ظاہر ہو جاویگا کہ ایک اُڑ شخص بھی
ایسی ہی داسروزی کے ساتھ اس مجلس میں شریک ہی *

آپ صاحب نہایت عمدہ طور سے سن چکے ہیں کہ ہماری قوم جو
کسی زمانہ میں فتہمند قوم تھی جس کے پاس کسی زمانہ میں
ہر قسم کے علم موجود تھے علم طب علم انجینیئریم علم عمارت اور اُڑ
ہر قسم کے علوم و فنون جو انسان کی ذاتی راحت اور ذاتی منفعت
خواہ قومی فخر سے علافہ رکھتے تھے اُس کے پاس موجود تھے — وہ
قوم جو کسی زمانہ میں تمام دنیا کی قوموں میں معزز تھی — وہ
قوم جو ایک نہایت خواب و خستہ ویران جنگلوں سے نکلی جہاں
کوسوں تک آبادی اور میلوں تک پانی اور سایہ نہ تھا — وہ قوم جو
اُس زمانہ سے رفتہ رفتہ اپنے خدا کی مہربانی سے اور اپنی قومی مہمت
کے واسطے سے اُس جنگل سے جہاں سوائے ستاروں اور ہمارے رسول
مقبول کے کوئی اُن کا رہنما اور ہادی نہ تھا ایسے ایسے ملکوں میں
داخل ہوئی جو قدیم زمانوں سے اپنے آپ کو نہایت مغرور اور زور آور
سمجھ رہے تھے — وہ سلطنتیں بادشاہان روم کی اور وہ قیصر جن کی
فوجوں کی کوئی حد اور شمار باقی نہ تھی — وہ کیاں ایران جنکے
آگے ہزارہا سوار اور پیدل صف بستہ حاضر تھے سب کو ہماری قوم نے
مطیع کیا — ہم جن کی مورث وہ قوم تھی جنہوں نے اُس ویران
جنگل سے نکل کر اُن زہر مند اور قوی پہلوؤں کو فتح کیا اور اپنے

اس کے بعد مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر سب آرڈینریٹ
جج ہائیکہ نے مجمع سے حسب ذیل گفتگو کی *

تقریر مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب

بہادر

اے حضرات! بے جا اب اگرچہ اس سے پہلے میں نے اس بات کا قصد
نہیں کیا تھا کہ میں اس انجمن میں کچھ گفتگو کروں لیکن میرے
اُن معزز دوستوں نے جو اس معزز مجلس میں میرے لانے کے باعث
میں مجھ سے خواہش کی ہی کہ میں بھی چند الفاظ اس مجلس
میں بیان کروں لہذا پورا ہندی اُن کے ارشاد کے کچھ کھڑا ضرور ہی
سب اہل اسلام اس بات کو جانتے ہیں کہ ہماری قوم کے آغاز کو
تھوڑے سو برس کے قریب گذرے ہیں — یہ قوم ایک ایسے ملک میں
تھی جہاں در حقیقت علوم عقلی کا نشان بھی نہ تھا لیکن جب سے اس
قوم کا آغاز ہوا چہ سو برس تک اس قوم نے اپنی کوشش سے اپنی
ترقیات ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچائیں جس سے وہ بھی دنیا کی قوموں
میں اعلیٰ درجہ کی قوم شمار ہونے لگی — بہت سے فنون اس قوم میں
ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچے جن کی وجہ سے اس قوم کو اُن کا مرجع
کہنا بیجا نہیں ہی — اس قوم سے اُن قوموں نے بہت سے علوم کو
اخذ کیا ہی جو آج شایستہ خیال کی جاتی ہیں چہ سو برس کے
بعد اس قوم نے اپنی حالت میں تنزل شروع کیا اور اب اُس ابتر
حالت میں پہنچی ہی جس میں آج ہم اور آپ اُسے دیکھتے ہیں
جن علوم کے اُن کے باپ دادا مرجع تھے آج اُن سے اُن کو مطلق
واقفیت نہیں ہی — جو والوالہزمیاں ان میں پہلے وقتوں میں تھیں
اُن کا اب اُن میں اثر بھی باقی نہیں رہا — یہ ہمیشہ کا قاعدہ
ہی کہ جس قوم نے ترقی پائی ہمیشہ اُس نے اپنے قومی اتفاق سے
ترقی پائی ہماری قوم میں یہ بات مدت سے معدوم ہو گئی ہی
اس سبب سے ہماری قوم پر اب یہ حالت تنزل کی طاری ہوئی ہی
جس سے آج وہ سب سے ادنیٰ درجہ میں شمار کی جاتی ہی بعض
مسلمانوں نے اپنی بڑی حالت دیکھ کر اور اپنی ہمسر قوم کو آگے
بڑھا ہوا پایا اس بات کی فکر کی کہ ہم کو اُن اسباب کا سرچنا
چاہیئے جن کے سبب سے ہماری یہ حالت ہو گئی چنانچہ انہوں نے
اول ایک کمیٹی قائم کی جس میں اول اس بات کا تصفیہ ہو گیا کہ
وہ اسباب کیا ہیں اور نتیجہ اُس کا بالکل یہ تھا ”بے علمی“
اسی واسطے اس قوم کے لوگوں نے اپنے واسطے ایک مدرسۃ العلوم قائم
کرنے کی فکر کی ہی اور چونکہ اس مدرسۃ العلوم کے واسطے کثیر چندہ
کی ضرورت ہی لہذا ہندوستان کے ہر حصہ کے مسلمانوں سے چندہ
ہونا ضرور ہی جس جوش سے کہ آج اہل پنجاب مختلف مقامات
سے تشریف لاکر اس مجلس میں شامل ہوئے ہیں اُس سے آپ

مذہب کو جس کو وہ اپنے دل سے سچا سمجھتی تھی ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل دیا اب اُس قوم کی بقایا کون ہی ہم لوگ ہیں جو اس وقت موجود ہیں پس وہ لوگ جو مسلمانوں کی تاریخ سے واقف ہیں خوب جانتے ہیں کہ سنہ ایک ہجری سے سنہ ۶۰۰ ہجری تک مسلمان بے شک ترقی کرتے گئے اپنے پرانے خیالات پر پستی کو ترک کرتے گئے اور اپنے گرد و نواح کے ملکوں سے اور انہیں قوموں سے جن کو انہوں نے فتح کیا تھا علم و ہنر کا ثمرہ حاصل کرتے رہے یونان سے ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا اور یہ ترقی قریباً سنہ ۶۰۰ ہجری تک برابر جاری رہی مگر پھر یہ قوم ایک اچھالے ہوئے پتھر کی مانند نیچے کو گرتی چلی آئی اب خیال کرو کہ بارہ سو برس پہلے کیا تھا اور غور کرو کہ ملک پنجاب و ممالک مغربی و ہنگالہ و اردہ و دیگر ممالک ہند میں غدر سے پہلے کس قدر ہمارے پاس دولت تھی کس قدر ایسے عالم موجود تھے جن کی شامری جن کی خورش بیانی تمام قوم کے بچے بچے کے لیئے بھی موجب فخر تھی اب کہاں ہی وہ زبان جس کی موجود ہماری قوم ہی - وہ مسلمان جنہوں نے اس ملک کو فتح کیا اور جنہوں نے اس زبان کو قائم کیا جس میں اس وقت میں آپکے سامنے یہ مرض کر رہا ہوں - وہ زبان جو کہ چند قرن پیشتر کوئی زبان نہ تھی اور اب وہی زبان ہماری اصلی زبان خیال کی جاتی ہے وہ زبان جس میں اب ہم اپنے خیالات اپنے درستوں سے اپنی جہروں سے اپنے بچوں سے ظاہر کرتے ہیں بتاؤ کہ اس زبان میں وہ کون ہی جسکو اب ہم بڑا شامر یا ایک بڑا منشی کہہ سکیں دہلی بلاشبہ وہ مقام ہی جس کا ہر دور دیوار سپر کرنے والے کے واسطے ایک بڑا پر اثر سبق ہی جس کے ہر خستہ میزار اور ہر خستہ در سے ملکوں کی تاریخوں کا حال کہلتا ہے جس میں ایسے لوگ بھی گذرے جن کا خطاب طرطی ہند تھا بتلاؤ کہ اب وہاں کون ایسا شخص باقی ہے جس پر ہم نظر کرسکیں آخر زمانہ میں البتہ ذوق مومن خاں اور سب سے آخر میں مرزا غالب ایسے کامل شخص تھے جن کی فارسی جنکی اُردو ہم اپنے ہاتھ میں لیکر اُس پر نظر کرسکتے ہیں اُن کے مضامین سے اپنے دل کو شاد اور اپنے احباب کو اُن سے خورش کرسکتے ہیں مگر وہ زبان جسکے ہم موجود تھے اب چند سال کے بعد شاید بالکل مروجہ نہ رہے گی آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ کے ہمسایہ میں یعنی اضلاع شمال و مغرب میں ہمارے بھائی قوم ہندو جو اگر دانشمندی سے ہندوستان کے عام فائدوں پر غور کرتے تو کبھی ایسا خیال نہ کرتے انہوں نے یہ خواہش کی ہے کہ اُس زبان کو سرکاری دفتروں میں سے مٹا ڈالیں ہماری ہمسایہ قوم نے اس بات کا کچھ خیال نہیں کیا کہ آپس میں تو یہ کیا نتیجہ حاصل کریں گے میں کہتا ہوں کہ اب یہ قوم شاید ہمارے

ساتھ دست بدست چلنا نہیں چاہتی اور جو بڑی کوشش اُن کی طرف سے ہو رہی ہے اُس کا نتیجہ بالکل یہ ہوگا کہ وہ چند مسلمان جو اس ملک میں اب تک بھی کسی کسی دنترو میں بطور معزز یا اظہار نویس کے روزی پاتے ہیں وہ بھی اپنی روزی سے معزوم ہو جائیں اب اُن تاریخی راتعات کے اظہار کی طرف بھی انہوں نے توجہ کی ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں سے متعلق ہیں وہ رنج ظاہر کیئے جاتے ہیں جو کسی زمانہ میں ہمارے مورثوں کی بد اعمالیوں سے ہندوؤں کو پہونچے تھے میں کہتا ہوں کہ ان پرانی باتوں کا مدفون ہی رہنا بہتر ہے یہ نسبت اس کے کہ وہ جگائی جائیں اور دونوں قوموں کے سامنے پیش کی جائیں اور وہ رولہ پیدا کیا جارے جس سے ملکی خرابیاں پیدا ہوں میرا مرکز یہ مطلب نہیں ہے کہ میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں میں کسی طرح رنج کو پیدا کریں حاشا نہ! - میں ہمیشہ دل و جان سے اس بات پر یقین کرنے والا ہوں کہ جب تک مسلمان و ہندو ایک برادرانہ مصہبت سے ملک کی ترقی میں کوشش نہ کریں گے اُس وقت تک ہمارے ملک کو پوری ترقی نہرگی نہ ہوگی یہ ترقی کر جائیں مگر جب تک ہندو ناہیستہ رہیں جن کی تعداد اس ملک میں ہماری یہ نسبت بہت زیادہ ہے اُس وقت تک ہمارا ملک اندھیرے میں رہیگا جب تک ہمارے وہ درست جن کی مصہبت سے ہمارے دل کی خورشی جن کی دولت سے ہماری زندگی کی راحت ہے خراب خستہ حالت میں رہیں گے ہرکو کبھی پوری خوشی نہیں ہوسکتی ایک ایسے زمانہ میں جس میں دنیا کی سب قومیں ترقی کر رہی ہیں جس وقت ہر قسم کے علم و ہنر کو اعلیٰ درجہ کی ترقی ہوتی جاتی ہے جس وقت کہ سب وہ حق اور استحقاق جو کہ برٹش سبجیکٹ یعنی رعایاے برطانیہ کو دن بدن ملنے جاتے ہیں کیا ہمکو زیبا ہے کہ آپس میں قومی اختلاف کو ترقی دیں کیا ایسے زمانہ میں ہمکو یہ مناسب ہے کہ آپس میں لڑیں اور ایک دوسرے کو کانر و ملحد ٹہراویں کیا یہ وہ موقع ہے کہ اپنی کم و بیش کوشش کو بھی اپنے آپس کے اختلافوں سے بیکار کر دیں *

اے سائنان پنجاب کو تمہارا ملک ہمارے ملک سے دور ہے اور کو تمہاری اور ہماری زبان میں کچھ اختلاف ہے اور کو تمہاری اور ہماری شکل میں بھی کچھ فرق ہے مگر یہ وہ زمانہ ہے کہ ہم اور تم ملکر ملکر ایک آدمی کے ایک ہی مقصد کے واسطے ایک سی جواٹ ایک سی مالی ہمتی کے ساتھ کھڑے ہو جائیں ہمکو اور تمکو یکساں اس مدرسۃ العلوم کی مدد پر آمادہ ہو جانا چاہیئے تاکہ ہماری اور تمہاری اولاد اُس سے فائدہ اُٹھارے اور ہمکو تمکو دعا دے اب اب تک ہم یہ نظر کرتے رہیں کہ ہم فلاں کے پوتے ہیں اس نظر میں کہ

میرا صرف یہی مطلب ہی کہ چند لمحہ کے واسطے پھر آپ غور کریں کہ ہم کون تھے اور کیسے تھے اور اب کیا ہو گئے ہمارے مورث کون تھے اور ہم اپنے منصب کے سبب سے کیسے ہو گئے نہ ہمارے مذہب ہی کی کچھ عزت باقی رہی نہ دولت دنیا ہی کچھ ہات آئی یہی مصروف ہانکل مسلمانوں کے حال پر صادق آتا ہے —

نہ خدا ہی ملا نہ رصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اردھر کے ہوئے * پس ان سب خراب خستہ حالات سے اور نیز اُس نگاہ سے جو ایک دراندیش قاتل سکتا ہی ہو کہ نہایت دل و جان سے اس بات کی کوشش کرنا چاہیئے کہ ہنگامہ کے مسلمان وسط ہند کے مسلمان اودہ کے مسلمان پنجاب کے مسلمان شمال مغربی اضلاع کے مسلمان سہر ملکر ایک ایسا بڑا مدرسۃالعلوم قائم کریں جس میں تمام مختلف اضلاع کے طالب علم تعلیم پاکر مصیبت وطن ہمدردی سیکھیں جو تمام تعلیم و تربیت کا اصل و اصل ہی اگر یہ نہ کر دے تو یاد رکھو کہ ہماری اولاد جو ہمارا ہی خون ہماری ہڈی ہمارا پوساں ہی ہو گا ہم کو بہت پرانیوں سے یاد کریگی کہ ہمارے مورث جنکے اختیار میں تھا کہ ہم کو اندھیروں سے گڑھوں سے نکالیں انہوں نے اُس میں کچھ کوشش نہ کی — خوب یاد رکھو کہ اس وقت سنہ ۱۸۷۳ء کے مسلمان جنکی قوت میں اب تک بھی ہی کہ اپنی تربیتی ہوئی اولاد کو پھیلادیں اگر خدا نظر راستہ وہ نہ بھارینگے تو ہماری اولاد ہمارا نام پڑے پڑے ہوئے اور ہزاروں لعنت و ملامت کریگی پس اے مسلمانوں میری اس دلی نصیحت کو دل سے سنو — نصیحت اگر دیوار پر بھی لکھی ہو تب بھی عقلمند آدمی اُس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہی تم بھی میرے ان چند ناچیز کلمات پر غور کرو کہ مدرسۃالعلوم کا قائم ہونا حقیقت میں کیسا کچھ ضروری امر ہی *

لیکن جس وقت میں اس موقع پر ہزاروں مسلمانوں کو دیکھتا ہوں جن میں بڑے بڑے رئیس اور لائق اور ہر درجہ کے باوقعت ارگ شامل ہیں — جس وقت میں اُس دلی جوش اور مصیبت وطن اور قومی ہمدردی پر غور کرتا ہوں جو ان سب لوگوں کو ضلع لاہور اور پنجاب کے مختلف حصوں سے اس موقع پر کھینچ لایا ہی — جس وقت میں غور کرتا ہوں کہ آپ کس غور سے اس کارروائی کو دیکھ رہے ہیں — جس وقت میں اپنے آپ کو ایسے بزرگوں کے مجمع میں گھڑا ہوا ہوتا ہوں جنکی زبان بھی ایک ہی ہو تو بے شک وہ بڑا کام جس کے واسطے آج یہ جلسہ منعقد ہوا ہی اور جس کے واسطے چند ارگ نہایت کمزور بستہ طور سے اور نہایت ہمت سے کوشش کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی ہو شخص اُس کی سعی میں مصروف ہی ہو گا کچھ دشوار معلوم نہیں ہوتا اور اب میں اپنی تقریر کو بڑی دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں *

ہمارے باپ دادا ایسے اور ایسے تھے کہ اب تک اپنی عمر گزاریں کیا ہماری قوم اس چھوٹی سی شیعہ کے وسیلے سے کبھی ترقی پا سکتی ہی کیا ایسی قوم جس کو تمام ہندوستان کی حکومت حاصل ہی نہ صرف ہندوستان بلکہ کل ایشیا میں اُس کی قوت پائی جاتی ہی وہ قوم جو ایک نہایت دور دس جزیرہ سے اس ملک میں آئی کیا ان باتوں سے ہماری کچھ عزت کر سکتی ہی جو احسانات اس قوم نے ہمارے ملک پر کیئے ہیں حقیقت میں ہم اُن احسانات کے شکریہ ادا کرنے کے بھی لائق نہیں ہو سکتے جب تک قریباً قریباً ایک ایسا ہی مدرسہ جس کی بنیاد کی اب تجویز ہی ہم قائم نہ کریں اگلے زمانوں میں بھی بے شک بڑے بڑے مدرسہ لاہور روپہ کے صرف سے قائم ہوتے تھے مدارس کے واسطے بڑے بڑے وظیفہ مقرر ہوتے تھے مگر وہ سب ایک شخص کی دلی خواہش کا نتیجہ ہوتے تھے جس کو ہم بادشاہ کہتے تھے یا کسی ایک امیر کی فیاضی سے ایسے مدارس جاری ہو جاتے تھے مگر اُن مدارس اور مدرسۃالعلوم میں بڑا فرق ہی مدرسۃالعلوم جو قوم کے اتفاق سے قائم ہو گا ہانکل ایک نئی شے ہی اور یہ اچھی تمثیل سے بیان ہوا ہی کہ کوئی معمار جو کسی مسجد کو بناتا ہی اُس کے ذاتی خیالات کی وجہ سے مسجد میں کوئی رخ نہ نہیں پڑتا پس اسی طرح آپ سب صاحب ہمارے ذاتی خیالات سے قطع نظر کر کے مدرسۃالعلوم کے قیام میں کوشش کیجیئے ہر پیسہ ہر زرہ ہر کڑی جو اس کام میں صرف ہوگی اُس سے آپ کا قومی جوش قومی مصیبت ثابت ہوگی پس میں آپ لوگوں کے سامنے بہت ملک و سماج سے مرض کرتا ہوں کہ آپ صاحب ضرور اس کام میں مدد کیجیئے اور یاد رکھیئے کہ جب تک ہمارا ملک پر از فساد ہی جب تک ہمارے دلوں میں بغض حسد کینہ اور سب سے کینہ عادت تصعب مذہبی کی باقی رہیگی تب تک کبھی ہماری قوم کسی طرح اعلیٰ درجہ پر نہیں پہنچ سکتی جب تک ہم سچے دل سے اس بات کا یقین نہ کر لینگے کہ انگریزی قوم ہماری دل سے خیر خواہ اور ہماری ترقی چاہنے والی اور ہم کو آسائش اور راحت پہنچانے والی ہی اور جب تک ہم اُس مصیبت کو ظاہر نہ کریں جو ایک جاندار کو دوسرے جاندار سے علی الغصص ایک انسان کو دوسرے انسان سے ہوئی چاہیئے تب تک ہم کو انگریزوں کی طرف سے کوئی توقع ایسے ہی خیالات کی نہ رہنی چاہیئے نہایت مشہور مثل ہی کہ دل کو دل سے راہ ہی ایک استاد نے بڑی عربی سے بیان کیا ہی —

دل را بدل رہی سے دریں گنبد — پھر

از سرے کینہ کینہ و از سرے مہر مہر

اب میرا یہی مطالب نہیں ہی کہ انہیں مطالب کو جن کو آپ ابھی مفصل سن چکے ہیں پھر آپ کے سامنے مکرر مرض کروں البتہ

اس کے بعد نجم الہند جناب محمد حیات خاں صاحب بہادر
اسٹنٹ کمشنر نے کھڑے ہو کر حسب ذیل گفتگو کی *

تقریر نجم الہند جناب محمد حیات خاں

صاحب بہادر

صاحبان — ہماری قوم کے عالم و فاضل صاحبان نے اس جلسہ
میں ایسی تقریریں نورانی ہیں کہ مجھ کو اُن مقاصد کی نسبت اپنی
طرف سے کچھ بھی کہنے کو باقی نہیں معلوم ہوتا تاہم اُن کی تائید
میں اس قدر کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مدرسۃ العلوم جس کی
امداد کے واسطے آج کا یہ مبارک جلسہ منعقد ہوا ہے اُس کے
تایم ہرنے کی ضرورت آفتاب کی طرح روشن ہے مدرسۃ العلوم کے قیام
سے جس کی شاخیں آفتاب کی کرنوں کی مانند ہند کے ہر حصہ میں
علم کی روشنی پھیلا رہی ہیں اُس سے یقیناً خدا کے فضل سے ہماری قوم
کی دینی اور دنیوی حالت کو کامل ترقی ہوگی یہ ایک ایسا رفاہ عام
کا کام ہے کہ اس میں ہر ایک انسان کو اُس فرض کے ذریعہ سے جو
قدرت نے انسانی ہمدردی کا قیام کیا ہے بڑی فراخ حوصلگی سے اعانت
کرنی چاہیئے *

بوادراں اسلام یہ اپنے تربتے ہوئے بھائیوں کی دستگیری کا وقت
ہی کیا تم لوگ اپنے ہم امت بھائیوں کو جن کی غم خواری میں
ہمارے رسول اکرم شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں پر
وصال کے وقت بھی اُمتی اُمتی کا پر مہکتا لفظ تھا مدد نہیں دوگے
نہیں مجھے یقین ہے کہ بڑی فیاضی سے دوگے دنیا رفتنی و گذاشتنی
دی سکندر اعظم کا مشہور قصہ کہ اُس کی وصیت کے بموجب مرنے
کے بعد اُس کے دونوں خالی ہاتھ نفن سے باہر کیئے گئے تھے ہم کو
عبرت کے ساتھ یہ بات یاد دلانا ہے کہ جب ہم نیست سے نیست
ہوئے تو کچھ ساتھ نہیں لائے تھے اور جب ہم نیست سے نیست
ہونگے تو کچھ ساتھ نہیں لیجاوینگے پس ہمارا توشہ آخرت یہ
ہی کہ اپنی کمائی بڑی فیاضی اور سفارت کے ساتھ نیک کاموں میں
صرف کریں اور اس کے ذریعہ سے ”سختیاں ز اموال ہو میثورند“
کے مصداق بنیں —

کہ ”سختیاں غم سیم زر میثورند“ اس کا رخیر کے واسطے جو اصلی
رفاہ قومی ہے چندہ دو فیاضی اور سفارت سے دو اور پنجاب جیساکہ
اپنی عادل گورنمنٹ کی تمک حلالی میں نامور ہے ویسا ہی اپنی
قومی بہبودی میں مقتدر ہونا چاہیئے — وہ امرا و روسا جو تعاق
ملازمت نہیں رکھتے اُن کی نسبت میں کوئی مقدار یا پیمانہ اس
سفارت کا گزارش نہیں کر سکتا جس قدر وہ اپنے ہوطنوں کی بہبودی
میں دیں اُسی قدر تھوڑا ہی مگر جو شرفاء اور معززین اہل اسلام

سرکاری ملازم ہیں کیا وہ اس نیک کام کے واسطے سال کے بارہ مہینوں
میں سے ایک ماہ کی آمدنی وقف کرنی لازم نہیں سمجھینگے ہمارے
ہم وطن بھائی بعض عہدہ رسمیات شادی وغیرہ میں یہاں تک ذہول
خرچی کرتے ہیں کہ اُن کی کئی سال کی آمدنی ساعتوں کے پیچ خاک
میں مل جاتی ہے جس مصرف پر کارے نہ مصلحتی کا مقولہ صادق
آتا ہے کیا وہ اپنے وطن اور قوم کی دوام بہبودی میں اپنی سالانہ
آمدنی کا بارہواں حصہ ایک دنہ سفارت کرنے سے دریغ کرینگے نہیں
ہرگز نہیں کرنا چاہیئے — پنجاب کی ہونے دو کروڑ مردم شماری میں سے
مسلمان نصف سے زیادہ تقریباً ایک کروڑ ہیں اگرچہ نظر پر حالت
کثرت باعتبار دولت مال میں اُنکو مفلس ہی کہتا ہوں (جو مفلسی
کہ اُن کی اپنی ہی شامت اعمال اور ترک تعلیم سے حاصل ہوئی ہے)
تاہم اگر سب اس ضروری کام کو ضروری سمجھیں تو کس قدر رقم
کثیر پنجاب سے حاصل ہو سکتی ہے لاہور امیتس کے شرکاء اور امراء
اور خاص و عام کو جو پنجاب کی دارالامارت میں ہیں نہ صرف پنجاب
بلکہ نل ہندوستان میں اس رفاہ عام کے کام میں سفارت اور فیاضی
میں ایک درخشندہ اور روشن نظیر اور نمونہ بننا چاہیئے جسکی
بہبودی خدا کے فضل سے پنجاب کے ہر ایک حصہ میں سب کمیٹیوں
کے ذریعہ سے شروع ہے — صاحبان عالی شان انگریز جو ہمارے فرمانروا
ہونے کے باعث سے اپنے اُس فرض کے پیرو ہیں جو ہر ایک منصف
فرمانروا کو رعایا کی بہبودی عام کی نسبت ہرگز چاہیئے وہ ہم کو اپنی
فیاضانہ بخشش اور امداد سے کبھی محروم نہیں کرینگے — جائے فخر
اور اہل اسلام کی طرف سے شکریہ ہے کہ جناب لارڈ ناوتھ ہورک
صاحب بہادر جو ہماری مادر سے زیادہ مہربان حضرت مالکہ معظمہ
کرنین و کٹوریہ دام ظلہا کے ویسراے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے
ہم مسلمانوں کی بیکس حالت پر رحم فرما کر اپنی جیب خاص سے دس
ہزار کا عطیہ عطا فرمایا ہمارے پنجاب کی خوش قسمتی سے ہمارے
پنجاب کے لفٹننٹ گورنر انریبل رابرٹ دیورٹس صاحب کو بھی اپنی
رعایا کی بہبودی واجب اور ترقی قومی کے طرف بہت ہی خیال ہے
جو ہمارے مدرسہ کے واسطے مبارک نال ہے اور دیگر بہت سے امراء
اور شرکاء انگریز نے دور و نزدیک سے مدد دی اور آئندہ بھی بہت امید
ہے — ہمارے مسلمانوں کی صدر مجلس مدرسہ اسلامیہ کا یہ اصول
ہی کہ صاحبان انگریز جنکی ہم تابعانہ رعیت ہیں اُن سے ہم ہر ایک
مدد اور عطیہ نظر اور شکریہ کے ساتھ قبول کرینگے — اور صاحبان
ہند میں سے وہ راجے اور مہاراجے اور روسا خود مختار جنکے ممالک
میں مسلمان رعیت آباد ہے اُن سے بھی اُس فرض کے اصول پر جو
مالک کو اپنی رعیت سے ہونی چاہیئے مسلمانوں کی بہبودی کے واسطے
عطیہ کی استدعا کرنا ضرور ہے — مگر دیگر صاحبان اہل ہند سے

چیف جسٹس بولنوز صاحب و کرنل ینگ صاحب کمشنر و مسٹر سمایتہ صاحب ڈپٹی کمشنر و مسٹر کان صاحب اور دیگر صاحبان کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی رزق افزوزی سے ہماری مجلس کو اعزاز بخشا اور حکام انگریز کی مہربانی اور مدد کے سواے ہماری کرم پوری کامیابی اور بہبودی تعلیم اور ہر رفاہ عام کے کام میں حاصل نہیں کرسکتی *

اخیر ہر مہری دعا ہی کہ خداوند کریم ہماری قوم کو ہایستگی اور تربیت میں کامیاب کرے اور اپنی شاہنشاہ حضرت ملکہ مظاہرہ کرئیں و تھوریا دام ظلہا کی وفاداری اور نمک حلائی میں سر کرم اور مصروف رکھے جو ہمارے پاک مذہب کی رو سے اپنے بادشاہ کی وفاداری کا فرض ہی — امین *

بعد اس کے خان بہادر معتمد برکت علی خاں صاحب سکرٹری کمیٹی نے بیان کیا کہ جناب خلیفہ سید معتمد حسین صاحب میر منشی جناب مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کا مصمم ارادہ اس جلسہ میں تشریف لانے کا تھا لیکن انیسویں کی وجہ سے تشریف نہیں لاسکے مگر جو خط انہوں نے میرے نام بھیجا ہے وہ میں اس موقع پر پیش کرنا مناسب جانتا ہوں چنانچہ سکرٹری صاحب مصروف نے وہ خط پیش کیا جس کی نقل پچیسہ ذیل میں درج کی جاتی ہے *

نقل خط

جناب خلیفہ سید معتمد حسین صاحب میر منشی ریاست پٹیالہ
بنام

جناب خان بہادر معتمد برکت علی خاں صاحب بہادر

جناب خاں صاحب معتمد و مطاع دوستان زاد الطائف

تسلیم کے بعد گزارش ہے کہ قبل ازیں ایک نواز نامہ بھجوا کر منایات نامہ مطابقت متضمن عذر عدم حاضری خود ارسال خدمت کرچکا ہوں — آج مرحمت نامہ دستخطی خاص شرف ورد لایا میں بسرور چشم بلکہ بدل و جان آپ کی خدمت میں فی الحقیقت اُس موقع پر حاضر ہونگا مگر بظاہر پٹیالہ میں بیٹھا ہوا ہوں — آپ کو اس امر کا یقین دلانا اور جتنا ایک امر زائد ہے کہ میں ہر وقت آپ کی مدد و توجہ کو دیکھ دیکھ کر کیسا خوش ہوا کرتا ہوں اور اب کیسے شوق و رغبت سے منتظر دریافت نتیجہ ان مسامی نمایاں کا ہوں — امر واقعی یہ ہے کہ آپ نے مثل اپنے سرکاری بہت سے کارناموں کے یہ کام ایک بڑا قومی کارنامہ کر کے مسلمانان پنجاب کی ظاہری و باطنی عزت بڑھانے کی تجویز کی ہے — آپ دیکھیئے کہ عموماً ہمارے حضرات پنجاب خصوصاً معزز گروہ صاحبان ایکسٹرا اسٹنٹ کمشنر بہادر وغیرہ

جنگو ہم بڑی محبت کے ساتھ برادران وطنی کہتے ہیں اور جنگی نسبت یہ عام زبان زد مثل ہے کہ ہندو مسلمان چوٹی دامن کا ساتھ ہے کوئی خاص استہدا شمولیت چندہ اس منصفانہ اصول پر نہیں کی جاوے گی کہ اُنکا ذاتی فائدہ اس مدرسہ کے متعلق نہیں ہے — جو بعض اہل اسلام کی تربیت و تعلیم کے واسطے بنایا جاتا ہے — الا اُس پیاری محبت برادران ہم وطنی کے سبب سے اگر کوئی ہندو صاحب اپنی فیاضی اور محبت سے بلاشرط چندہ میں شامل ہوں تو بلا عذر اور رد کے خوشی اور شکریہ کے ساتھ قبول کیا جاوے گا *

قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر کو ختم کروں بے انصافی ہوگی اگر میں اپنی قوم کے اُن واجب الالب اغراض کا شکریہ بھول جاؤں جو پڑیا قومی بہبودی کو کام میں لائے — سب سے اول سید احمد خاں بہادر استار آف انڈیا تمام اہل ہند اور خصوصاً اہل اسلام کی طرف سے قابل پیشکش ایسے شکریہ کے ہیں جس کا اندازہ زبان سے ہو نہیں سکتا خداوند کریم اُن کے نیک ارادوں کو برکت دیوے اور مسلمانوں کی اس جہالت اور بہوردہ تعصب کی ظلمت سے آفتاب علم و تربیت کی روشنی درخشاں ہو — سید صاحب اگر مجھکو معاف کریں تو میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ سید احمد خاں بہادر کا نام ہند کی تاریخ میں ہمیشہ نکرئی اور بزرگی کے ساتھ یاد رہے گا جو قومی فائدہ کے واسطے ایک ایسے باغ کی بنیاد ڈالتے ہیں جس کو خزاں نہیں — یہ نقشہ قوم کی طرف سے یعنی دارالعلوم کا قائم ہونا مسلمانوں میں سب سے اول اسی معزز شخص کو حاصل ہوا اُن کے بعد میں سب اُن مسلمان بزرگوں کا جنہوں نے اس نیک کام میں دل و جان سے سعی کی شکر ادا کرتا ہوں جناب سید صاحب میرا التماس ہے کہ جو روپیہ اس نیک کام کے واسطے پنجاب کے صاحب مزمل لوگ عطا کریں اُس کی نسبت اگر کوئی زمین رہاں جہاں کہ مدرسہ دارالعلوم کا صدر قائم ہوگا خرید کی جارے جس کا نام پنجاب احاطہ رکھنا چاہیئے تو ابداً پنجاب کی سفارت کی مدد یاد گار رہے گی اور اگر ایسا ہونا ممکن نہ ہو تو پنجاب کا روپیہ ملحدہ پنجاب کے نام کے وظائف سے مستقل آمدنی کے وسایل قائم کر کے وہاں لگایا جاوے تاکہ ہمارے وطن کا نام اس نیک کام میں ہمیشہ یاد کیا جاوے *

اب میں خاتمہ پر تحریک کرتا ہوں کہ فہرست چندہ کا اسی جلسہ میں تدارک کیا جاوے اور خدا کے فضل اور کرم اور اپنے رفاہ پسند اہل وطن کی فیاضی پر بہروسہ کرتا ہوں کہ بڑی فیاضی اور کامل سخاوت سے اُس کی خانہ پوی ہوگی — اب میں سب صاحبان عالی شان اور روسا والا دودمان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی و بڑی افزوزی سے ہماری اس مجلس کو عزت بخشی خصوصاً مسٹر

ناپسند ہوں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُن کی ایک بات جو ہم کو خود اچھی معلوم ہوتی ہو اس خیال سے بڑی بھائی جاوے کہ فلاں شخص کے برے موئہ سے نکلی ہی ماکال سے مطلب رکھنا چاہیئے نہ کہ من قال سے —

مرد باید کہ گہر اندر گرش * ور گرش اسے پند پر دیوار
باطل اسے اُنچہ مدعی گرید * خفتہ را خفتہ کے کند پیدار
یہ خط خلاف آرزو بہت طویل ہو گیا اور میں انورس کرتا ہوں کہ آپ کا بہت سا گواں بہا وقت اس کے مطالعہ میں صرف ہو گا مگر شوق نے اس خط کو خواہی نہ خواہی طویل دیدیا —
لطیف برد حکایت دراز تر گفتم

چنانکہ حرف صفا گفت موسیٰ اندر متور

اب میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کی سعی کو مشکور کرے اور ہمارے ہم قوموں کی ظاہری اور باطنی ترقیاں جو اس تدبیر سے مقصود ہیں اُن میں بوقت ہو موافق لوگوں کو خدا ہممت اور جرأت مثل آپ کے عطا کرے اور مخالفین کو ہدایت و ہر ارحم الراحمین زیادہ نیاز و بس *

میرے سب دوستوں کو میلائی طرف سے نیاز پہونچے یعنی وہ سب صاحب جو لاہور میں ہیں یا اس جلسہ پر تشریف لائیں *

۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ مخ
روز چہار شنبہ مقام پٹیالہ
محمد حسین عفی عنہ

ان سب گفتگوؤں کے بعد خان بہادر محمد پرکاش علی خاں صاحب نے جملہ حاضرین اور خصوصاً حکام انگریزی شریک جلسہ کا شکریہ بے بیش سکرٹری کمیٹی کی طرف سے ادا کیا جس کے جواب میں آنریبل بولنڈ صاحب بہادر چیف جسٹس نے کھڑے ہو کر ایک مختصر سی تقریر بڑیاں اُردو ارشاد فرمائی جس کا مطلب یہ تھا کہ جو کوشش آپ صاحبوں نے کی اور کرتے ہیں اُمید ہی کہ اُس میں آپ کامیاب ہوں اور در حقیقت اس میں بہت سی منفعتیں ہیں *

بعد اس کے فہرست چند پیش ہوئی اور جناب نجم الہند محمد حیات خاں صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر و جناب خان بہادر محمد پرکاش علی خاں صاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور جناب سودار دیال سنگھ صاحب بہادر مجسٹریٹ آنریبل صاحب و جناب نواب شیخ غلام محبوب سبھانی صاحب و بابو شیخ وہاب الدین صاحب ہیٹ ماسٹر نے پان پان سو روپیہ عیاض فرمائے اور خان محمد شاہ صاحب بہادر آنریبل مجسٹریٹ امرت سر اور جناب آغا کلب مابد خاں صاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امرت سر نے ڈھائی ڈھائی سو روپیہ اور نواب محمد عبدالعزیز خاں صاحب بہادر رئیس و آنریبل مجسٹریٹ لاہور اور میاں محمد جان صاحب رئیس و آنریبل مجسٹریٹ امرت سر نے دو دو سو روپیہ اور آڈر بہت سے رئیسوں نے تیز تیز سو اور سو سو روپیہ عیاض فرمائے اور فہرست چند مرتب ہو رہی ہی رئیسان پنجاب کی فیاضی سے اُمید ہی کہ مدرسہ کو نہایت کامیابی ہوگی اور بعد مکمل ہونے فہرست کے ہم اُس کو درج اخبار کریں گے *

مہدہ داران معزز کیا کر کے دکھاتے ہیں — آیا پنجاب کو شرمندہ ہی کریں گے یا مثل جناب محمد حیات خاں صاحب یہ اپنی اور اپنی قوم کی عزت بڑھانے میں کوشش کریں گے — مجھے عرب یقین ہی کہ آپ کو اس تدبیر میں کامیاب ہونے کے لیے بڑی تکلیف اڑھانی پڑی ہی بلکہ بعض بعض متخالفوں کا حال جو آپ کی تدبیر کے مقابلہ میں ہوتی رہی ہیں بعض دوستوں کی تعزیرات سے مجھے معلوم ہو رہا تھا لیکن استقلال رائے اور حسن تدبیر ایسی چیز ہی کہ سب مشکلات حل ہو جاتی ہیں سر خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا کہ آخر کار آپ سب مشکلات پر غالب آئے اور رضامندی عام حاصل ہو گئی — امداد الاوقات اور نور الانوار نے اشاعت ظلمت اور نفاق و بے اتفاقی میں نئی اوقات بڑی مدد کی ہی کیوں نہ ہو کیا سید احمد خاں بیچارہ ڈاکٹر لائٹنر صاحب اور مسٹر گورن صاحب اور سر قائد میکلوڈ صاحب جیسی حقیقت بھی اس بارے میں نہیں رکھتا میری مراد اس الفاظ سے یونیورسٹی کالج پنجاب کی ابتدائی تھریک کی طرف اشارہ کرنے سے ہی جو بالکل دوسرے مذہب کی اور دوسری قوم کی اور دوسرے ملک کے لوگوں کی طرف سے ہوئی تھی اور ہم سب پنجابیوں کے صرف اس خیال سے کہ اُس کے ذریعہ سے عربی و سنسکرت کی بقا اور نچلا متصور ہی اثر کیسے شوق سے اُس کی امداد کی تھی حالانکہ پھر اُن زبانوں کے جس میں مذہبی کتابیں دونوں قوموں کی ہیں مذہب کے اعتبار سے وہ تھریک کچھ بھی نہ تھی میری دانست میں اگر کوئی یہ کہے کہ حکام کی عرش حاصل کرنے کے واسطہ اُس میں لوگوں نے زیادہ امداد کی تھی تو زیبا نہیں ہی کیونکہ میری رائے میں اثر دینی خوشی سے امداد یونیورسٹی کی ہوئی تھی البتہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کو اپنے حکام کی رضامندی ہی مطرب تھی *

آپ جملہ مسلمانان پنجاب خصوصاً معزز لوگ دونوں قسم کے خیالوں سے خواہ کسی خیال سے مدرسۃ العلوم کی تائید کریں اور اُن کی مراد بموجب اُس کی نیت کے حاصل ہو سکتی ہی کیونکہ حکام وقت کی بھی میں خوشی قیام مدرسۃ العلوم میں ہی چنانچہ جو صاحب اس نیت سے کچھ کرنا چاہتے ہوں گے وہ خواہ اُس جلسہ میں صاحبان انگریزہ شریک جلسہ کی زبان سے (جس کا بلانا آپ نے تجویز کر لیا ہی اور ضرور تجویز کرنا ہی مناسب اور واجب تھا) شاپاش و آنری سن لینگ جس قدر حکام اعلیٰ انگریزہ اس جلسہ میں آسکیں بہت خوب ہی خصوصاً وہ حکام جو منتظم ملک ہیں مثلاً صاحب کمشنر و ڈپٹی کمشنر — انورس ہی کہ نواب لفتننٹ گورنر بہادر اس موقع پر لاہور میں نہیں روئے بڑی مدد ملنی کی توقع تھی *

اس امر کا بھی انورس ہی کہ گو جناب نواب نوازش علی خاں صاحب بہادر ایک بڑے ذہین مقصد کے ہام سے شامل نہیں ہیں مگر اُن کی شہریت بے شک بڑی مفید تھی مجھے معلوم نہیں کہ جناب نواب نثار علی خاں صاحب اُن کے ہم رکاب ہیں یا اس جلسہ کو معزز کریں گے آپ کی رائے بہت تھیک ہی کہ گو سید احمد خاں کے بعض خیالات دینی یا دنیاوی کسی خاص شخص کو یا اثر لوگوں کو

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[جلد چہارم] یکم ذی الحجۃ سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۵ نبوی [نمبر ۱۸]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے منایا فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بذارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * جن دوستوں نے شریک ہوکر اس پرچہ کو جاری کیا ہے اور ساتھ روپیہ سالانہ اس پرچہ کے اجرا کے لیئے بطور امداد دیتے ہیں وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں بطور ممبر کے متصور ہیں اُن کو اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اُڑ کسی کو بھی بطور ممبر اپنے ساتھ شریک کریں اور جو شخص اس طرح پر شریک ہوگا اُس کو بھی ساتھ روپیہ سالانہ دینا ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ پہلے آئے معہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

مضمون نمبر ۱۷۰

روٹنڈاں

جلسہ انجمن پنجاب مقام لاہور

واقع ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۷۳ء

جس میں نجم الہند جناب مولوی سید احمد خاں صاحب

بہادر کو سپانسانہ دیا گیا

اس جلسہ میں ممبران انجمن اور اُن کے ملازم بہت سے معائنہ اہل اسلام اور اہل ہند لاہور اور مضامین لاہور سے شریک تھے * بعد جمع ہونے ممبروں کے بابو نورین چندر رائے صاحب سکوتری انجمن پنجاب نے تشریف کی کہ چونکہ آج انجمن کے پریسیڈنٹ تشریف نہیں رکھتے اس لیے نواب محمد عبدالعزیز خاں صاحب بہادر رئیس لاہور انجمن کے صدر انجمن مقرر ہوں چنانچہ نواب صاحب نے کرسی صدر انجمن پر اجلاس فرمایا *

اس کے بعد جناب نجم الہند محمد حیات خاں صاحب بہادر اسٹنٹ کمشنر نے کھڑے ہو کر حسب ذیل گفتگو کی *

تقریر نجم الہند

میں اس وقت انجمن پنجاب کی طرف سے نجم الہند جناب مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اور اُن کے صاحب زادہ سید محمد محمود صاحب پیرسٹراٹ لاہور جناب مولوی محمد سعید اللہ خاں صاحب سب آرڈینیٹ جج اور مولوی صاحب مودوح کے آؤر احباب ہمراہی کا جو اس وقت تشریف رکھتے ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی قوم کی بھلائی کے واسطے اپنے اوپر تکلیف گوارا کی اور سیکڑوں کرس کا سفر اختیار کر کے یہاں تشریف لائے اور آج اپنے قدم سے اس انجمن کی عزت بھڑکی انجمن نے اس موقع پر ایک ایڈریس جناب نجم الہند موصوف کی خدمت میں پیش کرنے کے واسطے مرتب کی ہے میں چاہتا ہوں کہ سید صاحب اُس کے پڑھے جانے کی اجازت دیں اور اُس کو منظور فرمادیں اور جناب سید محمد محمود صاحب سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ صہرپانی سے آج کے جلسہ میں کچھ تقریر انگریزی زبان میں تعلیم و تربیت اور باہمی میل جول کی نسبت فرمادیں اس جلسہ میں بہت سے انگریزی خواں ہندو صاحب اور نوجوان مسلمان اُن کی تقریر سننے کے مشتاق اور منتظر ہیں *

اس کے بعد مولوی محمد حسین صاحب پرنسپل عربی کالج لاہور نے مفصلہ ذیل ایڈریس ممبران انجمن کی طرف سے پڑھی فصاحت سے پڑھ کر سنائی *

ایڈریس بخندست نجم الہند جناب مولوی

سید احمد خاں بہادر

بہت سوسائٹیوں نے بہت سے ناموروں کو سپانسانہ دیئے ہوئے مگر انجمن پنجاب آج اپنا ہدیہ اُس نامور کے سامنے پیش کرتی ہے کہ اگر یہاں کی علمی سوسائٹیوں کی تاریخ مرتب کی جاوے تو اُس کا نام ہر ورق کی پیشانی پر نظر آئیگا — وہ نجم الہند آپ ہیں جس سے کشور ہند میں اول علمی سوسائٹی کی شمع روشن ہوئی — آپ کی مبارک سوسائٹی کی روشنی پر ایک عالم کی نگاہیں اٹھ گئیں اور گرہ گرہ اہل ہند چراغ اُمید روشن کر کے بیٹھے گئے — ہندوستان کی تہذیب و شایستگی سالہا سال سے دلوں اور دماغوں میں مردہ اور انسردہ پڑی تھی — پس آپ کی دلسوزی قومی نے اس تاثیر کے ساتھ آواز بلند کی کہ اُس نے اپنے خراب غفلت سے ایک کورٹ لی اور آپ کی دل گرمی کی کوششوں کا اثر قوت پڑتی کی طرح نزدیک و دور دل دل میں درخشاں کیا — حق یہ ہے کہ ان جلسوں کے لیے صدر نشینی آپ کا حق ہے اور ان گروہوں کی فائدہ سالاری کا منصب ہے — اگرچہ جو چراغ روشن ہوئے وہ ابھی تک دور سے چھلکاتے ہیں اور اُن گروہوں کے مقاصد بھی خاطر خواہ نہیں حاصل ہوئے مگر اُمیدیں اپنے نشان اودا رہی ہیں اور شک نہیں کہ آئندہ جب تک ہند میں علم و شایستگی کی روشنی رہیگی آپ کا نام ان نشانوں پر اہل و یاروں کی روشنائی میں چمکیگا *

اہل ہند کی تہذیب و شایستگی قومی کا جہاز جو بوسوں سے تباہی میں تھا اور اب طوفان سے نکل کر بادبان درخت کو رہا ہے اس میں آپ کی سعی کا بادبان اپنے استحکام کے ساتھ بہت بلند نظر آئیگا *

اس میں کچھ مبالغہ نہیں کہ خیر خراہی قومی کو آپ نے فنانسیل قوم کے درجہ پر پہونچا دیا — اگر سر محتاس کہوے ہر سال کیا جاوے کہ اس ملک میں مال سے جان تک ہلکے اپنے سعادتمند اطفال تک قوم کے کام پر کس نے حاضر کر دیئے؟ اپنی روحانی خوشی اور جسمانی آرام کو قوم کے نام پر کس نے قربان کیا؟ قوم کی خیر خراہی میں اپنی آبرو کے لیے نادان دشمنوں کی ایذاؤں کو کس نے گوارا کیا؟ تو سوائے آپ کے دوسرے کو نگاہ نہیں پڑتی — اس ارباب کا تمغا آپ کے زیب کلو ہے کہ جس وقت اہل ہند ولایت کا جانا معیوب سمجھتے تھے اُس وقت آپ نے اپنے تئیں آماجگاہ اعتراضوں کا بنایا اور بلا غرض منہی اور غرض ذاتی کے نقطہ معیوب قومی اور جوش ہمدردی میں اپنے لطف جگر کو ہاتھوں پر لیکر

تک اعلیٰ طبقہ سلاطین میں اس کے شہرے پھرنے گئے ہیں چنانچہ ثبوت اس کا اُس گفتگو سے ہوتا ہے جو سلطان روم اور شاہ ایران میں ملاقات کے وقت ہندوستان کے باب میں ہوئی اور اس کے ضمن میں آپ کے مسماعی جمیلہ کا ذکر بھی آیا *

الغرض انجمن پنجاب نہایت سچے دل سے آپ کا اور آپ کے فرزند رشید اور اُن نامی و گرامی رفیقوں کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے نہ کسی ذاتی غرض یا منصبی مجبوری سے بلکہ محض قومی ہمدردی کے جوش و خروش سے اپنے گراں بہا کاموں اور آراموں کو چھوڑا اور کئی - دو کس کی مسافت طے کر کے اس انجمن کو اپنے قدوم سے معزز کیا *

اور جو مفید اور موثر لکچر آپ نے دیئے اُن کا شکریہ انجمن کے ذمہ سب سے زیادہ واجب ہے - کیونکہ اس کا بھی فرض اصلی یہی ہے - اور اس سے اُس کے مقاصد کو بے انتہا تائید پھرنے لگی *

اب انجمن پنجاب اپنے سپاسنامہ کو مختصر دما پر ختم کرتی ہے کہ آئندہ بھی آپ کے دیداروں سے دیدہ شوق روشن ہوں اور آپ کو کامیابی دو جہان کے ساتھ وہ خوشی نصیب ہو جو نیک کاموں سے نیک دلوں کو حاصل ہوتی ہے آمین *

اس ایڈریس کے پڑھے جانے کے بعد جناب مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر نجم الہند نے استاذہ ہوکر مفصلہ ذیل تقریر میں اسکا جواب دیا *

تقریر

نجم الہند مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر

صدر انجمن و ممبران انجمن - آج جو عزت اس ایڈریس کے ذریعہ سے آپ نے مجھکو بخشی میں دلی احسان مندی کے ساتھ اُس کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں یہ دن مجھکو اپنی زندگی کے دنوں میں ہمیشہ یاد رہیگا لیکن مجھ سے جو کچھ ناچیز خدمتیں ظہور میں آئیں اُن سے بہت زیادہ آپ صاحبوں نے خیال کیا - میں خود اپنے تئیں اُن عزتوں کا مستحق نہیں سمجھتا جو آپ صاحبوں نے میری ذات سے مجھکو دیں - اے ایاز قدر خود بشناس - مجھکو اب تک آپ لوگوں کی خدمت گزاری اور خدمت گاری کا رتبہ بھی حاصل نہیں ہے جائے کہ میں یہ دوسرے کڑوں کے میں قوم کی بھلائی کے لیئے کھڑا ہوا ہوں - یہ ایک ایسا رتبہ ہے جو ایسے شخص کے لیئے نہیں ہے جس نے حقیقت میں وہ کام کیئے ہوں جن سے قوم کی بھلائی ہو میں خوب جانتا ہوں کہ مجھ سے اپنی قوم کی خدمت کا

ہزاروں کوس تودہ صبرا اور قلم و دریا اُنک دیئے اور ملک ملک میں ڈالے کر دیا کہ قوم جوہر الالعزمی سے خالی نہیں اب بھی اس میں ایسے اختصاص موجود ہیں جو قوم کی ہمدردی کے آگے اپنے ذاتی منافع اور راحت و آرام کو ایک ناچیز سے سمجھتے ہیں *

اب کی مالی ہمتی نے اپنے خاندانی ملو مراتب کو اپنی نظر سے گرا کر اُسے عالم میں علم کر دیا اور ساتھ اُس کے اپنی الالعزموں سے ڈھلے ہو دیا کہ انسان ایسے عالی رتبہ بزرگوں کی اولاد چوہی کہلا سکتا ہے کہ ایسا نیک نیت - ایسا عالی حوصلہ - ہو اور ایسے ایسے کام کرے آپ نے تربیع عالم و فنون کے باب میں فقط زبانی تقریروں یا تحریروں پر اتفاقاً نہیں کیا بلکہ اپنا روپیہ - اپنا وقت - اپنی جان کا بھی - اپنے دل و دماغ کو اس پر وقف کر دیا - آپ کی کوشش سے اس قدر کتابیں رائج ہوئیں - کہ ہارون اور مامون کے مہدیاد آگئے - لیکن وہ خلفاء دینی تھے اور شاہنشاہ تھے - جو کہ دنیاوی حکومت کے بھی اختیار نہ تھے تھے آپ نے اس بے اختیاری اور بے سامانی کے زمانہ میں اتنا کچھ سر انجام کر لیا - پس اس کے مقابل میں اُسکا ذکر کچھ شامرائہ تعریف نہیں - مدرسہ اسلامیہ کا بندوبست جو آپ فرماتے ہیں یہ پہلا مدرسہ ہے جو اسلام میں چودہر قوم کے اجتماع سے قائم ہوتا ہے سلف سے آج تک ممالک ایشیا میں جو تعلیم عام کے سامان ہوئے وہ سائنس کی طرف سے ہوئے چنانچہ اسی واسطے زوال کے خطر ان پر ہمیشہ موثر رہے - اس امر مفید کے لیئے کہ فقط اہل اسلام بلکہ کل مذاہب ہندوستان آپ کے مؤید ہیں - کیونکہ مہذب ہم صحبت اور شایستہ ہم ساکن سے زیادہ دنیا میں اور کیا نعمت ہو سکتی ہے *

آپ کا سین ٹیفک اخبار جو اردو کے اخباروں میں ایک برگزیدہ اخبار ہے اتنی مدت سے جاری ہے سارے دینی ایڈیٹر اُسے دیکھتے ہیں مگر آج تک کوئی اُس کے رتبہ کو نہیں پہنچا *

تہذیب الاخلاق کا مولوی کاغذ جو آپ نے جاری فرمایا اُس کے بلند خیال اور مفید مضامین اعلیٰ درجہ کی تعریف کے قابل ہیں بڑے بڑے اس ملک کے فاضل اور انگریزی دان اُسے پڑھ کر حیران رہ جاتے ہیں - کیونکہ اس کے عالی مضامین نے لکھنے والوں میں اثر و روشن غمیر ہیں جو زبان انگریزی سے واقف بھی نہیں ہیں *

آپ کی ہمدردی و دلسوزی کی بے ریاہی اور دلی صفائی کا ادنیٰ نتیجہ یہ ہے کہ اُسے فقط ہندوستان کے اہل اسلام ہی نے تسلیم نہیں کیا - بلکہ اس کے چرچے ایشیا اور یورپ کے ملک ملک میں ہو رہے ہیں اور یہ امر کہ فقط رعایا اور حکام کے طبقوں میں زبان زد خاص و عام ہے بلکہ دربار اندونے لیکر سلطان روم اور داراے ایران

حق ادا نہیں ہوا — یہ سب تقریر جو اس وقت انجمن میں
میری نسبت ہوئی یہ آپ صاحبوں کا حسن ظن ہی *

یعنی اس وقت انجمن میں اپنی زبان سے کئی دفعہ قوم کا لفظ
بیان کیا اس سے میرا مطلب صرف مسلمانوں ہی سے نہیں ہی میری
یہ رائے ہے کہ تمام انسان بالکل شتخص واحد ہیں اور میں قوم کی
خصوصیت کے واسطے مذہب اور فرقہ اور گروہ پسند نہیں کرتا میری
رائے اگر صحیح ہو تو میں کالے سے کالے رنگ کے انسان کو اور گروے سے
گروے رنگ کے انسان کو وہ جو اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تہذیب میں
اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ جو ابھی نیچر کے جوش میں ہیں
اور جنگلوں میں اپنے دن کاٹ رہے ہیں سب کو اپنا بھائی اور ایک
قوم تصور کرتا ہوں — میری تمام آرزو یہ ہے کہ بلا لحاظ قوم
و مذہب کے تمام انسان آپس میں ایک دوسرے کی بھلائی پر متفق
ہوں — مذہب بے شک سب کا ملحدہ ملحدہ ہے مگر اُس کے لحاظ
سے آپس میں دشمنی کی کوئی وجہ نہیں ہے — مثلاً فرض کرو کہ
ایک دسترخوان پر مختلف قسم کے کھانے موجود ہوتے ہیں اُن میں
سے کوئی کسی کھانے کو پسند کرتا ہے اور کوئی کسی کو مگر اس
اختلاف طبائع کی وجہ سے اُس دسترخوان پر بیٹھنے والوں کے باہم
کچھ رنج نہیں ہوتا اسی طرح اس دنیا میں مختلف مذہبوں کی
وجہ سے مختلف مذہب والوں میں کوئی وجہ باہمی رنج کی پیدا
نہیں ہوسکتی ہر شخص اپنے ایمان کا مختار بلکہ میری رائے میں
اُس پر مجبور ہے اس لیے کہ جس چیز کا یقین اُس کے جی میں
ہی اُسی کو وہ اختیار کریگا مگر وہ یقین دوسروں کے دل میں اثر
نہیں کرتا — اچھا ہے تو اُس کے لیے — برا ہے تو اُس کے لیے
لیکن آپس کی مہبت میں جو انسانوں کی راحت کا سب سے بڑا
عجز ہے اُس سے کچھ نقصان نہیں آسکتا *

جس وقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس انجمن میں مختلف
تغیلات کے ممبروں نے میری خدمتوں کو پسند کیا اور اُن سب نے
آپس کے اتفاق سے مجھکو یہ عزت دی تو میری خوشی حد سے زیادہ
ہو جاتی ہے — میری اصلی رائے یہ ہے کہ اُس سچے مذہب میں
جس پر میں ہوں اور جس کو میں اپنے نزدیک سب سے اچھا جانتا
ہوں جس طرح خدا کا واحد جانتا فرض ہے اسی طرح اس بات کا
یقین کرنا فرض ہے کہ تمام انسان آپس میں بھائی ہیں *

مہبت قومی اور غیر غراہی قومی ایک بہت بڑی چیز ہے
جس کا میں کچھ کچھ حال آپ کے سامنے بیان کرنا مناسب سمجھتا
ہوں — میرا خیال یہ ہے (اگر صحیح ہو تو آپ پسند کریں اگر
غلط ہو تو آپ مجھکو معاف فرمائیں) کہ ہر انسان کا اول فرض

یہ ہے کہ جو کام اُس کے معبود نے اُس پر فرض کیا اُس کا ادا
کرنا — اُس کے بعد سب سے عمدہ چیز جس پر شاید تمام قوموں کا
اتفاق ہے وہ غیر جاری کا اختیار کرنا ہے — مگر اب خیال کیجیئے
کہ غیر جاری کیا چیز ہے — اگر ہم اُن عادات پر دنی کو جو دوسری
دنیا میں ہماری نجات کا ذریعہ ہو سکیں غیر جاری خیال کریں تو
معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب عبادتیں انسان کی زندگی تک ہیں اور
اجل پر سب کا خاتمہ ہو جاتا ہے پس کسی طرح ہم اُس کو
غیر جاری خیال نہیں کرسکتے — اگلے بزرگوں نے خیال کیا ہے کہ
رفا عام کی عمارتیں غیر جاری ہیں مثلاً محل و مسجد و چار و
مہماں سرائے مگر معاف کیجیئے کہ میں اس سے کچھ اختلاف کرتا
چاہتا ہوں میری رائے یہ ہے کہ وہ تمام عمارتیں فانی ہیں —
ایک نہ ایک دن قبل قیامت ضرور اُن کو فنا ہے — بہت سی
مسجدیں تعمیر ہوئیں جن کا اب نشان تک بھی دکھائی نہیں دیتا
یہ لاہور کی بڑی بادشاہی مسجد دیکھو کس حالت سے کس حال پر
پہنچ گئی ہے اور ضرور ایک زمانہ آنے والا ہے جب کہ اس مسجد
کی یہ حالت بھی باقی نہ رہیگی پس جب ان عمارتوں کو بھی فنا
ہی تو ہم اُن کو غیر جاری نہیں کہہ سکتے اور اب ضرور ہے کہ
غیر جاری کسی ایسی چیز میں منحصر ہو جس کو فنا نہ ہو اور وہ
ظاہراً انسان کی نسل ہے جو اس دنیا میں ہمیشہ باقی رہیگی پس
میری رائے میں کوئی چیز قومی بھلائی اور انسانوں کی نسلوں کی
غیر غراہی سے زیادہ غیر جاری نہیں ہے — زیادہ کے لفظ میں
مجھے سے اس موقع پر غلطی ہوئی اس لیے کہ میرے نزدیک اس کے
سوا اور کوئی چیز غیر جاری ہو نہیں سکتی *

اب میں مکرر آپ صاحبوں کی علایق و مہربانی کا شکر ادا کرتا
ہوں — تمام ممبران انجمن کو یقین کرنا چاہیئے کہ دنیا میں
جس قدر عزتیں انسان کے لیے ہوتی ممکن ہیں وہ سب آج کے اس
جلسہ نے مجھکو دیں اگرچہ شاید وہ اپنے محل پر نہیں ہیں — یہ
عزت نہ صرف میرے لیے ہمیشہ نظر کا موجب ہوگی بلکہ میری
نسل میں ہمیشہ یادگار رہیگی — آپ یقین فرما لیں کہ کوئی شخص
کوئی خطاب کوئی مزم انسان کے واسطے اپنی قوم کی قدر دانی سے
زیادہ نظر کا موجب نہیں ہے — اس میں شک نہیں ہے کہ جیسا
خیال آپ نے اپنے حسن ظن سے میری نسبت فرمایا اور جو عدا
ایتھریس آپ نے مجھکو دی اُس سے مجھکو بڑا نیک تفریق اپنی قوم
اور اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے واسطے حاصل ہوا ہے — آپ کی
اس کارروائی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کے دل میں
اس بات کا جوش پیدا ہو گیا ہے کہ جو شخص اُن کے ہم قوم

نے جو رائے اپنی بیان کی میں نہیں سمجھتا کہ اُن رابر سے غور مذہب والوں کو کچھ بھی اختلاف ہوگا اگرچہ میں ہندو ہوں مگر اس میں شک نہیں ہے کہ جو اتفاق مجھ کو سید صاحب کے نام سے ہے وہی دیکھا شاید اور ہندوؤں کو کم ہوگا جو رائے سید صاحب نے بیان کی وہی برہم سماج والوں کا مذہب ہے۔ نہایت ضرور ہے کہ اہل اسلام اور ہندو جب تک اپنے پرانے خیالات کو ترک نہ کریں گے اور ایک دوسرے کا ہاتھ نہ پکڑیں گے تب تک ملک کی بہبودی ممکن نہیں ہے میں ایک بات سے بہت خوش ہوں کہ مسلمانوں کی قوم میں ایسا بہت ہے اور تاریخ سے کوئی قوم ایسی نہیں معلوم ہوتی جس نے بغیر ایک کے کسی نوع کی ترقی کی ہو اس ایک کی خوبی کو اگر اہل اسلام صرف مسلمانوں ہی کے فائدے کے واسطے مقید نہ رہیں بلکہ سب مذہبوں میں پھیلا دیں تو اس ملک کی بہبودی جلد حاصل ہو جاوے گی جو ملک کے خیر خواہ حاکموں کی بھی عین مرضی ہے *

ہمارے ملک میں زیادہ ضرورت یہ ہے کہ حلی خیالات آزادانہ طور سے بیان ہو سکیں مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے زبان سے لوگ بہت مباہلہ کرتے ہیں مگر دلوں میں اُس کا اثر نہیں ہوتا حالانکہ جب تک کھل کر آزاد طور سے اپنے خیال ظاہر نہ کیئے جارہیں گے اُس وقت تک کچھ فائدہ مترتب نہ ہوگا۔ اختلاف کے خوف سے سچا حال ظاہر نہ کرنا محض بے فائدہ ہوتا ہے اور خوش نیتی سے اپنی مخالف رائے ظاہر کرنا موجب دشمنی نہیں ہوتا *

جو کہ سید صاحب کا دورہ اس طرف صرف واسطے خیر خواہی ملک کے ہے اس لیے میں یقین کرتا ہوں کہ پنجاب و ہندوستان مدراس و بمبئی ان سب حصوں کے لوگوں کا اختلاف عنقریب دور ہوگا اور جب تک پنجابی و ہندوستانی اور ہنگالہ جو نہایت حقیر خیال کیا جاتا ہے اُس کے لوگ آپس میں اتفاق نہ کریں گے تب تک اس ملک کو کچھ ترقی نہیں ہو سکتی *

اخیر میں مجھ کو واجب ہے کہ دونوں صاحبوں کا شکریہ ادا کروں *

اس کے بعد پادشہ امر ناتھ صاحب اور بابو شیخ رباب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر اینگلو اورینٹل کالج لاہور نے انگریزی زبان میں گفتگوئیں کیں اور اُس میں پہلی تقریروں کی تائید کی مجلس ان دونوں صاحبوں کی گفتگوؤں سے بہت ممنون ہوئی *

پھر جناب نجم الہند معتمد حیات خاں صاحب پھلوٹے کمرے ہوئے حسب ذیل گفتگو کی *

مجلسوں کی بلائی کے واسطے خوش کرتا ہے وہ اُس کی قدر کرتے ہیں اور اُس کو عزیز سمجھتے ہیں پس یہ آئے والے زمانے کے واسطے بڑی عمدہ نال ہے اور یہ عزتیں جو آج مجھ کو دی گئیں جو اپنے محل پر نہیں لیکن اب اُمید ہے کہ آئندہ اور ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ایسی عزتوں کے مستحق ہوں *

اس کے بعد سید محمد مہمود صاحب نے قریب ایک گھنٹہ تک انگریزی میں تعلیم و تربیت اور باہمی میل جول پر گفتگو کی اور ایسی نصائح سے تقریر کی کہ تمام سامعین اُس کو سن کر نہایت مضطرب ہوئے اور جو فائدے ہندوستان کے طالب علم انگلستان میں جانے سے حاصل کر سکتے ہیں اُس کا اثر اُن سب کے دل پر نقش رہ گیا *

اس کے بعد بابو نویدین چندر رائے صاحب سیکرٹری انجمن نے حسب ذیل گفتگو کی *

تقریر بابو نویدین چندر رائے صاحب سیکرٹری

اگرچہ میں نے آج کچھ انجمن میں گفتگو کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا میں اس انجمن کے حقیر ممبروں میں سے ہوں اور اپنے آپ کو گفتگو کرنے کے لائق بھی نہیں سمجھتا مگر ان دونوں صاحبوں نے مولوی سید احمد خاں صاحب اور اُن کے صاحبزادے نے جو اپنے دل کے خیالات اس وقت ظاہر فرمائے اُن سے ایسا جوش میوے دل میں پیدا ہوا ہے کہ میں بغیر چند کلمات بھی وہ نہیں سکتا *

میں سچے دل سے بیان کرتا ہوں اور آپ مجھے معاف فرمادیں کہ جو خیال میوے دل میں مسلمانوں کے اس مدرسہ کی طرف سے تھا اُس سے مجھ کو بہت نا اُمیدی تھی مگر اُس کے ساتھ اس وقت مجھے بہت خوشی ہوئی ہے میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ مدرسہ اسلامی جو جاری کیا جاتا ہے شاید اُس سے یہ منشا ہوگا کہ ہندو اور مسلمانوں میں زیادہ تر فرقہ پڑے لیکن جو خیالات میوے اس وقت دونوں گفتگو کرنے والوں سے سنا اُن سے مجھ کو اپنے اُس پہلے خیال کی غلطی ثابت ہو گئی جب کہ اُس کے موجد باہمی اتفاق کا اس قدر خیال رکھتے ہیں تو جس امر کو وہ لوگ قایم کریں گے وہ بھی ضرور اُن خیالات سے پر ہوگا اگرچہ مجھ کو یہ اندوس ہے کہ اس مدرسہ میں کیوں ہندو بھی شامل نہیں۔ ملک کے واسطے نہایت عمدہ مصلحت یہ ہے کہ تمام متفرق قومیں اور ذاتیں اور ہر فریق کے لوگ سب آپس میں ایک برادرانہ ارتباط اور محبت سے پیش آویں اور جب تک تمام قومیں خواہ ہندو خواہ مسلمان خواہ سکھ اپنے پرانے تعصب کو نہ چھوڑیں گے اور سب باہم برادرانہ محبت کو ظاہر کریں گے تب تک ہرگز ملکی ترقی ممکن نہیں ہے۔ سید صاحب

تقریر جناب نجم الہند محمد حیات خاں

صاحب بہادر

ممبران انجمن جناب سید صاحب کی اس مہایت کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری اس ناچیز ایڈریس کو قبول فرمایا میں اس بات پر بھی غور کرتا ہوں کہ ہمارے ہندو بھائیوں نے بھی ہمارے نجم الہند جناب مولوی سید احمد خاں بہادر کو اپنا مربی اور اپنا خیر خواہ پایا — جناب سید احمد خاں صاحب بہادر حقیقت میں جیسے ہم مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں اسی طرح تمام کافہ انام تمام مضائق خواہ ہندو خواہ عیسائی سب کی یکساں بہبودی چاہنے والے ہیں — بابو نوبین چندر رائے سے میں یہہ سنکر بہت خوش ہوا ہوں کہ وہ یہ نسبت اور ہندوؤں کے سید صاحب کو زیادہ عزیز سمجھتے ہیں مگر یہہ اُن کا ذاتی خیال ہی کیونکہ میرا اپنا خیال یہہ ہی کہ جس طرح بابو نوبین چندر رائے صاحب اُن کو عزیز سمجھتے ہیں ویسے ہی ہمارے اور ہندو بھائی بھی اُن کو عزیز رکھتے ہیں — مجھکو اس وقت یہہ بات بیان کرنی واجب معلوم ہوتی ہی کہ ہندوؤں کو اول میں یہہ احتمال ہوا تھا کہ مدرسۃ العلوم اُن کے اور ہمارے درمیان ثقافت کا باعث ہوگا مگر نہایت خوشی اور شکر کی بات ہی کہ اب اُن کو اس کے برخلاف ثابت ہو گیا ہی — ہمارے معزز پیشوا ہمارے مذہب کے بانی نے ہمکو صلح کل کی تعلیم کی ہی جس سے ہمکو دینی اور دنیوی دونوں قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں — دینی تعلیم اہل اسلام کے واسطے نہایت ضروری امر ہی اور ہم اہل اسلام کو گز سرکاری مکاتب اور مدارس سے بہت سا فائدہ پہنچتا ہی مگر اُن میں دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہم بہت سے فائدوں سے محروم رہتے ہیں اور وہ اخلاق جو ہمارے پاک مذہب میں بھرے ہوئے ہیں اُن کی تعلیم سے ہمارے اڑکے بے نصیب رہ جاتے ہیں اسی لیئے یہہ مدرسۃ العلوم جاری ہونا تعجیز ہوا ہی — جس سے مسلمان دینی اور دنیوی تعلیم کے فائدے حاصل کریں دنیوی فوائد کا ذکر میں نے اس لیئے کیا ہی کہ دنیوی ترقی اور دینی ترقی دونوں لازم و ملزوم ہیں — جب تک کسی قوم میں دنیاری عزت اور کانی ثروت نہیں ہوتی تب تک کوئی اُس کی دینی شوکت بھی ظاہر نہیں ہوتی — اسلام کی شوکت جو مشرق سے مغرب تک پہیلی اُس میں اور کیا تھا قومی اتفاق تھا اور قومی ہمدردی تھی اور نیز روز بروز قومی ثروت بڑھتی جاتی تھی *

یہہ مدرسہ ہماری قوم کے لیئے دینی اور دنیوی فوائد کے ساتھ ہماری دانست میں بہت کامیاب ہوگا اور اُس کے ذریعہ سے لوگوں کے

خیالات ہمارے پاک مذہب کی رو سے اس طرف مایل ہونگے کہ اپنی ملکہ معظمہ کی خیر خواہی اپنے اوپر فرض سمجھیں اور جب ہمارے قوم اس مدرسہ کے ذریعہ سے اس درجہ اور اس اعزاز کو پہنچیں اور مجھکو بہرہ ور اور خوشی ہی کہ مسلمان اس عزت کو حاصل کریں تو میری دلی آرزو ہی کہ اسی طرح ہمارے ہندو بھائی بھی ایسا ہی ایک اپنا قومی ہندو کالج قائم کریں اور ہم خوش ہونگے کہ ہمارا دایاں ہاتھ اور بایاں ہاتھ ایک ساتھ اُٹھیں گے ایک ہاتھ دایاں دل ہوگا ایک بایاں دل *

اس کے بعد صدر انجمن کی اجازت سے مفتی امام بخش صاحب رئیس پٹیالہ نے ایک قصیدہ مدحیہ فارسی جناب سید صاحب بہادر اور حاضرین کے روبرو پڑھا کہ سنایا جس سے تمام حاضرین جلسۃ نہایت معظوظ رہے — مصنف سلمۃ اللہ تعالیٰ نے اس قصیدہ میں مدرسۃ العلوم کے مقاصد کی نسبت اچھی طرح سے تائید کی ہی *

اس کے بعد جناب خاں بہادر محمد برکت علی خاں صاحب بہادر نے انجمن کی طرف سے جناب صدرا انجمن کا شکریہ ادا کیا اور بڑی خوشی اور مبارکی کے ساتھ مجلس برخاست ہوئی *

نمبر ۱۷۱

روئدادان

اجلاس ممبران مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسۃ العلوم للمسلمین منعقدہ

۱۰ جنوری سنہ ۱۸۷۳ ع

نمبر ۲۰

پریسینٹ

نواب محمد حسین خاں بہادر رئیس سرائی *

ممبران موجودہ

مولا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

سید علی حسن صاحب تحصیلدار *

مولوی محمد عارف صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

سیکرٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

روئدادان اجلاس منعقدہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ ع نمبر ۱۹
بدستخط سیکرٹری مرتب و کتاب روئدادان میں مندرج تھی ملاحظہ
ہوئی *

اس لئے اُن کا چندہ داخل سرمایہ مدرستہ العلوم کے جس کا ذکر
دفعہ ۲۰ و دفعہ ۲۳ میں بھی نہیں ہے اور وہ روپیہ کار و بار تعمیر
میں صرف ہو سکتا ہے *

سویم یہ کہ جس قدر پرامیسی ثروت زر سرمایہ سے خریدے
گئے ہیں اُس کا منافع بموجب دفعہ ۲۵ قواعد کارروائی کمیٹی کے
تعمیر مکانات میں صرف ہو سکتا ہے *

چہارم یہ کہ مجتہد معلم ہوا ہے کہ بہت سے لوگ ملازمت اُس
چندہ کے جو انہوں نے بطور سرمایہ مدرستہ العلوم کے دیا ہے خاص
واسطے تعمیر مکانات کے بھی چندہ دینے کو آمادہ ہیں *

مرزا محمد رحمۃ اللہ بیگ صاحب نے کہا کہ میں اس تھریک
کی تائید کرتا ہوں کیونکہ اگر تعمیر مکانات میں روپیہ ہمارے سرمایہ
مدرستہ العلوم سے خرچ نہ ہو بلکہ اُس کے منافع یا خاص چندوں سے
تعمیر مکانات شروع ہو جاوے تو اس سے زیادہ خوشی اور کامیابی
کی کون سی بات ہوگی بلکہ مجتہد یقین ہے کہ ابتدائی تعلیم شروع
ہو جانے اور اُس کے لائق ضروری مکانات کے تعمیر ہونے کے بعد
لوگوں کو زیادہ تر ترجیح مدرستہ العلوم کی طرف ہو جائیگی اور نیز
ترقی سرمایہ مدرستہ العلوم میں بھی اُس سے بہت کچھ مدد ملیگی
جملہ ممبران موجودہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور تھریک مذکورہ بالا
بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خاست
ہوئی *

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سیکرٹری

نمبر ۲۷۲

عربی مدرستہ دیوبند

اس مدرسہ کی سالانہ مجلس میں جناب مولوی محمد قاسم
صاحب نے ایک نہایت لٹبی اور دل پر اثر کرنے والی اور صداقت سے
بھری ہوئی گفتار کی اُس کے پڑھنے سے ہم کو اس بات کی بڑی خوشی
ہوئی ہے کہ جناب مولوی صاحب مودوح بھی مسلمانوں کے حق میں
علوم و فنون جدیدہ کا حاصل کرنا ضروری تصور فرماتے ہیں چنانچہ
انہوں نے ارشاد فرمایا ہے ”کہ یہاں کے طالب علم اگرچہ بعض علوم
و فنون جدیدہ میں کامیاب نہ ہوئے ہوں پر اُنکے حق میں یہ اُنکی
استعداد مثلاً استاد کامل تعلیم کے لئے کافی ہو اور مدارس میں اگرچہ

سیکرٹری نے کمیٹی کو مطلع کیا کہ علیحدہ میں ایک نہایت وسیع
اور مرتفع اور خوش آب و ہوا میدان جہاں فوج کی پریکٹ ہوئی تھی
موجود ہے اور جو کہ علیحدہ سے چھاونی فوج کی اُتھ گئی ہے اس
میدان سے وہ قطعہ جو ملکیت گورنمنٹ کی ہے کمیٹی مدرستہ العلوم کو
مل سکتا ہے چنانچہ اُس میدان میں سے چند قطعات لوگوں کو
واسطے بنائے گئے ہیں اور قریب ایک سو چوبیس
ایکڑے جو چھتر ایکڑ کے مساوی ہوتا ہے باقی ہے پس میں
تھریک کرتا ہوں کہ مدرستہ العلوم کے لئے اُس قطعہ کے ملنے کی
کمیٹی کی طرف سے گورنمنٹ میں درخواست کی جاوے مجھے اُمید
ہے کہ گورنمنٹ اس قطعہ کو اس مطالب کے لئے کہ وہاں مدرستہ العلوم
کا کچھ حصہ بطور صلیہ بخش دیگی اور اگر گورنمنٹ کی مرضی
نہ ہو معارضہ لینے کی ہو تو بموجب دفعہ ۲۰ قواعد کارروائی کمیٹی کے
وہ زمین بعد اداے معارضہ گورنمنٹ سے لی جاوے *

بعد اس کے سیکرٹری نے نقشہ اُس اراضی کا جو از روے کمپاس
اور اسکیل کے بنایا گیا تھا پیش کیا اور ممبروں نے بالاتفاق تصویز
مذکورہ بالا سے اتفاق کیا اور سیکرٹری کو واسطے پیش کرنے درخواست
کے گورنمنٹ میں اجازت دی *

سیکرٹری نے اس بات کی تھریک کی کہ کمیٹی سے اجازت ہو
کہ بعد ملنے زمین کے اجراء کار و بار تعمیر مدرستہ العلوم کی بھی
تعمیر کی جاوے سیکرٹری نے کہا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ جو
روپیہ بطور سرمایہ مدرستہ العلوم کے جمع ہوا ہے وہ روپیہ بموجب
دفعہ ۲۳ قواعد کارروائی کمیٹی کے تعمیر مدرسہ و تعمیر مکانات
متعلقہ مدرسہ میں خرچ نہیں ہو سکتا مگر چار قسم کی آمدنی اس
وقت ایسی ہے جس سے کاربار تعمیر مدرسہ کا شروع ہو سکتا ہے *

اول یہ کہ ملازمت اُس چندہ عام کے جو بطور سرمایہ مدرستہ العلوم
کے کیا گیا ہے رئیسان ضلع علیحدہ نے خاص چندہ واسطے قائم کرنے
اور جاری کرنے ابتدائی درجہ تعلیم مدرستہ العلوم کے کونا شروع کیا ہے
جس کی تعداد اس وقت تک چودہ ہزار تین سو پینتالیس روپیہ تک
ہو گئی ہے اور اُن کا ارادہ ہے کہ اس چندہ میں سے اُس قدر
معارف مدرستہ العلوم کی بھی بنائی جاوے جس میں وہ تعلیم ہی
جاریگی جو طریقہ تعلیم پیش شدہ میں اسکول تہارت منٹ یا صیغہ
مدرسہ کے نام سے مرسوم ہے پس اُس خاص چندہ میں سے جس قدر
روپیہ صرف تعمیر میں تصویز ہوگا اُس سے کاربار تعمیر جاری
ہو جائیگا *

دوسرے یہ کہ بعض لوگوں نے واسطے سرمایہ مدرسہ کے چندہ
تعمین دیا ہے بلکہ خاص واسطے تعمیر مکان کے چندہ دیا ہے اور

لیئے علوم دینی اور علوم دانشمندی اور علوم و فنون جدیدہ کا سامان
مہیا کیا جاوے *

مگر ہم کو یہ بات تسلیم نہیں ہے کہ مدارس سرکاری میں علوم
جدیدہ کی تعلیم بکثرت جاری ہے بلکہ در حقیقت کچھ نہیں ہے جو
بالفرض اگر ہم تسلیم بھی کر لیں تو علوم دینی اور علوم دانشمندی
و علوم و فنون جدیدہ کی تعلیم گاہوں عالیہ و سنیہ و
کچھ مفید نہیں ہے اور اس لیے ضرور ہے کہ وہ سب ایک
جگہ جمع کی جائیں تاکہ انتظام واحد سے ہو شخص بکثرت اپنی
استعداد اور خواہش کے جس علم کو چاہے حاصل کرے یہ خیال کرنا
کہ ایک مدرسہ میں سے ایک قسم کے علوم کی تکمیل کر کے دوسری قسم
کے مدرسہ میں داخل ہوں تجربہ کی رو سے درست نہیں ہے بلکہ
اس لیے کہ جب عمر تحصیل علوم کی نکل جاتی ہے تو پھر کچھ
حاصل نہیں ہوتا فرض کہ ہمارے مقصد و جناب مولوی صاحب نے
گفتگو میں بالکل اتحاد پایا جاتا ہے ہمارا یہ مقصد ہے کہ جن
چیزوں کی ضرورت جناب مدرسہ نے فرمائی ہے وہ سب ایک جگہ
جمع کی جائیں تاکہ جس کو جس کی ضرورت ہے وہ اس کو
ملے *

رائے

سید احمد

التماس

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری عنقریب ختم ہونے کو ہے اور
ہم جب قاعدہ معینہ کے سال آئندہ یعنی سنہ ۱۲۹۱ ہجری کا روپ
پیشگی آنا چاہیں لہذا التماس ہے کہ قبل اختتام ماہ ذیحجہ
سنہ ۱۲۹۰ ہجری زر قیمت پرچہ باب سال آئندہ عنایت فرما
بعد اختتام ماہ مذکور تا آئیں زر پیشگی کے اجراء پرچہ کا آپ
نام پر ملوث رہیگا *

سید احمد

مشیخ تہذیب الاخلاق

بعض علوم جدیدہ کی تعلیم کی ثروت کے باعث طالب علموں کو ایک
مشق تازہ اُن علوم کی ایسی ہو جو یہاں کے طالب علموں کو نہ
ہو جوچہ قوت استعداد اہل انصاف کے نزدیک بالمعنی اُن علوم میں
ہو اُن کے مدارس کے طالب علموں سے یہاں کے طالب علم زیادہ ہی
سمجھے جائینگے بالیں ہمہ اگر بالفرض جوچہ مشق نہونے بعض علوم
جدیدہ کے کچھ نقصان بھی متصور ہو تو جوچہ مفید ہونے قوت
استعداد عالیہ اور نہونے علم دینی کے اُن مدارس کے طالب علم
درجہ ۱۵ یہاں کے طالب علموں سے ناقص ہونے چاہئیں اب ہم
اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو جاوے
کہ درباب تحصیل یہ طریقہ خاص کیوں تجویز کیا گیا اور علوم
جدیدہ کو کیوں نہ شامل کیا - منجملہ دیگر اسباب کے بڑا سبب
اس بات کا ایک تو یہ ہے کہ تربیت عام ہو یا خاص ہو اس پہلو
کا لحاظ چاہیئے جس طرف سے اُن کے کمال میں رخنہ پڑا ہو سو
اہل عقل پر روشن ہے کہ آج کل تعلیم علوم جدیدہ تو جوچہ کثرت
مدارس سرکاری جس ترقی پر ہے کہ علوم قدیمہ کو سلاطین زمانہ سابق
میں بھی یہ ترقی نہوئی ہوگی ہاں علوم تقلید کا یہ تنزل ہوا کہ
ایسا تنزل بھی کسی کارخانہ میں نہوا ہوگا ایسے وقت میں رعایا کو
مدارس علوم جدیدہ کا بنانا تحصیل لا حاصل نظر آیا اور صرف بجانب
علوم نقلی اور نیز اُن علوم کی طرف جن سے استعداد علوم نقلی اور
استعداد علوم جدیدہ بھی یقیناً حاصل ہوتی ہے ضروری سمجھا گیا
دوسرے یہ کہ زمانہ واحد میں علوم تشریح کی تحصیل سب علوم کے
حق میں باعث نقصان استعداد رہتی ہے ہاں بعد تحصیل فنون
دانشمندی جس کو خاص تحصیل استعداد ہی کے لیے تجویز کیا ہے
اگر اور فنون قدیمہ و جدیدہ کو حاصل کیا جاوے گا تو البتہ مقدار زمانہ
تحصیل برابر رہیگا اگر تقدیم تاخیر سے مطلب بخوبی حاصل ہوگا
استعداد ہر عام کی بخوبی حاصل ہوگی اس لیے علوم تقلید اور
ان کے ساتھ علوم دانشمندی کو داخل تحصیل کیا اس کے بعد اگر
طالب مدرسہ ہذا مدارس سرکاری میں جا کر علوم جدیدہ کو حاصل
کرے تو اُن کے کمال میں یہ بات زیادہ مؤید ہوگی کاش گورنمنٹ
ہند بھی قید عمر طلبہ کو داخل کر آوے دیں تاکہ یہ وفاء عام عام
رہے اور سرکار کو بھی معلوم ہو کہ استعداد اسے تھا کرتے ہیں *

پس ہم جو مدرسۃ العلوم قائم کرتے ہیں ہمارا مقصد بھی یہی
ہے جو جناب مولوی صاحب مدرسہ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے

بمقام علیگڈہ - مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

